UNIVERSAL
LIBRARY
OU_232122
UNIVERSAL
LIBRARY

آصف اللغات

جامع الفاظ مفرده و مرکبه اصطلاحی و استعمال فارسی و امثال و مقولهای عجم ملتزم باسناد
متقدمین و متاخرین و معاصرین عجم و برای هریک لفظ ترجمه باصطلاح
زبان اردو و مع اسناد کلام زباندانان هند

جلد هفتم

مؤلفه خان بهادر شمس العلما مولوی محمد عبدالعزیز مائطی (نواب عزیز جنگ بهادر) وظیفه یاب حسن حدیقه
سرکار آصفیه

جمیع حقوق این تالیف وقف عام است پانصد
نسخهای این کتاب که طبع میشود آنرا هم وقف کرده ایم هرکس اختیار
دارد که بپابندی قواعد مندرجه اعلان که بر آخر کتاب چاپ شده است ازین منتفع شود

سنه ۱۳۳۱ هجری مطابق سنه ۱۳۲۲ فصلی

عزیز المطابع حیدرآباد دکن

اغراز وشکرانۂ اغراز

اغراز (۱) مین اپنی اس تالیف کی اعلی کامیابی پر خداوند کریم کا شکر گزار ہون اور یہہ بات میرے لئے باعث افتخار ہے کہ اس کا نام میرے آقائے ولی نعمت حضور پرنور بندگان عالی متعالی مدظلہ العالی کے مبارک تخلص کو اپنے سر پر لئے ہوے ہے اور اس کا آغاز آپ ہی کی مبارک جوبلی چہل سالہ کی تقریب مین ہوا۔

(۲) مین ہز اکسلنسی لارڈ منٹو بانقابہم گورنر جنرل ہند کا شکریہ ادا کرتا ہون کہ آپ نے براہ عنایت مجھکو اجازت عطا فرمائی کہ مین اس کتاب کا ڈڈی کیشن آپ کے نام نامی سے کرون۔ صاحب رزیڈنٹ حیدرآباد بذریعہ مراسلہ نشان (۴۲۵۸)

۲۴۔ جون ۱۹۰۹ء مجھکو اطلاع دیتے ہین کہ ہز اکسلنسی آپ کا شکریہ ادا کرتے ہین کہ آپ نے اون کو ایسی عالمانہ تالیف مین اون کی یادگار قائم ہونے کا موقع دیا

اعانت (۳) مین ہز اکسلنسی ویسرائے موصوف کا دل سے شکر گزار ہون کہ آپ نے باجلاس کونسل یہہ حکم فرمایا کہ مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح وہ شائع ہوتی جاے پان پانسو روپیہ کا آنریریم (صلۂ تالیف) عطا کیا جاے

(۴) مین اپنے آقاے ولی نعمت اعلیٰ حضرت والی سلطنت دکن حضور پر نور سرکار نظام ادام اللہ اقبالہم کا شکریہ بجان و دل ادا کرتا ہون کہ سرکار ممدوح نے حکم فرمایا کہ سلطنت آصفیہ کے شاہی خزانہ سے بھی مؤلف کو اس کتاب کی ہر ایک جلد پر جس جس طرح وہ شائع ہوتی جاے سات سو اسی روپیہ کی امداد عطا کی جاے۔

(۵) حیدر آباد کے امراے عظام سے جناب نواب فخر الملک بہادر معین المہام صیغۂ تعلیمات و عدالت و کوتوالی و امور عامہ کی علم دوستی کا بھی شکر گزار ہون کہ آپ نے اپنے خانگی خزانہ سے اس تالیف کی ہر ایک جلد پر سو روپیہ کا اعزازی انعام مقرر فرمایا ہے۔

شکریۂ عملی (۶) اگرچہ اس کتاب کی ہر ایک جلد کے پانسو نسخون کی طبع کا حقیقی صرفہ بقدر ۱۱۱۱ سکۂ عثمانیہ ہے اور معاونین بالقابہم کی امداد کا مجموعہ بھی اسی کے قریب قریب ہے۔ لیکن محض اس خیال سے کہ پبلک کو نفع پہونچے مینے جملہ نسخہاے مطبوعہ کو بلا لحاظ اپنے نفع کے مع حق تالیف کتاب بلا کسی معاوضہ کے پبلک لائبریریز کے لئے وقف کر دیا ہے۔ معزز ناظرین کتاب پر روشن ہے کہ یہہ ۲۸ جلد کی کتاب ہے

اور مؤلف کی ضعیفی کی وجہ سے کمال اہتمام کے ساتھ سال بھر مین ایک جلد شائع ہوتی ہے اور بظاہر مجھ کو صرف خداوند کریم سے توقع ہے کہ مین اس کتاب کی تکمیل اپنی باقی ماندہ عمر مین کرسکون ۔ وہو علی کل شیٔ قدیر ۔

پبلک کا فدائی
احمد عبد العزیز ۔ نائطی
(خان بہادر شمس العلما نواب عزیز جنگ بہادر)

تقریظ - ریختۂ کلک بلاغت رقم جناب میرزا مہدیخان کوکب تخلص - اے - آر - ایس - یم یم - آر - اے ایس - ئی - پنشنر ناظم مردم شماری سرکار عالی

جلد ہفتم آصف اللغات کہ الآن زیر مطالعہ است بوجوہ عدیدہ مؤلف را مستوجب مبارکباد می سازد - اول ازاین جہتہ کہ مایوسیٔ کہ از علالت شدیدۂ ایشان عائد شدہ بود مبدل بامیدواری گردید و این جلد اولین است کہ پس از صحت یابی ایشان شائع شدہ ثانیاً اینکہ باب الف در ہمین جلد باختتام رسیدہ آغاز بباب با می شود از انگارۂ کہ بدست آمدہ است گویا بدین جلد ہفتم ربع ثانی این لغت مبسوط آغاز می شود و چنین گمان می کنیم کہ پس از اختتام حروف ب و پ نصف کتاب بانجام خواہد رسید و حروف باقیہ در مجلدات نصف آخر بیان خواہد شد -

و از زبان پارسی سبب زیادتی بودن الفاظیکہ بالف و باشروع میشوند اینست کہ اکثر لغات کہ تعلق بحروف مختلفہ دارند بسبب الف وصل تحت الف می آیند و این کار مؤلف قابل تحسین است کہ بیان کامل آنہا را درین مقام جاے دادہ است پس در آیندہ ہرگاہ بیان الفاظ و لغات بدون الف وصل تحت ابواب متعلقہ خود بیایند بیانشان

بالفاظ مختصر کرده خاطر خوانندگان را راجع بردیف الف نمودن کافی خواهد بود۔
همچنین است حالت اکثر لغات ردیف آلف و باکه بسبب بودن صدر از و صدر ب
تعداد شان نسبت به ردیفهای دیگر خیلی بیشتر است۔

۳ ف ملخص کلام اینکه چیزیکه مایهٔ پسندیدگی ما شده است بیان ماخذها و اشتقاقات
الفاظ است که مؤلف جهد بلیغ در آن بکار برده است وحتی الوسع والطاقة
درین کار از میل خاطر یکه باین طرف دارد سعی زیاد نموده است اگرچه تحقیقاتش
بیشتر مبنی بر قیاس شخصی می باشد ولی مجبور باین بوده است زیرا که از کتب لغات
موجوده کمکی و مددی که متمنی آن بود بایشان نرسیده۔ سبب اصلی آن اینست که مولفین
کتب موجودهٔ لغت بسیار کم بانیطرف باین طرف رفته اند و بطور ندرت و شذوذ گاهی
توجه بماخذ بعض لغات کرده اند که اوسطش از صدی دو نیز کمتر است بخلاف این
مؤلف ممدوح کمتر لفظی را عاری از بیان اشتقاقش گذاشته است وحقیقت واقع
اینست که درین امر قیاس را مدخلیت کلی است خصوصاً در وقتیکه مواد بدست
نباشد که بنای تحقیق اشتقاقات را به او مبنی توان نمود۔

متعلق این امر بارا موقع اعتراضی حاصل است و آن اینست که مؤلف
نسبت باکثر الفاظ می نگارد که فارسیان فلان لفظ را از زبان سنسکرت یا عربی
یا ترکی یا زبان دیگر گرفته اند ما میگوئیم که چون زبان پارسی با سنسکرت هم عصر بوده
بلکه پارسی باستانی و سنسکرت دو خواهر بوده اند که از یک مادر متولد شده اند

ونسبت بعربی وترکی نیز قدیمیه است پس چرا دیگران الفاظ پارسی را بزبان خود
درنیاورده باشند و درین شکی نیست که بجهت تصفیهٔ این امر رجوع بتاریخ
السنه باید کرد و کار مشکل تر این است که متعلق هر لفظی باید تحقیق نمود که در چه سنه
وسالی استعمال کرده شد و لے قطع نظر ازین زحمت شدید نموده اگر نظر بر قدامت
زبان کنیم بطور سرسری این کار را انجام توان داد۔

ف۴ این کتاب مبسوط دارائے محسنات بسیار است که اگر بخواهیم آن را
بتفصیل برنگاریم تقریظ ما بطول خواهد کشید وچون هر کس این را مطالعه کند
خود از آن واقف خواهد شد لهذا این بیان را بدین جمله مختصر ختم می کنیم و از
خدا خواستگاریم که عمر وصحت شمس العلما۔ خان بهادر نواب عزیز جنگ را
برقرار دارد تا تالیف این کتاب را بنوعیکه آغاز کرده اند باختتام رسانند
چون مؤلف ممدوح این ذخیرهٔ بے بها را وقف کتابخانه هاے عمومی فرموده است
از نیرو در خور تحسین و آفرین است و این فی الحقیقت تشکر بزرگیست در جلدے
امدادی که از دولت بهیّه انگلیس و دولت ابد آیت آصفجاهی برائے اشاعت
هر جلدی برائے ایشان مقرر شده است۔ عموم مردم را باید که شکر گذار این
هردو دولت باشند که نصب العین شان ترویج علوم و تعلیم عموم است۔

میرزا مهدی خان
۲۹ ذیحجه سنه ۱۳۳۲ هجری

بسم اللہ الرحمن الرحیم

للہ الحمد کہ نوبت بہ ہفتمین جلد این کتاب رسید و قطرۂ اشک شادی از دیدۂ ما چکید۔ پس از انکہ از اشاعت ششمی جلد فارغ شدیم مبتلاے مرض التہاب گردیدیم کہ ہر دو پاے ما بے کار و ہمچون مفلوجے معذور از رفتار شد۔ سالے صاحب فراش بودیم بحالتے کہ دماغ ما خیلے چاق و از براے این کار سراپا مشتاق بود۔ می خواستیم کہ سلسلۂ تالیف را جاری داریم ولیکن اتفاق اطباے فرنگ بترک شغل مجبور و قوت دل و دماغ را بآئین حفظ ماتقدم معذور داشت۔ عارضۂ ما کہ (بزبان لاطینی لوکوموتو اتاکسیا نام داشت) بقول شان ناقابل علاج بود و ادویۂ مجوزۂ شان مضعف دل و دماغ۔ ناچار رفتیم بمدراس تا از اطباے آنجا استمداد کردیم و تشخیص شان را خلاف اطباے مقامی نیافتیم رجوع کردیم بہ اطباے امریکائی و خیال شان ہم بہ لاعلاجی مرض متحکم بود

پس بحال یاس و حرمان مراجعت کردیم بحیدرآباد۔ در نقل و حرکت سفر رنجہا برداشتیم تا مساعدت بخت۔ مارا بہ (حکیم نابینا) رساند و معالجۂ مرض خود را بدست حکمتش برگماشتیم تا خوف لاعلاجیش باقی نماند۔ نام نامیش مولوی۔ حافظ۔ حکیم عبدالوہاب صاحب انصاری است و بکنایۂ لطیف لقب گرامیش مظہر قدرت باری۔ بسیاری از بے بصران روزگار کہ از مراتب فضیلتش بے خبر بودند سد راہِ ما شدند و بمحبت و خلوصی کہ با ما داشتند خواستند کہ از معالجہ اش باز دارند۔ منت مربی را کہ از حقائق احوال آن مسیحاے زمان و از بیخبردی آن بے تحقیقان آگاہ فرمود۔ آنکہ در بخصوص خضر طریقت ماشد۔ سید علی بہار نام دارد و خدایش بکام دارد کہ بوسیلۂ اطمینانِ بیانش بخدمت مسیحاے زمان رسیدیم و در ہشتمی ماہ از آغاز معالجہ۔ آثارِ صحت خود دیدیم۔ اکنون پاے ما بدستگیریش قوتِ رفتار دارد و دست ما بپا مردیش یارا ے این کار۔

نظم

شنیدم آنچہ زاوصافِ بوعلی سینا	بدیدہ چشم من آن در حکیم نابینا
بنانِ او زنگاہِ کسے بود دہ چند	بصیرتش ز بصارت ہزار گونہ بلند
چہ این برویت قارورہ می کند نازے	کہ آن بہ نبض شناسی نماید اعجازے
گذشت اگر ہمہ مکتوبِ حکمتش زنظر	مطالب ہمہ این را بسینہ مستحضر
بچشمِ اہلِ نظر لاعلاجیم جا داشت	زہے علاج کہ شافی بدستِ اعمی داشت

خطا بچشم طبیبی که برگذارد چشم
شفا بدست حکیمی که او ندارد چشم

عطای شافیِ مطلق بدستِ او جا کرد
خطای دیدهٔ ظاهر درِ دلش وا کرد

به نعمتے که خدایش به دل عطا کرده است
نشانه نظرِ عالمی خطا کرده است

عدیلِ او نبود در زمانه نباشی
مثیلِ او نبود بهرِ خلق فیاضے

ز فیضِ عام علاجش کسے خبر دارد
که تیره پردهٔ غفلت ز چشم بردارد

نگاهِ غیر بصیرت بچشم کور تر است
بصیرِ کور بچشمِ زمانه دیده ور است

نظر کشائے ارسطو حکیم نابینا ست
طبیب ما مطب آموزِ بوعلی سینا ست

طبع زاد عزیز عنبگ ولا مؤلف کتاب

یکم بہمن ماہ الٰہی سنہ ۱۳۲۴ فصلی

انگشت برک اصطلاح - بقول برہان برک بضم بای ابجد و فتح راے قرشت و سکون کاف جانوریست کہ او را موش کور می گویند و پیوستہ در زیر زمین باشد و بیخ درخت و نباتات را می خورد و گویند پیاز و گندنا بسیار دوست دارد و چون بر در سوراخ او نہند - بیرون آید و او را بگیرند و گوشت او زہر قاتل است صاحب بحر و سراج فرمایدکہ نام موش کور است و صاحب محیط بر موش کور فرمایدکہ اسم فارسی است و بشیرازی انگشت برک و باصفہانی وازہ سانگ و بعربی فارۃ المسک و بدلیمی کابیش و بہندی چھچوندر و گویندکہ چشم آن نیست و در زمین نمناک می باشد و ریشہای اشجار را می خورد و دران حرارت قوی بارطوبت و سمیت قاتلہ و لہذا از داخل غیر مستعمل مؤلف گویدکہ انگشت برک بمعنی جانوری خورد تر جسم انگشت دارندہ یعنی سیاہ جسم ہمچون انگشت کہ بدن و جسم آمدہ - فارسیان موش کور را بدین اسم کنایۃً موسوم کردہ اند و ہمین باشد وجہ تسمیۂ این - (اردو) چھچوندر - بقول آصفیہ (ہندی) اسم مؤنث - موش کور ایک قسم کا چوہا جو رات کو نکلتا ہے اور اسکے جسم سے مشک سی ملتی ہوئی بدبو آتی ہے -

انگشت برکسی خائیدن مصدر اصطلاحی بقول بحر و بہار و انند نوعی از تہدید کہ او را بر صنعا کنند (خاقانی ؎) لعلت اندر سخن شکر خاید نوت انگشت بر قمر خاید - مؤلف گویدکہ خائیدن بمعنی چاویدن و بدندان نرم کردن و شگافتن آمدہ کذا فی الموارد - پس معنی لفظی این چاویدن انگشت بدندان برکسی است و کنایہ از عتاب کردن بران و این خلاف عمل است کہ بحالت غصہ انگشت نمی خایند و معنی (انگشت برماہ خائیدن) کنایہ در کنایہ یعنی ماہ را دو نیم کردن کہ خوفناک کردن ماہ است و اشارہ لطیف بسوی معجزہ شق القمر

پیغمبر ما علیہ الصلوٰۃ والسلام چنانکہ از سند بالا ظاہر است
کہ یارہم اعجاز شق القمر کند و مجرد انگشت خائیدن (بجائش)
می آید (اردو) کسی کو انگلی سے ڈرانا۔ جیسا کہ ہندوستان
مین عادت ہے کہ کوئی بزرگ اپنے خرد پر خفا ہوتا ہے
تو انگشت شہادت کو بلند کرکے حرکت دیتا ہے اور کہتا ہے
کہ خبردار تو اگر یہ کام کریگا تو مین تجھکو سزا دونگا۔ وانت
پیسا۔ بقول آصفیہ نہایت غصہ مین ہونا اور بلحاظ
معنی آخر خوفناک کرنا۔ شق القمر کرنا۔

انگشت برکشیدن مصدر اصطلاحی۔ بقول صاحب
شمس بہ معنی محو کردن۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد
و سند استعمال ہم پیش نشد مؤلف گوید کہ اگر بندی
بدست آید قیاس توان کرد کہ اشارہ کردن بانگشت
باشد و مخاطب را بسوی خود رجوع کردن و مقابل
را محو کردن و این بعید نیست اگر فاعل این محبوب
باشد (اردو) محو کرنا۔

انگشت برلب بردن مصدر اصطلاحی۔ بقول
ناصری و رشیدی و شمس کنایہ از بجرف آوردن
ساکت را مؤلف گوید کہ حیف است کہ سندی
پیش نشد و بخیال ما (انگشت برلب کسی بردن)
البتہ موافق قیاس است کہ چون کسی سکوت اختیار
کند عادت است کہ مخاطب او بکمال محبت انگشت
خود را برلب ساکت مس کند و گوید کہ خاموش چرا
بودہ باید کہ چیزی بگوئی (اردو) انگلی کسی مخاطب
ساکت کے ہونٹ پر چھوکر بات کرنے کو کہنا۔ خاموش
شخص سے بات کرانا۔

انگشت برلب زدن مصدر اصطلاحی۔ بقول
بحر و رستہ و جامع کسی را بر سر حرف آوردن
و استدعای سخن کردن مؤلف گوید کہ می بایست
کہ (انگشت برلب کسی زدن) قائم کنند و بہانہ انگیز
کردہ است کہ می آید (قدسی ۵) نالۂ خشک
زبان را اثری ہست ازان: قدسی انگشت
زند برلب پیمانۂ خویش: صاحب جہانگیری در خاتمۂ
کتاب ذکر این کردہ (ظہوری ۵) حق کردہ
بحشمت ہنر محتشمت: ارقم زدہ بر چشم حسود از رقمت

و روصف خط اینہا کہ شنیدی ز دوات ۔ گر بر لبش انگشت نمیزد قلمت ۔ (صائب ۵) اگرچون کاسہ خالی نیستند از مغز این سرہا پہ چرا انگشت بر ہر لب زنی فریاد می خیزد ۔ (اردو) دیکھو انگشت بر لب زدن

انگشت بر لبش نہ و نغمہ بشنو | مقولہ - بہار ذکر این کردہ فرماید کہ یعنی اور اکہ سر مخفی را ظاہر کند - دیگر کسی از محققین ذکر این کردہ ۔ بخیال ما این مقولہ متعلق است بمصدر مرکب (انگشت بر لب کسی نہادن) کہ مرادف انگشت بر لب زدن باشد کہ گذشت و مقولہ بالا سند این استعمال است (اردو) مضمار کو چھیڑو اور نغمہ سنو - دیکھو انگشت بر لب زدن ۔

(الف) انگشت بر لب کسی بردن | مصادر

(ب) انگشت بر لب کسی زدن | اصطلاحی

(ج) انگشت بر لب کسی نہادن | تعریف

این ہر (انگشت بر لب بردن و زدن) کردہ ایم بہار ذکر (ب) کردہ فرماید کہ (۱) بر سر حرف آوردن (عبد السلام پیامی ۵) ہزار صاعقہ پنہان بزیر لب دارم ۔ بروبرو مزن انگشت بر لبم زنہار (مرزا عرب ناصح ۵) بازم خروش دل بزبان جوش می زند ۔ انگشت نالہ بر لب خاموش می زند ۔ مؤلف عرض کند کہ در معنی اول تخصیص بہ حرف و سخن نباشد بلکہ بخندہ آوردن ہم (ظہوری ۵) وصل تو گر بر لبش انگشت زد است ۔ کن شوق نیاید دہن خندہ بہم ۔ و بہ شیون و بکا آوردن ہم متعلق بہ معنی اول است (ابو طالب کلیم ۵) صبا زلعل لبت جام مالتی دارد ۔ زدم چو بر لبش انگشت گرم شیون شد ۔ حاصل این است کہ (۱) بمعنی مطلق اشارہ بر لب کردن است کہ از ان مخاطب بہ سخن در آید یا بخندہ یا بہ نالہ و فریاد و (۲) بقول بہار منع کردن از سخن ہم (عبد اللطیف خان تہانہ ۵) حرفی بگوش داغ ز خونناب می زنم ۔ انگشت زخم بر لب سیلاب می زنم ۔ یعنی سیلاب را کہ آواز می کند اشارہ خموشی می کنم - حاصل آنست

کہ اگر بحالت خاموشی کسی انگشت بر لبش زنند شارہ بحرف زدن یا خندیدن یا نالہ و بکا کردن است و اگر بر لب کسی انگشت زنند کہ گرم تقریر است یا خندہ و بکا اشارہ بساکت کردن آن (اردو) (الف - ب - ج) خاموش شخص کو بات کرنے یا ہنسنے یا رونے کے لئے چھیڑنا۔ انگلی سے اسکے ہونٹ پر اشارہ کرنا (۲) بات کرتے ہوے یا ہنستے ہوے یا روتے ہوے شخص کے ہونٹ پر انگلی رکھکر روکنا۔

انگشت بر لب گرفتن مصدر اصطلاحی

بقول بحر (۱) متعجب و متحیر و (۲) متاسف ماندن بہار بر معنی اول قانع (شیخ شیراز ؒ) بخندید و انگشت بر لب گرفت ؎ کہ سعدی مدار انچہ دیدی بگفت ؎ (اردو) (۱) انگشت بدندان ہونا دیکھو انگشت بدندان گرفتن۔ (۲) متاسف ہونا افسوس کرنا۔

انگشت بر لب نہادن مصدر اصطلاحی

بقول بہار مرادف انگشت بر لب گرفتن کہ بقولش متعجب و متحیر شدن است۔ سندی کہ پیش شد بر (انگشت بلب نہادن می آید (اردو) دیکھو انگشت بر لب گرفتن کے پہلے معنی۔

انگشت بر نمک سودن مصدر اصطلاحی

بقول صاحب ناصری کنایہ از سوگند خوردن و عہد کردن باشد دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد ولیکن صاحب ناصری از اہل زبانست قولش اعتبار را شاید (اردو) قسم کھانا عہد کرنا۔

انگشت بریدہ را نمک نمی کنند مثل بقول بہار کنایہ از شخص نافرمان و خودرای دیگر کسی از محققین امثال ذکر این نکردہ و سندی ہم پیش نشد مؤلف گوید کہ معنی حقیقی این تقاضای این می کند کہ استعمال این بجائی کنیم چون کسی را مرتکب کاری خلاف عقل بینیم۔ شخص نافرمان را ازین تعلقی نیست و شخص خودرای اگر کار خلاف عقل کند استعمال این بجز عملش میتوان کرد نہ کنایہ

از ذوات او۔ اگر استعمال این مثل در اثبات کنند جا دارد کہ برای شخص خود برای استعمالش کنیم۔ معاصرین عجم با ما اتفاق دارند (اردو) وہ کہتے ہین زخمون پر کوئی نمک نہین لگاتا یعنی زخم پر نمک لگانا یا چھڑکنا خلاف عقل ہو جس سے زخم تازہ ہوتا ہے اور مندمل نہین ہوتا اس اردو کہاوت کا مقصد وہی ہے جو فارسی مثل کا مطلب ہو۔

انگشت بگوش نہادن مصدر اصطلاحی بقول انند و بحر و بہار بند کردن سوراخ گوش تا شنیدہ نہ شود (ابو طالب کلیم ؎) تیشہ با سخت دلی می نہد انگشت بگوش تا نتواند کہ بدرد دل فرہاد رسد (اردو) کانون مین انگلیان رکھنا یا دینا۔ بقول آصفیہ کسی کی آواز نہ سننے کی غرض سے کانون کو بند کرنا۔

(الف) انگشت بلب اصطلاح۔ بقول خان آرزو در سراج بہ معنی ندامت و پشیمانی و (ب) **انگشت بلب زدن** بحرف آوردن دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد۔ مؤلف عرض کند کہ (الف) اسم فاعل ترکیبی باشد بہ معنی نادم و پشیمان و خاموش۔ و بہ تحقیق ما بہ معنی ندامت و پشیمانی نیست و (ب) ہمان کہ ذکرش بر انگشت بر لب کسی زدن) گذشت (اردو) (الف) نادم۔ پشیمان۔ (ب) دیکھو انگشت بر لب کسی زدن کے پہلے معنی۔

انگشت بلب نہادن مصدر اصطلاحی بمعنی اول انگشت بر لب گرفتن است بہار این را بصلہ بر آوردہ کہ گذشت (علی خراسانی ؎) تا فروزان شدہ در اوج صفاہر رخت ماہ انگشت بلب می نہد و حیران است (اردو) دیکھو انگشت بر لب گرفتن کے پہلے معنی۔

انگشت پشیمانی اصطلاح۔ مرکب اضافی بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت۔ مؤلف گوید

که سبابه باشد که بحالت پشیمانی بدندان گیرند
(ابوطالب کلیم ۵) در دهن روزه حیران
من ؛ نیست جز انگشت پشیمانیم ؛ (اردو)
ندامت کی انگلی (مونث) یعنی وہ انگشت شہادت
جو بحالت پشیمانی اور ندامت دانتون مین
دابی گئی ہو۔

انگشت پیچ اصطلاح۔ بقول صاحب
بحر و وارسته (۱) بمعنی عهد و پیمان و (۲) دستاویز
و بقول بهار (۳) بمعنی مدخول و اعتراض کرده
شده نیز و بتحقیق ما (۴) به معنی گره هم (کمال
خجندی ۵) سر رشته قرار شد از دست و همچنان
انگشت پیچ ماسخن زلف دلرباست ؛ (ظهوری
در صفت قلم ۵۲) نکته چون موشود انگشت
پیچ دقتش ؛ حرف گیر و خرده دانش گشته شاه
نکته دان ؛ (ظهوری ۵۳) بجنبش زبان آوران
جمله هیچ ؛ همه حرف ها کرده انگشت پیچ ؛ (میر خسرو
۵۳) چو خواهی که کم گردی انگشت پیچ ؛ بانند بشت

گوی و میندیش هیچ ؛ (نثر از ملا طغرا در ثمره طوبی
۴) ناف مرکز را چون دایهٔ قضا به تیغ مشیت
بریده از نهایت کوچکی جای انگشت هیچ دران
ندید" مؤلف عرض کند که وجه تسمیه (۱) جز ین
نباشد که فارسیان چون با کسی عهد و پیمان کنند
سبابهٔ خود را با سبابهٔ مقابل می پیچند و این
علامت عهد و پیمان است و بدین معنی اسم
مفعول ترکیبی باشد و نسبت (۲) عرض می شود
که عادت است که دستاویز را بعد ترتیبش بر
انگشت می پیچند تا نو رسیده شود و محفوظ ماند و
بدین معنی اسم مفعول ترکیبی است و جا دارد که
که وجه تسمیه (۱) مجازاً برای (۲) هم مستعمل شود که
دستاویز هم نتیجهٔ عهد و پیمان است (۳) مورد
اعتراض را بدین وجه انگشت پیچ گفتند که انگشت
اعتراض بر و بلند شده است و بدین معنی هم
اسم مفعول ترکیبی باشد بمعنی پیچیده در انگشت
یعنی در حیز انگشت اعتراض آمده و کنایه از اعتراض

گرہ شدہ و (۴) خبری دہد از عمل کہ چون خواہند رشتہ را گرہ زنند سرش را دو زانگشت پیچ دادہ می کشند تا گرہ می افتد و این معمول خیاطان است و جا دارد کہ پیشینیان ناف نومولود را ہم بشکل رشتہ گرہ می دادند ولیکن اطبا و حکمای معاصر بوسیلۂ رشتۂ ریشم بروگرہ زنند پس بہ معنی چہارم ہم اسم مفعول ترکیبی باشد (اردو) (۱) عہد و پیمان - قول و قرار مذکر - (۲) دستاویز - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث - تمسک - قبالہ - وثیقہ - سند - نوشتہ - اقرار نامہ (۳) اعتراض کیا ہوا - (۴) گرہ - بقول آصفیہ فارسی - اسم مونث - گانٹھ - عقدہ -

(۱) انگشت پیچ کردن (مصادر اصطلاحی)

(۲) انگشت پیچ گردیدن (۱) آوردن

در معرض اعتراض متعلق بہ معنی سوم انگشت پیچ کہ گذشت و سند این از کلام ظہوری ہمدرانجا مذکور و (۲) در معرض اعتراض آمدن متعلق بمعنی سوم انگشت پیچ و سند این از کلام میر خسرو ہمدرانجا

گذشت (اردو) (۱) قابل اعتراض قرار دینا معرض اعتراض میں لانا - لائق اعتراض ٹھہرانا (۲) اعتراض کیا جانا - معرض اعتراض میں آنا

(۱) انگشت تحیر بدندان داشتن (مصدر اصطلاحی)

بہار ذکر این کردہ کہ بہ معنی حیرت ناک بودن است و عادت است کہ بحالت تحیر انگشت خود را بدندان گیرند بہار سند این از محمد صالح بیگ بن میرزا مومن تبریزی آوردہ

(۵) تقصیر بسی گنہ فراوان دارم ۔ نامی نمیع جود چشم احسان دارم ۔ از کردہ زشت خویش تا روز جزا ۔ انگشت تحیر بدندان دارم ۔ واز ہمین قبیل است ----

(۲) انگشت تحیر بدہن داشتن (خواجہ آصفی ۵)

دارند بدور شکرستان تو خوبان ۔ چون نیشکر انگشت تحیر بدہن ہا ۔ و ہم برین قیاس است ---

(۳) انگشت تعجب بدندان گرفتن (شیخ عراقی ۵)

(۴) انگشت تعجب گزیدن

انگرفت بدندان فلک انگشت تعجب ۔ چون من بدو انگشت لب پیالہ گرفتم (طالب املی ۵)

گردیدہ نرگس مثل نور پذیرد ۔ انگشت

تعجب نگزی اختر ما را بہ (اردو) (تاسف) انگشت بدندان ہونا۔ دیکھو انگشت بدندان گرفتن۔

(۱) انگشت حسرت بلب بودن مصدر اصطلاحی

(۲) انگشت حسرت در کام شدن بہار

(۳) انگشت حسرت گزیدن بہار انگشت

حسرت قانع واز ہنا پیش کردہ اش این ہر سہ اصطلاح بدست آمدہ مؤلف عرض کند (۱) حسرت زدہ بودن باشد و (۲) و (۳) کنایہ باشد از حسرت و افسوس کردن کہ در ہیچ حالت عادت است کہ سبابہ را بدندان گزند (میرزا مغز فطرت ؎) دلم را بردہ از کف جلوۂ خورشید سیمائی بہ کہ ماہ نو بود انگشت حسرت بلب بامش بہ (ملا قاسم مشہدی ؎) شود انگشت حسرت سرو در کام چمن پیرایہ چو در گلشن نمائی جلوہ گر آن قدّ رعنا را بہ (عرفی ؎) حرامم باد ذوق عشق اگر تا جان و دل باشد بہ بلب دندان فشارم می گزم انگشت حسرت را (اردو) دانت تلے انگلی دبانا۔ بقول آصفیہ

انگشت بدندان گرفتن کا ترجمہ۔ افسوس کرنا تاسف کرنا۔ حیرت مین ہونا۔ تعجب مین ہونا دیکھو انگشت بدندان گرفتن۔

انگشت حلقہ اصطلاح۔ مرکب اضافی۔ بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بنصر است و بنصر انگشتی را نامند کہ میان وسطی و خنصر باشد۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و سندی پیش نہند بعضی از معاصرین تصدیق این کنند و گویند کہ در بعض وظائف نر انگشت یعنی ابہام را با بنصر جمع کردہ حلقہ کنند و بہمین سبب فارسیان بنصر را انگشت حلقہ گفتہ اند (اردو) چھنگلی یا چھنگلیا کے بازو کی انگلی۔ مؤنث

انگشت حیران اصطلاح۔ بقول انند و بہار بمعنی انگشت حیرت است یعنی ہمان سبابہ کہ در عالم تحیر بدندان گزند (زلالی ؎) دہانہا در ثنائش چشم قربان بہ زبانہا در دہان انگشت حیران (اردو) انگشت تعجب کہ سکتے مین یعنی انگشت شہادت

(۱۹۰۶) (۱۹۰۸) (۱۹۰۹)

جو تعجب اور حیرت کے وقت دانت مین پکڑتے ہین
(۱) انگشت حیرت | اصطلاح مرکب اضافی
صاحب آصفی ذکر این کردہ - ہمان انگشت
حیران کہ گذشت واز ہمین است - - - - -
(۲) انگشت حیرت در دہان گرفتن | کنایہ
از حیران و متعجب شدن بہار ذکر این کردہ (خسرو
ے) عروس باقلی اینک سر انگشتان سیہ کردہ
کجا نظارگی کا انگشت حیرت در دہان گیرد
(اردو) (۱) دیکھو انگشت حیران - (۲) دیکھو
انگشت تعجب بدندان گرفتن -
انگشت حیف | اصطلاح - بہار ذکر این
کردہ از معنی ساکت مؤلف گوید کہ مرادف
انگشت حسرت باشد یعنی ہمان تاسبہ کہ بحالت
افسوس وحسرت بدندان گیرند (نور الدین
ظہوری ے) بر مرگ رشک غیرتیان را
صلا مزن ؛ انگشت حیف در تہ دندان ندیدہ
(اردو) انگشت حسرت کہ سکتے ہین یعنی وہ
انگشت شہادت جو افسوس اور حسرت کے
مقام مین دانتون مین دبائی جاتی ہے -
انگشت خائیدن | (مصدر اصطلاحی)
بقول بہار انگشت خوردن در ندامت باشد
صاحب برہان گوید کنایہ از حسرت و افسوس
و ندامت و پشیمانی باشد - خان آرزو در سراج
متفق با برہان مؤلف گوید کہ عادت است
کہ شخص پشیمان انگشت خود می خاید پس انگشت
خائیدن بہ معنی نادم و پشیمان شدن باشد -
(میرزا صائب ے) از گداز شمع روشن شد
کہ در بزم وجود پروزی روشن دلان انگشت
خود خائیدن است ؛ (اردو) دیکھو انگشت
حسرت گزیدن -
انگشت خروس | اصطلاح - بقول صاحب
شمس لغت فارسی است نام طعامی - دیگر کسی
از محققین فرس ذکر این نکرد و معاصرین عجم ہم
ساکت و سند استعمال ہم پیش نشد - بخیال ما مرکب

اضافی است وکنایہ باشد کہ فارسیان قدیم طعامے
می ساختہ باشند کہ با انگشت خروس مشابہت
داشتہ باشد دیگر ہیچ (اردو) انگشت خروس
فارسی مین ایک خاص قسم کی غذا کا نام ہے۔

انگشت خم بہ پیشانی زدن مصدر اصطلاحی
بقول صاحب تحقیق عرق از پیشانی بانگشت
دور کردن چہ دران وقت انگشت را خم می زنند
(شاعری در صفت اسپ گوید ؎) زنعل تو سنش
گز فتح دم زدہ ۔ بہ پیشانی ہلال انگشت خم زدہ ۔
مؤلف گوید کہ صراحت نکرد کہ این شعر مال کدام
است باتی حال مضمونی لطیف دارد۔ دیگر کسی
از محققین فرس ذکر این نکرد و معاصرین عجم حالا بر زبان
ندارند (اردو) پیشانی کا پسینہ انگلی سے صاف کرنا

(۱) انگشت خوارہ اصطلاح و مصدر

(۲) انگشت خوردن اصطلاحی (۱) بقول
بہار کہ بذیل (۲) آوردہ بہ معنی انگشت گزندہ صاحب
آصفی ذکر (۲) کردہ و بہار این را مرادف انگشت
خائیدن گفتہ (حکیم زلالی ؎) بشوید و انہ حزن
از نظارہ ۔ مشو مانند شمع انگشت خوارہ (ولہ
؎) سازم شدہ از تو پردۂ سوز ۔ انگشت
خورم چو شمع تا روز ۔ مؤلف عرض کند کہ خوار
مزید علیہ خور باشد بزیادت الف و خوارہ مزید
خوار بزیادت ہای ہوز در آخر و (۱) اسم فاعل
ترکیبی است (اردو) (۱) نادم ۔ پشیمان (۲)
تلے انگلی دبا یا ہوا (۲) دیکھو انگشت حسرت
گزیدن۔

انگشت داشتن بر سخن مصدر اصطلاحی
صاحب آصفی بذیل انگشت داشتن سند این
آوردہ و بخیال ما این ہمانست کہ بر (انگشت
اعتراض نہادن بر حرف و گفتار) گذشت۔
(فائق ؎) سیاہ روشود آنکس کہ عیب بین
گردد ۔ چو خامہ بر سخن ہیچکس مدار انگشت ۔
مخفی مباد کہ صاحب آصفی (انگشت داشتن
بر چیزی) را بہ معنی اعتراض کردن و عیب گرفتن

مصدری قرار دادہ و بخیال ما این تقسیم درست نباشد زیرا کہ اگر ما استعمال (انگشت بلب داشتن) کنیم داخل ہمین تقسیم می شود و معنی این خاموش بودن باشد تقاتل (اردو) دیکھو انگشت اعتراض داشتن بر حرف و گفتار۔

انگشت دراز | اصطلاح۔ بقول صاحب انند بحوالۂ بہار بہ دال و وای مہملہ بالف کشیدہ و زای ہوز در آخر یعنی انگشت میانہ باشد کہ بعربی وسطی خوانند و ہمین را انگشت مہین ہم گویند مؤلف گوید کہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این اصطلاح نکرد و بہار ہم ساکت و سندے ہم پیش نشد ولیکن موافق قیاس است۔ و معاصرین عجم تصدیق کنند (اردو) بیچ کی انگلی مؤنث۔

انگشت در چشم کردن | (مصدر اصطلاحی) بقول بہار و وارستہ مزاحمت و تعرض کردن (نصیر ہمدانی ؎) ہرگز نگفتی نکرد تو بر چشم ؛ جز کرد تو نکرد کار دیگر چشم ؛ شد کیسہ تہی دیدہ ام از اشک و زطعن ؛ ہر دم مژہ انگشت کند در چشم ؛ مؤلف گوید کہ انگشت در چشم کردن حائل شدن است در نظر و معنی مزاحمت و تعرض کنایہ باشد (اردو) تعرض کرنا۔ روکنا۔ دکن مین کہتے ہین آنکھ پر ہاتھ رکھنا یعنی مشاہدے مین مزاحم ہونا۔

انگشت در چشم کشیدن | (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب بحر مرادف انگشت در چشم کردن کہ گذشت۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و سند استعمال ہم پیش نشد و لیکن موافق قیاس است (اردو) دیکھو انگشت در چشم کردن

انگشت در دندان | (مصدر اصطلاحی) کنایہ باشد از نادم و پشیمان۔ اسم فاعل ترکیبی است (ظہوری ؎) آشنا را سر بزانو آشناست ؛ چارہ گر انگشت در دندان چہ است ؟ (اردو) نادم۔ پشیمان۔ دانت تلے انگلی دبا یا ہوا۔

(الف) **انگشت در دہان داشتن** | مصادر

(ب) انگشت در دہان گرفتن اصطلاحی

(ج) انگشت در دہان ماندن صاحب

(د) انگشت در دہن گرفتن بحر عجم

(ہ) انگشت در دہن ماندن ذکر

(الف و ب و ج) کردہ کہ بہ معنی (۱) متحیر و متعجب و (۲) متاسف ماندن است - بہار ذکر (د) و (ہ) کردہ بر معنی اول قانع (صائب ج ۵) مصور یکہ شبیہ تراکند تصویر ؛ زخامہ اش سر انگشت در دہان ماند ؛ (امیر خسرو ج ۵) در تماشای آن زبر تا زیر ؛ ماند انگشت در دہان تا زیر ؛ (اردو) دانت تلے انگلی دابنا - انگشت بدندان ہونا -

(۱) انگشت در سوراخ کردم کردن مصدر اصطلاحی

(۲) انگشت در سوراخ مار کردن اصطلاحی

بقول بہار کنایہ از دیدہ و دانستہ خویشتن را در معرض ہلاک افگندن (شیخ شیراز ۵) و گر رہ گزنداری طاقت نیش ؛ مکن انگشت در سوراخ کردم ؛ (میرزا طاہر وحید ۵) زال جہان را شدہ خواستگار ؛ کردہ انگشت بسوراخ مار ؛ (اردو) جان بوجھکر ہلاکت مین پڑنا - اپنے ہاتھون مصیبت اور ہلاکت مین پڑنا دکن مین کہتے ہین سانپ کی بل مین انگلی کرنا

انگشت در کون کردن مصدر اصطلاحی

بہار و انند ذکر این کردہ بر معروف قانع مؤلف گوید کہ کنایہ باشد از تحریک کردن و بر سر شورش آوردن حیف است کہ سندی پیش نشد ولیکن در روزمرہ سوقیان عجم مستعمل (اردو) گانڈ مین انگلی کرنا - بقول آصفیہ چہیڑ خانی کرنا - چہیڑنا دق کرنا - ستانا -

انگشت در نیل کشیدن مصدر اصطلاحی

بقول صاحب بحر (۱) رسوائی و (۲) نشان فقر و (۳) ترک دادن کاری - دیگر کسی از محققین ذکر این نکردہ و سند استعمال ہم پیش نشد و انگشت نیل کشیدن بہمین معنی می آید و ما ہمدر انجا تعریف

کامل این کنیم (اردو) دیکھو انگشت نیل کشیدن۔

انگشت وسریغ اصطلاح۔ مرکب اضافی بقول بہار معروف وسندی پیش نشد مؤلف عرض کند کہ مرادف انگشت حیف باشد کہ گذشت وموافق قیاس است (اردو) دیکھو انگشت حیف

انگشت دشنام اصطلاح۔ بقول بہار مرادف انگشت رد (کہ می آید) و فرماید کہ این مجاز است چرا کہ عوض آن دشنام خواہد شنید۔ صاحب بحر فرماید کہ (۱) کنایہ از انگشت نہادن باشد و (۲) بہ معنی انگشت شہادت خان آرزو نسبت معنی اول فرماید کہ انگشت اعتراض را گویند کہ نتیجۂ اعتراض و دشنام باشد صاحب جامع کہ از اہل زبانست نسبت معنی اوّل فرماید کہ کنایہ از انگشت بکون کردن کہ بترکی ساؤ گویند چہ در عوض آن دشنام است مؤلف عرض کند کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و معاصرین عجم با صاحب جامع اتفاق دارند یعنی (۱) انگشتی را گویند کہ در مقعد دیگری کردہ شود کہ مفعولش معاً دشنام می دہد برخلاف آن اگر انگشت اعتراض بلند کنند۔ عوض آن دشنام نیست ونسبت معنی دوم اگر سند استعمالش بدست آید تو انیم قیاس کرد کہ انگشتی کہ دشنام می آرد ہمان انگشت شہادت است بنا ً علیہ آنرا بمجاز انگشت دشنام گفتہ باشند ولیکن این معنی قابل نظر است ومعاصرین عجم تسلیم نمی کنند۔ (اردو) (۱) فارسیون نے اس انگلی کو جو کسی کی مقعدین کی جائے انگشت دشنام کہا ہی اب لیے کہ اس فعل کے عوض مخاطب سے دشنام کا معاوضہ ملتا ہے (۲) دیکھو انگشت شہادت۔

انگشتر بقول بہار ترجمۂ خاتم و مرادف مہر ومرکب است از انگشت ویکی از کلمات نسبت و فرماید کہ بالفظ در انگشت کردن مستعمل۔ مؤلف عرض کند کہ شک نیست کہ رای مہملہ برای نسبت آید چون لہ ولہر وجا دارد کہ این

عنصف انگشتری گیرم کہ می آید۔ اندرین صورت
رای مہملہ زائد باشد ہمچون شنا و شنار (طالب
آملی ؎) بی داغ چو نام دل کنم ثبت ؛ انگشتر
بی نگین نویسم ؛ (ابو طالب کلیم ؎) میدہد ملک
سلیمان از کف شہوت پرست ؛ طفل را در دست
حلوا بہتر از انگشتر است (صائب ؎) مرکز
از دائرہ انگشتر فرمان دارد ؛ مور در خانۂ خود
حکم سلیمان دارد ؛ (اردو) انگشتر۔ بقول امیر
(بدیل انگشتری) اسم مونث۔ انگوٹھی (بحر ؎)
خوبرو طرفہ نگینے ہین کہ ارباب نظر ؛ مثل انگشتر
انہین آنکھون نہین گہر دیتے ہین ؛ (ناسخ ؎)
جو دہن ہے نقش ہے اسمین تمہارا نام پاک ؛
کوئی انگشتر جہانمین بے نگین ملتی نہین ؛

انگشتر افشاندن مصدر اصطلاحی۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی ریختن و ظاہر کردن
است (طالب آملی ؎) عشق چون مہر تبسم
زندم بر لب زخم ؛ غمزہ انگشتر الماس نگین افشاند

(اردو) انگوٹھی ظاہر کرنا۔

انگشتر پا اصطلاح۔ مرکب اضافی۔ بقول بحر
و بہار و وارستہ (۱) انگشتری کہ زنان در انگشت
پا کنند و (۲) چیز بی اعتبار۔ خان آرزو در چراغ
بہ معنی دوم قانع مؤلف گوید کہ معنی دوم بہ سبیل
مجاز است کہ انگشتر پا بہ نسبت انگشتر دست بسیار
کم بہا می سازند و نگینہ ہای کم بہا بر وی نشانند
از نیکہ در رفتار اکثر ضائع می شود و اکثر انگشتر
پا مرصع نمی باشد بلکہ سادہ کار از محض نقرہ یا طلا
(صائب ؎) شدی ہر حلقۂ انگشتر پای نگارینش
نمی زد بر کمر آن شوخ گر زلف بلندش را (اسیر
ایما ؎) قد چو خم می شود انگشتر پا می گردد ثقیل
و قیمت بجوانیست کہن سالان را ؛ (مخلص
کاشی ؎) خط چو از طرف بناگوش تو پیدا شد ہمی
حلقۂ زلف بتان انگشتر پا می شود ؛ بہار گوید کہ
(۳) از اسناد ذیل بہ معنی مانع و حجاب مستفاد میشود
(میرزا صائب ؎) حجاب آسمان کی مانع ما

بیتوا ندشد ؛ فلک مارا کجا انگشتر پامی تواند شد
مؤلف گوید کہ از فلک دور فلک مراد است
(ولہ ؎) حسن زندانی بود در حلقۂ فرمان عشق
طوق قمری سرو را انگشتر پامی شود ؛ بخیال
ازین ہر دو شعر انگشتر اصلا بمعنی حجاب و مانع
نیست اگرچہ انگشتر دست و پا حاجب یک حصہ
انگشت دست و انگشت پاست بلکہ در اشعار
آخر الذکر معنی حقیقی است کہ بر (۱) گذشت و بہ
تأمل توان دریافت کہ معنی ہر دو شعر خیلی نازک
است فتأمل (اردو) (۱) پاؤں کا چھلا - مذکر
یعنی وہ چھلا جو پاؤں کی انگلی میں پہنتے ہیں (۲)
بے حقیقت چیز - ہونث (۳) مانع - حاجب چھپانیوالا

انگشت رد | اصطلاح - وارستہ فرماید کہ
مرادف دست رد و آن معروف است -
(قدسی ؎) بود حسن آزاد ز انگشت رد ؛ مگر
دست در دامن عشق زد ؛ صاحبان بحر و بہا
ہمزبانش (ملا قاسم مشہدی ؎) بی غرض

یا بی چو حرف انگشت رو بردی منہ ؛ حاجت
مسواک کی باشد دہان پاک را ؛ مؤلف
گوید کہ دست رد بمعنی دست اعتراض است
پس انگشت رد بمعنی انگشت اعتراض باشد کہ بعیب گیری
بر خلاف کسی بر دارند (اردو) دیکھو انگشت
اعتراض -

انگشت رد نہادن | استعمال صاحب
آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی اعتراض کردن
است - سندش این بر انگشت رد گذشت
(اردو) انگلی رکھنا - بقول امیر نکتہ چینی
کرنا - عیب نکالنا - انگشت رکھنا بھی مستعمل
ہے (تسلیم ؎) دست جانان میں سوا
حسن کے کچھ عیب نہیں ؛ ہاتھ ہوں قطع جو
انپر کوئی انگلی رکھے ؛

انگشتر زنہار | اصطلاح - مرکب اضافی
بقول بہار و بحر عبارت از آنست کہ بادشاہان
جبار چون خواہند کہ کسی را امان بخشند و مردم

مزاحم احوال او نگردند برای تصدیق دی انگشتر
یا تیری بوی میدہند (میرزا صائب ؎)
زان دہن انگشتر زنہاری باید گرفت ؛ بعد ازین
مہر از لب اظہاری باید گرفت ؛ (ظہوری ؎)
با در او دستیاری پنجہ ہا ریزد بہم ؛ حلقہ ہا
طرفہ گر انگشتر زنہار نیست ؛ (غنیمت ؎) تا
نریزد خون او را لعل آن شیرین دہن ؛ وارد
اندر لب عقیق انگشتر زنہار ہا ؛ (شفیع اثر ؎)
ہر کہ لب بست از سخن با او کسی را کار نیست ؛
مہر خاموشی کم از انگشتر زنہار نیست ؛ (اردو)
وہ انگوٹھی جو بادشاہان بطور علامت پناہ دہی
عطا کرتے ہین - مؤنث -

انگشتری | بقول بہار مرادف انگشترکہ
گذشت مؤلف گوید کہ در اینجا تحتانی آخر را
زائد گیریم یا برای مہلہ را - ہمچون شناو شناور
بصورت آخر تحتانی آخر بر ای نسبت باشد
(شیخ شیراز ؎) کہ بودش نگینی در انگشتری ؛
فرو ماندہ در قیمتش جوہری ؛ (اردو) انگشتری
بقول امیر - فارسی - اسم مونث - انگوٹھی -
(گلزار نسیم ؎) انگشتری اپنی اس سے بدلی ؛
مہر خط عاشقی سندلی ؛

(۱) انگشتری باختن | مصدر اصطلاحی
بہار از معنی این ساکت مؤلف گوید کہ از سند
پیش کردہ اش - - - - - - - - - - - -

(۲) انگشتری باختن سپہر | پیدا ست کہ
از دست دادن آفتاب مراد باشد - - -

(۳) انگشتری سپہر | کنایہ ایست از آفتاب
جہانتاب (نظامی در شیرین خسرو ؎)
بدست آن بتان مجلس افروز ؛ سپہر انگشتری
می باخت تا روز ؛ ببرد انگشتری چون صبح
برخاست ؛ کہ بر بانگ خروس انگشتری خواست ؛
(اردو) (۱) انگوٹھی ہار دینا - (۲) آفتاب کو
کھو دینا - ہار دینا (۳) دیکھو آفتاب کے
دوسرے معنی -

(۱) انگشتری کردن | مصدر اصطلاحی صاحب آصفی ذکر این کردہ و از سند پیش کردہ استعمال ----------

(۲) انگشتری کردن بانگشت | ہدایت است کہ بہ معنی حقیقی است و کنایہ از صاحب نگین کردن (مغزی نیشاپوری ۹) المنۃ للہ کہ انگشتری ملک بکردند گرد بارہ بانگشت سلیمان (اردو) انگوٹھی پہنانا - حکومت اور بادشاہی عطا کرنا

انگشتری گردیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی انگشتری شدن و قرار یافتن است (اشرف مازندرانی ۹) نقرہ چون انگشتری گردید می پیچد بہ لعل بہ می شود در وقت پیری حرص دنیا بیشتر (اردو) انگوٹھی ہونا قرار پانا -

انگشترین | بقول بہار (۱) مرادف مہر و انگشتر و ترجمہ خاتم و مرکب از انگشت و یکی از کلمات نسبت (میر خسرو ۹) گرچہ سلیمان شود انگشترین بہ خضر او را نرسد در نگین بہ و فرماید کہ چنانچہ اطلاق انگشتری بر مجموع اشیای سہ گانہ کہ نگین و خانۂ نگین و حلقہ باشد می آید - گاہی بر خانۂ نگین مع حلقہ اش نیز آید و ہمین مراد است در بیت میر خسرو - مؤلف عرض کند کہ اگرچہ انگشترین موافق قیاس - مرادف انگشتر است ولیکن در کلام میر خسرو (۲) بمعنی صاحب انگشتر مستعمل شدہ کہ کنایہ باشد از صاحب ملک و دولت - فاتل (اردو) (۱) انگوٹھی کی ہوا (۲) صاحب ملک و دولت - صاحب مہر -

انگشت زائد | اصطلاح - بقول بہار و انند مرادف (انگشت زیاد) کہ می آید و مراد از انگشت ششم و آنرا از عیوب شمردہ اند - صاحب بحر ہم ذکر این کردہ (اردو) چھٹی انگلی مونث انگشت زائد کہ سکتے ہین -

انگشت زدن | مصدر اصطلاحی - بقول برہان و جامع و بحر آنست کہ از خوشحالی انگشتہا را

برہم زنند - صاحب ناصری وبہار گوید کہ مراد از انگشتک زدن و در اصطلاح آنرا گویند کہ از خوشحالی انگشت را بر انگشت دیگر چنان برنند کہ صدائی ازان ظاہر گردد (حکیم انوری ؎) یاران ہمہ انگشت زنان گرد زان ؛ من درغم تو بماندہ انگشت گزان ؛ (نظامی ؎) سیب وامرود بہم مشت زدہ ؛ فندق از خرمی انگشت زدہ ؛ (خاقانی ؎) من پیش مقربان درگاہ ؛ انگشت زنان کہ اللہ اللہ ؛ مؤلف گوید کہ عادت است کہ در عالم سرور نر انگشت را با وسطی وصل کردہ آوازی پیدا کنند و ہمین است انگشت زدن (اردو) چٹکی بجانا - بقول آصفیہ انگوٹھی کو بیچ کی انگلی سے ملا کر آواز نکالنا - انگشتک زدن کا ترجمہ -

انگشت زدن بر چیزی | مصدر اصطلاحی بقول بہار انگشت آلودن بآن چیز چون نمک ومی - مؤلف گوید کہ مقصودش جز این نباشد کہ ترکردن انگشت است در مائعات یا آلودہ کردن انگشت در غیر آن ولیکن ما این تعمیم را نمی پسندیم کہ (انگشت زدن بر در) و (انگشت بر لب زدن) وغیر ذلک بمعنی خاص گذشت و می آید و سند ہم متقاضی اینست کہ این را در (انگشت زدن بمی) جا دہیم و صلۂ بر ہم درین سند مستعمل نیست (علی خراسانی ؎) تا فروزد زلف سینہ ما ہمچو چراغ ؛ بمی کہنہ سود ایتو انگشت زویم ؛ (اردو) انگلی ڈبونا - انگلی تر کرنا - انگلی لگانا

انگشت زدن بر در | مصدر اصطلاحی بقول صاحب آصفی رخصت باز کردن خواستن (اردو) دیکھو انگشت بر در زدن -

انگشت زدن بر نمک | استعمال - گرفتن نمک با انگشت باشد - بہار سند این تبدیل انگشت زدن بر چیزی) نوشتہ (صائب ؎) نکردہ است کسی جمع شور و شیرین را ؛ منم کہ بر نمک انگشت نیشکر زدہ ایم ؛ (اردو) انگلی نمک مین ڈالنا

انگلی سے نمک اٹھانا۔

انگشت زون بی استعمال۔ بمعنی ترکیدن انگشت در شراب باشد۔ سند این برزانگشت زون بچیزی) گذشت (اردو) انگلی شراب میں ڈبونا۔ ترکرنا۔

(۱) **انگشت زنہار** اصطلاح۔ بقول بہار معروف مؤلف عرض کند کہ ہمان انگشت امان است کہ گذشت۔ صاحب بحر ہم ذکر این کردہ (صائب ؎) آب می گردد دل سنگین خصم از عجز من ۔ می تراود آتش از انگشت زنہارم چو شمع ۔ واز ہمین قبیل است ----

(۲) **انگشت زنہاری** بہ زیادت یای نسبت در آخر (صائب ؎) بسکہ می سوزد دلش از بیقراری ہای من ۔ شمع بالین می شود انگشت زنہاری مرا ۔ (اردو) دیکھو انگشت امان

انگشت زیاد اصطلاح۔ بقول بحر و بہار مرادف انگشت زائد کہ گذشت (میرزا رضی دانش ؎) گرہ نتواند از کارم کشود دن قلم در دستم انگشت زیاد است ۔ (محسن تاثیر ؎) می شود افزون طلب بی دخل در کار جہان ۔ در شمار دست کوتاہست انگشت زیاد ۔ (اردو) دیکھو انگشت زائد۔

(۱) **انگشت زنہار** اصطلاح۔ مرکب اضافی۔ ہمان انگشت امان باشد کہ گذشت (میر صیدی طہرانی ؎) انگشت زنہار برآورد نشکرد ۔ تا تلخ کامیم بہ نی بوریا رسید ۔ (طالب آملی ؎) بعجز دل مرو ازرہ کہ مرد این میدان ۔ غذای تیغ بانگشت زنہار کند ۔ مخفی مباد کہ استعمال ----

(۲) **انگشت زنہار برآوردن** بمعنی امان خواستن و بلند کردن انگشت امان از کلام صیدی طہرانی پیداست کہ بالا گذشت (اردو) (۱) دیکھو انگشت امان (۲) امان چاہنا

انگشت سترگ اصطلاح۔ مرکب توصیفی

بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی انگشت نرکہ آنرا بعربی ابہام گویند۔ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ سترگ بہ معنی بزرگ وکلان آمدہ نہ بمعنی سطبر۔ پس نر انگشت را انگشت سترگ گفتن محل نظر است طالب سند استعمال باشیم۔ معاصرین عجم بر زبان ندارند۔ (اردو) انگوٹھا۔ مذکر۔

انگشت سمین | اصطلاح۔ بقول صاحب بحر ابہام را گویند کہ انگشت نر باشد۔ صاحبان ہفت واند ہم ذکر این کردہ اند مخفی مباد کہ سمین بفتح اوّل وکسر میم بہ معنی فربہ باشد و این مرکب توصیفی است بمعنی انگشت فربہ وکنایہ از نر انگشت (اردو) انگوٹھا۔ مذکر۔

(۱) انگشت شک | اصطلاح۔ مرکب اضافی بقول بحر وبہار وجامع وبرہان بفتح شین معجمہ انگشت شہادت را گویند و مرادف انیست

(۲) انگشت شکر | بضم شین معجمہ۔ صاحبان بحر وجہانگیری ورشیدی ذکر این کردہ اند مؤلف گوید کہ انگشتی کہ بحالت شک برحرفی نہند سبابہ است وہمچنین بشکر نعمت انگشتی کہ بردارند ہمان سبابہ باشد از ینجاست کہ فارسیان سبابہ را بدین دو نام موسوم کردہ اند (اردو) دیکھو انگشت شہادت۔

انگشت شکم | اصطلاح۔ مرکب اضافی بقول بحر وبہار وضمیمۂ برہان باصطلاح لوطیان آلۂ تناسل را گویند مؤلف گوید کہ این کنایہ باشد ہمچون دیدۂ پشت کہ مقعد را گفتہ اند (ملا نوتی یزدی ع) در دیدۂ پشت کنم انگشت شکم را:: (اردو) آلۂ تناسل دیکھو انجیہ

(۱) انگشت شہادت | اصطلاح۔ مرکب اضافی بقول صاحب بحر خان آرزو در چراغ انگشت دوم از طرف انگشت نرکہ بعربی سبابہ گویند فرماید کہ بمعنی اقرار وقبول مستعمل می شود زیرا کہ در تشہد آنرا بردارند۔ بہار گوید کہ این کنایہ باشد

(سید حسین خالص ؎) شب کہ در بزم سخن از رخ خوب تو گذشت ؛ شمع پیش از ہمہ انگشت شہادت برداشت ؛ (محمد قلی سلیم ؎) ہوای کشتہ گردیدن بہ تیغ آفتاب خود ؛ سراپای مرا چون شمع انگشت شہادت کرد ؛ مخفی مبادکہ از ہر دو سند بالا استعمال

(۲) انگشت شہادت برداشتن | یعنی قبول کردن و ----------

(۳) انگشت شہادت کردن | بہ معنی انگشت شہادت قرار دادن ظاہر است (اردو) (۱) انگشت شہادت ۔ مؤنث ۔ بقول امیر ۔ سبابہ کلمے کی انگلی جو ہاتھ کے انگوٹھے کے پاس ہوتی ہے (بحر ؎) کوئی بسمل کوئی بیجان گیا محفل سے ؛ تیری انگشت شہادت کے اشارے دیکھے ؛ (۲) انگشت شہادت اٹھانا ۔ بلند کرنا ۔ (۳) انگشت شہادت قرار دینا ۔

انگشت شہد | اصطلاح ۔ بقول بہار (۱) انگشت بشہد آلودہ و بقول بحر انگشتی کہ بدان شہد لیسند و ہم براین قیاس است انگشت نمک کہ بدان نمک چشند مؤلف گوید کہ مرکب اضافی است و (۲) کنایہ باشد از مقدار قلیل شہد کہ انگشت بدان آلودہ شود (ظہوری ؎) دادما انگشت شہدی کی دہد ؛ تلخکام شکرستانیم ما ؛ (مفید بلخی ؎) تا بکامی می کشد انگشت شہدے روزگار ؛ می نہد چون نی بہر بند از دو جانب خنجرش ؛ (اردو) (۱) شہد کی انگلی ۔ یعنی شہد بہری ہوئی انگلی ۔ مونث (۲) شہد کا بوٹ ۔ دکن مین کہتے ہین "ایک بوٹ شہد چٹا دو" یعنی شہد مین انگلی ڈالکر جسقدر اسپر آئے چٹا دو انگلی بھر شہد ۔ کہ سکتے ہین ۔ مذکر ۔

انگشت شہین | اصطلاح ۔ بقول بحر انگشت ابہام را گویند ۔ صاحب ضمیمہ برہان صراحت کند کہ معنی لفظی این انگشت فربہ باشد مؤلف عرض کند کہ مرکب توصیفی است ۔ یعنی منسوب بہ شاہ و شاہ انگشت کنایہ از نر انگشت ابہام

که در هر پنج انگشتان همچو شاه است با عتبار فرمانروائی وحکمرانی بر همه انگشتان که با هر یک انگشت کار گیرد (ا ردو) انگوٹھا - مذکر -

(الف) انگشت عروس | اصطلاح

(ب) انگشت عروسان | (الف)

بقول بحر و بهار و برهان و سراج (۱) قسمی از حلوا که آنرا انگشت عروسان و انگشتک عروس هم گویند و (۲) نوعی از انگور هم - صاحب ناصری بر معنی اول قانع و صراحت کند که بقدر انمله و آنگین از مغز پسته کوفته باشد و ترکی کلین ترياق و بعربی اصابع الحور نامند و صاحب سروری و رشیدی و جهانگیری هم ذکر مجرد معنی اوّل (الف) کرده و صاحب جامع بر (ب) هر دو معنی نوشته مؤلف عرض کند که مانسبت معنی اوّل از معاصرین عجم دریافت کرده ایم که قلمهای این حلوا دراز و نازک باشد و بعض آنرا بشهد پر کنند و بعض در آن پسته کوفته داخل کنند نظر بر شباهت - انگشت عروس و عروسان گفته اند بدکه رنگ این حلوا هم سرخ باشد همچون انگشتان خازدهٔ عروس و نسبت معنی دوم عرض میشود که قسمی است از انگور سرخ که دانهایش دراز و نازک باشد (ا ردو) (الف و ب) (۱) فارسیون نے ایک خاص قسم کے حلوے کا نام جو انگلی سے مشابہ بنایا جاتا ہے اور سرخ رنگ کا ہوتا ہے انگشت عروس اور انگشت عروسان رکھا ہے (۲) سرخ انگور کی ایک خاص قسم کا بھی یہی نام ہے جس کے دانے نازک اور دراز ہوتے ہین -

انگشت عسل | اصطلاح - بقول بهار و بحر و خان آرزو در چراغ (۱) بمعنی انگشت شهد مؤلف گوید که مرادف معنی اولش و (۲) بمعنی ذوق بخش و مرغوب باشد و این کنایه ایست (ظهوری ۵) مشو زان خانهٔ زنبور حسرت تمنّا را جز انگشت عسل نیست ؛ (میرزا طاهر وحید

ے) شمع را چشم نگس شیرین نمی بیند ولی ؛ است انگشت عسل در دیدۂ پروانہا ؛ (اردو) (۱) شہد مین ڈوبی ہوئی انگلی - مونث - (۲) مرغوب

(الف) انگشت عسل بدیوار کشیدن | (الف) مصدر

(ب) انگشت عسل بدیوار می کشد | اصطلاحی) بقول بحر نگاہ بر پاکردن یعنی چنانچہ نگس ہا بر عسل فراہم آیند دران معرکہ مردم گرد آیند وارستہ گوید کہ این کنایہ باشد (باقر کاشی

ے) فتنہ سازند بشیرین سخنی وچہ عجب ؛ گرتبدیل آنگشت عسل ؛ (ب) مثلی است کہ صاحبان خزینہ وامثال فارسی ذکر این کردہ اند فارسیان برای کسی این رازنند کہ فتنہ وفساد برپا می کند (اردو) (الف) دکن مین کہتے ہین بوٹ لگاکر تماشا دیکھنا" بوٹ کے معنی محاورہ دکن مین انگلی - پس اس مصدر مین بوٹ لگانے سے انگلی بہر شہد دیوار پر لگانا مقصود ہے اس کا استعمال ایسے موقع پر کرتے ہین جب کہ کوئی شخص خاموشی اور لینت کے ساتھہ فساد برپا کردے - صاحب آصفیہ نے فرمایا ہے" شہد لگاکے الگ ہوجانا" فساد کی بنیاد ڈالکے علیحدہ ہوجانا (ب) شہد لگاکر علیحدہ ہوتا ہے"

انگشت فروش | استعال - بہار ذکر این کردہ بر معروف قانع - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است از انگشت فروختن یعنی کسی کہ تجارت انگشت کند وانگشت رامی فروشد (سیفی

ے) من سوختہ دلبر انگشت فروشم ؛ این آتش پنہان دگر از خلق چہ پوشم ؛ (اردو) کوئلے بیچنے والا -

انگشت فشردن | مصدر اصطلاحی - بقول وارستہ وبحر آگاہ کردن مؤلف گوید کہ مخفف ہمان انگشت افشردن است کہ گذشت (اردو) دیکھو انگشت افشردن -

انگشتک | بقول برہان بکسر ثالث وفتح

نوقانی وسکون کاف صمغ درخت انگدان را گویند کہ بعربی حلتیت خوانند و وجہ تسمیۂ این جزو نباشد کہ کاف نسبت یا تشبیہ بر انگشت زیادہ کردہ اند ہمچون سنگ و تیرک یعنی صمغی کہ بر تنہ درخت انگدان پیدا شود سیاہ ہمچون سوختہ باشد منسوب و مثل انگشت دیگر ہیچ - صاحب محیط بر حلتیت گوید کہ صمغ الحروث است و ہیونانی سلیقون و بسریانی حلتیثا و بفارسی عامہ انگوزہ و نقوزہ و بہ اصفہانی انگشت گندہ و بانگریزی و لاطینی اسافٹی ڈا و بہندی ہینگ و باسنا و آن صمغ انجدان است گرم در اول چہارم و خشک در آخر دوم باقوت تریاقیہ و سمیہ و محلل قوی - قاتل جنین - مدر بول و حیض و جاذب خون و منافع بسیار دارد (الخ) (اردو) ہینگ - بقول آصفیہ - ہندی - اسم مؤنث ایک درخت کا گوند جسے اکثر اڑد کی دال مین خوشبو کے واسطے ڈالتے ہین حلتیت - انگوزہ

انگشت کاسب کلید روزیست
و دست ناہنر کفچۂ گدائی

مثل صاحبان

خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از مختار استعمال ساکت - مؤلف گوید کہ فارسیان در امتیاز کسب و بی ہنری این مثل را زنند مقصود آنست کہ کسی کہ کسب کند انگشت او کلید روزی است کہ روزی را کشاید و وسعت دہد و بدست آرد و بی ہنری برعکس آن کہ بہ گدائی رساند (اردو) دکن مین کہتے ہین "رزق کی کنجی ہاتھ" یعنی ہاتھ ہی سے رزق حاصل ہوتا ہے یعنی انسان ہاتھون ہی سے کسب و ہنر مین مشغول ہوتا ہے اور روٹی پیدا کرتا ہے - نیز کہتے ہین "ہاتھ نہین تو بہات نہین" صاحب امثال ہندی نے لکھا ہے "ہاتھ نہ مٹھی بلبلاتی اٹھی" "ہاتھ نہ ہلے اور پیٹ چلے یہ محال ہے" "ہاتھ ہلاؤ تو پیٹ بھر کہاؤ" "دن بھر انگلی نہ ہلائی رات مین مٹی کہائی" یہ کہاوتین دکن مین مستعمل ہین ان کا

مقصد قریب قریب ایک ہے ۔

(۱) انگشت کردن در چیزی استعمال صاحب آصفی ذکر انگشت کردن کردہ ۔ و بہار ہم مؤلف عرض کند کہ انگشت در چشم کردن و انگشت در سوراخ کردن و مار کردن و انگشت در کون کردن کہ بمعانی خاص گذشت متعلق باشد از ہمین مصدر عام ۔ ہم او بدیل این گوید کہ ----------

(۲) انگشت کردن در کار بمعنی دخل و تصرف و اعتراض کردن از اہل زبان بہ تحقیق نپیوستہ مؤلف گوید کہ سوقیان و لشکریان عجم استعمال این کردہ باشند کہ در روزمرہ ممیزان عجم نشنیدیم (اردو) (۱) انگلی کرنا ۔ (۲) کسی کام میں دخل دینا ۔ اعتراض کرنا ۔

انگشتک زدن مصدر اصطلاحی بقول برہان و بحر و (خان آرزو در سراج) و جامع و جہانگیری و آنند مرادف انگشت زدن کہ گذشت (مولوی معنوی ؎) شیر گیری خوش شد انگشتک بزد ۔ سوی میزر رفت تا تیز تک کند ۔ (اردو) دیکھو انگشت زدن ۔

انگشت کش اصطلاح ۔ بقول بحر بضم کاف دوم (۱) بہ معنی کشتہ شدہ انگشت چنانکہ پامال بہ معنی مالیدہ پاست مؤلف عرض کند کہ اسم مفعول ترکیبی باشد از مصدر (کشتن) و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و حیف است کہ سند استعمال پیش نشد ۔ (۲) بقول بہار بہ معنی انگشت نماست بخیال ما مقصودش بہ فتح کاف عربی باشد ۔ اسم مفعول ترکیبی از مصدر (کشیدن) و او سندی کہ پیش کردہ از ان مصدر اصطلاحی (انگشت کش شدن) بہ معنی رسوا شدن پیداست (حکیم نزاری ؎) میروم بی خود و با خود زحیا می گویم ۔ تا کہ از دست دل انگشت کش عام شدم ۔ (۱) انگشت کش بودن ہم بہ ہمین معنی آمدہ (نظامی ؎) لیلی کہ بخوبی

آیتی بود پنج انگشت کش ولایتی بود پنج و (۳) معنی انگشت کشیدہ شدہ وکنایہ از دو نیم ومحو کردہ شدہ وایہم اسم مفعول ترکیبی است (نظامی) (۵) ستون شد خرد مند از پشت او پنج انگشت کش شد ز انگشت او پنج وجاوار دکہ من وجہ این را متعلق بہ معنی دوم ہم کنیم (اردو) (۱) انگلی سے مارا ہوا مقتول (۲) انگشت نما بقول امیر مطعون رسوا - (۳) دو نیم کیا ہوا - محو کیا ہوا مٹایا ہوا -

انگشت کش بودن | مصدر اصطلاحی ذکر این بر معنی دوم انگشت کش گذشت (اردو) انگشت نما ہونا -

انگشت کش خوبان جہان | اصطلاح - بقول اند بحوالہ مظہر العجائب از اسمای معشوق است مؤلف عرض کند کہ متعلق است از انگشت کش کہ گذشت ومضاف بسوی خوبان جہان واسم مفعول ترکیبی کنایہ باشد از عاشق نہ کہ معشوق فتامل - حیف است کہ سند استعمال پیش نہ کرد (اردو) عاشق -

انگشت کش عام شدن | مصدر اصطلاحی بمعنی رسوا بودن است وبحث این باسند استعمال بر معنی دوم انگشت کش گذشت (اردو) انگشت نما ہونا -

(الف) انگشت کشیدن | مصادر **(ب) انگشت کشیدن بر چیزی و در چیزی** | اصطلاحی (الف) بقول برہان وبحر وجامع وجہانگیری (۱) کنایہ از نابود انگاشتن ومحو کردن و (۲) بقول ناصری وسروری از دور بانگشت نمودن ونشان دادن (مولانا شرف الدین علی ۵) گر ز عکس رخ چون مہر تو جویند نشان ۔ عقل در حال کشد بر مہ تابان انگشت ۔ صاحب ناصری این را متعلق بہ معنی اول کردہ وصاحب سروری متعلق بہ معنی دوم ومؤلف را با سروری اتفاق است - بہار بذکر (ب) فرماید کہ بہ معنی

انگشت نما سا خلق است و سندش هم از همان شعر مولانا شرفا که بالا گذشت - بخیال ما غور نکردند دیگرش البته موافق ادعای اوست (مجد همگر ۵) ترسم چو از محاق تواری برون شوم ؛ درمن کشند مردوزن انگشت چون هلال ؛ (اردو) (الف) (۱) نابود کرنا - محو کرنا - مٹانا (۲) انگلی کے اشارے سے بتانا (ب) انگشت نما کرنا - بقول امیر رسوا کرنا - جھنڈے پر چڑھانا - (اسیر ۵) ماہ تو ابرو پر خم کے چڑھا منھ تو چڑھا ؛ نہ کر و اب اسے انگشت نما جانے دو ؛

(۱) انگشت کشیده داشتن از چیزی | مصدر اصطلاحی - بقول بہار کنایہ از اعتراض نکردن وعیب نگرفتن (میرزا صائب ۵) ز حرف مردم عالم کشیده دار انگشت ؛ که زود عمر تو کوتاه چون قلم نشود ؛ بخیال ما ازین سند مصدر - - -

(۲) انگشت کشیده داشتن از حرف کسی | پیدا می شود فتاحی (اردو) اعتراض نہ کرنا - عیب نہ پکڑنا - عیب جوئی سے محفوظ رہنا -

(الف) انگشتک عروس | اصطلاح - بقول برہان و جہانگیری و رشیدی مرادف معنی اول انگشت عروس کہ گذشت - صاحب جامع بر

(ب) انگشتک عروسان | ذکر ہر دو معنی کردہ کہ بر انگشت عروس گذشت مؤلف گوید کہ در (الف) استعمال واحد است و در (ب) استعمال جمع آن - ہر دو بالمعنی یکیست کنایہ از (۱) حلوا و (۲) انگور و صراحت کافی بر انگشت عروس و عروسان کردہ ایم - کاف تصغیر درین زائد است و بس و عجب آنست کہ محققین اول الذکر این را مخصوص کردہ اند بہ معنی اول یعنی حلوا - معلوم میشود کہ اجزای آن حلوا در درازی کوچک از انگور دراز باشد و این خیال نازکی است و بلحاظ تعریف صاحب جامع کہ از اہل زبان است باید کہ (الف) ہم بر ہر دو معنی شامل باشد (ارد) دیکھو انگشت عروس -

انگشت کنیزکان اصطلاح - مرکب اضافی بقول ضمیمۂ برہان و بحر فوعی از انگورکوہی مؤلف گوید کہ این مرادف انگشتان کنیزکان است کہ گذشت و ما تعریف کامل این ہمہ را انجا کردہ ایم (اردو) دیکھو انگشتان کنیزکان۔

انگشت کوچک اصطلاح - مرکب توصیفی بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ خنصر را گویند مؤلف گوید کہ موافق قیاس است (اردو) چھنگلیا۔ مؤنث۔

(۱) انگشت کہن اصطلاح - مرکب توصیفی - (۱) بقول صاحب شمس یعنی انگشت خورد و (۲) بقول بحر و ضمیمۂ برہان و ہفت و انند یعنی انگشت کوچک کہ خنصر باشد مؤلف گوید کہ صاحب شمس یا کاتبش در (۱) تسامح کردہ کہ کہین را کہن نوشتہ دیگر ہیچ محققین دیگر ذکر (۱) نکردہ اند و معنی حقیقی آن ہم متقاضی نیست کہ برای خنصر گفتہ شود و (۲) کنایہ باشد کہ خنصر در جمیع انگشتان خرد تر است (اردو) چھنگلیا۔ مؤنث

(الف) **انگشت گذاشتن بر چیزی** مصادر

(ب) **انگشت گذاشتن بر دہان** اصطلاحی

(ج) **انگشت گذاشتن بر دیدہ** بہار ذکر (الف) کردہ و صاحب آصفی ذکر (ب و ج) این ہمانست کہ بر انگشت بر چیزی گذاشتن و انگشت بر دہان و دیدہ گذاشتن مذکور شد و اعتراض ما بر (الف) ہم ہمہ را انجا مذکور (اردو) دیکھو انگشت بر چیزی و بر دہان و بر دیدہ گذاشتن

انگشت گر اصطلاح - بقول بہار معروف مؤلف گوید کہ بکسر کاف فارسی اول کسی کہ زغال را درست کند از قبیل درود گر و کوزہ گر (فردوسی ؎) اگر تو شوی نزد انگشت گر ۔ز دجز سیاہی نیابی دگر (اردو) کوئلہ بنانیوالا

(الف) **انگشت گرفتن** مصادر

(ب) **انگشت گرفتن اندر دہن** اصطلاحی

(ج) انگشت گرفتن برلب | (الف) بقول

(د) انگشت گرفتن در دهن | بهار و بحر و

وارسته (۱) به معنی آگاه شدن (سنجر در معراج گوید
ـه) چو پهلوان آشنا شد باز منیش ؛ گرفت انگشت
یا روح الامینش ؛ صاحب ناصری فرماید که (۲)
کنایه از شمردن و حساب کردن (کمال اسمعیل ـه)
چون گل تازه خطاهاش با نگشت گیر ؛ مجمر آسا شش
فروگستر و امان بر سر ؛ مؤلف عرض کند که الف
به معنی اول مرادف انگشت افشردنست که
گذشت و (ب) مرادف (د) (میرخسرو ـه) خاتم
اندر دهن انگشت نگیرد ز دهانت ؛ از دهانش ار کشد
انگشت دهان باز بماند ؛ و (ج و د) بر (انگشت
برلب و در دهن گرفتن) گذشت (اردو) (۱) الف
دیکھو انگشت افشردن - (۲) گنّا - حساب کرنا
(ب) و (ج) و (د) دیکھو انگشت برلب و در
دہن گرفتن -

انگشت گزیدن | مصدر اصطلاحی - بقول

برهان بفتح کاف فارسی کنایه از (۱) تاسف و
(۲) پشیمانی و (۳) حیرت باشد و بقول بحر تاسف
و پشیمانی خوردن و ندامت و حیرت بردن
بهار گوید که در ندامت باشد و شیخ انعارضن
در حالت خجالت بسته و این محل تامل مؤلف
عرض کند که ما معاصرین عجم را دیده ایم که بحالت
خجالت هم انگشت به دهان می باشند - پس محل
تامل نیست و در ندامت و خجالت و پشیمانی با علتیام
نتیجه فرقی نباشد (سنجر کاشی ـه) تشنه چشمان
همه از لعل تو سیراب شدند ؛ من همان میگزم
انگشت که قسمت این است ؛ (خان آرزو
ـه) بزیر تیغ تو از شرم ناشکیبائی ؛ چو شمع
میگزم انگشت زینهار خجل ؛ (عرفی ـه) آید
انگشت گزان روز جزا در محشر ؛ آنکه ابله بجهان
آید و عاقل برود ؛ (میرخسرو ـه) ناخن همیز
زنم که زیادت کنند جنگ ؛ انگشت اگرچه
می بگزیدم ازان عجاب ؛ (اردو) (۱) تاسف

کرنا - (۲) پشیمان ہونا - نادم ہونا - خجل ہونا - (۳) حیرت زدہ ہونا - انگشت بدندان ہونا دیکھو انگشت بدندان گرفتن -

انگشت گندہ | اصطلاح - مرکب توصیفی بقول برہان و بحر بفتح کاف فارسی و سکون نون و فتح دال ابجد صمغ درخت انگدان است کہ بعربی حلتیت و صمغ المحروث خوانند - خان آرزو در سراج فرماید کہ بضم ہر دو کاف فارسی است - صاحب محیط ہم ذکر این کردہ و ماصراحت کامل این بر انگشتک کردہ ایم و تحقیق ما این است کہ کاف فارسی اول مکسور باشد و دوم مفتوح کہ فارسیان حلتیت را باز غال بدبو کنایہ کردہ اند (اردو) دیکھو انگشتک -

انگشت لیسیدن | استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ بہ معنی حقیقی است یعنی چیزی کہ بر انگشت گرفتہ باشند آنرا لیسیدن (غزالی مشہدی ؎) غزالی شہد نظم گر خورد عقل نخاید تا ابد انگشت لیسی پ مخفی مباد کہ از این شعر ظاہر میشود

انگشت لیسی نمودن مصدر (اردو) انگلی چاٹنا - چوسنا -

انگشت ماندن در دہان | مصدر اصطلاحی این ہمان است کہ بر انگشت در دہن ماندن گذشت (اردو) دیکھو انگشت در دہن ماندن

انگشت مکیدن | استعمال - بہ معنی حقیقی است از قبیل انگشت لیسیدن کہ گذشت (صائب ؎) روزی طمع ز کلک تہی مغز داشتن پ انگشت خود بوقت ضرورت مکیدن است پ (اردو) انگلی چوسنا -

انگشت مہین | اصطلاح - مرکب توصیفی بقول بحر و ضمیمہ برہان و ہفت انگشت میانہ کہ بعربی وسطی گویند مؤلف گوید کہ موافق قیاس است و این کنایہ باشد (اردو) بیچ کی انگلی - مونث

انگشت ندامت | اصطلاح - بقول بہار معروف - صاحب انند این را مرادف انگشت

پشیانی گوید که گذشت مؤلف گوید که مرکب اضافی
وموافق قیاس است وبرزبان معاصرین عجم
مستعمل (اردو) دیکھو انگشت پشیانی ۔

انگشت زر اصطلاح ۔بقول انند بحوالۂ
فرہنگ ذرنگ مرادف انگشتہ کہ می آید یعنی ابہام
مؤلف عرض کند کہ بزبان اردو ہم استعمال جایز
انگشتان از سبابہ تا خنصر مونث است وابہام
را مذکر استعمال کنند وازینکہ بہ نسبت دیگر انگشتان
ابہام کلفت است وحکومت می کند بر ہر چہار
انگشتان ووصل شود باآنہا ۔فارسیان این را
انگشت نر ونر انگشت نام نہادہ اند ونر بمعنی
درشت ہم آمدہ است وآلت رجولیت را
نیز نرگفتہ اند واین کنایہ باشد (اردو) انگوٹھا ندیکر

انگشت نما اصطلاح ۔بقول برہان وجامع
کنایہ از شہرت کردن ونمودن چیزی را بانگشت
وفرماید کہ استعمال این در بدنامی بیشتر است
بہار گوید کہ انچہ بانگشت بنمایند واین ترجمہ مشارالیہ

بالبنان است واز ینجا معنی متعارف ومشہور
استعمال یافتہ وفرماید کہ بمعنی رسوا نیز مستعمل
پس اطلاق این بر نیکنامی وبدنامی کہ عبارت
از رسوائی است ہر دو صحیح باشد مثل شہرت
بہر دو معنی ۔صاحب سروری فرماید کہ کنایہ
از چیزی مشہور کہ بیکدیگر نمایند وگوید کہ اشارہ
کردن بانگشت را نیز گویند ۔صاحب بحر فرماید
کہ کامل الشہرت ورسوا واستعمال این در بدنامی
بیشتر ۔وخان آرزو در سراج گوید کہ کنایہ
از مشہور واز استعمال مطلق معنی بدنامی حاصل
می شود واگر گویند کہ فلان درخوشخرامی انگشت
نماست معنی نیکنامی دارد مؤلف عرض کند
کہ ہر دو محققین ہند نژاد کہ ذکر قول شان در
آخر ہمہ کردہ ایم درست گویند وطرز بیان
محققین اول الذکر متعلق بہ انگشت نمائی باشد
کہ خامہ فرسائی کردہ اند وحقیقت ہمین قدر است
کہ اسم مفعول ترکیبی است یعنی کسی کہ او را بانگشت

نمایند مطلقاً یعنی نمودہ شدہ بہ انگشت بمعنی رسوا یا نیک نام انچہ خان آرزو فرقی در استعمال مطلق و مقید بیان کردہ است در ملحقات این باقی نمی ماند (حافظ شیرازی ؎) ای کہ انگشت نمائی بکرم در ہمہ شہر ؛ وہ کہ در کار غریبان عجبت اہمالی است ؛ (اردو) انگشت نما۔ بقول امیر وہ شخص جس پر انگلیاں اٹھیں۔ بدنام رسوا اور مطعون خلائق مؤلف عرض کرتا ہو کہ بدنامی اور نیک نامی دونوں کے لئے مشارالیہ مستعمل ہے۔ یعنی وہ شخص جسکی نسبت اشارہ کیا گیا ہو اور نیکنامی سے مخصوص جیسا کہ انگشت نما بدنامی سے مخصوص ہے۔

انگشت نما شدن | مصدر اصطلاحی۔ بقول جہانگیری کنایہ از شہرت مؤلف عرض کند کہ مشہور شدن بہ نیکی یا بدی و معنی حقیقی این نمودہ شدن بہ انگشت کہ فلان شخص نیک است یا بد (از ناصری و جہانگیری ؎) آنروز کہ مہ شدی نمید انستی ؛ انگشت نمای عالمی خواہی شد (کمال اسمعیل ؎) بر عارض لالہ رنگ آن سرو روان ؛ آن نیست نشان آبلہ گشتہ عیان ؛ در شہر بخوبی شدہ انگشت نما ز اسیب۔ اشارہ بر رخش ماندہ نشان ؛ (صائب ؎) در ہمہ روی زمین می شود انگشت نما ؛ ہر کہ چون مہ بتمامی شود از خود تہی کان ؛ (اردو) مشارالیہ ہونا۔ نیکی یا بدی کے ساتھہ اشارہ کیا جانا۔ انگشت نما ہونا۔ بقول امیر رسوا اور مطعون ہونا (بحر ؎) آبرو جاتی اگر بی اثر آنسو بہتے ؛ شکر انگشت نما پنجۂ مژگان نہ ہوا ؛ (وزیر ؎) ہاتھہ وزیر اسکو لگایا نہیں ؛ مفت مین انگشت نما ہو گیا ؛

انگشت نما گردیدن | مصدر اصطلاحی۔ مرادف انگشت نما شدن است (صائب ؎) بی ریاضت نتوان شہرۂ آفاق شدن ؛ مہ چو لاغر شود انگشت نما می گردد ؛ (اردو)

دیکھو انگشت نما شدن۔

انگشت نما گشتن | مصدر اصطلاحی۔ مرادف انگشت نما شدن (سالک یزدی ۵) بگذر از نام کہ تا گل نکند رسوائی ؛ خاتم انگشت نما گشت کہ نامے دارد (اردو) دیکھو انگشت نما شدن۔ و انگشت نما گردیدن۔

انگشت نمای | اصطلاح۔ اگرچہ ظاہر از بیانات تحتانی بر انگشت نما۔ مرادف آنست ولیکن فارسیان بمعنی انگشت نمائی ہم استعمال این کردہ اند۔ یعنی حاصل بالمصدر نمودہ شدن بانگشت و انگشت نما شدن و این معنی موافق قیاس نباشد تا آنکہ این را بہ تخفیف تحتانی دوم مخفف انگشت نمائی تسلیم کنیم (خلاق المعانی ۵) ز انگشت نمای عاشقان در کویت ؛ ترسم کہ نشان بما ندانند رویت ؛ ہمین یک شعر است کہ بعض محققین را بغلط انداخت یعنی انچہ صاحبان برہان و سروری از انگشت نما۔ معنی مصدری پیدا کردہ اند بوثیقہ ہمین شعر باشد کہ ز غور کار نگرفتہ اند (اردو) انگشت نمائی۔ کہ سکتے سکتے ہین جیسے "انگشت نمائی مین یہ اون سے کم نہین ہین"۔ یعنی رسوائی مین یہ دکن کا استعمال ہے۔ انگشت نما ہونا بمعنی حاصل بالمصدر یعنی اسکا حاصل بالمصدر بھی مصدر ہی کے وزن پر آیا ہے۔ اور عام معنون مین اسکا ترجمہ شہرت ہی

انگشت نمائی | اصطلاح۔ بقول بحر (۱) شہرت کردن و (۲) نمودن چیزی را بانگشت۔ فرماید کہ استعمال این در ید نامی بیشتر۔ مؤلف عرض کند کہ معنی دوم را طالب سند استعمال باشیم و نسبت معنی اول عرض کنیم کہ حاصل بالمصدر نمودہ شدن بانگشت است یعنی شہرت و رسوائی ہر دو۔ ما اشارہ باین بر انگشت نمای کردہ ایم (اردو) (۱) دیکھو انگشت نما ے (۲) انگلیون سے بتانا۔ یعنی حاصل بالمصدر۔

انگشت نمک | اصطلاح۔ بقول بہار عجم بمعنی انگشت آلودہ بہ نمک۔ صاحب بحر ذکر این

بذیل انگشت شہد کردہ (ملا نظیری ؎) رہ مذاد
آنقدرم بر سر کوی تو فلک پنکر نمک دان تو بر لب
زنم انگشت نمک ۔ (میرزا طاہر وحید ؎) انگشت
از نمک بر من بسی دشوار می باشد ۔ یک انگشت
نمک باشد بچشم بحر پر شوری ۔ مؤلف گوید کہ از
ہر دو سند بالا ظاہر است کہ کنایہ باشد از مقدار
قلیل نمک کہ از یک انگشت برداشتن توانند
از قبیل انگشت شہد کہ ہمین قسم صراحت ہمدانی
کردہ ایم (اردو) انگلی بھر نمک ۔ یعنی اسقدر
نمک جو انگشت شہادت کے ذریعہ اٹھائین ۔
یعنی نمک کی بہت تھوڑی مقدار ۔

انگشتنہ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ
بفتح تای مثناہ و نون بمعنی انگشتوانہ کہ می آید
حیف است کہ سندی پیش نشد و مقصودش
جز این نباشد کہ این خودی است کہ خیاطان
بر سر انگشت می پوشند تا انگشت از پشت ناخن
زیان نہ برد وارد ۔ اگر سند استعمال پیش شود توانیم
عرض کردکہ اصل این انگشتانہ بود مرکب از انگشتان
و ہای لیاقت ہمچو شاہانہ و معنی حقیقی این لائق انگشتان
پس الف و دوم حذف شدہ انگشتنہ شد (اردو)
انگشتانہ ۔ بقول امیر (فارسی) مذکر ۔ شام کے مثل
لوہے یا پیتل کا خول جسے کپڑا سینے کے وقت
چھنگلیا کے پاس کی انگلی مین پہن لیتے ہین تاکہ
سوئی نہ چبھے ۔

انگشت نہادن مصدر اصطلاحی بقول
برہان و جامع (۱) انگشت دشنام است و
(۲) کنایہ از اعتراض کردن و عیب گرفتن
صاحب بحر بر اعتراض کردن و عیب گرفتن
قانع و صاحب رشیدی بر اعتراض کردن اکتفا
کردہ و بقول جہانگیری (۳) نابود انگاشتن
ہم ۔ خان آرزو در سراج ذکر معنی سوم کردہ (انوری
؎) زہی تربیت دین نہادہ صد انگشت
ما ثر ید بیضاست دست موسیٰ را ۔ مؤلف
عرض کند کہ این مصدر عام است کہ معانی خاص

این بہ تبدیل صلہ و مفعول در ملفات می آید ولیکن بامعنی اوّل بیان کردۂ صاحب برہان وجامع اصلا اتفاق نداریم حیف است کہ او سند استعمال پیش نکرد (اردو) (۱) دیکھو انگشت دشنام (۲) انگلی رکھنا - دیکھو انگشت رد نہادن (۳) نابود کرنا -

انگشت نہادن از سر تا پا استعمال امتحان کردن ہر حصۂ جسم را از سر تا پا (ظہوری ۵) ز سر تا پای ہر جامی نہم انگشت می نالم ؛ ز تاب درد باید پیکر کس ارغنون باشد (اردو) سر سے پاؤں تک انگلی سے دابکر دیکھنا یا انگلی رکھنا - جیسے "سر سے پاؤں تک جہان مین انگلی کہتا ہون درد ہوتا ہے"

انگشت نہادن بچشم مصدر اصطلاحی مرادف انگشت بر دیدہ نہادن بہر دو معنی (ظہوری ۵۲) ظہور وعدہ بچشم وفا نہاد انگشت ؛ اگرچہ مہر ادب بر لب تقاضا بود ؛ (اردو) دیکھو انگشت بر دیدہ نہادن -

انگشت نہادن بدہان مصدر اصطلاحی صاحب آصفی ذکر این کردہ کہ کنایہ باشد از متعجب و متحیر ماندن مؤلف گوید کہ عادت است چون سوال یا گفتگوی کسی ناگوار یا خلاف طبیعت شود مخاطب انگشت خود بر لب نہد مقصود این باشد کہ چنین مگو و خاموش باش و مخاطب انگشت بدندان ہم می شود برای اظہار تعجب خود کہ چرا این طور گفتگو و سوال کردی کہ شایان نبود (حسن ۵) بوسۂ خواستم انگشت نہادی بدہان ؛ بر من این کار بیکبار چنین تنگ مگیر ؛ (اردو) انگشت بدندان ہونا - (دیکھو انگشت بدندان گرفتن) دکن مین کہتے ہین (اپنے منہ پہ انگلی رکھنا) یعنی مخاطب کو خاموش رہنے کا اشارہ کرنا - یہ اس حالت مین کرتے ہین جبکہ قائل کا سوال یا اسکی گفتگو ناگوار خاطر ہو -

انگشت نہادن بر جبین مصدر اصطلاحی

صاحب آصفی ذکر این کردہ - بہ بنید انگشت بر جبین نہادن کہ گذشت -

انگشت نہادن بر چشم | مصدر اصطلاحی

صاحب آصفی ذکر این کردہ - بہ بنید انگشت بر چشم نہادن کہ گذشت -

انگشت نہادن بر چیزی | مصدر اصطلاحی

صاحب آنند ذکر این کردہ بہ بنید انگشت بر چیزی نہادن کہ گذشت -

انگشت نہادن بر لب | مصدر اصطلاحی

صاحب آصفی ذکر این کردہ بہ بنید انگشت بر لب نہادن کہ گذشت -

انگشت نہادن بگوش | مصدر اصطلاحی

صاحب آصفی ذکر این کردہ - بہ بنید انگشت بگوش نہادن کہ گذشت -

انگشت نیشکر | اصطلاح - بقول بحر و دارستہ باضافت بیانی نیشکر باشد (صائب ؎) ذکر او است کسی جمع شور و شیرین را ؎ منم کہ بر نمک انگشت نیشکر زدہ ام ؎ (اردو) نیشکر - بقول آصفیہ فارسی - اسم مذکر - گنا پونڈا - اوکھ -

(الف) انگشت نیل | اصطلاح (الف)

(ب) انگشت نیل کشیدن | بقول بحر بمعنی نشان فقر و صاحب سروری بحوالہ فرہنگ گوید کہ کنایہ از ترک دادن و (ب) بقول برہان و جامع و بحر (۱) کنایہ از رسوائی و (۲) نشان فقر و (۳) ترک دادن کاری - صاحب ناصری و جہانگیری بر معنی سوم قانع - خان آرزو در سراج بذکر معنی سوم نسبت معنی دوم فرماید کہ سند میخواہد و بقول بہار رسوا گشتن و پریشان شدن افقر و فاقہ (محتشم کاشی ؎) آب رو دنیل را از دست نا بدو دفع آن ؎ عشق یوسف بر زلیخا چون کشد انگشت نیل ؎ و صاحبان بحر و بہار - - -

(ج) انگشت نیل کشیدن بر خانمان | را ذکر کردہ گویند کہ کنایہ باشد از خانمان بر باد دادن چنانکہ شیخ شیراز گفتہ (؎) یا مرو با یار از رزق

پیرہن ۔ یا بکش بر خانمان انگشت نیل ۔ مؤلف
عرض کند کہ محققین بانام ونشان غور بر حقیقت
نکردہ اند و باہم اختلافی در معنی پیدا کردہ (الف)
اصل است و (ب) و (ج) ہر دو یکی است کہ
استعمال (الف) با مصدر کشیدن بہ صلہ برآمد
دیگر ہیچ و معنی حقیقی (الف) انگشت آلودہ بہ
نیل است کہ انگشتان فقرا و اُمرا بہ نیل آلودہ باشد
زیرا کہ لباس نیلگون می پوشند کہ قلت در لباس
دارند و نمی خواہند کہ نشان چرک زود نمایان
شود و نوبت بہ شست و شو بیاید کہ پارچہ
بہ شستن زود کہنہ و پارہ پارہ می شود پس
آنانکہ لباس خود را بعوض صاف و پاک کردن
و شستن در رخم نیل کنند رنگ نیل بر انگشتان و
ناخنش قائم شود از ینجاست کہ انگشت نیل
کنایہ شد از نشان فقر و انگشت نیل کشیدن بر
چیزی کہ خانمان ہم داخل این تعمیم است
بہ معنی نشان فقر قائم کردن بران چیز است

یعنی ترک و ادن آنرا و تحمل آن نداشتن بوجہ فقر
و از ہمین مصدر عام است (انگشت نیل کشیدن
بر خانمان) بمعنی ترک کردن خانمان و خانمان
برباد دادن و ہمچنین (انگشت نیل کشیدن بر
زلیخا) بہ معنی در فقر و فاقہ مبتلا کردنش و مجازاً
رسوا کردنش ۔ پس انچہ صاحب سروری بر
(الف) معنی ترک و ادن نوشتہ و انچہ صاحبان
برہان و جامع و بحر (ب) را بہ معنی رسوائی
و نشان فقر و ترک دادن کاری آوردہ و انچہ
بہار (ب) را بمعنی رسوا گشتن و پریشان شدن
از فقر و فاقہ نوشتہ قابل نظر است (اردو)
(الف) نشان فقر ۔ فقیری کی علامت (ب)
و (ج) کسی چیز کو ترک کرنا ۔ چھوڑ دینا یا کسی کو
فقر اور رسوائی مین مبتلا کرنا ۔

انگشتو بقول برہان و جامع و جہانگیری
و رشیدی بضم فوقانی و سکون واو و چنگالی و لیدہ
را گویند و آن نانی باشد گرم کہ با روغن و شیر

و هم بمانند - صاحب سروری صراحت کرده که بکاف فارسی است - صاحب ناصری فرماید که وجه تسمیه این است که نان گرم را با روغن و شیرینی بانگشت و چنگال بهم مالند و آن در فارسی معروفست - خان آرزو در سراج فرماید که بضم کاف به معنی منسوب به انگشت باشد و بکسر کاف منسوب به زغال که بر زغال پزند (اردو) بالیدہ (فارسی) مذکر - و بکهواردہ کے دوسری

انگشتوا بقول برهان و بحر و سروری و جهانگیری بکسر اول و واو بالف کشیده نانی باشد آنرا بر روی آتش زغال وغیره پزند و خان آرزو در سراج و نیز صاحب رشیدی گویند که بعضی گویند که بعد از پختن نشان انگشت بران مانده باشد و آنرا پنجه کش هم نام است و مرکب است از انگشت و واو که نعتی است در بادمعنی ترکیبی آن با انگشت - و بذیل انگشتو ذکر این هم بمیان آورده گوید که برمذهب رشیدی الف در آخر برای تعظیم است یا عوض تنوین تمکن که در عرب بود و بموجب قول سامانی (الخ) مؤلف گوید که نسبت و مقصودش خبر این نباشد که مبدل با باشد که موحده به واو مبدل شود همچون آب و آو اندرین صورت بضم ثالث بود - صاحب ناصری بذکر وجه تسمیه بالا فرماید که انگشتو مخفف این است و نیز گوید که اگر بکسر کاف گیریم نانی باشد که بر زغال پزند خیال مؤلف وجه تسمیه بیان کرده هر پنج محققین اول الذکر که ذکرش محققین بعد هم کرده اند غیر موجه زیرا که واو که مبدل باست برای معیت است و نانی را که بر آتش زغال پزند (با انگشت) نام نهادن بعید است برخلاف آن وجه تسمیه ثانی خیلی موجه باشد که نان پزان بر بعض اقسام نان که دراز و بادامی باشد نشان پنجه کشند - اندرین صورت معنی معیت درست می شود و از نیکه همین قسم نان را پنجه کش هم نامند قیاس تائید وجه تسمیه ثانی کند (اردو)

دہ نان جو بادامی یعنی دراز ہوتی ہے جس پر
نان پزان پانچوں انگلیوں سے نشان قائم کرتے
ہیں (مونث) صاحب آصفیہ نے پنجہ کش پر
اس کا ذکر فرمایا ہے۔

انگشتوانہ | بقول بحر بکسر ثالث (۱) زغالدان
و (۲) بضم ثالث افزار یکہ خیاطان در انگشت
کنند و بحوالۂ بہار گوید کہ (۳) مطلق زہگیر۔ صاحب
سروری بر معنی دوم قانع و از خلاق المعانی
سند استعمال آوردہ (۴) فتادہ خود چو انگشتوانۂ
خیاط پشکستہ تارک و بروی زنیرہ ماندہ نشان
صاحب رشیدی بذکر معنی دوم فرماید کہ زہگیر
چرمین باشد کہ خیاط در انگشت کند تا از سوزن
انگشت ریش نہ شود۔ خان آرزو در سراج
فرماید کہ زہگیر خیاطان اعم از نیکہ از آہن بود یا
مس یا چرم و فرماید کہ تخصیص رشیدی باچرم
خطاست مؤلف عرض کند کہ آنچہ بہار بہ معنی
زہ گیر نوشتہ خطا کردہ کہ زہ گیر بقولش شست

تیر انداز ان است کہ زہ کمان بوسیلۂ آن کشند
پس معنی سوم غلط صریح است و سند استعمالش
ہم پیش نشد و مقصودش از زہ گیر خیاطان
باشد کہ بر معنی دوم مذکور شد۔ صاحبان سراج
و بہار عجم ہر دو ہم از شعر بالا سند گرفتہ اند و آنرا
منسوب بہ کمال اسمعیل کردہ اند و اللہ اعلم
بخیال ما اصل این انگشتبان بود بمعنی محافظ
و نگہبان انگشت کہ بان بحالت ترکیب بمعنی
محافظ می آید۔ ہمچون نگہبان و گلہ بان
فارسیان بای موحدہ را بواو مبدل کردند چنانکہ
آب و آو۔ و ہای زائد در آخرش آوردہ انگشتوانہ
کردند و حالا بر زبان معاصرین عجم انگشتانہ مستعمل
است کہ اشارہ آن بر انگشتنہ کردہ ایم و ہمیں
باشد وجہ تسمیہ معنی اول بکسر کاف عجمی (اردو)
(۱) کوئیلا۔ ان مذکر۔ دیکھو اشنوا کے دوسرے
معنی (۲) انگستانہ۔ مذکر۔ دیکھو انگشتنہ۔

انگشتہ | ماذکر این بہ دو معنی بذیل انگشبہ

کردہ ایم وصراحت ماخذ ہم ہمدرانجا گذشت
وسند این ہم ہمانجا مذکور۔ صاحبان برہان
وناصری وسروری وجامع ورشیدی وسراج
ذکر این کردہ اند (اردو) (۱) دیکھو انگشتہ۔
(۲) اُس آلہ کو فارسیون نے انگشتہ کہا ہے

جو پنجہ کی شکل مین بنایا جاتا ہے اور جس سے
غلہ تیار شدہ کو بلندی پر سے نیچے گراتے ہین
تاکہ ہوا سے اس کا کچرا صاف ہوجائے اور دکن
مین یہ کام صرف سوپ سے لیا جاتا ہے کوئی خاص
آلہ اس کام کے لئے مقرر نہین ہے۔

انگل بقول برہان وجامع ورشیدی بفتح ثالث بروزن جنگل (۱) کسی را گویند کہ صحبت او مکروہ طبیعت باشد و (۲) حلقۂ را نیز گویند کہ گوی گریبان را دران اندازند و (۳) بہ معنی تکمہ گریبان ہم آمدہ۔ صاحب ناصری نسبت معنی اوّل فرماید کہ کسی کہ صحبت او مکروہ طبیعت باشد و او در اختلاط و مصاحبت ابرام و اصرار کند و بمعنی سوّم انگول و انکولہ و انگیل و انگیلہ نیز آمدہ و ذکر معنی دوم وسوم ہم کردہ۔ صاحب سروری بہ معنی اول و دوم قانع (ملا محیی ۵۱) دل بغم گفتا کہ انگل واشود ؛ غم دلم را دوستداری می کند ؛ (خلاق المعانی ۵۲) در انگل ہای زلف شکینت ؛ افگندہ زمانہ گوی دلہا ؛ (کمال اسمعیل ۵۲) ای کریمی کہ کند چرخ زخور شد و ہلال ؛ جامہ قدر ترا ہر سہ سہ گوی انگل ؛ خان آرزو در سراج بذکر ہر سہ معنی بالا فرماید کہ سند ملا محیی کہ برای معنی اوّل پیش شد حلقہ گوی گریبان را درست می شود۔ ہر چند آن نیز چنانکہ باید نیست۔ مؤلف عرض کند کہ انگل بفتح اوّل و سوّم لغت ترکی است بہ معنی خصم و رقیب۔ پس عجبی نیست کہ فارسیان این را بمعنی اوّل استعمال کردہ باشند و معنی دوّم و سوّم بہ سبیل مجاز باشد کہ گوی و تکمہ ہر دو رقیب یکدیگر اند

دانگلہ کہ بہ ہای نسبت در آخر بہ ہمین معنی می آید اصل این و مقرس باشد و انگل مخفف آن و حقیقت مراد فاتش بجایش بیان کنیم (اردو) (۱) وہ شخص جسکی صحبت ناگوار ہو۔ مذکر (۲) تکمہ بقول آصفیہ فارسی۔ (اسم مذکر) لغوی معنی گہنڈی مگر اردو میں حلقہ گریبان وغیرہ کو کہتے ہیں (۳) گہنڈی۔ بقول آصفیہ اسم مونث۔ دیکھو انکلگون

انگلگون | بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بفتح اوّل وثالث وسکون لام وفتح کاف ثانی نعت فارسی است بمعنی اخلاق پسندیدہ۔ صاحب ضمیمہ برہان ہم ذکر این بہر دو کاف فارسی کردہ صراحت مزید در معنی کند یعنی صفتہای خوب دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نہ کردہ و سند استعمال ہم پیش نشد و موافق قیاس ہم نیست و بخیال ما جز این نباشد کہ فارسیان بر لفظ گلگون کہ بہ معنی سرخ رنگ است کلمہ آن آوردہ اشارہ کردہ باشند بسوی موصوف و عوام این را اسم جا خیال کردند و غلطی اعراب بیان کردہ صاحب انند بنا واقفیت ماخذ باشد کہ در حقیقت بضم اوّل و پنجم باید بود بمعنی این آنکس کہ بصفات حسنہ موصوف باشد (اردو) وہ شخص جو صفات حسنہ سے موصوف ہو۔

انگلندو | بقول برہان بفتح اوّل وثالث ولام وسکون ثانی ونون و دال ابجد بضموم بہ واو زدہ چوبی باشد مدوّر و مجوّف و دستہ دار کہ سنگ ریزہا در جوف آن ریختہ باشند و چون بجنبانند صدائے کند و طفلان را بدان مشغول سازند۔ خان آرزو در سراج در ذکر این فرماید کہ بدین معنی انکلندو بہ خا گذشتہ و قوسی اسکلندو بہ سین گفتہ۔ پس انگلندو بہ نون تصحیف است مؤلف عرض کند کہ اخلگندو بہ ہر دو کاف سوم و چہارم و (۲) اخکندو بحذف کاف چہارم بجای خود گذشتہ است و ما صراحت ماخذ این ہمہ را بجا کردہ ایم و (۳) اخلکندو بہ لام سوم و (۴) اخلکندہ

به ای هوز در آخر عوض واو هم به همین معنی گذشت و بر هر یکی خیال خود ظاهر کرده ایم بخیال ما (۱) اصل است وکند وجزو اعظم آن وجائیکه کاف عربی مقدم ولام موخر آمده قلب بعض است همچون اسطخر و اسطرخ و افزار و افرار وجائیکه کاف عربی را بفارسی بدل کرده اند تبدیل موافق قیاس است چنانکه کند وگند. وتبدیل خا به نون اوّل خلاف قیاس است یا تصحیف چنانکه خان آرزو خیال کرده - صاحب سبحت این را بکاف نوشته وصاحب برهان بسلسلهٔ ردیف لغت بعد انگشت آورده که مقصودش باکاف عجمی باشد وصاحب سراج هم که پابند سلسلهٔ ردیف است ذکر این بعد لفظ انگل کرده وصاحب انند کاف فارسی را بصراحت نوشته وسلسلهٔ ردیفیش هم متقاضی کاف فارسی است ومعاصرین عجم که از اهل شیراز اند این را بجنجک گویند (اردو) جھجھنا - ویکھو آنگلند -

انگله بقول جهانگیری مرادف انگل به معنی اوّل و دومش که گذشت و ما اشارهٔ این در بیان ماخذش کرده ایم که همین اصل است و انگل مخفف این (شرف شفرده - از جهانگیری ۵۱) ای هجر گران انگله وقت سفر تست ؛ وی صبر هزیمت زده وقت ظفر آمد ؛ (اهری ۵۲) افلاک چیست خاسته گرد سپاه اوست ؛ خورشید گوی انگلهٔ برکلاه اوست ؛ (اثیر اومانی ۵۳) دستیکه در شود بگریبان دولتی ؛ کورا هلال زه بود و مهر انگله ؛ (ظهیر فاریابی از جهانگیری ۵۴) چون قدح گیری در ایوان آسمان خواند ترا ؛ مشتری بربسته زلف و برکشاده انگله ؛ (مسعود سعد سلمان - از جهانگیری ۵۵) من دریده جیب واندر گردن آن سیمتن ؛ دستها افگنده درهم همچو گوی فی انگله ؛ صاحب جامع وسروری وسراج به معنی دوم

وسوسش آوردہ (اردو) دیکھو انگل۔

انگلیز بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بکسر اوّل وثالث ولام وسکون تحتانی وزای منقوطہ لغت فارسی است کہ (۱) فرنگستان و (۲) فرنگی را نیز گویند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد ومؤلف گوید کہ بمعنی اوّل مبدّل انگلینڈ باشد کہ لغت انگلیسی است بدال ہندی بمعنی انگلستان۔ نون حذف شد و دال ہندی بدل شد بہ دال مہملہ وپس ازان بدل شد بہ زای ہوز ہمچون سرخ مرد و سرخ مرز وبمعنی دوم مبدّل انگریز باشد کہ بہ ہمین معنی گذشت۔ رای مہملہ بدل شد بہ لام ہمچون چنار و چنال پس بہر دو معنی مفرّس باشد ومعاصرین عجم فرنگستان را در روزمرّہ خود انگلستان ہم گویند (اردو) (۱) انگلینڈ۔ بقول امیر انگریزی انگلستان۔ مذکر ۲۱ دیکھو انگریز۔

انگلینہ بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح لغت فارسی است نوعی از رستنی۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و صاحب محیط ہم ازین ساکت وسند استعمال ہم پیش نشد و اجمال بیان صاحب انند ظاہر نکرد کہ اسم این در السنۂ غیر چیست وصراحت نکرد کہ چہ قسم رستنی است بالجملہ ترک این بر ہمچو ابہام بیان تفوق داشت ما از تحقیق نمزید قاصریم (اردو) انگلینہ۔ بقول انند ایک پودے کا نام ہے۔

انگلیون بقول برہان وہفت ومؤیّد بایای حطی بہ وزن عنبر گون (۱) نام کتاب نصاری است کہ انجیل عیسیٰ باشد و (۲) نام کتاب مانی نقاش و (۳) دیبای نیز بودہ است ہفت رنگ کہ ہر ہفت رنگ دران ظاہر شدہ و گویند این لغت ہر جا کہ با عیسیٰ وصلیب وچلیپا

مذکور می شود مراد از انجیل است و هر جا که با نقش و نگار و گل و لاله گفته شود غرض از ان کتاب مانی
نقاش باشد و (۴) بوقلمون را نیز گفته اند و آن نوعی از چلپاسه است - صاحب ناصری صراحت
کند که این لغت یونانی است و ایشان برای هر چیز بسیار خوب و عجیب استعمال این کنند و از معنی
چهارم ساکت (حکیم سنائی ؎) تا دم عیسی جلیسا گشت اکنون بلبلان ؛ بهر انگلیون سرایند ران
بسر یانی شدند (مولوی معنوی ؎) او بیان می کرد با ایشان براز ؛ سر انگلیون و زنار و نماز ؛
پیر مغزی (؎) بطغرا برکند صورت بسان نقش چینستان ؛ بدفتر برکشد جدول بسان صحف
انگلیون ؛ (رشید الدین وطواط ؎) زنقشهای بدیع و زشکلهای عجیب ؛ صحیفهای فلک
شد چو صحف انگلیون ؛ (ذو القفار شروانی ؎) خسروا من که بمدح تو بکار سخنم ؛ رشک
ارتنگ شد و کارگه انگلیون ؛ (شمس فخری ؎) کشد بساط چمن از برای مجلس شاه ؛ بهر بهاری
فراش باغ انگلیون ؛ و فرماید که در یونانی زبان انگلیون سازی را نام است و ظاهرا
ارغنون باشد - صاحب سروری گوید که کتاب ترسایان و انجیل عیسی پیغمبر و ذکر معنی دوم
و سوم هم کند و از معنی چهارم سکوت فرماید و صاحب جامع و رشیدی و جهانگیری هم بر هر سه
معنی اول قانع - خان آرزو در سراج فرماید که این لفظ فارسی نیست و عجب که صاحب
فرهنگان ازین غافل اند و بذکر هر سه معنی اول الذکر فرماید که بمجاز کتب مذهب ترسائی شهرت گرفته
و چون فرنگیان تصاویر مریم و عیسی علیهما السلام و مقتدایان در کتب خویش درج می کردند
و بدائع و صنائع بسیار بکار می بردند بعضی را گمان شد که بمعنی کارنامه مانی است و آن
خطاست مؤلف گوید که متحقق است که لغت یونانی است و اکثر محققین ذکر این کرده اند

چون فارسیان این لغت را بزبان خود گرفتند و استعمال این مجاز اً بمعانی خاص کردند چه خطا شد که اہل فرہنگہا این را در تالیفات خود جا دادند که مفرّس است و تصدیق معنی دوم از کلام میر معزی و رشید الدین وطواط بخوبی می شود پس نمیدانیم که خان آرزو چرا ازین معنی انکار می کند و تحقیق محققین را خطا گوید - انچه بعض محققین انگلیون را ارغنون دانسته اند تسامح شان است فارسیان استعمال انگلیون بمعنی ساز نکرده اند و حقیقت ماخذ ارغنون بجایش نوشته ایم تا آنکه اشتقاق و علیه و نغمه ہای ہر دو ثابت نشود دنی توانیم عرض کرد که ہر دو یکی است و بقاعدۂ تبدیل حروف ہم انگلیون - ارغنون نمی شود پس خلاف قیاس رفتن ضرورت ندارد و حقیقت ہمین قدر است که یونانیان این را به معنی ہر چیز بسیار خوب و عجیب و مجازاً بمعنی کتاب آسمانی استعمال کردند و فارسیان مجاز مجاز کردند که صحف مانی را ہم تفریساً بدین نام موسوم ساختند و ہم برین قیاس است معنی سوم و چہارم ہم دیگر ہیچ -

(اردو) (۱) انجیل بقول امیر (مونث) وہ آسمانی کتاب جو حضرت عیسی علیہ السلام پر اتری تھی (۲) مانی نقاش کی کتاب - دیکھو ارتنگ کے تیسرے معنی - امیر نے بھی ارتنگ کا ذکر فرمایا ہے (۳) دیبا کی ایک خاص قسم جس مین سات رنگ ظاہر ہوتے ہین - ایک خاص قسم کا ریشمی کپڑا جو سات رنگ کے تار سے بنا جاتا ہے اور سا تون رنگ اس مین نظر آتے ہین - بوقلمون کی ایک قسم (۴) گرگٹ - مذکر - دیکھو آفتاب پرست -

(۱) انگندن | بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ ہرد و با الفتح بمعنی آگندن یعنی پر کردن است

(۲) انگنیدن | صاحب شمس ہم ذکر (۱) کردہ دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد و سند استعمال ہم پیش نشد و حالا بر زبان معاصرین عجم متروک مؤلف عرض کند که اگر استعمال

این در زمان پیشین ثبوت رسد تو انیم قیاس کرد که این مزید علیه آگندن و آگنیدن باشد که در ممدودہ گذشت فارسیان ممدودہ را بمقصورہ بدل کردند که متعلق بہ لب ولہجۂ مقامی است ونون زائد بعد الف آوردند چنانکہ گذارش وگذارشن و آگندن و آگنیدن کہ اصل نسبت مرکب است از آگن کہ مخفف آگین بہ معنی حشو آمدہ فارسیان علامت مصدر دن بر (۱) و یای زائد معروف ہم بر (۲) زیادہ کردہ مصدری ساختند و بہ معنی پر کردن استعمال کردند پس جزین نیست کہ (۱) و (۲) مزید علیہ آگندن و آگنیدن است (اردو) دیکھو آگندن۔

انگوان بقول برہان و ہفت و رشیدی با واو بروزن و معنی انگدانست کہ درخت حلتیت باشد۔ صاحب جامع بذیل انگدان ذکر این کردہ خان آرزو در سراج فرماید کہ صحیح ہمان انگدان است کہ بدال باشد و میتواند کہ انگوان ہم صحیح باشد چراکہ وان کلمۂ نسبت است۔

مؤلف عرض کند کہ وان در فارسی مبدل بان و بان بہ معنی صاحب و نگاہدارندہ کہ بای موحدہ بہ واو بدل شود ہمچون آب و آو چنانکہ پشتی بان و کاروان و فیلبان و فیلوان پس جزین نیست کہ انگوان مبدل انگبان باشد کہ گذشت و معنی لفظی این صاحب حلتیت و نگاہدارندہ حلتیت و کنایہ از درخت حلتیت باشد (اردو) دیکھو انگبان۔

انگویا بقول برہان و ناصری بروزن محمود ابلغت ژند و پاژند کاسنی را گویند و آن گیاہی است معروف و بعربی ہندبا خوانند۔ صاحب جہانگیری صراحت فرماید کہ بکاف فارسی است

مؤلف گوید کہ اسم جامد فارسی قدیم است و ما تعریف کامل این برانطونیا کردہ ایم (اردو) دیکھو انطونیا۔

انگوتین | بقول برہان و ناصری و ہفت بکسر نونِ فوقانی و سکون تحتانی و نون بلغت ژند و پاژند گاو گوہی را گویند۔ صاحب جہانگیری صراحت فرمایدکہ بکاف فارسی است مؤلف عرض کند کہ اگرچہ این لغت بشکل اسم جامد فارسی قدیم است ولیکن شک نیست کہ درین کلمہ گورا دخل است کہ بہ سنسکرت گاؤ مادہ را گویند و تینا بہ لغت ژند و پاژند خاک را گویند و جادا کہ تین بہ معنی دشت و بیابان باشد ولیکن فرہنگہای موجودہ لفظ تین را نہ نوشتہ اند و کلمہ آن جز این نیست کہ اسم اشارہ آن است کہ در اکثر الفاظ فارسی ہمچون الف و لام در عربی می آید پس معنی لفظی آن گاو دشتی است و کنایہ از گاو گوہی واللہ اعلم (انارہ دو) پہاڑی گائے

انگور | بفتح اوّل و سکون نون و ضم کاف فارسی۔ لغت فارسی است۔ بہار گوید کہ بتازی عنب گویند۔ و صاحبی و فخری و حسینی و ملاحی و سہ انگشت از انواع اوست۔ و بحوالۂ صاحب مرأت جہان نما فرماید کہ در خبر است کہ آدم و حوا اوّل چیزیکہ در بہشت تناول کردند انگور بود لاجرم در عیش و نشاط افتادند و آخر آنچہ خوردند گندم است ناچار در ہای غم و غصہ بر روی کار خود کشادند از ینجاست کہ گفتہ اند کہ انگور سبب شادی و راحت است و گندم مایۂ اندوہ و محنت مؤلف عرض کند کہ بعربی عنب و ہرکی اوزم و ہندی داکھہ و یونانی انبالس۔ اقسام این بسیار است و نام ہریک قسم باعتبار خاص مشہور و انحصار بہار بر پنج اقسامش مشت نمونہ باشد از خروارے۔ تا در تالیف خود کہ کاشت انگور نام دارد پنجاہ و ہشت اقسامش را ذکر کردہ ایم و ورای آن ہم یافتہ ایم بالجملہ این میوہ ایست معروف و بقول صاحب محیط بر سہ جبلی و بستانی و ہریک از ان تابستانی و زمستانی۔ مستدیر و مستطیل

وبزرگ وکوچک - سپید وسیاہ وسرخ وتحقیق ما سبز نیز ولقولش بہترین آن تابستانی ومطلق رسیدۂ آن گرم وتر در آخر اول وبہترین میوہ ہا در غذائیت وتولید خون صالح ومعدل امزجۂ غلیظہ ومصفی خون ودافع مواد سوداوی واحتراقی ومنافع بیشمار دارد - اگرچہ اہل تحقیق این را اسم جامد فارسی زبان گفتہ اند ولیکن بہ تحقیق ما معلوم می شود کہ مرکب است از آن کہ بلغت ژند وپاژند بمعنی ما در گذشت وگور بقول محققین بمعنی شراب وعیش وعشرت - پس فارسیان بترکیب این ہر دو لفظ انگور کنایۃً میوۂ معروف را نام کردند کہ فی الحقیقت ما در شراب وعیش وسرور است کہ شراب از ہمین میوہ ساختہ می شود وعیش وسرور از ہمین میوہ پیدا می شود (انوری ۵) ہر کہ ہمچون دانۂ انگور با او شد دو دل ۔ ریختہ خونش چو خون خوشۂ انگور باد

(اردو) انگور - مذکر - دیکھو آزم -

انگور آبی استعمال - مرکب توصیفی قسمی است از انگور کہ ذکرش بر (آبی) گذشت وبہ تحقیق ما کہ در تالیف خود (کاشت انگور) نوشتہ ایم انگور سفید است کہ شیرہ رقیق وشفاف ہمچو آب دارد و پوست او بسیار باریک - ہر گاہ پوست جدا کنند مغزش مثل آب می ریزد - حالا این قسم انگور از نواح کابل می آید واکثرش دراز باشد -

(اردو) دیکھو آبی کے پانچویں معنی -

انگور جلبی استعمال - مرکب توصیفی - بہ معنی عام ترجمۂ انگور کوہی کہ در کوہہا خود روست وبہ تحقیق ما در تالیف (کاشت انگور) قسم زمستانی کہ سرخ رنگ باشد واضعان این اسم اہل بغداد اند ودر اکثر کوہہا یافتہ می شود پوست این کلفت ودر شیرینی رمختی دارد - تقویت معدہ کند وبہتر این قسم سفید رنگ است کہ بہ نسبت سرخ لطیف می باشد سوا نہ این مدور وبسیار کو

(۱۱۶۱)

وشیرۂ این بسیار گرم و قابض و شراب این زود اثر کند و سرکۂ این بسیار ترش و مضر اعصاب و دماغ

(اردو) پہاڑی انگور کی ایک قسم جس کو انگور جبلی کہتے ہین۔ مذکر۔

انگور حسینی استعمال۔ مرکب توصیفی۔ بہار ذکر این بذیل لفظ انگور کردہ و از تعریفش ساکت ماند در تالیف خود کاشت انگور تحقیقش کردہ ایم کہ این قسمی است از اقسام انگور کابل کہ رنگ دانۂ این سبز باشد و بعض محققین ہند نوشتہ اند کہ دانہ این در اول سپید رنگ و لطیف و شیرین و بعض معاصرین عجم گویند کہ این قسم حالا در اصفہان ہم یافتہ می شود و سپیدیش مائل بہ سبزی بخیال ما عجبی نیست کہ رنگش را در وجہ تسمیۂ این دخلی باشد کہ عجمیان سبز را رنگ سیادت گویند و مقصود ازین سیّد العنب باشد (محسن تاثیر ۵) ہر کس ز حسینی آب خورده ۞ از ساغر گل گلاب خورده ۞ بہار این شعر را بر حسینی آورده گوید کہ مقصود شاعر از چشمہ ایست کہ در حوالی تفت یزد است بخیال

(۱۴۱۸)

ذوق شاعری تصفیۂ این کند کہ از حسینی مقصود محسن تاثیر چہ باشد (اردو) حسینی ایک قسم ہے سبز انگور کی۔

انگور دو رخم کردن مصدر اصطلاحی۔ بہار ذکر این کرده از معنی ساکت مؤلف گوید کہ کنایہ از درست کردن و ساختن شراب باشد (میرزا بیدل ۵) اشک باشد عقده ہای خوشۂ دل را گلاب ۞ می بجام تست اگر انگور دو رخم کردۂ ۞ (اردو) شراب بنانا۔

انگور دشتی اصطلاح۔ مرکب توصیفی۔ بقول صاحب ضمیمہ برہان (۱) دوائی است کہ آنرا سپستان و سگ پستان گویند۔ صاحب مؤید فرماید کہ ساکنان ہند این را لہسوڑہ و پہاڑی بہوا گویند و صاحب برہان بذیل سگ پستان ذکر این کرده مؤلف گوید کہ (۲) بہ معنی حقیقی قسمی است از انگور کہ مقابل انگور بستانی است و آنرا انگور بری ہم گویند کہ خود رو باشد ما ذکر این در تالیف خود کاشت انگور کرده ایم) و انچہ محققین فرس ذکر معنی اول کرده اند کنایہ باشد

از نیکہ سپستان مشابہ انگور دشتی است صاحب محیط بر سپستان فرماید کہ اسم فارسی است و معرب آن سفستان و سپستان مخفف سرپستان یا سگ پستان بہت مشابہت و بہند لہسوڑہ - معتدل در گرمی و سردی و تر در اول تسکین حدت صفرا و تشنگی و تحسین و تصفیہ آواز و تلیین حلق و سینہ کند و منافع بسیار دارد (الخ) محققین مفردات طب این را باسم انگور دشتی موسوم نکردہ اند (اردو) سپستان - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - لسوڑا - لسلسا - ایک دوا کا نام ہے -

انگور زانگور ہمی گیرد رنگ | شل - صاحبان خزینہ و امثال فارسی و محبوب الامثال ذکر این کردہ از محل استعمال ساکت اند مؤلف گوید کہ این مرادف "آلوچہ با آلو نگیرد رنگ برآرد" باشد کہ گذشت و ما تعریف این ہمہ را بنجا کردہ ایم (انوری) مرا از فسخ ایشان فسخ شد عزم ؎ چو انگوری کہ گیرد رنگ از انگور ؎ انوری درین شعر ہمین

مثل را باختصار آوردہ (اردو) دیکھو مثل ما بعد الذکر

انگور زمستانی | استعمال - ذکر این بذیل لفظ انگور گذشت و تحقیق مادر تالیف خود (کاشت انگور) اینست کہ این انگور ہمی است کہ در موسم سرما پختہ میشود سرخ و سپید باشد و قسم سرخش ہمان انگور جبلی کہ ذکرش گذشت (اردو) انگور کی ایک خاص قسم ہے جس کے سرخ رنگ کو انگور جبلی کہتے ہین - مذکر -

انگور زیتونی | استعمال - بقول بحر نوعی از انگور سیاہ شبیہ بہ زیتون - صاحب برہان و ہفت فرماید کہ بعربی این را اصابع العذاری گویند ذکر این در تالیف ما (کاشت انگور) ہم موجود است (اردو) انگور زیتونی - ایک سیاہ انگور کا نام ہے - مذکر -

(۱) انگور شغال | اصطلاح - مرکب اضافی

(۲) انگور شفا | صاحب محیط ذکر (۲) کردہ بذیلش (۱) را نوشتہ فرماید کہ عنب الثعلب است

(۱۹۱)

وبرعنب الثعلب گوید کہ اسم عربی است وبیونانی
طرلیدون وسطرخین وبتزکی توش اوذی و
بسریانی رہرق وربق وروبا و بلاطینی سلاطم
وبہ بربری مرابلہ وباصفہانی تاج ریزی - و
بفارسی روباہ ترمک وروباہ توروک وانگور
روباہ وشکرانگور روباہ وسگ انگور وانگور
شغال وانگور شغال وبہندی مکو نامند - بستانی
وصحرائی وکوہی می باشد وہریک ازان زرد ادہ
بالجملہ بستانی آن سرد وخشک در دوم باحرارت
فاعلہ - ملطف ومسکن حرارت وتشنگی و یاقوت
قابضہ وراعیہ ومحلل اورام حارہ ومنافع بسیار
دارد (الخ) مؤلف عرض کند کہ شکل این
ہمچون انگور کوچک ترمدور وبسیار پسند شغال است
وانگور شغال ازان گفتہ اند کہ از بہترین داروہاست
کہ بیمار را استعمالش از اورام شفا بخشد (اردو)
مکو - بقول آصفیہ - اسم مؤنث - ایک بوٹی -
اور اسکے پھل کا نام جو اکثر حالت ورم مین کام

دیتی ہے عنب الثعلب - انگرہ -

انگور صاحبی | استعمال - مرکب توصیفی -
بہار ذکر این بدیل انگور کردہ وبہ تحقیق ما کہ در
تالیف (کاشت انگور) گذشت قسمی است از
انگور وبعض معاصرین عجم گویند انگور سفید است
کہ شیرہ کم دارد ودانہ اش دیر پاست وبجالت
سفر این را باخود دارند وخراب نشود وصاحب
کتاب الاثمار آوردہ کہ وطن این ایران وکابل
است (اردو) انگور صاحبی ایک خاص قسم
ہے سپید انگور کی جس کا شیرہ گرم ہوتا ہے اسکا
پھل عرصہ دراز تک نہین بگڑتا - زمانہ سفر مین
اکثر اس قسم سے کام لیتے ہین - مذکر -

انگور عسکری | اصطلاح - مرکب توصیفی (۱۴۸۲)
قسمی است از انگور کہ تحقیق این در تالیف
خود (کاشت انگور) کردہ ایم و وطن این عراق
است - دانہ وخوشۂ این بسیار زبردست و
کلان می شود و بیارۂ این بسیار کلفت و دراز

یعنی مجنون اہل فوج قوی تر است - از یک دانہ اش شیرۂ کثیر حاصل می شود و بہ تجربۂ ما فلاح را ازرائے این قسم انگور ضرورت نگہداشت مزید نمی باشد (اردو) انگور عسکری - انگور کی ایک خاص قسم ہے جس کی بیل اور خوشے اور دانے بہت زبردست ہوتے ہین - مذکر -

انگور فخری | اصطلاح - مرکب توصیفی بہار ذکر این بذیل انگور کردہ و بقول صاحب شمس نوعی از انگور مؤلف عرض کند کہ ما در تالیف خود (کاشت انگور) این را ترک کردہ ایم و ہیچ متحقق نشد کہ وطن این ہند است یا عجم وعرب و این نام از برای قسم خاص انگور بزبان معاصرین عجم ہم نیست ولیکن از کلام قدما معلوم می شود کہ (فخری) انگوری را نام بود کہ از بہترین اقسام است - بہار بر لفظ فخری ہم اشارۂ این کردہ (محسن تاثیر ؎) فخری بعسل صدا فتخارش شد ۔ قند از سر فخر جان نثارش شد ازین شعر معلوم می شود کہ تحتانی آخرہ برای نسبت است یعنی منسوب بفخر و فخر کنندہ از خوبی ہا و صفات خودش یا منسوب باشد بہ کسی کہ جزو نامش فخر بود کہ این قسم را ما قت واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) فخری - مذکر انگور کی ایک خاص قسم کا نام ہے جو مجموعی صفات مین بہترین اقسام سے ہے - دکن مین ہم نے اسکو دیکھا ہے اور استعمال بھی کیا ہے سپید شربتی رنگ - شیرہ دار دانے ہوتے ہین اور بہت شرین اور اسکی درآمد کرسمس کے زمانہ مین انگلنڈ سے زیادہ ہوتی ہے -

انگورک | اصطلاح - بقول بحر و وارستہ (۱) مردم چشم و (۲) ثوریکہ از مواد عفنہ در بدن پیدا می شود (شمس تبریز ؎) انگورک چشم ماست خالت گوئی ۔ کز عین سواد مردم دیدہ فتاد (اشرف ؎) پیش آنکس کہ بر و نشہ زلعل نمکی ۔ دختر زبو انگور کی آتشکی ۔ صاحب سروری بذکر معنی اول فرمایدہ کہ (۳) نوعی از عنکبوت را نیز گویند

صاحب ناصری ذکر معنی اوّل و سوم کردہ - خان آرزو در سراج و صاحب رشیدی بر معنی اوّل و سوم قانع بہار بذکر معنی اوّل و دوم فرماید کہ سند اوّل مال مولوی معنویست نہ شمس تبریزی **مؤلف** عرض کند کہ برای معنی اوّل کاف تصغیر بلفظ انگور زیادہ کردہ از مردم چشم کنایہ کردہ اند کہ مشابہ انگور سیاہ مدور است و معنی دوم بہ تحقیق ما مجرد آبلۂ بدن کہ از عوارض جلد است نہ ثبور و درین ہم کاف آخر برای تحقیر است یا تصغیر و این ہم کنایہ باشد و بہ معنی سوم ہم کنایہ ایست کہ جسم بعض عنکبوت کلان و تنیدہ اش دانہ انگور را ماند کہ در میان بیارہ انگور یعنی تاک باشد (اردو) (۱) مردمک - بقول صاحب آصفیہ (فارسی) اسم مؤنث - آنکھ کی پتلی (۲) وہ آبلہ جو جلدی امراض سے جسم پر پیدا ہو جیسے آتشک کا آبلہ (مذکر) (۳) مکڑی کی ایک خاص قسم کو فارسیون نے انگورک کہا ہے جس کا جسم مثل انگور سیاہ کے گول ہوتا ہے

انگورکوب | اصطلاح - بہار ذکر این کردہ از معنی ساکت **مؤلف** گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است بہ معنی کسی کہ انگور را می کوبد و شیرہ برمی آرد و بیشتر این عمل بہ لگد کوبی کنند (ملاطغرا ۵) منادی اگر شیرہ انگور کوب نہ شدی ریشۂ تاک در زیر چوب (اردو) انگور کا شیرہ نکالنے والا - مذکر -

انگورم | بقول صاحب محیط اعظم - اسم برگ نورستہ درختان - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و ہیم تخصیص دلالت می کند کہ لغت فارسی است و این کنایہ باشد کہ انگورم بہ معنی خاص مستعمل شد برای برگ نورستہ کہ قبل از آنکہ وا شود و کشادہ گردد دانۂ انگوری را ماند (اردو) کونپل - بقول آصفیہ (فارسی) اسم مذکر - بقول صاحب تذکیر و تانیث مؤنث شگوفہ کن - انگریا سولی - پھوٹے ہوے ملائم پتے - یہ پتے اس لئے کہ اردو والون نے اسی کو کونپل کر لیا ہے **مؤلف** کہتا ہے کہ کونپل کو دکن مین انگوری بھی کہتے ہین -

انگورمثقالی | اصطلاح - مرکب توصیفی - بقول بہار نوعی از انگور کہ دانہ اش بقدر مثقال بود - صاحبان

شمس و اندو مؤید ہم ذکر این کرده اند (راضی ؎) خوم
اکنون خوش علف نبود که خوردی چون تفنگ ۵ دانه
انگور مثقالی که در رنداق بود ۵ (سبحتی اطعمه ؎) بگو سنجق
وصف خوشهٔ انگور مثقالی ۵ که بر نظم تو فاخر اند فلک عقد ثریا
را ۵ (اردو) انگور مثقالی - انگور کی ایک خاص قسم کا نام
ہے جس کے ہر دانہ کا وزن بقدر مثقال ہوتا ہی - مذکر

انگور ملاحی اصطلاح - بہار بذیل انگور نوشته
قسمی است از انگور و ہیچ تعریف مزید نکرد و بر ملاحی
فرماید که انگور سفید خوب باشد چنانچه در فرهنگ

قوسی محسن تاثیر در صفت اقسام انگور آورده -
(؎) نقل و شکر دمی و صراحی ۵ مفتون ملاحت
ملاحی ۵ مؤلف گوید که وجه تسمیهٔ این جز این نباشد
که عوام فارسیان بر لفظ ملاح یای نسبت زیاده
کرده نام نهاده و نظر بر صفاست و خوبی های این قسم
انگور ملاحی گفته باشند و اعتنا نکردند بر غلطی لفظ
معاصرین عجم ازین لفظ ساکت اند (اردو) انگور
ملاحی - انگوری ایک خاص قسم کا نام ہے -
(مذکر)

انگوزه بقول محیط حلتیت متن را مانند و ما تعریف کامل این بر انگشتک کرده ایم بخیال ما مبدل انگوژه
باشد که می آید و انگوژه بزیادت واو مزید علیه انگژه که گذشت و انگژه مبدل انگشت - ما ذکر این بر انگژه
کرده ایم و صراحت ماخذ بر انگشت مذکور شد فارسیان زای عجمی را به زای هوز بدل کنند همچون آزیر
و آزیره - دیگر ہیچ (اردو) دیکھو انگشتک -

انگوزه و رقند خوردن مصدر اصطلاحی - بقول
بحر و بہار بمعنی بازی و فریب خوردن مؤلف گوید
که این کنایه باشد (میر خسرو ؎) ز شیرین کاری
شیرین دل بنده فراوان خورده بود انگوزه در قند

(اردو) فریب کھانا -

انگوژه مرادف همان انگوزه که برای هوز گذشت و ما
حقیقت این را همانجا ذکر کرده ایم - صاحبان آن هان و صفت
و اند هم ذکر این کرده اند (اردو) دیکھو انگوزه -

انگوشیدن | بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی در آغوش کشیدن و معانقہ کردن دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ این مبدل آغوشیدن است کہ در محدودہ گذشت غین معجمہ بکاف فارسی بدل شد ہمچون غلولہ و گلولہ و نون زیادہ شد ہمچون گذارش و گذارشن حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو آغوشیدن)

(الف) انگول | بقول برہان وجامع ہر دو بہ معنی دوم وسوم انگل کہ گذشت وصاحب

(ب) انگولہ | رشیدی ذکر (ب) کردہ وصاحب جہانگیری ہر دو را آوردہ مؤلف عرض کند کہ ہر دو مزید علیہ انگل و انگلہ باشد کہ گذشت و او را برای اظہار ضمہ زیادہ کردہ اند و این قاعدۂ ترکیان است۔ فارسیان ہم در بعض لغات فارسی این عمل کنند (اردو) دیکھو انگل اور انگلہ۔

انگیان | بقول برہان وجامع وہفت بر وزن ومعنی انگدان کہ گذشت۔ خان آرزو در سراج گوید کہ صحیح ہمان انگدان است کہ بدال باشد مؤلف عرض کند کہ جادارد کہ این را مبدل انگدان گیریم کہ دال مہملہ بہ تحتانی بدل شود ہمچون لاو ولای (اردو) دیکھو انگدان

انگیختن | بقول صاحب موارد مرادف انگیزیدن کہ می آید (ا) بہ معنی بلند کردن و فرماید کہ انگیزو انگیزش حاصل بالمصدر این باشد۔ صاحبان بحر وبہار و سروری وسراج ذکر این کردہ اند مؤلف عرض کند کہ این مرکب است از انگیز و علامت مصدر تن فارسیان در افعال زای ہوز را بہ خای معجمہ بدل کنند چنانکہ سوختن و سوزانیدن یعنی سوخ مبدل سوز است وہمچنین انگیخ مبدل انگیز باشد کہ بہ معنی نعوظ و حرکت قوت شہویہ می آید (یوسفی

طبیب ۵) گربانگیز تو رہ یابد فتوری چند روزہ بہ کہ از لحم کبوتر در نخود سازی غذا ۔ و انگیز معانی دیگر ہم دارد کہ بجای خود ش مذکور شود بالجملہ انگیز اسم مصدر است فارسیان از ہمین لفظ بر سبیل تبدیل مصدری ساختہ بمعنی بلند کردن استعمال کردہ اند و بقول صاحب بحر کامل التصریف و مضارع این انگیز د **مولف** عرض کند کہ انگیز د مضارع انگیز یدن باشد نہ انگیختن و بقاعدۂ فارسیان مضارع این باید کہ انگیخد بود و لیکن استعمال این در کلام فرس یافتہ نشد بلکہ بجایش مضارع انگیز یدن مستعمل است و حاصل بالمصدر این انگیختگی است نہ انگیز ش و انگیز ش حاصل بالمصدر انگیز یدن باشد ۔ و لیکن فارسیان استعمال انگیختگی نمی کنند و بجایش از انگیز ش کار گیرند ضعیف است کہ محققین بالا سند استعمال این پیش نکردند و بخیال ما سند متذکرہ معنی ہفتم متعلق باین باشد بہار این را بمعنی لازم ہم نوشتہ ۔ یعنی بلند شدن طالب سند باشیم عجبی نیست کہ او از کلام نظامی این معنی پیدا کردہ است کہ بر لفظ انگیختہ می آید و ما صراحتش ہمدر انجا کنیم (اردو) بلند کرنا

(۲) انگیختن ۔ بقول موارد بہ معنی ایجاد کردن و آفریدن و پیدا کردن و این مجاز معنی اول است ۔ صاحبان برہان و بہار و بحر و سروری و جہانگیری و سراج ہم ذکر این معنی کردہ اند و از ہمین معنی متعلق است (انگیختن گل) بہ معنی پیدا کردنش و (انگیختن طراز) بہ معنی ایجاد کردن طراز و (انگیختن نقش) بمعنی ایجاد کردن نقش و (انگیختن سوسن) بہ معنی پیدا کردن سوسن سند استعمال این بجای خودش آید (اردو) ایجاد کرنا ۔ پیدا کرنا ۔

(۳) انگیختن ۔ بقول صاحب موارد بہ معنی فراہم آوردن و این مجاز معنی اول است چون (انگیختن لشکر) بہ معنی فراہم آوردن لشکر ۔ سند این بجایش می آید (اردو) جمع کرنا

فراہم کرنا۔ جیسے لشکر فراہم کرنا۔ جمع کرنا۔

(۴) انگیختن۔ بقول صاحب موارد بمعنی کردن و این مجاز معنی اوّل است ہمچون (انگیختن پوزش) بہ معنی عذر خواہی کردن و (انگیختن عذر) بہ معنی عذر کردن و (انگیختن حملہ) بہ معنی حملہ کردن سند این مصادر مرکبہ بجای خود ش می آید (اردو) کرنا۔

(۵) انگیختن۔ بقول صاحب موارد بہ معنی کشیدن و این مجاز معنی اول است ہمچون (انگیختن جدول) کہ بہ معنی کشیدن جدول می آید و سند این بجایش مذکور (اردو) کھینچنا۔ جیسے جدول کھینچنا

(۶) انگیختن۔ بقول موارد بہ معنی برپا کردن بخیال ما قائم کردن ہم و این مجاز معنی اوّل باشد بالجملہ (انگیختن حشر) بہ معنی برپا و قائم کردن حشر و (انگیختن ذوق) بہ معنی قائم کردن ذوق متعلق است از ہمین معنی و سند ہر یکی بجایش مذکور شود و سند (انگیختن قیامت) بر لفظ انگیختہ ہم می آید (اردو) برپا کرنا۔ قائم کرنا جیسے حشر برپا کرنا۔ ذوق قائم کرنا۔

(۷) انگیختن۔ بقول صاحب موارد بمعنی نصب کردن۔ چنانکہ انگیختن رایت (نظامی ۵) دران ذکر کہ اورا انگیختہ پسر کوتوال از ذوق آویختہ پ مؤلف عرض کند کہ سند متقاضی آنست کہ این بمعنی اول متعلق کنیم کہ بلند کردن رایت بہتر از نصب کردن آنست و نیز من وجہ تعلق دارد با معنی ششم کہ مقصد نصب کردن و قائم کردن حاصل می شود با ی حال ما از برای اینہمی طالب سند دیگر باشیم (اردو) نصب کرنا۔ بلند کرنا۔ قائم کرنا

(۸) انگیختن۔ بقول موارد بہ معنی سرودن ہمچون انگیختن نغمہ مؤلف عرض کند کہ سند این بر انگیختن نغمہ می آید و این مجاز معنی اوّل و من وجہ متعلق بہ معنی ششم است کہ سرودن نغمہ ہم بلند کردن یا قائم کردن نغمہ باشد۔ بخیال ما مجرد انگیختن معنی سرودن ندارد تا آنکہ با نغمہ مرکب

نشود پس ضرورت نداشت که این را بمعنی سرودن قائم کنیم (اردو) گانا۔

(۹) انگیختن۔ بقول موارد بمعنی بنا کردن و ساختن همچون (انگیختن شهر) بخیال ما من وجه متعلق است بمعنی ششم هم که قائم کردن شهر بمعنی بنا کردن آنست (نظامی ۵) زسندوستان تا باقصای روم ۞ برانگیخت شهری بهر مرز و بوم ۞ بخیال ما این سند برانگیختن است نه انگیختن و اگر کلمه برراز اندگیریم در ان حال البته این سند بکار میخورد (اردو) بنا کرنا۔ بنانا۔

(۱۰) انگیختن۔ بقول موارد بمعنی جهانیدن همچون (برانگیختن آب را) (نظامی ۵) روان کرد رخش عنان تاب را ۞ برانگیخت چون آتش آن آب را ۞ مؤلف عرض کند که ازین سند مصدر (برانگیختن آب را) بمعنی جست دادن اسپ را برای عبور آب یعنی عبور دریا کردن به جهانیدن اسپ پیدا است و خیال ما اینست که این معنی از برانگیختن پیدا می شود نه انگیختن۔ فتامل۔ بای حال طالب سند دیگر باشیم بهار گوید که بمعنی لازم یعنی برجستن هم آمده مؤلف گوید که از همان سند که بالا گذشت هر دو معنی پیدا می شود (اردو) کدانا۔ کودنا۔

(۱۱) انگیختن۔ بقول موارد و برهان و ناصری و بحر بمعنی جنبانیدن از جای مؤلف گوید که بمعنی تحریک دادن و بحرکت آوردن است همچون (انگیختن شهوت) سند این بجایش می آید و این هم مجاز معنی اول است (اردو) جگه سے ہلانا۔ تحریک کرنا۔ حرکت مین لانا۔

(۱۲) انگیختن۔ بقول موارد بمعنی برخیزانیدن حیف است که سندی پیش نکرد و بخیال ما همان معنی یازدهم است دیگر هیچ (اردو) دیکهو انگیختن کے گیارهوین معنی۔

(۱۳) انگیختن۔ بقول موارد و بحر بمعنی برشوراندن مؤلف گوید که مقصود از برهم و پریشان

کردن باشد۔ حیف است کہ سندی پیش نکرد۔ صاحبان برہان و ناصری ذکر این کردہ اند و صاحب سروری (انگیختن شہوت) را متعلق باین معنی کردہ و از کلام استادی سند آوردہ و ما (انگیختن شہوت) را متعلق بہ معنی یازدہم کردہ ایم و سندش ہم ہمدرانجا مذکور۔ بخیال ما معنی برشوراندن از برانگیختن پیدا می شود نہ از مجرد انگیختن۔ فتامل۔ بامی حال طالب سند استعمال باشیم (اردو) برہم اور پریشان کرنا۔ برانگیختہ کرنا۔

(۱۴) انگیختن۔ بقول موارد و بحر و برہان و سراج و سروری و جامع بہ معنی برکشیدن صاحب موارد سندی کہ پیش کردہ است ازان (برانگیختن اندازہ) پیدا است (نظامی) بآن چار گوشہ خط اطلسی ؛ برانگیخت اندازۂ ہندسی ؛ و برکشیدن۔ بقول صاحب بحر بہ معنی سنجیدن و وزن کردن و برآوردن چیزی از چیزی چون تیغ از غلاف و دست از بغل و جیب و دراز کردن و کسی را ترقی دادن و قدر او را افزودن آمدہ و درین شعر مجازاً بہ معنی ظاہر کردن مستعمل و متعلق باشد بہ معنی ہفدہم کہ می آید و ہمین شعر بسند (اندازہ انگیختن) ہم گذشت و در انجا ہم ہمین معنی قرار یافتہ است (اردو) نکالنا۔ ظاہر کرنا۔

(۱۵) انگیختن۔ بقول موارد و برہان و سراج و جامع بہ معنی دور کردن حیف است کہ سندی پیش نشد۔ مشتاق سند باشیم و اگر بدست آید کشان کشان این را بر سبیل مجاز بہ معنی اول بریم زیرا کہ از بلند کردن چیزی معنی دوری پیدا کردن قریب بقیاس نیست (اردو) دور کرنا۔

(۱۶) انگیختن۔ بقول موارد بہ معنی آمادہ کردن و فرمایدکہ گویند فلانی را بہ فلان کار برانگیختہ ام مؤلف گوید کہ سند استعمال متعلق بہ (برانگیختن) است نہ انگیختن البتہ استعمال (فتنہ انگیز) سند این

باشد و آن متعلق است به معنی ششم که گذشت - صاحب موارد درست نکرد که این را جداگانه قائم کرد و معنی سیزدهم هم من وجهٍ متعلق به همین است که گذشت (اردو) آماده کرنا -

(۱۷) انگیختن - بقول موارد و برهان به معنی افشا کردن حیف است که سندی پیش نشد مؤلف گوید که اندازه انگیختن که گذشت متعلق به همین معنی باشد و این مجاز معنی اول است که از بلند کردن ظهور و افشای چیزی می شود (اردو) ظاہر کرنا -

انگیختن پوزش استعمال - به معنی عذرخواہی کردن و این متعلق بمعنی چہارم انگیختن است که گذشت (میر خسرو ـہ) سران جہان پوزش انگیختند ؛ ہمہ در فغانش درآویختند ؛ صاحب موارد ذکر این بذیل مصدر انگیختن کرده (اردو) عذرخواہی کرنا -

انگیختن جدول استعمال - به معنی کشیدن جدول است متعلق به معنی پنجم انگیختن (نظامی ـہ) چو خطش قلم راند بر آفتاب ؛ یکی جدول انگیخت از مشکناب ؛ صاحب موارد ذکر این بذیل مصدر انگیختن کرده (اردو) جدول کھینچنا

انگیختن چشمہ استعمال - به معنی پیدا کردن چشمہ باشد متعلق به معنی دوم انگیختن که گذشت - (عرفی ـہ) گر سنگ ملامت بدلم نشتیزد ؛ از ہر سر موچشمۂ آز انگیزد ؛ (اردو) چشمہ پیدا کرنا -

انگیختن حشر استعمال - به معنی برپا کردن حشر است و این متعلق باشد به معنی ششم انگیختن که گذشت (میر معزی ـہ) چون بمیدان مدیح تو مباہات کنم ؛ طبع انگیزد بر لفظ و معانی حشری ؛ صاحب موارد ذکر این بذیل مصدر انگیختن کرده (اردو) حشر برپا کرنا -

انگیختن حملہ استعمال - به معنی حمله کردن و تاخت آوردن است و این متعلق است

بمعنی چہارم انگیختن کہ گذشت (نظامی ؎) بہر حملہ کانگیخت از ہر دری ؛ فرو ریخت از رویاں لشکری ؛ صاحب موارد ذکر این بذیل مصدر انگیختن کردہ (اردو) حملہ کرنا۔

انگیختن ذوق | استعمال سبقول صاحب موارد کہ بذیل معنی ششم مصدر انگیختن آورد بہ معنی بر پا کردن ذوق است و بخیال ما قائم کردن ذوق باشد و صراحت این ہمہ را بجا کردہ ایم و این مصدر مرکب متعلق بہ ہمان است (طالب آملی ؎) ز بس ہوای چمن ذوق اتحاد انگیخت ؛ ہزار غنچہ بیک لب تبسم افشان شد (اردو) ذوق قائم کرنا۔

انگیختن رایت | استعمال۔ بہ معنی بلند کردن رایت است و بخیال ما متعلق است بہ معنی اوّل انگیختن۔ صاحب موارد این را متعلق بہ معنی ہفتم کردہ و سند این ہم ہمہ را بجا مذکور (اردو) جھنڈا کھڑا کرنا۔ باوٹا بلند کرنا۔

انگیختن سوسن | استعمال۔ بہ معنی پیدا کردن سوسن است و متعلق بہ معنی دوم انگیختن کہ گذشت (میر معزی ؎) از بہر ستم جوشن آہنگی از سوسن ؛ وز بہر ملا سوسن انگیختی از بہر صاحب موارد ذکر این بذیل مصدر انگیختن کردہ (اردو) سوسن پیدا کرنا۔

انگیختن سینہ | استعمال۔ بہ معنی بلند کردن سینہ سند این بر لفظ انگیختہ می آید (اردو) سینہ ابھارنا۔

انگیختن شعبدہ | استعمال۔ بہ معنی قائم کردن شعبدہ و این متعلق است بہ معنی ششم انگیختن (عرفی ؎) در دمی کہ با فسانہ و افسون رفت از دل ؛ صد شعبدہ انگیزد کہ بیرون رود از دل (اردو) شعبدہ قائم کرنا۔ شعبدہ کرنا۔

انگیختن شہوت | استعمال بہ معنی تحریک دادن و بحرکت آوردن شہوت باشد و این متعلق است بہ معنی یازدہم انگیختن۔ صاحب سروری سند این

بر انگیختن آوردہ متعلق کند بہ معنی سیر و سیر و سیر و

ونه استعارهٔ (انوری ۵) انگیخته است حسن توکل بامه تمام ؛ و امیخته است لعل تو با شکر آفتاب ؛ مخفی مباد که در کلام انوری انگیختن بمعنی سومش آمده (اردو) پھول پیدا کرنا ، پھول جمع کرنا ۔

انگیختن لشکر | استعمال ۔ بمعنی فراہم آوردن لشکر و این متعلق باشد بمعنی سوم انگیختن که گذشت (نظامی ۵) یکی لشکر انگیخت از ترک و تبغ ؛ فروزنده برقش بر آمد بمیغ ؛ صاحب موارد ذکر این بذیل مصدر انگیختن کرده (اردو) لشکر جمع کرنا ۔

انگیختن نغمه | استعمال ۔ بمعنی سرودن باشد صاحب موارد ذکر این بذیل معنی ہشتم انگیختن کرده مؤلف گوید که بخیال ما معنی ہشتم که قائم کرده اوست درست نیست که در مجرد انگیختن معنی سرودن نباشد و بحالت ترکیب نغمه با مصدر انگیختن البته کنایه از سرودن است که معنی لفظی این بلند کردن یا قائم کردن نغمه باشد (ظهوری ۵) زبس در نغمه انگیزی است ایام ؛ سنر در قصد اگر در گور بهرام ؛ (اردو) گانا ، نغمه سرائی کرنا ۔

انگیختن نقش | استعمال بمعنی ایجاد کردن و پیدا کردن نقش است و متعلق به معنی دوم انگیختن که گذشت (صائب ۵) هر نفس عشق دو صد نقش بدیع انگیزد ؛ تا نگردد بخود آن آینه سیما مشغول ؛ صاحب موارد ذکر این بذیل مصدر انگیختن کرده (اردو) نقش قائم کرنا ۔

انگیخته | بقول نوادر (۱) به معنی بلند و برآمده (نظامی ع) میان نازک و سینه انگیخته ؛ و بقول سروری (۲) برشورانیده و (۳) پیدا کرده و (۴) بلند کرده (خاقانی ۵۳) صبح خیزان بین قیامت در جهان انگیخته ؛ نعرهٔ ها شان نفخ صور از هر دهان انگیخته ؛ بخیال ما این سند متعلق به معنی ششم انگیختن است (وله ۵۴) دره

مریخ گرزگاو افریدون بدست ؛ وزمجرہ شب ورفش کاویان انگیختہ ؛ بخیال ما درین شعر انگیختہ بمعنی بلندکردہ شدہ باشد نہ بلندکردہ بالجملہ این اسم مفعول بجمیع معانی انگیختن است کہ گذشت ومعنی اول در اصل بلندکردہ شدہ ومراد ازبلند وازین قیاس نباید کرد کہ انگیختن بہ معنی لازم است معلوم می شود کہ بہار ازہمین مصرع نظامی معنی لازم را در مصدر انگیختن پیدا کردہ کہ اشارہ آن بر معنی اولش کردہ ایم (اردو) (۱) بلند ابھرا ہوا - (۲) برانگیختہ کیا ہوا (۳) پیدا کیا ہوا (۴) بلند کیا ہوا - واضح ہو کہ یہ انگیختن کا اسم مفعول ہے تمام معنون مین -

انگیدن بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح وکسر ثانی بمعنی آگندن وپرکردن دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نہ کردہ سند استعمال ہم پیش نشد اگر سند بدست آید توانیم عرض کرد کہ قلب بعض باشد از آگنیدن کہ نون سوم مقدم شد وکاف فارسی مؤخر ہمچون اسطرخ واسطخر - ومدودہ کہ مقصورہ بدل شد متعلق بہ لب ولہجۂ مقامی است (اردو) دیکھو آگنیدن -

انگیر بقول برہان وجامع بروزن زنجیر انگور را گویند کہ بہ عربی عنب خوانند - صاحب ناصری فرماید کہ لغت دریست ودر ہمہ تبرستان معروف - خان آرزو در سراج فرماید کہ مبدل انگور باشد کہ واو بہ تحتانی بدل شود ہمچون انگول وانگیل (اردو) دیکھو انگور -

انگیز بقول برہان بروزن مہمیز (۱) برانگیختہ - و (۲) بلند ساختہ و (۳) برخیزانیدہ صاحب ناصری بذکر ہر سہ معانی بالا فرماید کہ (۴) امر بہ انگیختن و (۵) حرکت قوت شہویہ وبقول صاحب سروری (۶) برشورانیدہ و (۷) پیدا کنندہ وبذکر معنی چہارم

نسبت پنجم گوید که قیام آلت رجولیت که به عربی نعوظ گویند (یوسفی طبیب ۵) گر با نگیز تورہ یابد
فتوری چند روز نه به که از لحم کبوتر و زنخو دسازی غذا نه صاحب جامع بر معنی اوّل و دوم
قانع بهار فرماید که (۸) نوعی از نازغریبه که شهوت را برانگیزد (حکیم زلالی ۵۸) زانمار
ایاز شوخ خونریز نه مقشّر می کند بادام انگیز نه (طالب آملی ۵۸) لبت از بوسه بانگیزتر
است نه رخت از گل عرق آمیزتر است نه مؤلّف عرض کند که محقّقین بالا از غور کار
نگرفته اند و بر قواعد فارسی اعتنا نکرده معنی پنجم حقیقی است که نعوظ باشد و معنی هشتم که پیدا
کردهٔ بهار است محض خیالش که از هر دو سندش هم معنی پنجم پیداست و همین اسم مصدر
انگیزیدن است که به معنی بلند کردن می آید و ما ذکر این بر معنی اوّل انگیختن کرده ایم و انگیز
امر از مصدر انگیزیدن بهمه معانیش و باقی همه معانی بیان کردهٔ محقّقین نازک خیال غلط
باشد و سند استعمال هم پیش نشد و ما از اصلیت تسامح شان خبر داریم یعنی معنی اوّل و
دوّم و سوّم و ششم بصورت مفعول و معنی هفتم بصورت فاعل آمده چنین نیست که
محقّقین اینرا از اسم فاعل و مفعول ترکیبی پیدا کرده اند و خیال نمی کنند که از مجرد امر بدون
ترکیب با اسمی این معنی حاصل نمی شود چنانکه رایت انگیز و فتنه انگیز و خشم انگیز. اگرچه معنی فاعلی
دارد ولیکن این معنی در مجرد لفظ انگیز نیست و حاصل نمیشود تا آنکه انگیز را که امر است با
رایت و فتنه و خشم مرکّب نه کنیم بالجمله نتیجهٔ این همه جگرکاوی اینست که انگیز (۱) بمعنی نعوظ
است و (۲) امر از مصدر انگیزیدن دیگر هیچ (اردو) (۱) نعوظ۔ بقول آصفیہ (عربی)
اسم مذکر۔ استادگی ذکر۔ عضو تناسل کا کھڑا ہونا۔ خواہش جماع (۲) مصدر انگیختن امر انگیزید

کے تمام معنون مین - اس کا امر -

انگیزان بقول صاحب شمس لغت فارسی است مرادف انجدان - دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردند استعمال هم پیش نشد و معاصرین عجم هم بر زبان ندارند اگر سند استعمال پیش شود توانیم قیاس کرد که مبدل انگدان است فارسیان دال مهمله را به زای هوز بدل کنند همچون سرخ مرز و سرخ مردویای زائد در وسط کلمه زیاده کنند چنانکه نسبت و نسبیت دیگر هیچ (اردو) دیکھو انجدان -

انگیزانیدن بقول بحر متعدی انگیزیدن (کامل التصریف) و مضارع این انگیزاند **مؤلف** عرض کند که انگیزیدن متعدی بیک مفعول است و این متعدی بدو مفعول و موافق قاعده تعدیه بزیادت الف و نون دوم - صاحب موارد گوید که بمعنی انگیختن فرمودن - ما عرض کنیم که بواسطه کسی انگیزش کردن و انگیختن و شامل باشد بر همه معانی انگیزیدن و انگیختن (اردو) بلند کروانا - ایجاد کروانا - پیدا کروانا - جمع کروانا - کروانا کھچوانا برپا کروانا - قائم کروانا - نصب کروانا - بنا کروانا - کد وانا - تحریک کروانا - حرکت دلوانا پریشان کروانا - برانگیختہ کروانا - نکلوانا - ظاہر کروانا - دور کروانا - آمادہ کروانا - ظاہر کروانا

انگیزش بفتح اول و کسر کاف فارسی و زای هوز بقول موارد حاصل بالمصدر انگیختن و انگیزیدن شامل بر همه معانی هر دو مصدر - (میر خسرو ؎) مه که در انگیزش رنگست چست ؛ نقشگر صورت ایوان تست ؛ (اردو) انگیختن اور انگیزیدن کے تمام معانی کا حاصل بالمصدر جیسے بلندی - ابھار - چھیڑ - ظہور وغیرہ -

انگیز شہوت کردن استعمال بہ معنی شہوت

را بحرکت آوردن وسعی در نعوظ کردن۔ (صائب ـــ) سادہ لوحی کزد وانگیز شہوت می کند بیدار دشمن را بقصد جان خویش (اردو) نعوظ کی کوشش کرنا۔ شہوت کو حرکت دینا۔

انگیزہ | بقول برہان وناصری وہفت بروزن کفلیزہ بمعنی سبب وباعث چیزہا ضافہ موارد ہم بذیل مصدر انگیختن ذکر این کردہ گوید کہ این مجاز است **مؤلف** عرض کند کہ حیف است کہ سند این پیش نشد وما از معاصرین عجم دریافت کردہ ایم کہ انگیزہ بزیادت ہای نسبت در آخر انگیز کنایہ باشد از چیزے کہ منسوب بہ انگیختن شود ومرادف این انگیزش باشد نہ بمعنی سبب وباعث۔ مثلاً گویند کہ "سبب انگیزہ طبیعت او این بود" یعنی باعث برانگیختگی وانگیزش طبیعت این بود (اردو) دیکھو انگیزش۔

انگیزیدن | بقول موارد وبحر وبہار وہفت ونوادر بہ ہمہ معانی مرادف انگیختن است کہ گذشت۔ مرکب از انگیز ویای معروف وعلامت مصدر دن ما اشارہ این بر انگیختن ہم کردہ ایم۔ بقول مقنین فارسی مصدر جعلی است وباصول ما مصدر اصلی کہ از اسم جامد فارسی زبان وضع شد۔ کامل التصریف مضارع این انگیزد وحاصل بالمصدر این انگیزش (اردو) دیکھو انگیختن۔

(۱) **انگیل** | بقول برہان وجامع وجہانگیری باکاف فارسی بروزن زنبیل حلقہ را
(۲) **انگیلہ** | گویند کہ کوی گریبان وتکمہ کلاہ را از ان بگذرانند وتکمہ گریبان را نیز گفتہ اند **مؤلف** گوید کہ مبدل انگول وانگولہ کہ گذشت کہ واو بہ تحتانی بدل شد ہمچون انگور وانگیر وما صراحت ماخذ این بر انگل کردہ ایم وحقیقت انگول وانگولہ ہم بجایش مذکور

(اثیرالدین اخسیکتی ۵۲) ہر آن انگیلۂ زرین کہ چرخ از اختران سازد پلاس عمر او را بر گریبان زمان زیبد (اردو) دیکھو انگول - انگولہ۔

انمن | بقول جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند با واو مفتوح ثانی زدہ و ہر دو میم مکسور انگور بود و آنرا انگبیز نیز گویند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و جز این نیست کہ اسم جامد فارسی قدیم است (اردو) دیکھو انگور۔

انوازادہ | بقول صاحب شمس بالفتح بہ معنی شہزادۂ بزرگ نسب۔ دیگر کسی از محققین ذکر این نکرد و سندی ہم پیش نہ شد اگر سند استعمال پیش شود تو انیم عرض کرد کہ اصل این نوازادہ باشد کہ الف وصلی در اول آوردہ انوازادہ کردند و نوازادہ بقول برہان بمعنی پسرزادہ و دخترزادہ می آید چہ نو ابمعنی فرزند آمدہ و نیز نوا بہ معنی نیکوئی حال و بزرگترین و بہترین ہر چیز کذا فی البرہان پس عجبی نیست کہ نوازادہ بلحاظ معنی آخر الذکر شہزادہ بزرگ نسب را گفتہ باشند حالا بر زبان معاصرین عجم متروک است (اردو) شہزادۂ عالی خاندان بزرگ

انوالید | بقول صاحب بول چال مفرس (اِن ویلیڈ) لغت انگلیسی است بہ معنی قیامگاہ انواج ضعیف و بیکار۔ دیگر کسی ذکر این نکرد (اردو) بے کار اور ضعیف افواج کا قیام گاہ۔ مذکر۔

انوپا | بقول برہان و سروری و جامع و سراج و جہانگیری بفتح اوّل و ضم ثانی و سکون واو و با ی فارسی بالف کشیدہ (۱) گاؤزبان تلخ را گویند آن گیاہیست کہ در دار و ہا بکار برند و (۲) کاسنی را نیز گویند کہ بعربی ہندبا خوانند۔ صاحب ناصری گوید کہ ہمان انگوبا گذشت

صاحب محیط برگاؤزبان فرماید کہ بسبب مشابہت بازبان گاو این نام نہادہ اند و نباتی است دراز برگ کہ آنرا بعربی لسان الثور و بیونانی فوغلص و بروی بوقلیس و بلاطینی بکلوم و بہندی کاٹہ مانڈہ و سنگا ہولی گویند۔ تازہ آن گرم و تر در اول و خشک آن را رطوبت کمتر و مائل ببیوست۔ خاصیت آن در تفریح قلب و تقویت آن نہایت عظیم۔ مفرح و مقوی اوداج و حرارت غریزی و اعضای رئیسہ و حواس و ملین طبع و نافع خفقان و توحش امراض سوداوی و منافع بسیار دارد (الخ) بخیال ما بہ معنی اول اسم جامد زند و پاژند است و بہ معنی دوم مخفف انگوپا کہ گذشت (اردو) (۱) گاؤزبان بقول صاحب مؤنث ایک قسم کی بوٹی جس کا پتا زبان گاو سے مشابہ ہوتا ہے۔ لسان الثور (۲) دیکھو نطونیا

انوریسا بقول برہان و ہفت بروزن ابوورد البغت یونانی سیلان خون را گویند (اردو) خون کا سیلان مذکر۔

انوشا بقول برہان و جامع با ثالث مجہول و شین نقطہ دار بالف کشیدہ (۱) مذہب و کیش گبران و (۲) بمعنی شادی و خرمی و (۳) عدالت ہم آمدہ۔ صاحب ناصری بر معنی اول و دوم قانع و نسبت معنی دوم صراحت کند کہ بہ معنی خوشا و شادی و خرمی نیز۔ صاحبان سروری و جہانگیری و سراج از معنی دوم و سوم ساکت مؤلف عرض کند کہ اصل این نوش است کہ بمعنی گوارا و تریاک و عسل و کنایہ از آب حیات ہم آمدہ و الف در اول این وصلی است و در آخر این زائد کہ افادۂ معنی فاعلی کند از قبیل خوش و خوشا و زیب و زیبا بدین وجہ کہ گبران را مذہب شان بسیار گوارا و عزیز بود مجازاً آنرا انوشا گفتند و معنی دوم

وسوم ہم مجاز است کہ مسرت و عدالت گوارای خاطر و مرغوب رعایاست بہ تحقیق ما معنی اول مرادف خوش و خوشا باشد نہ خوشی و شادی زیرا کہ بقاعدہ فارسی بعد زیادت الف در آخر افادۂ معنی فاعلی شود نہ مصدری پس خوشا را بمعنی خوشی گفتن صحیح نباشد و اشارہ این برانوشہ ہم می آید (اردو) (۱) زرتشتون اور آتش پرستون کا مذہب مذکر (۲) خوش۔ اچھا (۳) عدالت۔ موشش۔ انصاف۔ مذکر۔

انوشیروان بفتح اول مزید علیہ و مخفف ہمان نوشیروان است کہ بجایش می آید بحذف تحتانی۔ الف وصلی زیادہ کردہ اند نام بادشاہی کہ بعدل مشہور است بہار و نگر این کردہ (سنجر کاشی ـــ ۵) کہ باد داد خداوند ازل تا بابد ہمت حاتمی و عدل انوشروانی ۱۲ مؤلف عرض کند کہ بعضی از محققین نوشیروان را بہ معنی رب النوع انسان گفتہ اند کہ جبرئیل باشد و بمجاز نام بادشاہی و خان آرزو در سراج درست خیال کند کہ اصل این نوشین روان باشد بمعنی شیرین جان اندرین صورت نون دوم بکثرت استعمال حذف شدہ نوشیروان شد و فرماید کہ بمجاز بمعنی مطلق عدل ہم مستعمل ہمچون حاتم کہ بمعنی مطلق سخی مستعمل مؤلف عرض کند کہ این مجاز مجاز باشد و استعمال انوشروان بمعنی آخرہ از نظر ما نگذشت و صاحب ناصری بذیل انوشہ گوید کہ انوشیروان مرکب از انوشہ و روان اندرین صورت ہای ہوز بہ تحتانی بدل شدہ انوشیروان شد چنانکہ شاہنگان و شاہیگان و انوشروان مخفف (اردو) نوشیروان مذکر۔ بقول آصفیہ مشہور بادشاہ جس کے عہد بادشاہت مین ہمارے رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوے۔

انوشہ بقول برہان وجامع وجہانگیری بفتح اوّل وراء (۱) بمعنی خوش وخوشا وخرم وخوشحال و (۲) شراب انگوری را نیز گفتہ اند و (۳) نام عمّہ شاپور و (۴) بادشاہ نوجوان را نیز گویند و (۵) بمعنی آفرین و بارک اللہ ہم بضم اول نیز گفتہ اند۔ صاحب ناصری بترک معنی سوم نسبت معنی اوّل فرماید کہ بمعنی خوشی وخرمی است بخیال ما غلط کردہ است کہ معنی مصدری پیدا کردہ (فردوسی ۵۱) بدو گفت شاہا انوشہ بزی ؎ ہمیشہ زتو دور دست بدی ؎ (ولہ ۵۱) فروغست جسم و روان را خرد ؎ انوشہ کسی کو خرد پرورد ؎ (منوچہری ۵۲) انوشہ خور طرب کن جاودان بزی ؎ درم دہ دوست جو دشمن پراکن ؎ (نظامی ۵۳) انوشہ نوش باد دارای دہر ؎ زنوش جہان باد بسیار بہر ؎ (فردوسی ۵۴) انوشہ کہ گردید گرد ہر پدید ؎ درود از شما خود بدینسان سزید ؎ خان آرزو در سراج بذکر معنی اول و دوم و پنجم فرماید کہ انوشا۔ و انوشہ ہر دو ماخوذ است از انوش کہ نوش مخفف آن است و الف در اوّل افادہ معنی فاعلیت کند چنانکہ کوشا و نیوشا و ہادر دوم برای نسبت و ہر دو بیک معنی است پس معنی شاد و خرم مجاز بود بہ معنی خوشا و آفرین و شراب نیز مجاز بدینوجہ کہ شراب در مذہب ایشان حلال است و میتواند کہ ہای ہوز بدل الف باشد از عالم خارا و خارہ مؤلف عرض کند کہ ما صراحت ماخذ انوشا بجا پیش کردہ ایم۔ الف اول وصلی است نہ اصلی۔ پس نتوان گفت کہ نوش مخفف انوش است بلکہ انوش مزید علیہ نوش باشد و معنی لفظی انوشہ بہ ہای نسبت منسوب بہ نوش است۔ یعنی گوارائی دارندہ و کنایہ از شراب و برای معنی اوّل و پنجم ہای ہوز را مبدّل الف گیریم ہمچون یاسا و یاسہ و حقیقت معنی اوّل خوشی دارندہ

که از الف آخر پیدا میشود بقاعدهٔ فارسی همچون زیب و زیبا و خوش و خوشا و معنی سوم و چهارم برسبیل مجاز است که کسی را باین نام موسوم کنند یا بادشاه نوجوان را انوشه نامند و انچه انوشه به تای عربی بعوض نون دوم به معنی سوم بجایش گذشت غیر از تصحیف نباشد که به غلطی کاتبین یک نقطه زیاده کردند - دیگر هیچ - صاحب سخندان برای اظهار تعلق فارسی بازبان سنسکرت فرماید که در سنسکرت انوکها بمعنی عمده و خوب آمده و در فارسی انوشه به معنی خوش و خرم - مؤلف عرض کند که پی بحقیقت نبرده است انوشه را با انوکها هیچ تعلق نیست (اردو) (۱) دیکھو انوشا (۲) شراب - مونث (۳) شاپور کی پہوپہی کا نام انوشہ تہا (۴) نوجوان بادشاہ (مذکر) (۵) آفرین - دیکھو آفرین -

(الف) انومیدن | صاحب شمس نسبت (الف) گوید که بزاری پاک کردن و نسبت (ب)

(ب) انونیدن | فرماید که ناله و زاری کردن و (ج) بقول برهان و جامع به معنی ناله

(ج) انوئیدن | و زاری و نوحه کردن - صاحب ناصری بذیل (ج) گوید که نوان نیز همین معنی دارد - صاحب بحر فرماید که کامل التصریف است و مضارع این انوید - صاحبان سراج و جهانگیری و موارد و نوادر هم ذکر این کرده اند و صاحب سروری صراحت فرماید که (ج) بفتح اول و ضم نون است مؤلف عرض کند که نوان به معنی انوئیدن نیست چنانکه صاحب ناصری نوشته بلکه بقول محققین بمعنی زاری کنان و فریاد و زنان باشد کذا فی البرهان و نوا بمعنی ناله آمده و از طرز بیان محققین می کشاید که نوان هم بمعنی ناله و فریاد و نوانیدن مصدرش بمعنی ناله کردن و نو هم بمعنی ناله و زاری است - صاحب برهان ذکر این کرده پس متحقق شد

کہ (الف) نتیجۂ تسامح صاحب شمس است کہ در لفظ و معنی غوری نکرد و دیگر کسی از محققین
با او نیست و سند استعمال ہم پیش نشد و معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند و (ب) راجا دادن
کہ مخفف و مزید علیہ نوانیدن گیریم کہ می آید - بزیادت الف وصلی در اوّل و حذف
الف سوم و (ج) وضع شدہ از اسم جامد نو کہ ذکرش گذشت - فارسیان الف وصلی
در اوّل و یای زائد در آخرش آوردہ انوی گردند و پس ازان بقاعدہ مصادر جعلی
بزیادت تحتانی معروف و علامت مصدر (دن) انوئیدن شد و بر اصول ما مصدر
اصلی است کہ از اسم جامد فارسی زبان وضع شدہ (اردو) رونا - نوحہ کرنا -

انہ بفتح اول و دوم کلمہ ایست کہ برای اظہار لیاقت آید و ذکر این در محدودہ برآنہ گذشت
ہمچون ماہانہ و سالانہ و روزانہ و جرمانہ و بیعانہ انچہ محققین این را در محدودہ آوردہ اند
قابل غور است و انچہ صاحب انند ہمدر انجا بہ معنی شایستگی نوشتہ از شاہانہ سند گرفتہ است
قابل نظر زیرا کہ در شاہانہ ہای لیاقت بر لفظ شاہان است و بس چنانکہ در مردانہ و زنانہ
و بزرگانہ (اردو) آنہ کا استعمال بقاعدہ فارسی اردو میں بھی ہے اور مخصوص ہے انہین
الفاظ فارسی اور عربی سے جنکو فارسیون نے کلمہ انہ کے ساتھہ استعمال کیا ہے - جیسے
جرمانہ - بیعانہ - ماہانہ - وغیرہ -

انہ ناس بفتح اوّل و دوم بقول صاحب رہنما نام میوہ ایست ناصر الدین شاہ
قاچار در سفرنامہ خود ذکر این کردہ و معاصرین عجم بر زبان دارند - صاحب محیط فرماید کہ
اسم ہندی است - در ہنگام خامی سبز و خانہ خانہ و اطراف خانہا اندک پوست نازک

برآمدہ و بعد رسیدن آن زرد۔ مائل بسبزی و در ہر خانہ قریب پوست تخمہای ریزہ رزد و تیرہ۔ مزاج آن نزد اہل ہند سرد و نزد بعضی معتدل در حرارت و برودت۔ منفرح و مقوی دل و جگر۔ رافع خفقان و مقوی دماغ و منافع بسیار دارد (الخ) بعض محققین ہند این را عین الناس نامند کہ ہر خانۂ او شابہ خانۂ چشم انسان باشد و امیر مینائی مغفور در امیر اللغات بقول فالن فرماید کہ انناس اسم پرتگالی است و بقول فارس لفظ ہندی۔ و صاحب دلیل ساطع گوید کہ لغت ہندی است و از محققین عربی مفردات طب کسی ذکر عین الناس نکرد اندر منصورات معلوم می شود کہ نام عین الناس نہادۂ علمای ہند است و بس و معاصرین عجم انہ ناس بر زبان دارند (اردو) انناس۔ بقول امیر (مذکر) ایک مشہور پھل ہے جو لیمو سے بڑا اور خربوزے سے چھوٹا۔ مائل بطول اور بعض چھوٹا اور گول بھی ہوتا ہے۔ گورکھپور اور بنگالہ میں اسکی کثرت ہے

انہوبا بقول برہان و ناصری و ہفت و اند با ہای ہوز و بای ابجد بروزن محمود بلغت زند و پاژند ستارہ مشتری را گویند۔ اسم جامد فارسی قدیم است حالا بر زبان معاصرین عجم متروک (اردو) دیکھو ارمز کے تیسرے معنی۔

(۱) انیبا (۱) بقول برہان با بای ابجد بروزن چلیپا بلغت زند و پاژند درخت مورد را

(۲) انیتا گویند و برگ آنرا در دواہا بکار برند و بجای بای ابجد تای قرشت ہم بنظر آمدہ صاحب ناصری و ہفت ہم ذکر این کردہ و این ہمان است کہ بر نمبر ہفتم آمس مذکور شد صاحب محیط بر آمس فرماید کہ بعد الف اسم فارسی است مشہور بہ مورد و تمیمی گوید کہ آن ریحان است بلغت عرب و نازبو بلغت فارس و بسریانی آسا و گو لنفسا و بیونانی قیطوش سرد و خشک

در دوم و بدان جوهر ارضی ست قبض می کند و تقویت می دهد و مجفف بسیار است و منافع بیشمار دارد (الخ) بالجمله انیبا اسم جامد فارسی قدیم است و حالا بر زبان معاصرین عجم متروک و صاحب جهانگیری در خاتمهٔ کتاب ذکر (۲) هم کرده (اردو) ریحان - مذکر - دیکھو پار -

انیر بقول برهان و ناصری و جامع بروزن امیر خوی زشت و طبیعت بد را گویند مؤلف عرض کند که اثر بمعنی هر چیز زشت و بد بجایش گذشت و ما همدر انجا از ماخذش هم ذکری کرده ایم و حقیقت این جز این نباشد که های تحتانی زائد بعد نون زیاده کرده مخصوص کرده اند به خوی و طبیعت بد همچون بست و بیست - باری حال اینهم اسم جامد فارسی قدیم است و حالا بر زبان معاصرین عجم متروک (اردو) بری خصلت - مؤنث -

انیران بقول برهان و ناصری و جهانگیری بروزن امیران (۱) نام فرشته ایست موکل بر عقد و نکاح و (۲) نام روز سی ام از هر ماه شمسی و باین معنی بازای نقطه دار هم آمده (از زرتشت بهرام ﷺ) سفندارمذ ماه رفته تمام ؛ بروزی که خوانی انیرانش نام ؛ درین روز زردشت پاکیزه دین ؛ درآمد سوی حد ایران زمین ؛ صاحب سروری بر معنی دوم قانع (شرف الدین شیرازی ﷺ) سال بر هفصد و ده بود ز هجرت کاین شعر ؛ گفته شد روز انیران زمه فروردین ؛ خان آرزو در سراج بذکر هر دو معنی نسبت معنی اوّل صراحت مزید کند که آن فرشته موکل این روز هم است و بازای نقطه دار اصلی ندارد و صاحب جامع نسبت صراحت معنی اوّل همزبانش مؤلف عرض کند که نیز بقول برهان بلغت ژند و پاژند به معنی آتش است که می آید - فارسیان نون نسبت در آخرش همچون جوش و جوشن و الف وصلی در اولش زیاده کرده انیران

کردند که بمعنی منسوب به آتش شد و فرشته را نام نهادند و نیز مجازاً روزی را که آن فرشته موکل این روز است (اردو) (۱) انیران - ایک فرشته کا نام ہے جو موکل ہے عقد و نکاح اور ہر مہینہ کی تیس تاریخ کا (۲) مجازاً اُس تاریخ کو بھی فارسیوں نے انیران کہا ہے۔

انیزان بر فتح اوّل و کسر دوم و زای چهارم همان انیران بمعنی دوم که بر رای مهمله چهارم گذشت و اشاره این هم همدرا بخاندکور - تبدیل رای مهمله به زای هوز خلاف قیاس است و جز این نیست که تصحیف کاتبین باشد - چنانکه خیال خان آرزو در سراج بر انیران گذشت صاحب شمس ذکر این کرده گوید که روزماه باشد و بس (اردو) دیکھو انیران -

انیژ بقول برهان و ناصری و جامع و سراج بازای فارسی بروزن کنیز - گیاهی که آنرا بوی مادران گویند و عقرب ازان بگریزد مؤلف عرض کند که مرادف معنی اوّل اُشتر که به ثای مثلثه دوم و زای فارسی در آخر گذشت و برار طیسا هم تعریف این مذکور شد - بخیال ما اسم جامد فارسی قدیم است و انچه به ثای مثلثه بعوض نون دوم گذشت تحریف باشد و غلطی کتابت والعلم عند الله اعلم (اردو) دیکھو ارطیسا -

انیس اعضا بقول برهان و بحر و جامع و ناصری (۱) کنایه از چشم است و (۲) اشارت به محبوب و مطلوب هم - صاحب جهانگیری در خاتمه کتاب بمعنی اوّل قانع مؤلف عرض کند که مرکب اضافی است و بر زبان معاصرین عجم متروک حیف است که سند استعمال پیش نشد (اردو) (۱) آنکھ - مؤنث (۲) محبوب - مذکر -

انیسان بقول برهان و ناصری و جامع و صروری و جهانگیری و سراج بر وزن خیسان

بمعنی بیہودہ وخلاف وکذب ودروغ ومخالفت باشد (شمس فخری ۵) نہ درجودش بود ہرگز تدنّق پ نہ درقولش بود ہرگز انیسان پ مولّف عرض کند کہ نیسان بالکسر بقول برہان ہم بمعنی خلاف ومخالفت می آید پس ظاہر الف وصلی در اوّل این زیادہ کردہ اند (اُردو) خلاف مذکر مخالفت۔ مونث۔ جھوٹ مذکر۔

(الف) **انیسون** بااوّل مفتوح وثانی مکسور بقول جہانگیری وسروری وبرہان مرادف انیسان کہ گذشت (جامی ۵) در دلِ تو کہ پیوستہ انیسِ دل ماست پ ای یار انیس از تو انیسون نمود پ ہم او فرماید کہ بزبان یونانی (۲) سازیانۂ رومی را نامند خان آرزو نسبت معنی اوّل در سراج گوید کہ مبدّل انیسان باشد مقصودش جز این نباشد کہ الف بہ واو بدل شود ہمچون تاغ و تورغ ونسبت معنی دوم صراحت کامل بہ الانیسون گذشت وہمان است انیسون کہ بقول صاحب محیط متحقق شد مخفی مباد کہ از سند بالا

(ب) **انیسون رفتن** بمعنی دور شدنِ مخالفت است (اُردو) الف دیکھو انیسان (۲) دیکھو الانیسون (ب) مخالفت دور ہونا۔

(الف) **انیسہ**
(ب) **انیشہ** (الف) بقول برہان وجامع بروزن ہریسہ ہر چیز بستہ را گویند کہ بدشواری از ہم جدا شود وحل گردد (ب) (۱) بمعنی (الف) و (۲) بمعنی جاسوس و (۳) چاپلوس۔ صاحب ناصری ذکر معنی دوم (ب) کردہ صاحب سروری نسبت (ب) فرماید کہ در شرفنامہ آبستہ وابستہ ودر فرہنگ آیشتہ وآیشتہ وآیشہ بمعنی جاسوس وچاپلوس گذشت (شہیدی (ب ۲) ۵) در کوے تو انیشہ ہمیگردم اے نگار پ وز دیدہ تا نگرت بہ بینم بہ بام ودر پ خان آرزو در سراج نسبت (الف) گوید کہ در جہانگیری انبستہ بہ موحّدہ

سوم و فوقانی پنجم آمدہ پس قول برہان تصحیف باشد و نسبت (ب) فرماید کہ در شرفنامہ آنشتہ بمدّہ بروزن وابستہ و آیشہ بوزن عایشہ آمدہ لیکن از اشعار بعض استادان بے مدّہ معلوم میشود و آن نیز درست است **مولّف** عرض کند کہ ما بر انبستہ کہ بہ نون دوم و فوقانی پنجم گذشت اشارہ (الف) کردہ ایم و با خان آرزو اتفاق داریم کہ در (الف) تحریف راہ یافتہ تصحیف است کہ سند استعمال این پیش نشد و اگر بدست آید تو انیم عرض کرد کہ اسم جامد فارسی قدیم باشد کہ حالا بر زبان معاصرین عجم متروک است و نسبت (ب) عرض میشود کہ آیشہ بمدودہ و تحتانی دوم بمعنی جاسوس و چاپلوس گذشت و ماخذش ہم ہمدرانجا مذکور پس جا دارد کہ (ب) را مبدّل آیشہ گیریم کہ الف دوم بدل شد بہ نون ہمچون اغل و نغل و انچہ در (ب) معنی الف ہم ہمان شدہ قابل نظر است طالب سند استعمال باشیم (اُردو) (الف) دیکھو انبستہ (ب) دیکھو انبستہ اور آیشتہ۔

انین بقول برہان بروزن زمین ظرفی باشد از سفال مانند سبو و خچہ بزرگے کہ دوغ را در ان کنند و بجنبانند تا روغن از ماست جدا شود۔ صاحب ناصری فرماید کہ ہمین لغت در ممدودہ ہم گذشت صاحب جامع گوید کہ این را تبرکی نہرہ بکسر اوّل نام است **مولّف** عرض کند کہ ما در ممدودہ صراحت کامل کردہ ایم و آن بر دو معنی شامل است و در نیجا اہل تحقیق بر معنی دوم ش قناعت کردہ اند۔ و این ظرفی است خاص ہمچو دیگر ظروف حصّہ زیرینش پہناو عریض باشد تا بر زمین قرار گیرد چون دوغ درین ظرف ریزند و شیر ژنہ را در و حرکت دہند آوازے می برآید از دوغ و شیرے کہ داخل آنست و بدینوجہ کہ انین لغت عرب است

بمعنی نالہ و نالہ کردن۔ جادارد کہ این را بمعنی خاص مقرس کردہ باشند۔ دانچہ شیر زنہ را ہم بالف ممدودہ آئین گفتہ اند بہ ہمین سبب باشد (اُردو) وہ برتن جس مین دہی یا دودھ ڈالکر ہلاتے ہین اور مسکہ نکالتے ہین۔ مذکر دیکھو آئین۔

الف مقصورہ باواو

او بقول برہان وجامع و ناصری بضم اوّل وسکون ثانی ضمیر غائب است نسبت بہ ذوی العقول چہ غیر ذوی العقول را آن گویند۔ خان آرزو در سراج گوید کہ محل نظر است چرا کہ آن اسم اشارت است واو ضمیر غائب وہم او بر آن فرماید کہ آن بامشار الیہ جمع شود چنانکہ آن گروہ وکلمۂ او بامرجع جمع نگردد **مولف** عرض کند کہ تخصیص او باذوی العقول در محاورۂ عجم باقی نماند حیف است کہ محققین زباندان ذکرش نکردہ اند (مولانا غزالی ۵) چرخ فانوس خیال وعالمی حیران دراو بہر دمان چون صورت فانوس سرگردان دراو ۱۲ (اُردو) وہ بقول آصفیہ ہندی ضمیر غائب۔ اسم اشارۂ بعید۔ وہ حرف جو غائب یا بعید کے اشارہ کے واسطے بولا جاتا ہے۔

اوا بقول برہان وناصری وجامع بروزن ہوا (۱) بمعنی آواز باشد و (۲) بمعنی ابا ہم کہ بمعنی شور باو آش گذشت (مولوی معنوی ۱۵) اے شمس تبریزی بگو سر شہان شاہ خوبہ کو رنگ و بوے و گفت و گو از شمس بشنو این اوا ۱۲ صاحبان جہانگیری و سراج بر معنی اوّل قانع وخان آرزو در سراج صراحت مزید کند کہ مخفف آوا بمدودہ باشد و آن مخفف آواز است **مولف** گوید کہ بمعنی دوم این را مبدّل ابا خیال کنیم کہ بائے موحدہ بہ واو بدل شود ہمچون آب و آو۔ (اُردو) (۱) دیکھو آواز (۲) دیکھو ابا کے دوسرے معنی ۔

اواجس بقول صاحب شمس بالفتح لغت فارسی است (۱) بمعنی روزگار و زمانہ و (۲) ہمیشہ (۳) قسمی از طعام۔ حیف است کہ سندے پیش نشد و دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ و معاصرین عجم بزبان ندارند۔ مجرد بیانش اعتبار را نشاید و ماخذ این ہم ہیچ بفہم نمی آید (اُردو) (۱) روزگار۔ زمانہ مذکر (۲) ہمیشہ (۳) غذا کی ایک قسم۔

اواخ بقول صاحب شمس باواو و مفتوح لغت فارسی است بمعنی آہ۔ حیف است کہ سندے پیش نشد و دیگر محققین ازین ساکت و معاصرین عجم ہم بزبان ندارند۔ البتہ ہمین لغت بہمین معنی در ممدودہ گذشت (اُردو) دیکھو آواخ۔

اوار بقول برہان بفتح اوّل بروزن شرار بمعنی (۱) دفتر (۲) حساب دیوانی (۳) بضم اوّل گرما و ہوائے گرم۔ صاحب ناصری فرماید کہ ہمان کہ در ممدودہ گذشت۔ صاحب جامع بذکر معنی اوّل گوید کہ (۴) دیوانخانہ ملوک ہم و (۵) ریزۂ آہن کہ در ہنگام نعل کردن اسپ بیفتد و ذکر معنی سوم ہم کردہ۔ صاحب جہانگیری از معنی دوم ساکت و در معنی چہارم تخصیص ملوک ندارد و نسبت معنی پنجم فرماید کہ بقول بعض فرہنگہا با ممدودہ صحیح است خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل و دوم فرماید کہ اوار بمعنی سوم یعنی گرما و آفتاب لغت عرب است۔ **مولف** عرض کند کہ با تحقیق کامل معنی اوّل و دوم این در ممدودہ کردہ ایم ممدودہ و مقصورہ چیزے نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است۔ و معنی چہارم مجاز معنی اوّل باشد و ماخذ معنی پنجم ہیچ متحقق نمی شود کہ صلاحیت مجاز ہم ندارد و متحقق است کہ این مبدّل آبار باشد بمعنی دوم و اوارہ کہ می آید مبدّل ابارہ بزیادت ہائے نسبت

بمعنی منسوب بحساب وکنایہ از دفتر حساب و دیوان ملوک۔ اندرینصورت باید کہ بمعنی اول این را مخفف اوارہ و انیم وخان آرزو درست گوید کہ بمعنی سوم لغت عرب است۔ صاحب منتخب اللغات ہم ذکر این کردہ (اُردو) (۱) حساب کا دفتر۔ مذکر۔ (۲) حساب۔ مذکر۔ (۳) گرما۔ گرم ہوا۔ تابستان۔ مذکر (۴) دیوانخانہ۔ پادشاہی دیوان۔ مذکر۔ (۵) لوہے کا بُرادہ اور لوہے کے ریزے جو نعل بندی کے وقت رتینے اور صاف کرنے سے گرتے ہیں۔ مذکر۔

اوارہ بقول برہان بروزن شرارہ (۱) دفتر حسابی کہ حساب ہای پراگندہ را دران نویسند و درین زمان آن دفتر را اوارچہ گویند و (۲) بمعنی دارالامارہ ہم کہ بارگاہ ملوک و سلاطین باشد و (۳) ریزہ آہنی نیز کہ در وقت سوراخ کردن نعل اسپ فرو ریزد و (۴) بضم اول گرما و ہوای گرم۔ و بقول ناصری و جامع و جہانگیری و سراج مرادف اوارگی کہ بدون ہای ہوز در آخر گذشت صاحب سروری گوید کہ بروزن ستارہ و از معنی چارم ساکت (حکیم فردوسی ۵۱)

دو صد درج پر طوق و یارہ ہمہ ۔ کہ بدنام شان در اوارہ ہمہ ۔ (شہید ۵۲) ہمے فزونی جوید اوارہ بر افلاک ۔ کہ توبہ طالع میمون دران نہادی پای ۔ **مولف** گوید کہ مبدل ابارہ باشد و در محل مذکور ہم گذشت و تحقیق ما ہمین است کہ ابار بمعنی حساب اصل است و اوار بواو دوم مبدل شد ہمچون آب و آو و چون ہای نسبت در آخر زیادہ کردند ابارہ و اوارہ بمعنی فرد حساب شد کہ بوسیلۂ آن حسابات پراگندہ را جمع کنند و فی زماننا اوارچہ نام دارد و معنی دوم

مجاز آن و غرابت معنی سوم را برآوار نوشتیم وحقیقت معنی چارم ہم ہمدرانجا مذکور کہ بدینمعنی لغت عربی زبان است اگر استعمال این	بدین معنی در کلام فرس بنظر آید تو انیم عرض کرد کہ ہائے زائد است کہ برآوار زیادہ کردہ اند دیگر ہیچ (اُردو) دیکھو آوار۔
اواریدن	بقول صاحب ضمیمۂ برہان (۱) بمعنی گواریدن (۲) خوردن۔ دیگر کسی از محققین مصادر فارسی ذکر این نکرد اگر سند استعمال پیش شود تو انیم عرض کرد کہ مبدّل گواریدن است کہ بہمین معنی می آید کاف فارسی بالف بدل شد ہمچون گرگنج دآرگنج واگر این را مصدر آوار قرار دہیم جا دارد ولیکن استعمال این در کلام فرس یافتہ نشد (اُردو) دیکھو آوآریدن کے پہلے اور دوسرے معنے۔
اوارین	بقول برہان وناصری وجامع وسراج بروزن شیاطین زشت وبد را گویند چنانکہ پرآرین خوب ونیکو را۔ مولّف عرض کند کہ ہمین لغت بہ دال ہملہ دوم بعوض واو بجایش گذشت وماخذش ہمدرانجا مذکور باشد کہ واو بعوض دال ہملہ بوجہہ عدم علم ماخذ تحریف است یا این را در فارسی قدیم اسم جامد گیریم بمعنی زشت وبدوجا دارد کہ مرکب باشد از لغت سنسکرت آوار وو آر کہ ہر دو بمعنی تعویق و درنگ آمدہ کذا فی السباطع فارسیان تحتانی ونون نسبت بر وزیادہ کردند کہ بمعنی منسوب بہ درنگ وتعویق شد ومجازاً بمعنی بد وزشت استعمال کردند کہ درنگ وتعویق ہم مکروہ است وعجبی نیست کہ این مقرّس باشد از لغت عربی آوار کہ بقول برہان بمعنی گرمی آتش وگرمی آفتاب است فارسیان بزیادت حروف نسبت در آخرش بمعنی زشت وبد استعمال کردند واین اقوی است (اُردو) بُرا۔ بد۔

اوام بقول برہان وجامع وسراج بروزن عوام (۱) قرض وام را گویند و (۲) بمعنی رنگ ولون صاحب ناصری بذکر معنی اوّل نسبت بمعنی دوم گوید که آن را پام وفام هم گویند صاحب سروری برمعنی اوّل قانع (کمال اسمعیل ؎) تا درین شهر آمدم ازبس اوام پیمن رہے بفر وختم کاشانه را؛ **مولّف** عرض کند که وام بقول برہان بمعنی قرض ودین و رنگ ولون می آید پس جزرین نیست که این بزیادت الف وصلی مزید علیه وام باشد (اُردو) (۱) قرض۔ وام۔ مذکر (۲) رنگ۔ مذکر۔

اوبار بقول برہان بفتح اوّل بروزن افسار چیزے بگلو فرو برنده وبلع کننده و هر چیز که فرو رود یعنی بلع شود و هر جانورے که جانور زنده را فرو ببرد گویند اوبارید وبمعنی آتش غالب وزهر مهلک وبمعنی خانه وسرا وام بفرو بردن و بیرون افگندن وبضم اوّل ناله وزاری۔ صاحب سروری هم ذکر بعض معانی بالا کرده۔ خان آرزو در سراج بحواله قوسی گوید که لفظ اوبار را که شمار ژد ها ونهنگ اطلاق می کنند یا بچیزے که بآنها نسبت داشته باشد وبحواله برہان ذکر دیگر معانی هم کند **مولّف** عرض کند که بتحقیق ما اوبار (۱) بمعنی هر چیز که فرو رود یعنی بلع شود اسم جامد فارسی زبان است و (۲) بمعنی آتش غالب و (۳) بمعنی زهر مهلک هم اسم جامد باشد وجاودارد که لغت عربی ابارة را در وضع این دخلی باشد که بقول منتهی الارب بمعنی هلاک گردانیدن آمده و (۴) بمعنی خانه وسرا و (۵) بمعنی ناله وزاری هم اسم جامد است وهمین است اسم مصدر اوبار دن و اوبار یدن که می آید و (۶) امر هر دو مصادر مذکور هم ومعنی مفعولی بیان کرده محققین نتیجه ترکیب امر با اسمی است

کہ افادہ آن کند پس نباید کہ انمعنی فاعلی را بر مجرد لفظ او بار قائم کنیم (سیر معنوی ۵) میجهد همچو کبوتر دل شاهان جهان پ که خدنگ جگر او بار تو چون شاهین است پ (خاقانی ع) بحر نهنگ او بار بین آهنگ اعداد اشته (اردو) (۱) نگلی ہوی چیز (۲) تیز آگ۔ مونہ ش دیکھو آتش (۳) مہلک زہر۔ مذکر (۴) گھر۔ مذکر (۵) گریہ۔ مذکر۔ رونا بمعنی حاصل بالمصدر بکا (۶) او بارون۔ او باریدن کے تمام معنون بیز امر۔

(الف) او باردن (الف) بقول موارد بمعنی چیزے تمام ناچا ویدہ در گلو فرو بردن

(ب) او باریدن ونسبت (ب) فرماید کہ را مرادف (الف) در (۲) بمعنی افگندن و (۳) نالہ وزاری کردن۔ صاحب نوادر ذکر (الف وب) کردہ ہر دو را مرادف یکدیگر بمعنی اوّل گوید واز معنی دوم وسوم (ب) ساکت۔ صاحبان برہان وجامع وسروری ذکر ہر سہ معنی (ب) کردہ اند۔ خان آرزو در سراج بذکر معنی اوّل (ب) فرماید کہ (الف) مخفف اوست۔ صاحب بحر نسبت (ب) گوید کہ کامل التصریف است ومضارع این او بارد واتفاق اہل تحقیق برین است کہ (ب) بمعنی اوّل ودوم بالفتح وبمعنی سوم بالضم است۔ مولف عرض کند کہ ماخذ یعنی اسم مصدر این ہر دو مصادر ہمان او بار کہ گذشت ومعنی اوّل وسوم بلحاظ معنی اسم مصدر حقیقی است ومعنی دوم مجاز معنی اوّل وبخیال ما (الف) مخفف (ب) نباشد بلکہ فارسیان مصدر را بہ دو آئین وضع کنند یکی بزیادت علامت مصدر بر اسم مصدر ہمچون (الف) ودیگرے بزیادت یاے معروف قبل علامت مصدر چنانکہ (ب) صورت آخر را مخصوص بمصادر جعلی کردہ اند و (ب)

را ہم مصدر جعلی نام نہادہ اند۔ ما عرض کنیم کہ (الف وب) ہر دو مصدر اصلی است کہ وضع شدہ است از اسم جامد فارسی زبان و بحث کاملش بر لفظ (اسم مصدر) کردہ ایم و بہ تحقیق ما ہر سہ معنی بالا در ہر دو مصدر باشد کہ مرادف یکدیگر است و ہر قدر اسناد کہ برائے ہر دو بدست آمد در ہمہ آن استعمال اسم فاعل ترکیبی و مضارع است بمعنی اوّل و آن متعلق بہر دو مصدر باشد کہ امر ہر دو آوبار آمدہ و مضارع ہر دو اوبارد (میر معزی ۱) سبک شد ند سراسیمہ آن سپاہ گران ۔ز تیر شاہ و زپیلان مست جان اوبار ۔ (دولہ ۱) رائے ہر یک عالم آرا یدہمی چون آفتاب ۔ تیغ ہر یک دشمن اوبار دہمی چون اژدہا ۔ (اُردو) الف وب (۱) بے چبائے نگلجانا (۲) ڈالنا (۳) رونا۔

اوباش بقول برہان و جامع بروزن افراش مردم عامی ہیچ نفہمیدہ و بیسروپا و جلف و لبہ خود و متعصب۔ و ارستہ فرماید کہ (۱) لغت عرب است بمعنی مردم مختلط جمع بوش بخلاف قیاس و فارسیان بمعنی مفرد استعمال کنند **مولف** عرض کند کہ در استعمال فرس بمعنی جمع ہم بنظر آمدہ۔ صاحب منتخب کہ محقق عربی زبان است می فرماید کہ بمعنی مردم فرومایہ و در آمیختہ از ہر طائفہ را گویند (نعمت خان عالی ۵) ہیچکس را در ان مساد معاش ۔ تا کہ ہستند این چنین اوباش ۔ (والہ ہروی ۵) گلی از جملہ گلہائے خراسان دیدم ۔ گفت رندم من و شلاقم و اوباشم من ۔ (۲) بہ تحقیق ما اسم مصدر اوباشتن کہ می آید و این فی الحقیقت مبدل آوبار است کہ رائے مہملہ بہ شین معجمہ

بدل شد ہمچون انگاردن و انگاشتن و آغاردن و آغاشتن۔ اندرین صورت معنیٔ مرادف اوبار باشد و مجازاً بمعنی پُر و آمودہ (اُردو) (۱) اوباش بقول امیر (عربی) بدچلن آوارہ۔ دیکھو الوط (۲) پُر۔ بھرا ہوا۔

اوباشتن بروزن برداشتن بقول صاحب موارد (۱) بمعنی پُر کردن و آگندن چنانکہ صاحب فرہنگ منظومہ گوید ؎ ہست اوباشتن چہ افگندن پ معنیٔ دیگرش چہ آگندن ؛ و صاحب بحر این را سالم التصریف گفتہ کہ غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نیاید و صاحبان سروری و برہان و جہانگیری ہم ذکر این کردہ اند۔ مولف گوید کہ اسم مصدر این ہمان اوباش است کہ گذشت۔ فارسیان علامت مصدر (تن) را بر لفظ اوباش زیادہ کردہ مصدرے ساختند قیاسی و محققین مصادر این را مصدر اصلی نام نہادہ اند و ما بر لفظ اوباش ذکر ماخذش کردہ ایم۔ و صراحت اصول مصادر بر (اسم مصدر)

گذشت (اُردو) بہرنا۔

(۲) اوباشتن بقول صاحب موارد بمعنی افگندن و صاحبان بحر و برہان و سروری و جہانگیری ہم ذکر این معنی کردہ اند مولف گوید کہ مبدل اوبارون است کہ رائے مہملہ بشین معجمہ بدل شود چنانکہ انگاردن و انگاشتن و آغاردن و آغاشتن و باین معنی مجاز معنی اوّل باشد چہ پُر کردن چیزے از دست افگندن آنچہ است در چیزے (اُردو) دیکھو اوبارون کے دوسرے معنی۔

(۳) اوباشتن بقول صاحب موارد چیزے تمام ناچاویدہ در گلو فرو بردن۔ صاحب نوادر ہم ذکر این معنی کردہ و صاحب سروری فرو بردن نوشتہ و از حکیم اسدی سند آوردہ

ے نہنگی تو کاندر نکو داشتن ۔ ندانی مکافا
جزا و باشتن ۔ مولف گوید کہ ہمان مرادف
اوباردن و مجاز معنی اول کہ ناچاویدہ بہ گلو
فرو بردن ہم مماثل پر کردن چیزے باشد
(اردو) دیکھو اوباردن کے پہلے معنی۔

اوباشہ | بقول برہان کہ بر لفظ اباشہ
ذکر کردہ (۱) مرادف اباشہ کہ گذشت
واز ان معلوم میشود کہ بضم اول است
ما حقیقت ماخذش ہمدر انجا ذکر کردہ ایم و
(۲) بقول نوادر بمعنی چیزے تمام ناچاویدہ
در گلو فرو بردن مولف گوید کہ اوباشہ
بالفتح حاصل بالمصدر اوباشتن باشد
بہمہ معانیش و تخصیص بہار بیک معنی جزاین
نباشد کہ استعمال این بدیگر معانی از نظرش
نگذشت (اردو) (۱) دیکھو اباشہ (۲)
اوباشتن کا حاصل مصدر تمام معنون مین

اوباشی | بقول انند بحوالہ فرہنگ
فرہنگ بالفتح و کسر شین معجمہ بقیدی و آوارگی
و مشغول بودن بلہو و لعب و مانند آن۔
دیگر کسی ذکر این نکرد۔ مولف گوید کہ یاے
مصدری بالفظ اوباش لاحق کردہ اند
چنانکہ تونگری و درویشی (اردو) اوباشی
بقول صاحب آصفیہ۔ اسم مونث۔ عربی۔
بمعنی بدچلنی۔ عیاشی۔

اوبردن | بقول صاحب بحر بروزن افشردن ۔ ناچاویدہ فرو بردن۔ سالم
التصریف است کہ غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نیاید۔ صاحب انند ہم ذکر این کردہ
مولف عرض کند کہ مخفف اوباردن است بحذف الف دوم بہمہ معانیش و
تخصیص صاحبان لغت بر یک معنی جزاین نباشد کہ استعمال دیگر معانی از نظرشان
نگذشت محققین مصادر این را مصدر اصلی میگویند و باصول ما کہ صراحتش بر اسم مصدر

کردہ ایم قیاسی وحاصل بالمصدر این اوبر باشد مخفف اوبار کہ بجایش گذشت (اُردو) دیکھو اوبار دن۔ اوباریدن۔

اوبرم بقول صاحب شمس لغت فارسی است بمعنی چنگ مطربان۔ دیگر کسی باو نیست جز این نیست کہ اسم جامد باشد و معاصرین عجم بر زبان ندارند (اُردو) چنگ بقول صاحب آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ ایک قسم کا باجا۔

اوبس بقول برہان بضم اوّل وکسر ثالث بروزن مونس خویش و پیوند و قرابت را گویند و صاحب ناصری گوید کہ در برہان دیدہ شد اما در فرہنگہا نیافتہ ام مولف گوید کہ صاحب جامع کہ از اہل لسانست ذکر این کردہ و ہم صاحب جہانگیری کہ از محققین ہند است این را بدیل لغات ژند و پاژند در خاتمہ کتاب آوردہ۔ بخیال ما اسم جامد فارسی قدیم باشد و حالا بر زبان معاصرین عجم غیر مستعمل۔ قیاس مقتضی آنست کہ فارسیان قدیم این را از لغت سنسکرت (آپس) مفرس کردہ اند کہ بقول صاحب ساطع بمعنی قرابت و خویشی آمدہ۔ کتابت این بقاعدۂ رسم الخط قدیم بدو الف (اااپس) بود فارسیان بقاعدۂ خود این را (اوپس) خواندند چنانکہ زبان را زبون و آن را اون خوانند۔ پس ازان بے خبران ماخذ بانکاے سماعت دخلی در رسم الخط ہم کردند۔ و تبدیل الف بہ واو ہم میشود چنانکہ تاغ را توغ کردند و تبدیل موحدۂ عربی با فارسی ہم پیش ایشان درست است ہمچون تپ و توب و اسپ و اسوب و تلفظ معاصرین ہم دائما بائے فارسی را عربی ظاہر می کند۔ پس قرین قیاس است کہ لغت اوبس

مفرس آنچہ باشد و اختلاف حرکات کہ فتح موحدہ بکسرہ بدل شد چیزے نیست واللہ اعلم
(اردو) قرابت بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مونث۔ رشتہ داری۔ یگانگت۔ رشتہ۔ ناتہ

اوبلیسک بقول صاحب رہنما بمعنی منار یعنی جاے بلند کہ بران چراغ افروزند
حیف است کہ تصریح حلیہ لفظ نکرد و محاورۂ معاصرین عجم است ماخوذ از سفرنامۂ
ناصر الدین شاہ قاچار۔ جا دارد کہ مفرس است از زبان فرانسیس۔ ولیکن اقوالے
آنست کہ فارسیان از لغت ابسلیک مفرس کردہ باشند کہ بقول صاحب لغات
ترکی بمعنی بادبان کشتی است و فارسیان بمشابہت بادبان بامینار بتصرف خفیف
استعمال این برائے مینار کردہ اند و زیادت واو بعد الف موافق قیاس است
ہمچون افتاد و اوفتاد و تقدیم و تاخیر سین مہملہ و تحتانی از قبیل قلب بعض باشد کہ در
زبان فرس یافتہ میشود چنانکہ اغلدہ و الغدہ و افزار و افرآز واللہ اعلم بحقیقۃ الحال
(اردو) بقول آصفیہ مینار (صحیح عربی مَنار) اسم مذکر۔ تہم۔ لاٹھہ۔ فیل پایہ مسجد کی
دونوں لاٹھیں۔ مولف کی راے میں اسکا ترجمہ لیٹ ہوس یعنی وہ مینار جسپر روشنی ہو۔

اوپچہ بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح و یاے فارسی موقوف
و فتح جیم فارسی لغت زبان فارسی است بمعنی افسر دار الحکومت۔ دیگر کسی از محققین
فرس با او نیست۔ **مولف** گوید کہ این مرکب است از اوپ و چہ۔ اوپ
بقول صاحب لغات ترکی بمعنی بوسہ و چہ کلمۂ تصغیر است کہ فارسیان بالغات فرس
استعمال کنند ہمچون باغچہ و طاقچہ پس معنی لفظی اوپچہ بوسۂ خرد است۔ و این خیر مید ہد

از رسم و آئین ملک فارس کہ حاضرین بارگاہ شاہی بر زمین بوسہ دہند و حاضرین بارگاہ حکام بر دست حاکم بوسہ می زنند یا دست خود را بوسہ دادہ بر سینہ کنند و پشت را خم دہند۔ پس ازین دو قسم تعظیم مخاطب۔ اوّل الذکر را مرتبۂ اعلیٰ است و آخر الذکر را مرتبۂ ادنیٰ۔ اعلیٰ مخصوص است با سلاطین و ادنیٰ مخصوص بہ افسران دار الحکومت کہ نائب پادشاہ باشند۔ فارسیان افسر دار الحکومت را اوچہ گفتند و این مجاز باشد کہ علامت تعظیم را برائے صاحب تعظیم استعمال کردند۔ و جادار دکہ فارسیان اوچی را کہ بقول صاحب ساطع در ہندی زبان بمعنی سلاح پوش است بہ تبدیل ہائے ہوز بہ تحتانی اوچہ کردند ہمچون شائگان و شاہگان و خوے و خوہ و افسر دار الحکومت را کہ سلاح پوش می باشد اوچہ نام نہادند و این اقوی است (اُردو) دار الحکومت کا افسر۔ صاحب آصفیہ نے افسر کا ذکر کیا ہے۔ عربی۔ اسم مذکر۔ سردار۔ عہدہ دار۔

اوچہ خانہ استعمال بقول اند بحوالۂ فرہنگ فرہنگ لغت فارسی است (۱) بمعنی حراست گاہ و پاسبان خانہ و (۲) بمعنی طلایہ۔ مولف عرض کند کہ این لغت مرکب است از اوچہ و لفظ خانہ و ما صراحت ماخذ اوچہ بجا بیش کردہ ایم معنی اوّل موافق قیاس است و معنی دوم دور از قیاس زیرا کہ طلایہ بالفتح فوجی را گویند کہ بشب حفاظت شہر و لشکر کند و جز ین نیست کہ استعمال این بہ مجاز باشد حیف است کہ دیگر محققین فرس ازین لغت ساکت اند (اُردو) محبس بقول صاحب آصفیہ (عربی)

اسم مذکر۔ جیل جیلخانہ۔ بندی خانہ۔ قیدخانہ (الخ) پہرہ کا مقام۔ (۲) طلایہ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ مذکر (اصل طلائع) وہ فوجی گروہ جو رات کو شہر یا اپنے لشکر کی چوکسی کرے۔ روند۔ قراول گشت۔

اوپرا بقول صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار بمعنی تماشاگاہ کہ بزبان انگریزی ڈراما گویند وصاحب بول چال این را بمعنی نغمہ وسرود ورقص نوشتہ گوید کہ این مفرس اوپیرا است کہ لغت زبان انگلیسی باشد۔ **مولف** گوید کہ قول صاحب بول چال نسبت تفریس درست می نماید کہ تحتانی را حذف کردند وبس معنی بیان کردہ او درست نیست مارا اتفاق است باصاحب روزنامہ کہ معاصرین عجم تصدیق کنند وترجمہ لغت انگلیسی ہم ہمین است۔ (اردو) ناٹک سال بقول صاحب آصفیہ سنسکرت۔ اسم مذکر۔ ناچ گھر۔ تماشاگاہ۔ ٹھیٹر۔

اوپرا و بالہ اصطلاح بقول صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار بمعنی تماشاگاہ وصاحب بول چال بمعنی رقص وسرود نوشتہ **مولف** گوید کہ قول صاحب رہنما اقرب بصحت زیرا کہ تحقیق ماخذ اوپرا بجا لیش کردہ ایم کہ بمعنی تماشہ گاہ گذشت وبال بزبان انگلیسی ترجمہ رقص است۔ معاصرین عجم ہا نسبت در آخرش زیادہ کردہ باواوپرا مرکب کردند ومعنی لفظی این تماشہ گاہ منسوب برقص باشد (اردو) دیکھو اوپرا۔

اوت بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بالضم وتاے مثناۃ فوقانی مخفف اووتو۔ صاحب برہان ہم درضمیمہ ذکر این کردہ۔ **مولف** عرض کند کہ مادر کلام

قدما استعمال این دیده ایم کہ بمعنی اوترا باشد چنانکہ "اوت دشنام داد" یعنی او بتو دشنام داد و محققین سلف برا دعاے خود سندے یافتہ باشند حیف است کہ ذکرش نکردند وجزین نیست کہ او ضمیر منفصل غائب است وت ضمیر متصل حاضر۔ معاصرین عجم ازین استعمال ساکت (اُردو) وہ اور تو۔ وہ تجھکو۔

اوتانگ بقول صاحب بول چال در استعمال معاصرین عجم مرادف اورانگ کہ می آید و ما حقیقت ماخذ این ہمدر انجا عرض کنیم (اُردو) دیکھو اورانگ۔

اوتانیدن بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح (۱) بمعنی بخواب رفتن و (۲) غنودن و دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد مولف گوید کہ اسم مصدر این اُتان بضم اوّل است کہ بزبان سنسکرت برلیشت خوابیدہ را گویند۔ صاحب ساطع ذکر این کردہ فارسیان بقاعدۂ ترکی واو باظہار ضمہ آوردند یا واو بعد الف زیادہ کردند ہمچون افتاد و اوفتاد و بزیادت تحتانی و علامت مصدر دن مصدرے ساختند کہ باصول ما اجلی است و قیاسی واز تعریفے کہ بر اسم مصدر کردہ ایم تصدیق این میشود کہ اصول ما اقوی است از اصول متقشین فرس۔ انچہ صاحب انند بالفتح نوشتہ خلاف ماخذ است۔ معنی اوّل حقیقی است و معنی دوم مجاز آن (اُردو) (۱) سونا (۲) اونگھنا۔

اوتل بقول صاحب موید کہ بدیل لغات فارسی آوردہ میوۂ آویختہ را گویند صاحب شمس ہم ذکر این کردہ حیف است کہ ہر دو محققین از حلیۂ لفظ ساکت اند۔

مولف گوید کہ این لغت ماخوذ است از تازی کہ بقول انند بمعنی پرشکم آمدہ وچون در پری شکم شکم آویختہ میگردد لہذا میوۂ آویختہ را نام نہادہ اند (اُردو) لٹکا ہوا میوہ۔ مذکر۔

اوتنگ بقول ہفت بفتح اول وفتح مثناۃ فوقانی وکاف فارسی بمعنی ریسمانی کہ قبا ولنگ وامثال آن بران اندازند وگاہی خوشہ ہاے انگور ہم بدان آویزند مولف گوید کہ این لغت ماخوذ باشد از آنگ کہ بقول صاحب ساطع لغت سنسکرت است بضم ہمزہ وتشدید تای فوقانی بمعنی بلند و عالی وچون ریسمان مذکور بربلندی می باشد لہذا فارسیان بتصرف لفظی نامش نہادند یعنی فوقانی مشدد را مخفف کردہ بعد الف واو زیادہ کردند (چنانکہ افتاد واوفتاد) وبرین تقدیر باید کہ بالضم باشد۔ زیرا کہ واو زائد (بقاعدۂ ترکی کہ اکثر در فارسی زبان مروج است) علامت ضمۂ فوقانی باشد کہ در لغت سنسکرت بود وانچہ محقق فاضل بفتح اول آوردہ تحقیق او باشد حیف است کہ از محققین فرس۔ دیگرے ذکر این نکرد و ترجمۂ این در عربی معلاق است وآونگ وآوند کہ در ممدود گذشت مرادف این باشد ومعاصرین عجم ہمین مقصود را از رسن جامہ ومجرد رسن ہم گیرند بقرینۂ بیان وچیزے کہ برائے ہمین مقصد از چوب سازند کہ درین روزہا زیاد استعمال است آنرا معاصرین عجم چوب رخت گویند کہ تفصیلش بجاے خودش می آید۔ (اُردو) الگنی بقول صاحب آصفیہ۔ ہندی اسم مونث۔ وہ رسی جو کپڑے لٹکانے کے واسطے مکان کے اندر باندھ لیتے ہین۔

اوتو بقول معاصرین عجم آلہ ایست آہنی کہ تعریفش براوتی می آید کہ گاذران وخیاطان آن را بر آتش گرم کنند وبوسیلۂ آن شکن جامہ وبلندی نشان دوخت را دور کنند وبقول صاحب

کنز این لغت ترکی است و مرادف اوتی و ہرد و در ترکی زبان ترجمۂ کلوۃ است و در عربی آلہ را نامند کہ بدان داغ نہند۔ فارسیان اگرچہ استعمال این در فارسی زبان کردہ اند و معاصرین عجم ہم حالا بر زبان دارند ولیکن مخصوص است برائے معنی اوّل الذکر۔ و ما بر لغت اوتی ذکر ماخذش کردہ ایم کہ از اوت مرکب است و واو آخر در نیجا برائے نسبت باشد بمعنی منسوب بہ آتش (اُردو) دیکھو اوتی۔

اوتی بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بضم اوّل و کسر فوقانی لغت فارسی است آہن گرم کہ بدان داغہائے جامہ و رو محو کنند۔ مولف عرض کند کہ معرب است از لغت ترکی کہ اوت بقول صاحب لغات ترکی بمعنی آتش است۔ فارسیان یائے نسبت در آخرش زیادہ کردہ آلۂ را نام کردند کہ خیاطان و گاذران آتش داخل آن می گذارند یا بالای آتش گرمش کنند و بوسیلۂ آن شکن ہائے جامہ و داغہائے آبی دور کنند۔ معنی لفظی این منسوب بہ آتش است۔ اگرچہ اوتی در ترکی زبان بقول صاحب کنز آلۂ داغ را گویند ولیکن این ورائے آنست و معاصرین عجم این را اوتو نامند کہ ذکر آن بجایش گذشت (اُردو) استری بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مونث۔ وہ لوہے یا پیتل کا بطخ کی شکل کا اوزار جسے گرم کرکے کپڑوں کی سلوٹیں مٹاتے یا سیون بٹھاتے ہیں۔

اوج بقول صاحب برہان بفتح اوّل بروزن موج معرب اوگ است کہ بکاف فارسی می آید (ا) مقابل حضیض باشد۔ صاحب مؤید بمعنی بلندی گفتہ و صاحب بہار طرف بالائے چیزے می گوید و فرماید کہ صحیح آنست کہ معرب اُچ بضم ہمزہ و تشدید جیم فارسی کہ کلمۂ ہندی است

صاحب سخندان وسوار السبیل ہم ہمزبان بہار۔ مولف عرض کند کہ اُچ بالضم وجیم فارسی بہ تخفیفش لغت سنسکرت باشد بمعنی بلند۔ فارسیان بقاعدۂ خود واو بعد الف زیادہ کردند وجیم فارسی بدل شد بہ جیم عربی ہمچون کاچ وکاج وپس ازان جیم عربی بدل شد بہ کاف فارسی چنانکہ آخشیج وآخشیک ولجام ولگام وتصرف در اعراب ہم کہ متعلق بہ لب ولہجۂ شاست یعنی ضمۂ الف بدل شد بہ فتحہ پس اوگ مفرس باشد کہ بمعنی بلندی مستعمل شد وتصرف خفیف در معنی ہم راہ یافت کہ بلندرا بلندی کردند واوج معرب این است بقاعدۂ عربی کہ کاف فارسی بہ جیم عربی بدل شد واین معرب ہم در فارسی مستعمل شد انچہ صاحبان سوار السبیل و سخندان وبہار عجم اُچ را بہ جیم مشدد فارسی۔ لغت ہندی گرفتہ اند تسامح کردہ اند بلکہ بہ تخفیف جیم فارسی لغت سنسکرت است چنانکہ بالاگذشت وانچہ صاحب منتخب بر لغت اوج اوگ را ہندی گفتہ سکندری خوردہ وانچہ اوج را معرب اوجہ خیال میکند واین را النسب واشہر داند درست نیست زیرا کہ نمیداند کہ اوجہ بمعنی بلند بہ لغت فارسی زبان است ونہ ترکی وغیر ذلک وجا دارد کہ اوج را لغت ترکی گیریم کہ بقول صاحب لغات ترکی بفتح الف و ضمۂ واو وسکون جیم بمعنی کف دست است کہ طرف بالاے پنجہ باشد وصاحب کنز کہ ہم محقق لغات ترکی است بمعنی طرف وآخر نوشتہ وصاحب منتخب ہم بصراحت معنی طرف بالاے چیزے گفتہ۔ پس معنی بلندی کہ مروج شد مجاز آن باشد اندرینصورت استعمال اوج بمعنی بلندی تصرف فارسیان است برسبیل مجاز واوگ کہ بہمین معنی بکاف فارسی می آید مبدل آن بقاعدۂ فارسی چنانکہ ذکرش بالاگذشت واین مفرس باشد واہل عرب از

ہمین اوگ بقاعدہ تعریب اوج کردند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ (قاآنی ۵) اوج وحضیض موج زباد است دربحور ؛ جوش وخروش سیل زابر است دربہار ؛ ازہمین است (۱) اوج استغنا (۲) اوج اعتبار (۳) اوج ثریا (۴) اوج خورشید (۵) اوج دولت (۶) اوج زحل (۷) اوج فلک (۸) اوج قدر (۹) اوج کیوان (۱۰) اوج گردون (۱۱) اوج مدعا (۱۲) اوج میزان (صائب ۵۱) چومرغ خانگی برگرد آب و گل نمیگردد ؛ ہمائے خوش نشین اوج استغناست تنہائی ؛ (صائب ۵۲) برلب بام خطر نتوان بخواب امن رفت ؛ درین ہشتم تا زاوج اعتبار افتادہ ام ؛ درینجا اوج بمعنی رتبہ مستعمل کہ مجاز بلندی است (صائب ۵۳) رہ نوردانی کہ چون خورشید تنہا می روند ؛ از زمین پست براوج ثریا میروند ؛ (انوری ۵۴) وتد قاف ترا میخ طناب ؛ اوج خورشید ترا سقف خیام ؛ (صائب ۵۵) اوج دولت جاے بازی ونشاط ولوج نیست ؛ از بصیرت نیست کردن برکنار بام رقص ؛ درین شعر ہم استعمال اوج بمعنی مرتبہ باشد بسبیل مجاز ؛ (انوری ۵۶) ہر نماز دگرے براثر قوس قزح ؛ درگہی ملتی افراشتہ براوج زحل ؛ (انوری ۵۷) فلک کوکب است عزالدین ؛ آن نہ کوکب وراے اوج فلک ؛ (انوری ۵۸) نہ اوج قدر اورا ہیچ پستی ؛ نہ بحر طبع اورا ہیچ معبر ؛ (انوری ۵۹) ہر کہ سر بر خاک ایوانت نہد از روے قدر ؛ پایش از تحت الثریٰ براوج کیوان آمدہ است ؛ (انوری ۶۰) از بلندی اوج گردون زیبد ت سقف خیام ؛ وز بزرگی جرم کیوان شاید ت میخ طناب ؛ (ظہوری ۶۱) تنگ است صحراے رجا پہ ت است اوج مدعا ؛ نکشود ہمت عقدہا از رشتہ

پرواز ما ؛ (انوری ۱۲) بزرگوار اگفتم چو مشتری برجوع ؛ زاوج اوّل نیران شود بخانۂ تیر ؛ وجا دارد کہ اسناد ۴ و ۶ و ۹ را متعلق بہ معنی دوم لفظ اوج کنیم کہ می آید۔ (اُردو) اوج بقول امیر۔ عربی۔ مذکر۔ بلندی (صبا ۵) پستی سے اوج خاک مین ملکر بدل گیا ؛ ذرّہ سے لو نصیب کا اختر بدل گیا ؛ اردو مین اوج مرتبہ۔ عروج اور ترقی کے معنون مین بھی مستعمل ہے (ناسخ ۵) ایک ساعت بھی زمانے مین ہوا ہمکو نہ اوج ؛ آسمان پر کیا ہمارے بخت کا اختر نہین ؛ صاحب آصفیہ نے لکھا ہے "اوج۔ عربی۔ اسم مذکر۔ بلندی۔ اونچائی چوٹی۔ عالی مرتبہ۔ بڑائی۔ عظمت۔ آسودگی۔ بہبودی۔ ترجیح۔ فوق۔

(۲) اوج بقول برہان بلند ترین درجۂ کواکب بود و آن نقطۂ ملاقات سطح محدب فلک باشد از افلاک جزئیہ سبعہ سیارہ باحوامل ایشان و بہار نسبت این فرماید کہ در اصطلاح نقطہ ایست از فلک خارج مرکز کہ دور ترین نقاط است از مرکز عالم و ہر یک از سیارات اوجی دارد مولّف گوید کہ در اصلاح اہل تنجیم نام درجہ ایست مر آفتاب را و ہر یکی را از سبعہ سیّارہ اوجی باشد و گاہی حضیض و این معنی مجاز معنی اوّل است و بس۔ و سند این بدیل معنی اوّل برنشان ۵ و ۷ و ۰ اگذشت۔ دیگر محققین لغت فرس ازین معنی ساکت اند۔

(اُردو) اوج۔ مذکر۔ کواکب کا سب سے بلند درجہ اور اہل نجوم کی اصطلاح مین ایک درجہ کا نام ہے جو مخصوص ہے سبعہ سیّارہ کے لئے۔

(۳) اوج بقول برہان نام نغمہ ایست از موسیقی۔ صاحب ناصری ہم ذکر این معنی کردہ مولّف گوید کہ در علم موسیقی آہنگ و نغمہ را اوج و حضیض است کہ ہندیان آن را چڑہاؤ

واتار گویند یعنی مطربان موافق اصول خود در بعض جا صدائے خود را بلند کنند و بعض جا پست پس ہمان بلندی صدا را۔ فارسیان اوج خوانند و این معنی از مجرد لفظ اوج پیدا نمیشود مگر بقرینۂ بیان و بدون قرینہ این را اوج موسیقی یا اوج نغمہ و آہنگ نام است حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و ہر دو محققین بالا از نزاکت بیان ساکت و ما از معاصرین عجم بتصدیق خیال خود کردہ ایم (اُردو) آلاپ بقول صاحب آصفیہ (ہندی) اسم مونث آواز کا اتار چڑھاؤ۔ گانے مین سرون کا اونچا کرنا۔ گیت کی اٹھان۔ آلاپ کی دو قسمین ہین ایک روہی یعنی سُرون کا چڑھاؤ دوسری اردہی یعنی سُرون کا اتار آپ ہی نے دونون پر فرمایا ہے کہ گانے کی آواز کا دوچند کرنا۔ الاپ اونچے سر کی آواز اس کی اصل دونا ہے جناب امیر مینائی نے امیر اللغات مین آلاپ کو الف مقصورہ سے لکھا اور فرماتے ہین کہ اس کی اصل آلآپ ہے (سنسکرت کا لغت) اس کے چار لفظ ہین آ۔ نا۔ نے۔ تو م انہین چار سُرون کی اتار چڑھاؤ سے راگ کی شکل بنانے کو آلاپ کہتے ہین (الخ) پس متحقق ہوا کہ اوج کا خالص ترجمہ دُونون ہے جسکو ہندی مین روہی کہتے ہین۔

اوج برگرفتن استعمال یعنی بلندی حاصل کردن و بلند شدن است (ظہوری ے) آسمان برگرفتہ اوج و حضیض ۔ ۔ ۔ از فراز و نشیب احوالم ۔ (اُردو) بلندی حاصل کرنا۔

(الف) **اوج پروازی** استعمال۔ بمعنی بلند پروازی باشد۔ فارسیان استعمال این کنند و از سندے کہ بدست آمدہ است استعمال

(ب) **اوج پروازی کردن** پیدا است کہ مصدر اصطلاحی است بمعنی بلند پروازی کردن (عرفی ے) باز شاہین امیدم اوج پروازی

کند ؛ لیک شوقم در ہوائے وصل شہبازی کند
(اُردو) (الف) اردو مین بلند پروازی کہہ
سکتے ہین صاحب آصفیہ نے بلند پرواز کا ذکر
کیا ہے (فارسی) اونچا اُڑنے والا (ادب) بلند
پروازی کرنا۔

اوج چیزے بچیزے سودن (مصدر
اصطلاحی) یعنی رساندن بلندی چیزے بہ چیزے
باشد کنایہ از بلند کردن مرتبۂ آنچیز۔ صاحب
آصفی ذکر اوج سودن کردہ واز تمثیل پیش
کردہ اش استعمال اوج چیزے بہ چیزے
سودن پیدا است (ابوالفرج رونی ؎)
خرد اندر مقام فیروزی ؛ سود اوج ہوا
بہ پرّ کلاہ ؛ (اُردو) کسی کا مرتبہ بڑہانا۔

اوج خرام استعمال۔ بقول بہار وانند
معروف **مولف** گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است
بمعنی بلندی خرام دارندہ و بر بلندی روندہ

اوجدی وارستہ بحوالۂ نصاب ترکی گوید کہ لغت ترکی است بمعنی نیمہ آستین۔ **مولف**

چنانکہ طالب املی گفتہ (؎) چون بہمد وشی ہمت
شدہ ام اوج خرام ؛ چرخ را زیر قدم
آبلہ پنداشتہ ام ؛ (اُردو) اوج خرام
کہہ سکتے ہین بمعنی بلندی پر جانے والا۔ صاحب
آصفیہ نے بلند پرواز پر فرمایا ہے۔ فارسی۔
صفت۔ عالی دماغ۔ عالی خیال۔ عالی فکر
ہماری راے مین اوج خرام اس کا مرادف ہے۔

اوج خواستن استعمال بمعنی خواہش بلندی
کردن و بلندی جستن باشد۔ صاحب آصفی ذکر این
کردہ واز بیان معنی ساکت (ابوالفرج ؎) گر ستارہ
بر براق ہمتش ؛ اوج خواہد اوج اورا کاہ باد ؛
(اُردو) بلندی کی خواہش کرنا۔ بلندی چاہنا۔

اوج دادن استعمال۔ صاحب آصفی ذکرش کردہ از
معنی ساکت **مولف** گوید کہ بمعنی بلند کردن و بلندی
دادن باشد (علوی ؎) گرانی را عطایش داد تا اوج ؛
شدہ در آب گوہر تہ نشین موج ؛ (اُردو) بلند کرنا بلندی عطا کرنا

عرض کند کہ در فارسی مستعمل است۔ وصاحبان انند وبہار عجم این را بجاے بے نقطہ آوردہ اند وشاید کہ از غلطی کتابت باشد حیف است کہ ہمہ محققین بالا از صراحت جیم وحاے مہملہ ساکت اند۔ وصاحبان لغات ترکی وکنز وموید ازین ساکت ۔ وسند ہمہ محققین از ہمین یک شعر است (شانی تکلو ؎) اوجدی پوشیم وپیرخرقۂ ما آفتاب ؛ دلق ما را نیست عیبی جز گریبانی درست ؛ (اُردو) نیمۂ آستین۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ آدہی آدہی آستینوں کی مرزئی۔

اوج ساے اصطلاح۔ صاحبان بہار عجم وانند ذکر این کردہ اند امّا از بیان معنی ساکت۔ **مولّف** گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است از مصدر رسائیدن کہ بمعنی لمس کردن آمدہ پس اوج ساے بمعنی بلندی دارندہ وبلند و مرتفع باشد (نظامی ؎) دران سنگ بستہ در ژاوج ساے ؛ عمارت گری کرد بسیار جاے ؛ (اُردو) بلند بقول آصفیہ۔ فارسی ؛ اونچا۔ رفیع۔ برتر۔

اوج سرو اصطلاح بفتح سین مہملہ بقول صاحب بحر نام نغمہ ایست از موسیقی۔ صاحب انندہم بحوالۂ غیاث این را آوردہ **مولّف** گوید کہ باشد کہ این نغمہ مستقیم وطویل الصوت باشد وجاداردکہ ہمان نغمہ را اوج سرو گفتہ باشند کہ ذکرش بر معنی سوم لفظ اوج گذشت۔ (اُردو) اوج سرو۔ فارسی مین ایک خاص نغمے کا نام ہے۔ اور ممکن ہے کہ دُونوں کو فارسیون نے اوج سرو کہا ہو۔ دیکھو لفظ اوج کی تیسری معنی۔

اوج کشیدن استعمال۔ صاحب آصفی این را ذکر کردہ از معنی ساکت۔ **مولّف** گوید کہ بلند شدن ومرتبت یافتن است وبس

(فیضی ؎) یکتا گہرے کہ چون کشد اوج ؛ دریا شدہ از وے آسمان موج ؛ (اُردو) بلندی پانا۔

اوج گاہ اصطلاح۔ بکاف فارسی بقول بہار معروف۔ **مولّف** گوید کہ قلب اضافت بمعنی محلّ بلندی کنایہ از فلک (ملا طغرا ؎) دوائر فتادہ برین اوج گاہ ؛ ببیننده پنہان چو تار نگاہ ؛ (اُردو) دیکھو آسمان۔

اوج گرائیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از معنی ساکت۔ **مولّف** گوید کہ قصد و میل بلندی کردن و بلند پرواز شدن باشد (آرزو ؎) آنانکہ اوج عرش گرایند آرزو ؛ بے قامتش ز عالم بالا چہ دیدہ اند ؛ (اُردو) بلند پرواز ہونا۔ بلندی اختیار کرنا بلندی پر جانا۔

اوج گرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از بیان معنی سکوت و رزیدہ **مولّف** گوید کہ بمعنی بلند شدن است مرادف اوج کشیدن کہ گذشت (واصف بخاری ؎) رفت گر عیسی و ادریس ازین ویران دشت ؛ ہر یکی اوج گرفت و دو سہ افلاک نوشت ؛ (ظہوری ؎) بر آستان تو خوش بخت پست اوج گرفت ؛ برائے اختر پیشانی آسمان این است ؛ و از ہمین است (۱) اوج گرفتن شہرت و (۲) اوج گرفتن غبار و (۳) اوج گرفتن نغمہ۔ (ظہوری ؎) از ہمایونی پروانہ چہ داغ است ہمائے ؛ شہرتش اوج گرفت است ببال و پر شمع ؛ (صائب ؎) از زمین اوج گرفتست غبار یکہ مراست ؛ ایمن از سیلی موج است کنار یکہ مراست ؛ (طالب آملی ؎) دیگر سماع صومعہ داران عرش گشت ؛ ہر نغمہ کہ اوج گرفت از بیان ما ؛ (اُردو) دیکھو اوج کشیدن۔

اوج مریخ اصطلاح۔ بقول صاحب بحر

بُرج اسد۔ وصاحب انند بحوالہ غیاث نوشتہ
کہ کنایہ از برج اسد کہ محل اوج مریخ است
مولف گوید کہ مرکب اضافی است و مریخ
لغت تازی است در فارسی مستعمل۔ بقول صاحب
منتہی الارب بروزن سکین نام ستارہ از جملہ سبعہ
سیارہ کہ بر فلک پنجم می باشد و در فارسی آنرا
بہرام میگویند منحوس و دال بر جنگ و خصومت
و خونریزی و ظلم است۔ بخیال ما ہیچ تخصیص باین اصطلاح
نیست بلکہ اوج خورشید کہ شرف آفتاب باشد
کنایہ از برج حمل و اوج مشتری کنایہ از برج
سرطان نیز می توان گرفت و وجہ تخصیص محققین
بالا بذکر این اصطلاح جز این نیست کہ این

در اشعار قدما واقع شدہ است چنانکہ خاقانی
گفتہ ؎ در مرکز مثلث بگرفت ربع مسکون ؛
فریاد اوج مریخ از تیغ مہ صفاتش ؛ پس
محققین ہندی نژاد بشکل تخصیص این را بیان
کردند (اُردو) اسد بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم
مذکر۔ ایک آسمانی برج کا نام۔

اوج نوردن استعمال۔ صاحب آصفی
ذکرش نمود و از بیان معنی ساکت **مولف**
گوید کہ بلند پرواز شدن و سیر بلندی کردن است
(فیضی ؎) دل اوج نورد و من بدنبال ؛ کامد ز فلک سروش اقبال ؛ (اُردو) بلند
پرواز ہونا۔ بلندی کی سیر کرنا۔

اوجیز بقول ناصری بروزن موریز حقیقت و ماہیت چیزے (اوجیز۔ بہ جیم فارسی) نیز
بہمین معنی است و صاحب انند ہم بحوالہ ناصری این را آوردہ **مولف** گوید کہ اگرچہ
صاحبان ناصری و انند تصریحے نکردہ اند کہ جیم فارسی است یا عربی اما از طرز بیان
ناصری جیم عربی مفہوم میشود پس این مبدل اوچیز باشد کہ جیم فارسی بعربی مبدل میشود
ہمچون کاچ و کاج و تحقیق ماخذش بر لغت اوچیزے می آید و آنچہ صاحب ناصری بر

لغت حوالہ برہان دادہ مادر برہان نیافتیم۔ (اُردو) دیکھو اوچیز۔

اوچت پمن بقول برہان باجیم فارسی و فوقانی و بائے فارسی و میم بروزن تغزل لکن بلغت ژند و پاژند بمعنی انگشت باشد مطلقاً خواہ انگشت پا و خواہ انگشت دست۔ صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند گفتہ کہ با ول مضموم و واو معروف و جیم فارسی مکسور و تائے فوقانی زدہ و بائے فارسی مفتوح و میم مکسور نون زدہ انگشت را گویند و صاحب ہفت بفتح اوّل گفتہ۔ **مولف** عرض کند کہ اگرچہ این لغت فارسی قدیم و مرکب معلوم می شود امّا از ماخذ این خبرے نیافتیم و حالا بر زبان معاصرین عجم متروک است و ہمان انگشت مستعمل (اُردو) دیکھو انگشت۔

اوچراغ سحری است مقولہ۔ صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ از معنی و محلّ استعمال ساکت۔ **مولف** گوید کہ فارسیان این مقولہ را بحق کسی استعمال کنند کہ از غایت پیری یا مرض قریب بموت شدہ باشد چنانکہ چراغ در وقت سحر بے رونق و بے کار می شود کہ خود بخود بوجہ ختم روغن آثار خاموشی پیدا میشود و فروغ باقی نماند و اگر باقی باشد در روشنی سحر بے فروغ می نماید و متقاضی آن کہ او را بکشند (اُردو) وہ تو چراغ سحری ہین "صاحب فرہنگ آصفیہ نے (چراغ سحری ہونا) پر فرمایا ہے کہ کوئی دم کا مہمان ہونا۔ مرنے کے قریب ہونا۔ قریب الزوال ہونا۔ اخیر وقت ہونا۔

اوچہ بقول برہان بفتح اوّل و فتح جیم فارسی مشدّد نام شہری و مدینہ ایست۔ صاحب سراج فرماید کہ آن قصبہ ایست از ملتان کہ حضرت مخدوم جہانیان و سیّد جلال بخاری

درآنجا توطن گرفته اند واولاد واحفاد ایشان درآنجا موجود - پس این لفظ هندی است نه فارسی مولف گوید که دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد وما اتفاق داریم باصاحب سراج (اردو) اوچه ایک شهر کا نام ہے -

اوچیز بجیم فارسی بقول ناصری که بذیل اوجیز (به جیم عربی) نوشته همان اوجیز است که بجایش گذشت وتحقیق این براوچیزے می آید (اردو) دیکھو اوچیزے -

اوچیزی بقول برهان بازاے هوز بروزن موسیقی (۱) ماهیت وچگونگی چیزے باشد صاحب ناصری بذیل اوجیز ذکر این کرده فرماید که اوچیزیان جمع آنست صاحبان جامع وانند هم ذکر این کرده اند وخان آرزو در سراج بحواله برهان ذکر معنیش نموده فرماید که صحیح من حیث القیاس در اصل اوچه بدون زاے تازی باشد که ترجمهٔ ماهیّ است بعد ازان یاے نسبت که افادهٔ معنی مصدری کند زیاده کرده باشند وزیادت زا درین صورت وجهی ندارد مگر آنکه گویند از عالم مروزی است هنوز هم براے تحتانی اوّل وجهی نیست یا آنکه گوئیم که مخفف (اوچه چیزے) باشد انتهی کلامه مولف عرض کند که خان آرزو - غور نفرمود که یای نسبت وراے یای مصدری است واز یاے نسبت معنی مصدری اصلا پیدا نمیشود - صاحب تحقیق القوانین فرماید که یای نسبت باآخر اسم متصل گشته مفید معنی اسم فاعل یا اسم مفعول بود ودلالت کند برچیزے که بآن منسوب باشد - چنانکه هندی وسندی وغیره بخلاف یای مصدری که باسم صفت لاحق شده فائدهٔ معنی مصدری دهد - چنانکه تونگری ودرویشی ومثله پس متحقق شد که یای نسبت مفید معنی مصدری نباشد

پس چرا نگوئیم کہ چنانکہ اہل عرب (ماہیَ) را ماہیت کردند فارسیان ہم (اوچہ چیز) را کہ ترجمۂ (ماہیَ) باشد بزیادت یاے وحدت (اوچہ چیزے) کردند و یک جیم فارسی و ہاے ہوز حذف شدہ (اوچیزے) باقی ماند اندرین صورت مرادف اوچیز باشد بزیادت یاے وحدت۔ صاحب سفرنگ و سایر ہم ذکر این کردہ پس باید کہ تحتانی آخرہ را مجہول گیریم۔ و (۲) جا دارد کہ تحتانی آخرہ را در (اوچہ چیزے) یاے نسبت گیریم بمعنی صاحب ماہیت۔ صاحب سفرنگ و سایر ذکر این ہم کردہ۔ اندرینصورت تحتانی آخر را معروف خوانیم بالجملہ فارسیان (اوچیزے) را بمعنی ماہیت استعمال کردہ بقاعدۂ خود بزیادت الف و نون جمع در آخرش (اوچیزیان) کردند کہ ذکرش می آید و (اوچیز) کہ گذشت مخفف (اوچہ چیز) بدون تحتانی در آخر۔ و اوچیز کہ بہ جیم تازی بجایش گذشت مبدل (اوچیز بجیم فارسی) باشد زیرا کہ جیم فارسی بہ تازی بدل شود ہمچون کاج و کاج و تپ و تب (اردو) (۱) ماہیت بقول آصفیہ عربی اسم مونث۔ حقیقت چگونگی کیفیت (۲) صاحب حقیقت و ماہیت یعنی حقیقت آگاہ۔ ماہیت کا جاننے والا۔

اوچیزیان بقول برہان بضم اوّل بروزن نوشیروان (۱) بمعنی ماہیات باشد کہ جمع ماہیت است و صاحب ہفت نقل بر دارش **مولف** گوید کہ مادر بحث (اوچیزی) ذکر حقیقت این کردہ ایم (۲) بہ تحقیق ما جمع بمعنی دوم (اوچیزے) باشد نہ بمعنی اوّل زیرا کہ تحتانی دوم (اوچیزی) در ہیچ موجود است پس جمع بمعنی اولش نباشد (اردو) (۱) ماہیات ماہیت کی جمع اور حقائق مونث۔ (۲) صاحبان حقیقت ماہر حقیقت

اوحدی بقول بہار و انند بحوالۂ نصاب ترکی نیمہ آستین **مولف** گوید کہ ہمان

اوجدی است کہ بہ جیم منقوطہ بجایش گذشت۔ ہر دو محققین بالا از صحت لفظ کار نگرفتہ اند و سندش ہم ہمدرانجا مذکور (اُردو) دیکھو اوجدی۔

اوخکسمہ بقول بہار بالضم واشمام واو و خاے معجمہ زدہ و فتح کاف تازی و سین مہملہ زدہ و فتح میم و ہاے غیر ملفوظہ (ا) بعضی از فضلا نام نانے نوشتہ اند لیکن از اشعار اساتذان (۲) بمعنی کج و محرّف مستفاد میشود (سندش از طاہر وحید و باقر کاشی بر اخکسمہ گذشت) باز گوید کہ تحقیق آن است کہ (اوخکسمہ نگاہ) بمعنی برگشتہ نگاہ است و از زباندانان شنیدہ شد انتہی کلامہ وخان آرزو در چراغ فرماید کہ ظاہر لفظ ترکی است و در ترکی اوخ تیر را گویند در نیصورت (۳) بمعنی قیقاج اندازی کہ تیر باز گشتہ زدن است باشد۔ صاحب بحر عجم ہمزبان بہار۔ **مولف** عرض کند کہ ماحقیقت ماخذ این بر اخکسمہ بیان کردہ ایم کہ بدون واو گذشت و (اخکسمہ نگاہ) ہم بجایش مذکور شد۔ ہر سہ محققین بالا این ہر سہ معنی را از ہر دو سند طاہر وحید و باقر کاشی پیدا کردہ اند و ما صراحت آن بر اخکسمہ کردہ ایم۔ حاصل اینست کہ از کلام طاہر وحید معنی اوّل اصلا پیدا نیست و معنی دوم و سوم از کلام باقر کاشی یافتہ نمی شود بلکہ (اخکسمہ نگاہ) اصطلاح خاص است کہ ذکرش گذشت۔ پس دعوی ہر دو محققین بالا نسبت ہر سہ معنی بے دلیل و حقیقت این اصطلاح ہمان است کہ بدون واو دوم گذشت۔ فتامّل (اُردو) دیکھو اخکسمہ

اودا بقول برہان بفتح اوّل بر وزن سودا بیونانی کوہ را گویند و بعربی جبل خوانند حالا معاصرین عجم استعمال کوہ کنند (اُردو) دیکھو اغریا۔

اودا سالیون بقول برہان باسین بے نقطہ بالف کشیدہ وکسر لام وتحتانی بواو رسیدہ وبنون زدہ بیونانی کرفس کوہی باشد چہ اودا یعنی کوہ گذشت وسالیون کرفس راگویند وتخم آن را فطر اسالیون خوانند چہ فطر ابیونانی مطلق تخم راگویند. صاحبان انند وہفت ہم ذکر این کردہ اند وکرفس بقول برہان رستنی باشد کہ ازان ترشی سازند یعنی درمیان سرکہ اندازند وخورند گویند کہ تخم آن شہوت مردان وزنان را برانگیزاند وازین جہت است کہ زنانی راکہ بہ بچہ شیر میدہند از کرفس خوردن منع کنند. صاحب محیط بر (کرفس جبلی) گوید کہ بیونانی این را (اورا سالیون) نام است بخیال ما غلطی کتابت است کہ دال مہملہ (اودا) را بہ رائے مہملہ (اورا) نوشت زیرا کہ بیونانی زبان کوہ را (اودا) نامند چنانکہ تحقیقش گذشت وبرکرفس فرماید کہ معرب از کرفش فارسی است وبعضی گویند کہ معرب از کرسب فارسی و بیونانی کرفسا وسالیون وبسریانی کرفشا وبرومی باطراخیون وبفرنگی سلری وہندی اجمود نامند وآن بناتی است واقسام آن بسیار است وبحسب مواضع مختلف واز مطلق آن مراد بستانی است وبرگ آن مائل بتدویر وشاخہاے آن باریک و بلندی نبات تا بیکذرع وگل آن زرد وتخم آن تیرہ رنگ وتند طعم وباخوشبو مدور وغیر املس وبیخ بزرگ وسیاہ رنگ باریشہاے باریک وقوی تر از سائر اجزاے آن. تخم آن گرم وخشک در اول دوم. مفتح ومحلل ومطیب ومسکن اوجاع ضماد آن تنہا یا باعسل محلل اورام وبا روغن گل وسرکہ تا یک ہفتہ جہت جرب وکذا مالش برگ آن در حمام مزیل حکہ وبانوشادر

جہت تالیل و منافع بیشمار دارد مولف گوید کہ بقاعدہ فارسی او دا سالیون قلب اضافت سالیون او دا باشد وبس۔

فارسیان ہر دو لغت یونانی را بہ ترکیب خود استعمال کردہ اند دیگر ہیچ (اُردو) دیکھو اجمودا و راکرفس۔

او داند و کار او داند مقولہ۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند واز محل استعمال ساکت۔ مولف گوید کہ فارسیان این مقولہ را بجائے استعمال کنند کہ کار کسی موافق طبیعت دیگرے نباشد واز استعمال این مقولہ مقصود قائل جز این نباشد کہ کار کنندہ ذمہ دار کار خود است معاصرین عجم استعمال این بزیادت موحدہ کنند کہ موزون میشود یعنی (او داند و کار او بداند) (اُردو) وہ جانے اس کا کام جانے" دکن میں مستعمل ہے۔ بعض محققین اُردو کی زبان سے ہم نے سنا ہے" تو جانے تیرا کام جانے" یہہ اس موقع پر کہتے ہیں جب کہ کسی کا کام اپنے دل کو نہ بھاے۔ اس سے مقصد یہہ ہوتا ہے کہ کام کرنیوالا اپنے کام کا آپ ذمہ دار ہے۔

او در بقول ناصری و جامع و سراج و جہانگیری بروزن صفدر (۱) برادر پدر باشد کہ بعربی عم گویند و صاحب رشیدی گوید کہ (۲) بروزن و معنی افدر و برافدر نوشتہ کہ بالفتح برادر پدر و یعنی برادرزادہ و خواہرزادہ گفتہ اند و اوّل اصح است۔ و صاحب مؤید گفتہ کہ بفتح اوّل و سکون ثانی و کسر دال مہملہ برادر پدر و نیز (۳) سلاح و بارہا کہ بر پشت دارند دیگر کسی ذکر معنی سوم نکرد۔ صاحبان برہان و سروری در بیان اعراب با مؤید اتفاق دارند۔ مولف عرض کند کہ ما بر لغت افدر و افدرہ

تحقیق ماخذ کردہ ایم کہ آفدر بمعنی پدر و مجازاً بمعنی عم باشد و افدرہ بزیادت ہای نسبت در آخر بمعنی برادرزادہ و خواہرزادہ پس جزاین نباشد کہ او در مبدل افدر باشد کہ فارسیان فا را بہ واو بدل کنند چنانکہ فرخ و ورخ و فام و وام وجادارد کہ اصل این پدر باشد کہ بائے فارسی بہ واو ہم بدل شود چنانکہ پام و وام والف اول وصلی است اندرین صورت معنی اول بیان کردہ محققین بالا مجاز باشد و معنی دوم از او درہ توان گرفت کہ مبدل افدرہ باشد ولیکن کسی از محققین فرس ذکر او درہ نکرد پس معنی دوم در لغت او در اصلا نباشد و برائے معنی سوم بیان کردۂ صاحب موید طالب سند باشیم حیف است کہ پیش نشد (اُردو) (۱) دیکھو افدر کے دوسرے معنے (۲) دیکھو افدرہ (۳) بوجہہ بقول صاحب آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ بار۔ وزن۔ حمل۔ بوجھا۔

او دردن بقول برہان و ناصری و موارد و انند بضم اول و ثالث بروزن بودن بلغت ژند و پاژند بمعنی مُردن و از عالم رفتن باشد صاحب جہانگیری ہم در خاتمہ کتاب تذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ **مولف** عرض کند کہ اگرچہ اکثر مصادر ژند و پاژند حالا متروک الاستعمال است ولیکن بہ تحقیق ما ہمہ مصادر موضوع است از اسمائے جامد و علامات مصدر بر خلاف تحقیق محققین مصادر فرس و ما صراحت این بر اسم مصدر کردہ ایم۔ پس شک نیست کہ دین مصدر ہم دن علامت مصدر باشد و او در اسم جامد فارسی قدیم بمعنی مرگ وجادارد کہ ماخذ این اتر باشد کہ لغت سنسکرت کہ بقول صاحب ساطع بضم اول و تشدید فوقانی بمعنی بلند و اعلیٰ پس فارسیان تای

فوقانی را بدال مہملہ بدل کردند چنانکہ زرتشت وزردوشت و واو علامت ضمہ بعد الف آوردہ او در کردند وضرورت تشدید باقی نماند۔ پس معنی حقیقی آودردن بلند و اعلی شدن ومجازاً بمعنی مُردن استعمال کردند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ (اُردو) مرنا۔ بقول آصفیہ فوت ہونا۔ دنیا سے گزرنا۔ دم نکلنا۔ وفات پانا۔ جان دینا۔ (میر مجروح ۵) وہی درد فرقت وہی انتظار ؎ بھلا مر کے کیا چین پائیں گے ہم ؎

او درغ بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بضم اوّل وثالث وغین معجمہ لغت فارسی است بمعنی (۱) شبنم و (۲) ژالہ۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ۔ مولف عرض کند کہ معاصرین عجم بر زبان ندارند و دیگر محققین فرس ہم این را ترک کردہ اند حیف است کہ سند استعمال ہم پیش نشد بخیال ما۔ شان لغت متقاضی آنست کہ این را لغت ترکی گیریم ولیکن عجب است کہ محققین ترکی زبان ہم ذکر این نکردہ اند۔ باقی حال اگر این را فارسی قدیم گیریم مرکب باشد از (آو) و (درغ) آو مبدل آب است کہ گذشت ومحدودہ را بکثرت استعمال مقصورہ خواندن متعلق بہ لب ولہجۂ فارسیان است و درغ بقول برہان بالفتح لغت رومی است و در فارسی مستعمل کہ بمعنی بند است کہ پیش آب بندند۔ پس معنی او درغ آب بند باشد قلب اضافت بند آب یعنی مانع آب و ظاہر است کہ یخ بستہ مانع مجرائے آب باشد و گویند کہ چون ژالہ ببارد باران نبارد و این علامت کمی باران است و گویند کہ چون شبنم بسیار ریزد علامت ختم باران و قلت باران است پس عجبے نیست کہ فارسیان قدیم این مرکب را بمعنی شبنم و ژالہ استعمال کردہ باشند و اللہ اعلم

(اُردو) (۱) دیکھو اپشک۔ (۲) ژالہ۔ بقول آصفیہ فارسی۔ اسم مذکر۔ تگرگ۔ اولہ۔

اودرہ بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بضم اول وفتح راے مہملہ وسکون ہا لغت فارسی زبان است بمعنی کوہستان ہیچ کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ بخیال ما اصل این (اودارا) باشد اود بمعنی کوہ بجا لیش گذشت ورآہ بمعنی خود است کہ رہگذر باشد۔ الف آخر (اودا) والف (راہ) ہر دو حذف شد واین قسم تخفیف الف در فارسی زبان بسیار است چنانکہ افتاد وفتاد وچاہ وچہ پس معنی لفظی این راہ کوہ باشد یعنی (راہ اودا) بر سبیل قلب اضافت وتخفیف ہر دو الف (اودرہ) شد۔ واللہ اعلم در محاورۂ معاصرین عجم بمعنی کوہستان مستعمل۔ (اُردو) کوہستان بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ پہاڑی ملک۔ پہاڑوں کا سلسلہ۔ پہاڑ۔

اودس بقول برہان وناصری وجامع وجہانگیری بفتح اول وثالث بروزن نورس وجب وبدست راگویند وبعربی شبر خوانند وآن مقدار یست از سر انگشت کوچک تا سر انگشت بزرگ دست آدمی مولف گوید کہ این مخفف (اودست) باشد کہ بہمین معنی می آید تاے فوقانی آخرہ حذف شدہ چنانکہ راست وراس۔ صاحب قانون دستگیری ذکر این قسم حذف کردہ۔ ماحقیقت ماخذ این بر (اودست) بیان کنیم۔ (اُردو) بالشت بقول آصفیہ اُردو۔ اسم مونث۔ شبر۔ وجب۔ بلا ند انگوٹھے کی نوک سے چھنگلیا کی نوک تک کا فاصلہ یا را انگل کا پیمانہ۔

اودست بقول برہان وجامع وانند	بروزن بدست بمعنی اودس است کہ وجب

و بدست و شبر باشد صاحب سراج فرماید
که ظاهرا او دست مبدل ابدست است
که بدست مخفف آنست بهمین معنی واودش مخفف
او دست. مولف عرض کند که فارسیان
وجب و شبر را بدست گویند. صاحب برهان
ذکر بدست کرده و معنی لفظی این از دست
باشد یعنی چیزے که از دست ماخوذ و متعلق است
که وجب نصف دست را گویند و جزو دست است
و دراز یش ماخوذ است از یکدست. اندرین
صورت جا دارد که الف وصلی در اول بدست
زیاده کرده (ابدست) گیریم و (او دست)
مبدل آن باشد که بائے موحده به واو
بدل شود چنانکه آب و آو. انچه خان آرزو
(بدست) را مخفف (ابدست) گرفته قابل اعتبار نیست

خیال او برخلاف اوست (ابدست) را مزید علیه (بدست)
توان گرفت و اگر تائید خیال خان آرزو کنیم
و خواهیم که (ابدست) را اصل و (بدست)
را مخففش گیریم باید که (آبدست) را به مدد
خوانیم که آب بقول صاحب انند که بجایش
گذشت کاربنسبت است چنانکه سرداب
بمعنی مقام سرد و گورآب بمعنی گنبدی
که بر سر مقابر کنند. پس (آبدست)
را بمعنی منسوب به دست گیریم و مراد
از وجب. و (ابدست) را بمقصوره
مبدل (آبدست) خیال کنیم و (بدست)
را مخفف (ابدست) و این طول عمل
باشد و ماخذ اول الذکر اقوی است
فتامل (اردو) دیکھو اودس

اودسلس بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار سودا واتر
مولف گوید که سودا بالضم و دال هندی در انگلیسی زبان قسمی است از نمک معدنی
و واتر بتاے هندی بمعنی آب پس (سودا واتر) قسمی است از آب مرکب که بشرکت

کاربانک اسد گیاس) درشیشہ بند کنند وچون شیشہ را باز کنند آوازے برآید وآب جوش زدہ برمی آید مخفی مبادکہ (کاربانک اسڈ) در انگلیسی زبان تیزاب انگشت را نامند وگیاس ہمان انگلیسی زبان چیزے است رقیق کہ اجزاے آن باسانی درہوا سیر کند۔ صاحب بول چال میفرماید کہ ہمین (سودا واتر) را (واتر دی سالس) نام است فارسیان ترجمۂ واتر را کہ آب است بقاعدۂ تبدیل آوکردند کہ در محدود گذشت وبکثرت استعمال ممدودہ بمقصورہ بدل شدہ آو شد و دال ہملہ مکسور بعوض ہمان کلمۂ دی باشد وسلس مخفف ہمان سالس پس آو وسلس در محاورۂ معاصرین عجم سودا واتر را گویند۔ وتحقیق ما این است کہ آو بمعنی آب چنانکہ بالا مذکور شد (وسلس) مبدّل وقلب بعض (سلس) کہ لغت انگلیسی است بمعنی نمکین۔ فارسیان تاے ہندی را تاے فوقانی خواندند وپس ازان تاے فوقانی بکثرت استعمال مبدّل شد بہ دال ہملہ چنانکہ زرتشت وزردشت وبعد ازان در تلفظ عوام دال مقدم شد وسین ہملہ موخر وہمین است قلب بعض چنانکہ اسطرخ واسطخر واغلدہ والغدہ پس معنی لفظی او وسلس آب وسلس باشد یعنی آب نمکین۔ بعض معاصرین عجم این را آب جوش نامند وما برآنجوش ذکر این معنی نکردیم زیرا کہ بعضی برانند کہ عجمیان متوطن ہند استعمال این کنند وشاہ قاچار در روزنامۂ خود استعمال او وسلس کردہ (اردو) سوڈا واٹر۔ بقول آصفیہ۔ انگلش۔ اسم مذکر۔ وہ کل کا پانی جو سوڈے کی لاگ سے بنایا جاتا ہے۔ ولایتی پانی۔

اودسلس سازی بقول صاحب روزنامہ کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاجار نوشتہ جاے ساختن سوداواتر۔ مولف عرض کند کہ تحقیق (اودسلس) بجای پیش گذشت وسازی بایاے مصدری۔ پس مقامی راکہ درانجا این قسم آب راترکیب دہند (اودسلس سازی) توان گفت و درین لفظ مرکب کلمۂ جاے محذوف باشد (اردو) سوڈاواٹر بنانے کی جگہ۔ مونث۔

(الف) **اودنچی** بہار گوید کہ نصیرآبادی۔ دراحوال علیجان بیگ المتخلص بہ موجی نوشتہ کہ سیفی قلی بیگ اودنچی باشی این مطلع راگفتہ بود۔ مولف عرض کند کہ می بایست کہ محاورہ

(ب) **اودنچی باشی** قائم گنیم واین مرکب است از ہردو لغت ترکی یعنی آودچی بقول صاحب لغات ترکی بالضم بمعنی گذراننده وآودہ چی بقول صاحب کنز بالضم بمعنی خادم الاوضیہ فراش المنزل وباش بقولش رئیس وراس واعلی۔ پس فارسیان بزیادت یاے نسبت درآخر (اودہ چی باشی) افسر فراش خانہ راگفتند ونون عوض ہاے ہوز یا انیکہ غلطی کتابت باشد یا ہاے ہوز بقاعدۂ فارسی در ترکیب حذف شد ونون زائد بجایش قائم شد ہمچون صوبہ دار وصوبدار وگذارش وگذارشن (اردو) مہتمم فراش خانہ۔ داروغۂ فراش خانہ۔ (مذکر)

اودہ بقول برہان بروزن روضہ (ا) نام شہر ومدینہ ایست۔ صاحب ہفت گوید کہ ہمان آوجہ کہ گذشت۔ وصاحب سراج بنسبت این فرماید کہ بروزن رودہ دربرہان

نام شہرے نوشتہ ظاہر اخطاست صحیح بفتحتین و دال ساکن مشترک اللفظ بہاکہ ہندیست و شہرہندکو از شہرہاے قدیم ہند و با مضافات خود صوبہ ایست از بست و چہار صوبۂ ہندوستان و دکن کہ در سلطنت بادشاہ جنت آرامگاہ محی الدین محمد اورنگ زیب بہادر عالمگیر غازی بود (انتہی) مولف را باخان آرزو اتفاق است (اُردو) اَودَھ۔ بقول امیر ہندی۔ مذکر۔ اجودہیا۔ اب اَودَھ ایک صوبہ قرار پایا ہے جس کا صدر مقام لکھنؤ ہے اور انگریزی تقسیم کے موافق اس صوبے مین بارا ضلع شامل ہین۔

(۲) اودہ بقول صاحب بول چال بمعنی الحاق کہ گذشت۔ و صاحب سوار السبیل نسبت این میگوید کہ بہ ترکی اودا۔ خانہ کلان را میگویند کہ برانشستن یا دیگر امور خاص کردہ باشند چنانچہ دیوانخانہ۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است ذکر این کردہ گوید کہ بالضم مرادف اَودا باشد بالف آخر بمعنی اوضہ و مکتب و بہ تحقیق مالغت ترکی است و معاصرین فرس استعمال این کردہ اند بمعنی الحاق۔ (اُردو) دیکھو الحاق۔

اوذر بقول برہان بضم اوّل و سکون ثانی و فتح ذال نقطہ دار و سکون راے بے نقطہ بہ لغت یونانی آب را گویند و بعربی ماء خوانند و صاحب انند بحوالۂ برہان و ہفت قلزم این را آوردہ اما در ہفت قلزم ازین لغت اثرے نیست۔ فارسیان قدیم استعمال این میکردند حالا در روزمرّہ معاصرین عجم متروک و ہمان آب و آوبہ زبان است۔ (اُردو) دیکھو آب کے پہلے معنے۔

اور بقول برہان بضم اوّل بروزن مور (۱) بمعنی مشت باشد عموماً و مشتی را گویند کہ بر دہن شخصی زنند خصوصاً صاحبان جامع و سروری و رشیدی و سراج ہم ذکر این کنند و صاحب مؤید گوید کہ مشت کہ بدان کسی را بزنند و از استادی سند آرد ؎ آن کس کہ کند خدمت آن میر معظم ؛ جز او ر بغرناش دگر ہیچ نیاید ؛ مؤلف عرض کند کہ شک نیست کہ این مفرس باشد از لغت ترکی اورش کہ بقول کنز بمعنی ضربۃ و مقاتلہ آمدہ یا از اورمق کہ بہ ترکی زبان بقولش بمعنی ضرب است فارسیان قدیم بہ تخفیف بعض حروف اورر بمعنی مشت استعمال کردند کہ وسیلۂ ضرب است و حالا بر زبان معاصرین عجم متروک۔ (اُردو) گھونسا۔ بقول صفیہ ہندی۔ اسم مذکر۔ مشت۔ مکا۔

(۲) اور۔ بقول برہان و ناصری و جامع و سراج و رشیدی۔ بادام و پستہ و گردگان و امثال آنہا کہ مغزشان ضائع و تیز شدہ باشد۔ صاحب سروری بحوالۂ فرہنگ گوید کہ مغزہا کہ تیز و ضائع شدہ باشد۔ بخیال مؤلف این لغت ترکی است کہ صاحب کنز اور بمعنی دار یعنی بیماری نوشتہ جاوارد کہ فارسیان مغزیات ضائع شدہ را بہ مجاز اور گفتہ باشند۔ یا اسم جامد فارسی قدیم باشد و حالا بر زبان معاصرین عجم متروک است (اُردو) بادام پستہ وغیرہ کا مغز جو خراب ہو گیا ہو جسکو فارسی مین اور کہتے ہین۔

(۳) اور۔ بقول رشیدی پیاز ہم گوید کہ این معنی در کاشان متعارف است۔ دیگر کسی ذکر این معنی نکرد۔ مجرد بیان رشیدی اعتبار را نشاید کہ او صاحب زبان نیست

حیف است کہ سندے پیش نشد اگر بدست آید تو انیم قیاس کرد کہ بوجہ تیزی و تندی بوے پیاز از معنی دوم مجاز باشد واللہ اعلم۔ صاحب محیط بر پیاز نوشتہ کہ بکسر باے پارسی اسم فارسی زبان است و بعربی بصل و تبرکی سوغان و یونانی قرواممان و بروے قنزدجا اموان و بہندی پلانڈو گانڈہ۔ گرم در آخر سوم و خشک در اول سوم۔ مقوی باہ و منافع بسیار دارد۔ قسم دشتی این را برا سقیل ذکر کردہ ایم (اُردو) پیاز۔ بقول آصفیہ ہندی۔ اسم مونث۔ بصل۔ برادر سیر۔ گنٹھا۔

(۴) اور۔ بقول بہار کلمۂ نسبت است و وَر بفتح واو ظاہر امخفف آور باشد واز شیخ اوحدی سند آوردہ ؎ مرد باش اے حمیت قانع ٭ خاک خوراے طبیعت آزور ٭ دیگر کسے ذکر این معنی نکرد۔ مولف عرض کند کہ سندش برا ے کلمۂ وَر باشد کہ بجایش می آید و ما استعمال این بزیادت الف اول ندیدیم واز معاصرین عجم نہ شنیدیم۔ معلوم میشود کہ بہار بہ تحقیق این طبع آزمائی کردہ و وَر را مخفف آور گرفتہ ہمچون نام آور و نامور ولیکن نمیداند کہ آور امر است از آوردن و چون ملحق شود بہ اسمی افادۂ معنی فاعل کند و مجرد آور بمعنی آورندہ نیست و نباشد و آور بمقصورہ را آور خیال کردن غلط است و بسیارے از محققین برانند کہ کلمۂ وَر مخفف آور ہم نیست و نمیشود کہ آور را اصل وَر خیال کنیم۔ (اُردو) دیکھو وَر جس کا بیان آیندہ آوے گا۔ اس لفظ کے ترجمہ کی ضرورت ہی نہیں ہے۔

(۵) اور۔ بقول انند بمحققین بفارسی کلام زشت و فحش۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر

این معنی نکرد و سند استعمال پیش نشد۔ صاحب برہان بر معنی ششم آور و ممدودہ ہم ذکر ہمین معنی کردہ۔ معلوم میشود کہ صاحب انند سکندری خوردہ کہ در مقصورہ ہم ذکرش کرد تا آنکہ سند استعمال این از کلام قدما پیش نشود اعتبار را نشاید۔ معاصرین عجم بر زبان ندارند (اُردو) دیکھو آور کے چھٹے معنے۔

اورا بقول برہان وجامع وجہانگیری وناصری وسروری ورشیدی وسراج بفتح اوّل وسکون ثانی وثالث بالف کشیدہ بروزن صحرا (۱) حصار وقلعہ را گویند۔ مولّف گوید کہ بہ ترکی زبان بقول صاحب کنز بمعنی آن مقام است واستعمال فارسیان کہ از اسامی ذیل ظاہر میشود بمعنی طبقہ وپناہ گاہ باشد۔ معلوم میشود کہ محققین بالا معنی حصار وقلعہ از ہمین استعمال پیدا کردہ اند۔ عجب آنست کہ سند شان ہم ہمین دو شعر ابن یمین واثیر الدین اومانی است۔ پس جز این نیست کہ فارسیان لغت ترکی را بمجاز استعمال کردہ اند۔ (ابن یمین ؎) زوعدو گر خود رود در حصن ہفت اورا بچرخ ٭ آن کشد کز دست حیدر مالک خیبر کشید ٭ (اثیر الدین اومانی فرماید ؎) خود ار چہ سدِّ سکندر بدے بخواست شکست ٭ اگر نہ دولت خسرو بدے ورا اورا ٭ (اُردو) حصار۔ قلعہ۔ مذکر۔ دیکھو انباخون۔ اور ہمارے خیال کے لحاظ سے پناہ گاہ۔ جاے پناہ۔ مونّث دیکھو اندخسوادہ۔

(۲) اورا۔ بضم اوّل ضمیر منفصل مفعولی نیز مراوف آنرا چنانکہ انوری گوید ؎ کامیاب از خون خصمان شد زبان تیغ تو ٭ کز ازل آن لذت اورا زیر دندان آمدہ است ٭ (۱۲۳۷)

عرفی در وصف کشمیر فرماید ؎ از بلبل خاموش دل باغ گرفتہ است ؛ اور اچہ گنہ محمل گل دیر تر آید ؛ (اُردو) اُسکو۔ اُس کا۔ اُس کی ضمیر مفعولی غائب ہے۔

اور اچہ می شود مقولہ۔ وارستہ گوید یعنی از گرہ او چہ میرود و او را چہ نقصان عائد میگردد و از طغرا سند آرد ؎ ہر کس بقدر حوصلۂ خویش کام یافت ؛ بخشند اگر دو کون خدا را چہ می شود ؛ صاحبان بہار عجم و انند و بحر ہم ذکر این کردہ اند (اُردو) اس کا کیا گیا۔ اُس کا کیا بگڑتا ہے۔ دکن مین مستعمل ہے۔ جیسے "اُس کا کیا گیا وہ تو فرے مین رہا۔

اوراد بقول انند بحوالۂ غیاث جمع ورد بالکسر دعائے کہ بوقت معین خوانند و صاحب منتخب بر اوراد فرماید دعائے کہ دائم بوقت خود خوانند و صاحب منتہی الارب گوید کہ ورد بالکسر یارۂ خواندنی از قرآن وجز آن۔ مولف گوید کہ لغت عربی است و در فارسی مستعمل و با مصادر فارسی ہم مرکب میشود کہ در ملحقات آید (ظہوری ؎) نشد روزے دعائے شیخ زاد شام خود گاہے ؛ عبث در حلقۂ اوراد صبح و شام می بودم (اُردو) اوراد۔ بقول امیر۔ ورد کی جمع۔ وظائف۔ (فقرۂ امیر) انکو اپنے اوراد واشغال سے بہت کم فرصت ہوتی ہے"

اوراد کردن استعمال۔ بمعنی تعلیم وظیفہ کردن است چنانکہ ظہوری گفتہ ؎ بپاس طاعت مستان اگر مامور می بودم ؛ ہمہ سبّوحیانرا القبوح اوراد میکردم جاوارد کہ (القبوح اوراد) اسم فاعل ترکیبی باشد (اُردو) وظیفہ پڑہنے کی تعلیم دینا۔

(۱۹۲۹)

اورانه بقول برہان وجامع بروزن ومعنی افراز است کہ فراز و بالا و بلندی باشد۔ صاحب ناصری درست فرماید کہ مبدّل افراز باشد کہ بتبدیل فا بواو در فارسی متحقق است چنانکہ در فرّخ وورّخ وفام ووآم (اُردو) دیکھو افراز کے پہلے معنے

اوراشتن بقول برہان وناصری بروزن ومعنی افراختن وبرداشتن کہ بلند ساختن باشد۔ صاحبان موارد ورشیدی وانند ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب بحر فرماید کہ سالم التصریف است کہ غیر ماضی ومستقبل واسم مفعول نیاید وخان آرزو در سراج فرماید کہ بروزن ومعنی افراشتن بلکہ افراشتن مبدّل این است **مولف** عرض کند کہ اسم مصدر این اوراش باشد کہ مبدّل افراز است۔ فارسیان فارا بہ واو بدل کردند بچون فام ووآم وزاے ہوز بدل شد بہ شین معجمہ چنانکہ زلوک وشلوک۔ بخیال محققین مصادر۔ مصدر اصلی وسماعی است وبخیال ما موضوع وقیاسی کہ علامت مصدر تن بر اسم جامد اوراش زیادہ کردہ مصدرے ساختہ اند۔ خان آرزو غور نفرمودہ کہ افراشتن را مبدل این نوشتہ بخیال ما افراشتن مبدّل افراختن است واوراشتن مبدّل افراشتن (اُردو) دیکھو افراختن۔

اورانغ بقول اند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالضم وغین معجمہ لغت فارسی است بمعنی خرگاہ وآن را اوورانغ بدال مہملہ ہم خوانند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد بخیال ما مفرس اوراق است کہ بقول صاحب کنز در ترکی زبان بمعنی حصار آمدہ۔ فارسیان قاف را بہ غین معجمہ بدل کردند چنانکہ آروق وآروغ وبمعنی خرگاہ مجازًا استعمال

کرونـد ـ حالا برزبان معاصرین عجم غیر مستعمل (اُردو) دیکھو اتاق ـ

اوراق بقول انند بحوالہ منتہی الارب بالفتح لغت عرب است جمع ورق وبفتحتین بمعنی کاغذ بریدہ وبرگ وسیم مضروب **مولف** گوید کہ فارسیان استعمال این بترکیب خود بسوی چیزے مضاف کنند برسبیل مجاز چنانکہ در ملحقات می آید (اُردو) اوراق ـ بقول آصفیہ عربی ـ اسم مذکر ـ جمع ورق ـ پتا ـ پرت ـ

اوراق آسمان استعمال ـ فارسیان اوراق آسمان برسبیل تشبیہ ـ افلاک را گفتہ اند کہ ہر درجۂ فلک ورقے را ماند واین مرکب اضافی است ـ چنانچہ انوری گفتہ ؎ اے بجاے کہ ہرچہ گفتی تو ٭ شد براوراق آسمان مسطور ٭ (اُردو) اوراق آسمان اُردو مین افلاک کو کہہ سکتے ہین (مذکر)

اوراق پریشان کسی استعمال ـ فارسیان استعمال این کنند واین مرکب توصیفی بمعنی کسی کہ پریشان حال باشد صائب گفتہ ؎ از سیہ روزی نیم غمگین کہ چون موج سراب ٭ شب کند شیرازہ اوراق پریشان مرا ٭ (اُردو) کسی کی پریشانی ـ پریشان حالی ـ (مونث)

اوراق حواس استعمال ـ فارسیان حواس خمسہ را اوراق حواس گفتہ اند مرکب اضافی است ـ باید دانست کہ حواس جمع حاسہ باشد بقول غیاث بتشدید سین مہملہ وآن قوتی است کہ حس میکند واقسام آن دہ باشد پنج ظاہری باصرہ ـ سامعہ لامسہ ـ شامّہ ـ ذائقہ ـ وپنج باطنی حس مشترک ـ خیال ـ وہم ـ حافظہ ـ متصرفہ ـ (صائب ؎) شد بکاغذ باد اوراق حواسم ہم سفر ٭ تا درین بستان سرا چون غنچہ گل

واشدم ❊ (اُردو) اوراق حواس اُردو مین کہہ سکتے ہین بمعنی حواس خمسہ (مذکر)

اوراق فلک استعمال - مرادف اوراق آسمان باشد کہ گذشت (انوری ۵) توئی آنکس کہ کشیدہ است بر اوراق فلک ❊ خطوات قلمت خطّ خطا بر احکام ❊ (اُردو) اوراق فلک اُردو مین استعارۃً کہہ سکتے ہین دیکھو اوراق آسمان -

(۱۹۳۲)

اورامن بقول برہان بضم اوّل وفتح میم وسکون نون (۱) نوعی از خوانندگی باشد کہ آن خاصّۂ فارسیان است وشعر آن بزبان پہلوی باشد و (۲) نام دہی است از مضافات وتوابع جوشقان مشہور باورامہ وچون این قسم خوانندگی را شخصی از ضنیاگران آن دہ وضع کردہ بود بنابران باورامن شہرت یافت - صاحبان سروری وجہانگیری وناصری را در اعراب با صاحب برہان اتفاق است امّا صاحب جامع فرماید کہ بفتح اوّل باشد بروزن بدوامن وصاحب جہانگیری گوید کہ جمع این اورامنان - صاحب رشیدی بدلیل اورامین ذکر این کردہ - (پندار رازی ۵) لحن اورامن وبیت پہلوی ❊ زخمہ رود وسماع خسروی ❊ (فتحعلی خان صبائی ملک الشعرا ۵) سنان تہمتن در چشم شان مژگان تہمینہ ❊ غریو اہرمن در کوہ شان آہنگ اورامن ❊ وخان آرزو در سراج بہ ذکر قول برہان فرماید کہ این خطاست صحیح اورامین بمیم بیاکشیدہ واگر بحذف یا اورامن آمدہ باشد بکسر میم خواہد بود **مولّف** عرض کند کہ ماخذ این اورامن لغت ترکی است بالضم ونون در آخر کہ بقول صاحب کنز بمعنی طریقہ واسلوب وقیاس آمدہ فارسیان بقاعدۂ خود میم تخصیص در آخرش زیادہ کردہ اورامن کردند

ہمچون تہم و پنجم و پس ازان از کثرت استعمال ناواقفان ماخذ قلب بعض شدہ اورامن شد ہمچون اسطخر و اسطرخ و اغلدہ و الغدہ اندرین صورت معنی لفظی این طرز مخصوص است وضمہ اول بلحاظ ماخذ صحیح باشد و انچہ اورامین بزیادت تحتانی بہمین معنی می آید جزین نیست کہ دران یاے زائد است چنانکہ بست را بیست کردند۔ خان آرزو بر ماخذ غور نکردہ کہ اورامین را اصل و اورامن را محفف دانست (اردو) (۱) خاص قسم کے لہجہ کو جو شعراے پہلوی پڑہتے ہین۔ فارسیون نے اورامن کہا ہے (۲) ایک قریہ کا نام ہی اورامن ہے جو اس طرز کے موجد کا وطن ہے یا اسی شخص کا آباد کیا ہوا۔

اورامہ بقول برہان با میم بروزن روزانہ بہر دو معنی اورامن باشد۔ صاحبان سروری وجہانگیری و رشیدی با برہان متفق و صاحب برہان جامع فرماید کہ بروزن شہنامہ باشد **مولف** عرض کند کہ ما صراحت ماخذ این برا ورامن کردہ ایم کہ اصل این اورامن است فارسیان نون آخر را بہ میم بدل کردند چنانکہ کجین را کجیم کردند و ہاے نسبت در آخرش زیادہ کردہ بمعنی خاص استعمال کردند کہ ذکرش برا ورامن گذشت (اردو) دیکہو اورامن۔

اورامین بقول رشیدی دہی است از مضافات کوشکان کہ ورامین نیز گویند و شخصی ازان دہ واضع گویندگی بود کہ خاصہ پارسیات و شعر آن پہلوی است و آنرا اورامن و واورامہ نیز گویند و صاحبان ناصری و وانند فرمایند کہ مرادف اورامن بہر معانیش **مولف** عرض کند کہ صراحت ماخذ و تعریف ہر دو معانی برا ورامن گذشت (اردو) دیکہو اورامن۔

اورخش بقول شمس لغت فارسی است بمعنی آتشی کہ از آسمان افتد کہ عرب آن را

صاعقه گویند وهیچ تصریح حلیه لفظ نکرد دیگر کسی از محققین فرس ذکرش نکرده - خیال ما انیست که صاحب شمس به تسامح خود آورخش را که به دال مهمله دوم بهمین معنی گذشته است باواو دوم نقل کرد لله العجب چه تصرف ها بکار برده اند (اُردو) دیکهو آورخش -

اورد بقول هفت بفتح اوّل وواو وراے مهمله ودال ابجد زده (۱) نقیض برد (۲) بمعنی کارزار وحمله گاه وجنگ ومبارزت وکوشش هم بنظر آمده دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرده - **مولف** گوید که هر دو معنی بیان کرده اش در محمد وده گذشت وانچه محقق هندی نژاد ومقصوره ذکر این کرده بدون وجود سند استعمال اعتبار را نشاید وما از معاصرین عجم هم استعمال این نه شنیدیم البته مصدر (اوردیدن) بمعنی جنگ کردن می آید وعجبی نیست که محقق نازک خیال این را اسم مصدر قرار داده وچرا نباشد که وجود مصدر دلیل خیال اوست - باقی حال معنی اوّل اضعف باشد زیرا که (اوردیدن) بمعنی آوردن نیامده پس آورد چگونه نقیض برد باشد فافهم (اُردو) دیکهو آورو -

اوردک بقول شمس بضم یکم وکسر سوم لغت فارسی است بمعنی مرغ آبی دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرده - **مولف** گوید که لغت ترکی است وفارسیان بدون واو استعمال کرده اند که گذشت وماصراحت ماخذش همدر انجا کرده ایم تسامح صاحب شمس است که این را فارسی نوشت (اُردو) دیکهو اردک -

اوردیدن بقول برهان بفتح اوّل وثانی بروزن نوردیدن بمعنی جنگ کردن وحمله نمودن باشد صاحب بحر فرماید که سالم التصریف است که غیر ماضی ومستقبل واسم مفعول نیاید

صاحبان جہانگیری وجامع وناصری ہم ذکر این کردہ اند وصاحب سراج بذکر معنی بالا فرمایدکہ آوردکہ بمعنی جنگ آمدہ ازین ماخوذ باشد واین باب در اصل ممدودہ باشد کہ مخفف کردہ اند برین تقدیر مخفف ناورد بمعنی جنگ کہ سابق نوشتہ آمد نباشد زیرا کہ ناورد جامد ست ومشتق نیست مولف عرض کند کہ آوردیدن کہ در ممدودہ گذشت اصل است واین مبدل آن کہ لب ولہجۂ استعمال۔ ممدودہ را مقصورہ کرد واسم مصدر این ہمان آورد است کہ بممدودہ گذشت ولیکن استعمال آورد بمقصورہ بمعنی جنگ در فارسی زبان از نظر ما نگذشت بالجملہ این مصدریست موضوع وقیاسی وباصول ما کہ بر اسم مصدر ذکرش کردہ ایم مصدر اصلی۔ زیرا کہ آورد اسم جامد فارسی زبان باشد حیف است از خان آرزو کہ اصل را فرع می گوید (اردو) دیکھو آوردیدن۔

اورس بقول برہان بفتح اول وکسر ثانی وسکون راو سین بے نقطہ درخت سرو کوہی را گویند وبعربی عرعر خوانند۔ صاحب جامع گوید کہ آنرا بعربی اہل وعرعر نام است۔ صاحب ناصری فرماید کہ بحذف الف نیز آمدہ وبپارسی ورس نام سرو باشد چنانکہ مرورا مور خوانند وورس وسرو مقلوب یکدیگر اند اما سرو عربی است۔ مولف عرض کند کہ صاحب محیط سرور اللغت فارسی گفتہ اند درینصورت الف اول اصلی است وجا دارد کہ اصل این اروس باشد کہ بیونانی سرو را نام است واین ہم قلب بعض است چنانکہ اسطخر واسطرخ واغلده والغده وما تحقیق کاملش ہر معنی سوم ارس کردہ ایم (اردو) دیکھو ارس کے تیسرے معنے۔

اورش بقول شمس بالفتح لغت فارسی است بمعنی جنگ و بحوالۂ ابراہیمی نوشتہ کہ بضم یکم و سوم است و صاحب موید این را بدیل لغات ترکی آوردہ **مولف** گوید کہ اصل این یورش است کہ در اصل لغت ترکی است و در فارسی مستعمل بمعنی بر دشمن دویدن چنانکہ صاحب لغات ترکی ذکرش کردہ پس فارسیان بقاعدۂ خویش یا را بالف بدل کردہ اورش کردند چنانکہ یرمغان وارمغان و می توان گفت کہ اصل این اورش باشد کہ آن ہم لغت ترکی است بہ تفخیم ضمۂ ہمزہ بمعنی جنگ و چیرگی چنانکہ صاحب لغات ترکی ذکرش کردہ پس فارسیان بحذف یک واو اورش کردند و اندرین صورت بضم یکم و سوم باشد چنانکہ صاحب شمس بحوالۂ ابراہیمی نوشتہ نہ بالفتح باری حال این مفرس است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) دیکھو استہ کے چوتھے معنے۔

اورشلیم بقول برہان بضم اول و کسر ثانی و شین قرشت و لام ہر دو مکسور و سکون ثالث و تحتانی و میم نام شہریست کہ بیت المقدس دران شہر واقع است و او را اورسلم باسین بے نقطہ و حذف تحتانی ہم میگویند و بعضی گویند این لفظ فرنگی است صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بدیل لغات ژند و پاژند فرمایدکہ نام شہریست کہ مسجد اقصی دران جاست و آن را ابتدای بیت المقدس گویند و بفارسی دژ ہوخت و دژ ہوخت خوانند۔ گویند کہ از ولایت شام و ارض فلسطین است و اقلیم سوم و این شہر بر بلندی افتادہ و کنعانیان در سہ فرسنگی آنست و بعد ازان کہ بخت نصر یکمین یحیی پیغمبر علیہ السلام بیت المقدس را ویران ساخت آخر ملکی از ملوک فرس کہ بنی اسرائیل او را کوشک

گویند و فارسیان گو در زا شکافی۔ آنرا باز بحال عمارت آورد **مولف** عرض کند کہ از ترکیب این لغت ظاہر است کہ مرکب زبان ترکی است و اصل این اورش لیمان باشد کہ اورش بقول کنز در ترکی زبان بمعنی موقع و لیمان بقولش و بقول صاحب سوا ر السبیل در ترکی بمعنی مرسی و کنارۂ دریا و جاے لنگر انداختن است۔ پس کثرت استعمال الف و نون آخر را حذف کرد و تبدیل شین معجمہ بہ سین و حذف تحتانی در اورسلم ہم تصرف فارسیان است بالجملہ معنی لفظی این موقعی کہ بر کنارۂ دریا واقع باشد و کنایہ از شہر لیست معروف و آنانکہ این را لغت انگلیسی گفتہ اند من وجہ درست است زیرا کہ جر وسلم لغت انگلیسی و نام شہر لیست کہ بیت المقدس ہمدر انجا واقع۔ جیم عربی اکثر در لب و لہجۂ فارسیان بہ تحتانی بدل شود چنانکہ کالجوش و کالیوس و تحتانی را بہ الف بدل کنند ہمچون یکدش و اکدش۔ پس جر وسلم لغت انگلیسی در لب و لہجۂ فارسیان اورسلم شد و بر سبیل تبدیل سین مہملہ باشین معجمہ ہمچون کستی و کشتی و بزیادت تحتانی ہمچون بست و بیست اورشلیم شد (اردو) فارسیون نے اورشلیم اُس شہر کو کہا ہے جس مین بیت المقدس واقع ہے صاحب فرہنگ آصفیہ نے بیت المقدس پر یروشلیم کا ذکر کیا ہے۔

اورطبقی بقول صاحب ضمیمۂ برہان باول مضموم بزبان یونانی بیان کیفیت قضایا ست مولف گوید کہ حالا این لغت یونانی بر زبان معاصرین عجم متروک و در کلام متقدمین و متاخرین ہم یافتہ نمیشود (اردو) کیفیت قضایا کا بیان۔

اورک بقول برہان و جامع و ناصری و جہانگیری و سروری و رشیدی و سراج

بفتح اوّل و ثالث و سکون ثانی و کاف۔ ریسمانی باشد که اطفال در ایام جشن و هنگام خوشی از بام خانه یا شاخ درخت بیاویزند و بران نشسته در حرکت آرند و در هوا آیند و روند و آن را باز پیچ نیز خوانند چنانکه شمالی دهستانی گفته ؎ هر کرا عقل باشد و فرهنگ ۔ نزد او اورک است به زاورنگ ۔ مولف گوید که صاحب خزانة اللغات این را اسم جامد زبان فارسی گفته و ما صراحت ماخذ این بر معنی چارم ارک کرده ایم که گذشت بخیال ما اصل اورک است و ارک بدون واو مخففش همچون هوشیار و هشیار و اگر ارک را بدون واو اصل گیریم اورک مزید علیه آن بزیادت واو چنانکه افتاد و اوفتاد (اردو) دیکھو ارک کے چوتھے معنے۔

اورنگنج بقول صاحب ضمیمهٔ برهان که از صراحت حلیه ساکت است نام ولایت دارالملک خوارزم است و آنرا معرب ساخته جرجانیه گفتند و بفارسی گرگانج گویند و دیگر کسی از اهل تحقیق ذکر این نکرد ۔ مولف عرض کند که بقول صاحب لغات ترکی بدون واو بضم اوّل و سکون راے مهمله و فتح کاف فارسی و نون خفی و سکون جیم نام شهریست ۔ عجبی نیست که فارسیان واو علامت ضمه را زیاده کردند همچون افتاد و اوفتاد و کاف فارسی را به کاف عربی بدل کردند چنانکه گند و کند و گرگانج هم در فارسی زبان همین شهر است که مفرس اورگنج باشد و جرجان معرب این ۔ تسامح کاتب ضمیمهٔ برهان بیش نیست که جیم آخر را خاے معجمه نوشت (اردو) اورگنج ترکی مین خوارزم کے دارالسلطنت کا نام ہے جسکو فارسی مین گورگان اور عربی مین

جرجان کہتے ہین۔

اورکوہ بقول برہان وناصری وجامع وانند بفتح اوّل وثانی وسکون ثالث وضم کاف دیہای زدہ شہرلیست از عراق عجم قریب باصفہان کہ بابرکوہ شہرت دارد وابرقوہ معرب آنست وچون این شہر برکوہے واقع است بنابران بدین نام خواندہ اند۔ مولف گوید کہ ذکر ماخذ ابرکوہ بجایش گذشت۔ جزین نیست کہ این مبدّل آنست کہ بای موحدہ بواو بدل شد ہمچون آب وآو (اردو) دیکھو ابرکوہ کے پہلے معنے۔

اورمالی بقول برہان بامیم بروزن کوتوالی لغتے است یونانی ومعنی آن بعربی دہن العسل باشد وآن روغنی است کہ ازساق درختے حاصل میشود وطعم آن شیرین است وآن وعسل داؤد نیز خوانند۔ گرم وتر است درچہارم وصاحب محیط فرماید کہ اورمالی واومالی بضمّ ہمزہ وسکون واو ورای مہملہ وفتح میم والف وکسر لام وسکون یای تحتانی اسم یونانی است وآنرا دہن العسل وعسل داؤد نیز نامند وبحوالۂ گیلانی نقل کردہ کہ این لفظ مشترک است میان دو وداے متباعدیکے ازان شراب مسکر مرتب از آب وعسل زیرا کہ آب راآور وعسل رامالی گویند وہمچنین آنرا اورومالی نیز نام است بہرآنکہ اور ونیز بمعنی آب است واین ہر دو لفظ یعنی آو واور چنانکہ آب راگویند شراب رانیز نامند وساختن این شراب راطرق متعدد است ودوم کہ روغنی است غلیظ مثل عسل وباندک شیرینی کہ ازساق درختی کہ درشام میشود میگیرند وگاہے ازگل آن درخت روغن اخذ میکنند وآن رانیز اومالی گویند وبہترین آن صافتر

وبستہ تر و کہنہ تر و آن گرم و تر است و گرمی آن بیشتر از تری است ۔ نوشیدن آن اسہال صفرا و رطوبت کند و چون بر جرب و وجع مفاصل طلا کنند نفع دہد و منافع دیگر ہم دارد و لیکن کاز روغنی نوشتہ کہ احتراز از مثل این اشربہ واجب است ۔ (اُردو) اور مالی یونانی زبان مین ایک خاص روغن کا نام ہے اور اُردو مین اسکے لئے کوئی لفظ موجود نہین ہے اور نہ یہ نام مشہور ہے ۔

اورمز بقول برہان بضم اوّل و میم و سکون ثانی مجہول و ثالث و زاے نقطہ دار (۱) نام ستارۂ مشتری (۲) نام روز اوّل از ہر ماہ شمسی و (۳) نام فرشتہ کہ تدبیر امور روز مذکور با و متعلق و (۴) نام پسر زادۂ اسفندیار باشد ۔ صاحبان ناصری و جہانگیری و سراج و جامع ہم ذکر این کردہ اند و صاحب ناصری نوشتہ کہ (۵) نامی است از نام ہاے پارسی ایزد تعالی ہم و آنچہ صاحب ناصری این را نام پادشاہ مشہور گفتہ بخیال ما مقصودش غیر از معنی چہارم نباشد کہ پسر زادۂ اسفندیار پادشاہی مشہور بود ہرمز نام ۔ و ہم گویند کہ (۶) نام ادریس علیہ السلام ہم ہرمس بود کہ آن را ہرمز می گفتند بخیال ما جاوارد کہ ہاے ہوز را بالف و سین مہملہ را بہ زاے معجمہ بدل کردہ باشند ہمچون ہپیون و اپیون و سمارو غ و زمارو غ و حقیقت این بر ہرمس می آید بالجملہ صاحب سروری برائے معنی اوّل از حکیم فردوسی سند آوردہ ؎ کہین بندۂ تو بود اورمز ؎ کہ تو چون شبانی و مردم چو بز ؎ و صاحب رشیدی این شعر را متعلق بہ معنی سوم کردہ ۔ ما تحقیق ماخذش را بر لفظ ارمز کہ بجایش گذشت بیان کردہ ایم

و معنی پنجم ہم مجاز معنی اوّل باشد وہمچنین آدریس را ہم بسبیل مجاز آورمز گفتہ باشند و ما بر سبیل وضاحت ہمہ اسمائے مذکورۂ بالا را نشانی دیگر دادیم (اُردو) اتا ۴ دیکھو آرمز (۵) حق تعالیٰ کا ایک پارسی نام آورمز ہے (۶) ادریس پیغمبر کو بھی بعض محققین فارسی نے آورمز کہا ہے۔

اورمزد بقول برہان و ناصری و جامع و جہانگیری بروزن روزوزد بمعنی آورمزد است کہ (۱) نام روز اوّل از ہر ماہ شمسی و (۲) نام ستارۂ مشتری و (۳) نام فرشتہ کہ موکل است بر روز اوّل ہر ماہ و (۴) نام پسر زادۂ اسفندیار باشد۔ صاحب رشیدی ذکر ہر سہ معانی اوّل الذکر کردہ فرماید کہ بجائے الف ہا نیز آمدہ یعنی ہورمز ہم۔ صاحب سراج ہم در ذکر معانی متفق بارشیدی۔ **مولف** گوید کہ ما تحقیق ماخذش بر لفظ آرمز بیان کردہ ایم و این اصل است و آورمز و آرمزد و آرمز ہمہ مخفف این حکیم فردوسی ؎

شب اورمزد آمد و ماہ دے ۔۔۔ بر آسائے و بزرگفتن برآسائے و بردارمے ۔۔۔ حکیم سنائی ؎ کہ کند اورمزوت از سر زند ۔۔۔ زین جہان سیروزان جہان ناہار ۔۔۔ حکیم فردوسی ؎ سروگاہ دیہیم شاہ اورمزد ۔۔۔ کہ رخشان بدی چون بماہ اورمزد ۔۔۔ صاحب ناصری سہ معانی دیگر ہم ذکر کردہ کہ بر لفظ اورمز ذکرش گذشت (اُردو) دیکھو آرمز

اورمزدار دشیر استعمال بقول شمس بارا و پاسی و رائے اوّل و دوم موقوف نام شہرے دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد خیال ما قرین قیاس است کہ تسامح کاتب شمس اللغات اورمزد شہر را اورمزدار دشیر نوشت و این شہری است کہ او را مزدبانی اوست (اُردو) اورمزد شہر ایک شہر کا نام ہے جس کو اورمزد نے آباد کیا تھا۔ مذکر

اورمک بقول برہان مانند بروزن اوزبک کلاہ وطاقی پشمین راگویند وفرماید کہ بعضی این لغت راترکی میدانند۔ باید دانست کہ طاقی بقول برہان بروزن ساقی نوعی از کلاہ باشد مولف عرض کند کہ اَرمک بالفتح وضم میم بقول صاحب موید ولغات ترکی پشمینہ باشد۔ جادارد کہ فارسیان بزیادت واو بعد الف ہمچو مغل ومغول وافتاد واوفتاد مفرس کردہ نام کلاہ پشمین نہادہ باشند۔ (اُردو) پشمینہ کی ٹوپی۔ مونث۔

اورنج بقول برہان وجامع وجہانگیری وناصری بفتح اوّل وثالث وسکون ثانی ونون وجیم بروزن اورنگ (ا) سگ انگور راگویند وآنرا بعربی عنب الثعلب خوانند ودرد وابا بکار برند۔ صاحب رشیدی وشمس گفتہ کہ اورنج بمعنی سگنگور است کہ سگستان نیز گویند۔ واز عبارت صاحب سروری مفہوم میشود کہ بعض بمعنی سگ انگور آوردہ اند وبرخی بمعنی سپستان چنانکہ گوید کہ اورنج بروزن اورنگ سپستان باشد ودر فرہنگ بمعنی سگ انگور آوردہ (الخ) صاحب موید بدیل اونج گفتہ کہ بروزن سوگند میوہ ایست کہ اندرون وے لزج است وفارسیان آن را سگ انگور خوانند واہل ہند آنرا لہسوڑہ گویند۔ صاحب محیط برعنب الثعلب صراحت کافی کند کہ سگ انگور است وبہ ہندی مکو نام دارد وبرسپستان فرماید کہ ہندی این لہسوڑہ واز لغات ہندی متحقق است کہ مکو چیز دیگر است ولہسوڑہ چیز دیگر واز مزاج وخواص ہر دو ہم فرق میان ہر دو پیدا است پس جزین نباشد کہ بعض محققین فرس در بیان معنی این لغت تسامح کردہ اند کہ اورنج را سپستان گفتہ اند وفرقے درسگ انگور وسپستان

نکردہ اند بتحقیق ما اورنج مبدّل اونج باشد کہ می آید یا اونج مبدّل اورنج کہ اسم جامد فارسی زبان است برائے سنگ انگور و انگور شغال و بیان افعال و خواصش بر انگور شغال گذشت و تبدیل رائے مہملہ بہ لام یا بالعکس آن در قواعد فارسی مذکور چنانکہ چنار و چنال و الوند و ارند (اُردو) دیکھو انگور شغال۔

(۲) اورنج بقول برہان و جامع و جہانگیری و سراج بضم اوّل و سکون ثانی مجہول چوب خوشہ انگور بود کہ انگور آن را چیدہ باشند **مولف** عرض کند کہ بدین معنی مبدّل اورنگ باشد کہ بمعنی تخت پادشاہان می آید۔ فارسیان بقاعدۂ خود کاف فارسی را بجیم عربی بدل کردہ مجازاً برائے چوب خوشۂ انگور نام نہادہ اند کہ آنہم گویا تخت دانہ ہائے انگور است و انگور پادشاہ ہمہ میوہ ہا و ہمین قسم تبدیل در آخشیگ و آخشیج راہ یافتہ۔ (اُردو) خوشہ انگور کی وہ لکڑی جس پر سے دانہ ہائے انگور چن لئے ہوں (مونث)

(۳) اورنج بقول رشیدی و شمس و سروری بمعنی ارضہ نیز و آن کرم چوب باشد کہ ذکرش بجایش گذشت۔ **مولف** عرض کند کہ بدین معنی ہم مبدّل اورنگ کہ می آید۔ ذکر این قسم تبدیل بر معنی دوم گذشت (اُردو) دیکھو ارضہ کے پہلے معنے۔

اورنجن بقول برہان و جہانگیری و جامع بفتح اوّل بروزن لونبت زن میلی باشد کہ از طلا و نقرہ و دیگر فلزات بسازند و زنان در دست و پائے کنند انچہ در دست کنند آنرا دست اورنجن و انچہ در پائے کنند آنرا پائے اورنجن خوانند۔ **مولف** عرض کند کہ ماحقیقت ماخذ این بر آبرنجن ذکر کردہ ایم کہ اصل آن ابرنجین است

وابرنجن مخففش واین مبدل ابرنجن باشد به تبدیل بای موحده با واو چنانکه آب وآو دیگر هیچ وجادارد که اورنج در ماخذ این داخل باشد که بمعنی عنب الثعلب گذشت - فارسیان بر اورنج یا ونون نسبت زیاده کرده اورنجین نام زیوری کردند که دانه هاے طلا یا نقره بر و پیدا باشد و پس ازان به تخفیف تحتانی اورنجین را اورنجن کردند ولیکن ماخذ اول الذکر اقوی است (اردو) دیکهو ابرنجن -

اورنجین بقول برهان وجهانگیری وجامع وناصری بروزن فرودین بمعنی اورنجن است که ذکرش گذشت - مولف گوید که این مبدل ابرنجین است که بجایش مذکور شد

موحده به واو بدل شود همچون آب وآو وهمین است اصل اورنجین وبیان ماخذ بر ابرنجن مذکور - (اردو) دیکهو ابرنجن -

اورند بقول جامع وبرهان وناصری وجهانگیری (۱) شان وشوکت وفر وشکوه وعظمت وزیبائی وبها - حکیم اسدی ؎ جهان خرم از فر واورند او ؛ همه از میر محمود فرزند او ؛ صاحب سروری براے این معنی از حکیم فردوسی سند آورده ؎ سیاوش مرا همچو فرزند بود ؛ که با فر و فرهنگ واورند بود ؛ صاحب سراج بذکر این معنی فرماید که ظاهرا در اصل بمعنی شان وشوکت است - صاحبان رشیدی وشمس هم ذکر این کرده اند وانچه صاحب سراج گفته که (۲) بعض بمعنی عقل ودانائی نیز گفته اند بعید از قیاس نیست زیرا که اورنگ هم به همین معنی می آید وشک نیست که این مبدل اورنگ است - فارسیان بقاعدهٔ فرس کاف فارسی را به وال مهمله بدل

کنند چنانکه پرنگ و پرند و آورنگ بکاف فارسی اسم جامد فارسی زبان باشد و صاحب کنز که محقق زبان ترکی است صراحت این کرده و معنی حقیقی آن تخت پادشاهانست که ذکرش بر معنی سوم می آید. پس معنی اول و دوم مجاز معنی سوم باشد حیف است که خان آرزو سند استعمال معنی دوم پیش نه کرد (اردو) (۱) شان و شوکت. قدر و قیمت. بزرگی. (مونث) (۲) عقل. دانائی. مونث.

(۲) اورند. بقول برهان و جامع و ناصری و رشیدی و شمس و انند بمعنی تخت پادشاهان باشد و بقول صاحب جهانگیری و سراج و سروری و بهار بمعنی مطلق تخت و سریر (فوشک خطیب ۵) شاه پدر فرزند تو میر بلند اورند تو ۵ سد سکندر بند تو خضر سخن پیوند من ۵ **مولف** عرض کند که اسم جامد فارسی زبان است بمعنی تخت ازینجاست که اورنگ شاهی تخت پادشاه را گویند و اورند مبدل آنست بدین معنی و ذکر تبدیل بر معنی اول گذشت (اردو) دیکھو ارشیا.

(۳) اورند. بقول برهان و ناصری و سروری بمعنی مکر و فریب و دغا و خدعه باشد صاحبان جامع و جهانگیری و سراج و شمس و رشیدی فرمایند که اورندیدن مصدر آن است. **مولف** عرض کند که آورند بمد و دهٔ اول هم بهمین معنی گذشت و اورنگ به کاف فارسی آخر هم به همین معنی می آید و آرنگ بالف ممدوده بدون واو هم بهمین معنی مذکور شد. پس بخیال ما اصل این آب رنگ بود قلب اضافت نگ آب که در بعض مقامات راهرو را بغلط اندازد و اندازهٔ عمق ظاهر نگردد و راهرو غرق می شود.

فارسیان مجازاً این را بمعنی مکر و فریب استعمال کردند و آرنگ بحذف موحدہ مخفف آن است و آورند مبدل آب رنگ کہ موحدہ بواو بدل شد فارسیان بکثرت استعمال ولب ولہجۂ مقامی ممدودہ را بمقصورہ خواندند وہمین است اسم مصدر او رندیدن کہ بمعنی فریب دادن می آید (اردو) دیکھو آرنگ کے پانچوین معنے۔

(۴) اورند۔ بقول برہان وجامع وناصری وجہانگیری وانند وہفت نام یکے از پسران کے پشین بن کیقباد است واو پدر لہراسپ بودہ۔ حکیم فردوسی فرماید ؎

کہ لہراسپ بُد پور اورند شاہ ۔ کہ اورا بدے آن زمان تاج وگاہ ۔ ہم اورند اوگوہر کے پشین ۔ کہ کردے پدر بر پشین آفرین ۔ مولف گوید کہ بلحاظ معنی اول مجازاً پادشاہی را نام کردند کہ صاحب شان وشوکت بود دیگر ہیچ ومبدل آورنگ کہ بمعنی عقل ودانش وفر وشکوہ ہم آمدہ (اردو) کے پشین بن کیقباد کے ایک لڑکے کا نام اورند تہا۔

(۵) اورند بقول سروری وجہانگیری بمعنی زندگانی وبقول صاحب رشیدی وسراج و شمس۔ زندگانی وخوشحالی وخرم وخوشحال وصاحب برہان وجامع ہم ذکر این کردہ فرماید کہ بخت وطالع وزندگانی را نیز گویند مولف عرض کند کہ این ہمہ معانی مجاز معنی اول است۔ حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) زندگانی۔ خوشحالی۔ بہبوت۔ خوشحال

(۶) اورند۔ بقول برہان وجامع وسروری بمعنی بخت وطالع ہم آمدہ۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ اغلب آنست کہ بخت بفوقانی را بخت بباے موحدہ خواندہ

پس تصحیف در معنی است مولف گوید که مجاز معنی اوّل است۔ ما قول صاحبان جامع و سروری را که از اہل زبانند معتبر دانیم۔ حالا بر زبان معاصرین عجم متروک۔ حیف است که سندے پیش نہ شد۔ (اُردو) بخت۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ بہرہ۔ نصیب۔ قسمت۔ طالع۔

(۷) اورند۔ بقول برہان و جامع رود خانہ عظیم و بزرگ و دریا کہ بعربی آن را بحر گویند مطلقاً ہمچو رود نیل و دجلہ بغداد و امثال آنہا دیگر کسی از اہل لغت ذکر این معنی نکرد۔ خان آرزو در سراج گوید کہ تصحیف در لفظ راہ یافتہ کہ آروند بہمین معنی بجاے خود گذشتہ۔ مولف عرض کند کہ چرا نگوئیم کہ قلب بعض است چنانکہ فارسیان اسطخر را اسطخ و اغلدہ را الغدہ کردند۔ در اکثر السنہ تصرف زبان عوام الناس قلب بعض کند۔ (اُردو) بڑی ندی۔ مونث۔ بڑا دریا۔ مذکر۔ دیکھو اروند کی دوسری اور چوتھی معنی۔

(۸) اورند۔ بقول برہان و جامع و سراج۔ سیاہی را نیز گفتہ اند کہ در مقابل سفیدیست بخیال مولف اسم جامد فارسی قدیم است و حالا بر زبان معاصرین عجم متروک حیف است کہ سندے پیش نہ شد۔ (اُردو) سیاہی۔ بقول آصفیہ فارسی۔ اسم مونث۔ کالک کلونس۔

اورندن بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بالفتح لغت فارسی است بمعنی افگندن دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکردہ و معاصرین عجم ہم ازین ساکت اگر سند استعمال	پیش شود تو انیم عرض کرد کہ مبدل افگندن است کہ گذشت فا بہ واو بدل شد موافق قیاس ہمچون فرخ و ورخ و تبدیل کاف بہ رے ہملہ بر خلاف قیاس و صراحت ماخذ افگندن

بجایش گذشت (اُردو) دیکھو افگندن۔

اورندیدن بقول برہان وناصری وموارد ورشیدی وسروری ومویّد دانند بروزن برہم چیدن مصدر اورند است بمعنی فریب دادن ومکر وحیلہ نمودن۔ صاحب بحر فرماید کہ سالم التصریف باشد کہ غیر ماضی ومستقبل واسم مفعول نیاید۔ ابوشکور ؎

زروز واپسین آن کش خبر نیست ؛ جز اورندیدنش کارے دگر نیست ؛ مولّف گوید کہ بقاعدۂ مصادر جعلی کہ پیش متقدّمین فارسی مقرر است یا وعلامت مصدر دن بر اورند زیادہ کردہ مصدرے ساختند کہ برمذہب شان قیاسی وجعلی وباصول ما کہ بر اسم مصدر گذشت قیاسی واصلی کہ از اسم جامد فارسی زبان وضع شد وصراحت ماخذ اورند برمعنی سوّمش گذشت (اُردو) فریب دینا بقول آصفیہ۔ دھوکا دینا۔ دغا کرنا۔ دم دینا جل دینا۔ چالاکی کرنا۔ بتّا بتانا۔ جہانسا دینا فریب کرنا بھی انہین معنون مین اُردو مین مستعمل ہے۔

(۲) اورندیدن۔ بقول موارد زیب دادن وآراستن مرادف افرندیدن کہ بجایش گذشت۔ دیگر کسی از محققین مصادر باو نسبت مولّف گوید کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد وجا دارد کہ این را متعلق بمعنی اوّل اورند کنیم وافرندیدن را مبدّل این قرار دہیم کہ واو بہ فا بدل شود چنانکہ وآم وفآم (اُردو) دیکھو افرندیدن کے پہلے معنے۔

(۳) اورندیدن۔ بقول نوادر لغتی است درافگندن دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این معنی نکرد۔ وسند استعمالش ہم پیش نشد۔ مولّف گوید کہ مبدّل افگندن توانیم گرفت وتفصیلش براورندن گذشت۔ اندرین صورت

اورندرا درین جا مبدل انگند گیریم و تحتانی را قبل علامت مصدر زیادہ کنیم۔ باصول مقنین فرس مصدر قیاسی	وجعلی است۔ وما بر اسم مصدر بحث اقسام مصدر کردہ ایم (اُردو) دیکھو افگندن کے پہلے معنے۔

اورنگ بقول ہفت بفتح اوّل وسکون واو وفتح راے مہملہ ونون وکاف زدہ کلاہ وطاقی پشمی راگویند وبعضی این لغت را ترکی میدانند۔ **مولف** گوید کہ اگر سند استعمال این پیش شود توانیم قیاس کرد کہ این ہمان آورنگ است کہ بہ میم چہارم بعوض نون گذشت۔ فارسیان بقاعدۂ خود میم بہ نون بدل کنند چنانکہ گجیم وگجین وبجالت عدم وجود سند جزین خیال نتوان کرد کہ صاحب ہفت ہمان آورنگ را بہ تسامح۔ آورنگ بہ نون چہارم نوشت کہ دیگر کسی از محققین فرس با او نیست (اُردو) دیکھو اورنگ۔

اورنگ بقول برہان وجامع وجہانگیری وناصری ورشیدی با اوّل مفتوح بروزن فرہنگ (ا) بمعنی تخت پادشاہان باشد وبقول سروری وبہار وانند مطلق تخت صاحب سراج این را مرادف آورند قرار میدہد بدیہہ معانیش۔ صاحب سوار السبیل گوید کہ اصل این اورنک است کہ بہ ترکی نمونہ ومسطر راگویند **مولف** عرض کند کہ صاحب کنز محقق زبان ترکی است صراحت کند کہ بہ کاف فارسی بمعنی عرش وتخت ملک لغت فارسی زبان است۔ وبتحقیق ما ہم اسم جامد زبان فارسی باشد وافرنگ واورند کہ بہ ہمین معنی گذشت مبدل این کہ صراحت آن بجا پیش کردہ ایم۔ بالجملہ در فارسی استعمال این بمعنی تخت شاہی باشد۔ شہیدی ؎ اے از رخ تو یافتہ زیبائی وافرنگ ؛

افروختہ از طلعت تو مسند و اورنگ ؛ نجیب الدین جربادقانی ؎ زہے بہ مہر تو سرگشتہ در جہان افسر ؛ خہے ز بہر تو پابستہ در زمین اورنگ ؛ (اُردو) دیکھو ارشیا امیر نے لفظ اورنگ پر لکھا ہے کہ فارسی۔ مذکر۔ اُردو میں مستعمل بمعنی تخت شاہی (غالب)

اے شہنشاہ آسمان اورنگ ؛ اے جہاندار آفتاب آثار ؛

(۲) اورنگ۔ بقول برہان و جامع و جہانگیری و ناصری عقل و دانش۔ حکیم سنائی ؎ اے گرفتہ دو عالم اندر عدل ؛ بکمال صیانت اورنگ ؛ مولف عرض کند کہ ما این معنی را باستناد بیان صاحب جامع و ناصری قبول می کنیم کہ این ہر دو محققین از اہل زبانند ولیکن در کلام حکیم سنائی معنی اوّل ہم صادق می آید (اُردو) دیکھو اس

(۳) اورنگ۔ بقول برہان و جامع و جہانگیری و سروری و ناصری فر و شکوہ و زیبائی و صاحب رشیدی بذکر این معنی فرماید کہ افرنگ نیز گویند ش عنصری ؎ جہان خیرہ ماندہ ز فر ہنگ او ؛ ازان بزر و بالا و اورنگ او ؛ کمال اسمعیل ؎ زہے ز فر تو سرسبز چرخ مینا رنگ ؛ ز مقدم تو سیاہان گرفتہ صد اورنگ ؛ مولف عرض کند کہ مجاز معنی اوّل است کہ فر و شکوہ و زیبائی لازمۂ تخت شاہی باشد (اُردو) دیکھو اورند کے پہلے معنے۔

(۴) اورنگ۔ بقول برہان و جامع و جہانگیری مکر و فریب و حیلہ را گویند چنانکہ شیخ نظامی نظم نمودہ ؎ چو نوشابہ دانست اورنگ شاہ ؛ بفال ہمایون برآمد ز راہ ؛ مولف عرض کند کہ ما صراحت ماخذ این بر آورندکردہ ایم کہ مبدل این است

وہمین معنی آمدہ (اردو) دیکھو آرنگ کے پانچوین معنے۔

(۵) اورنگ۔ بقول برہان و ناصری شادی و خوشحالی و بقول جامع و جہانگیری و رشیدی شاد و شادی و خوشحال و خوشحالی۔ صاحب سروری نسبت این فرماید کہ در فرہنگ بمعنی خوشحالی و شادی و خرمی نیز و این بیت زراتشت بہرام را شاہد آورد ؎ جہان آباد گشت و شاد اورنگ ٭ زداد و دین واز خوبی ہوشنگ ٭ اما اندک تأملے درین می رود (انتہی کلامہ) و صاحب رشیدی برائے این معنی سندے دیگر ہم از کمال اسمٰعیل آوردہ ؎ خدائگان صدور جہان شہاب الدین ٭ کہ مملکت زشکوہ تو بردہ صد اورنگ ٭ مولف عرض کند کہ خوشحالی داخل زیبائی و فر و شکوہ است بخیال ما ضرورت ندارد کہ این را معنی جداگانہ غیر از معنی سوم قرار دہیم۔ پس این ہم مجاز معنی اوّل است کہ زیبائی و خوشحالی و فر و شکوہ ہمہ لازمۂ تخت شاہی است۔ انچہ صاحبان تحقیق بسند کلام زرتشت بہرام آورنگ را بمعنی خوشحال و شاد گرفتہ اند درست نیست زیرا کہ در مصرع اولش آورنگ بمعنی تخت شاہی فاعل است (اردو) خوشی بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ شادمانی۔ خرسندی۔ سرور۔ انبساط۔ شادی طرب۔ خوشحالی بھی اردو مین کہہ سکتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے خوشحال کا ذکر فرمایا ہے خوش قسمت۔ اچھے حال سے رہنے والا۔ امیر۔ تونگر۔ پیٹ بھرا۔ مالدار۔ مرفہ حال۔ آسودہ۔

(۶) اورنگ۔ بقول برہان و جامع و جہانگیری و ناصری و رشیدی و سروری نام

شخصی است که او عاشق گلچہرہ نامی بودہ مثالش خواجہ حافظ فرماید ؎ اورنگ کو گلچہر کو نام وفا و مہر کو ؛ حالی من اندر عاشقی داد تمامی می زنم ؛ مولف گوید که از معانی لفظ اورنگ ہر معنی که مناسب حالش باشد در روجہ تسمیہ داخل توان کرد دیگر ہیچ۔ (اردو) اورنگ ایک شخص کا نام ہے جو گلچہرہ نامی عورت پر عاشق تہا۔

(۷) اورنگ۔ بقول برہان وجامع وناصری نام جانور کوچک ہم ہست که عربان ارضہ خوانند مولف گوید که ارضہ۔ پادشاہی دارد که بقد وقامت از عامہ ارضہ کلان تر باشد ومقام ارضہ اگرچہ زیر زمین می باشد مگر بالائے آن از آب وگل بمقامی بلند ہم قائم میکند۔ گویند که شاہ ارضہ فر وشکوہ شاہی دارد وبا لشکر واحشام داخل مقام بلند۔ روزگار بسر می برد۔ پس جا دارد که فارسیان مجازاً ارضہ را ہم اورنگ نام کردہ باشند حیف است که سند استعمال پیش نشد۔ (اردو) دیکہو ارضہ۔

(۸) اورنگ۔ بقول جامع وجہانگیری وسروری بمعنی زندگانی ہم ہست که رنگ و آورند نیز گویندش۔ صاحب برہان این را با فروزیبائی وخوشحالی شریک کردہ حیف است که سند این پیش نشد مولف را با صاحب برہان اتفاق است وضرورت ندارد که این را معنی خاص قرار دہیم (اردو) زندگانی۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ حیات۔ عمر۔ زیست۔

اورنگ برآوردن استعمال۔ بمعنی ساختن تخت وپیدا کردن آن باشد واین	متعلق بمعنی اول اورنگ است۔ چنانکه ظہوری گفتہ ؎ شاہان ہمہ خواہند گدائی

(۱۹۳۳)

چو ظہوری ؎ از خاک رہ شاہ خود اورنگ برآورد ؎ (اُردو) تخت بنانا۔

اورنگ بر پشت پیل نہادن استعمال بہار و انند ذکر این کردہ اند اما از بیان معنی ساکت **مولف** گوید کہ اورنگ در نجا بمعنی اول است (اورنگ بر پشت پیل نہادن) کنایہ باشد از عماری یا ہودج بر پشت پیل بستن کہ شاہان و امرا گاہ سواری پیل عماری یا ہودج را بر پشت پیل قائم کنند۔ (خواجہ نظامی ؎) نہادند اورنگ بر پشت پیل ؎ کشیدند شمشیر گردش دو میل ؎ (اُردو) عماری کسنا۔ ہودہ کسنا۔ صاحب آصفیہ نے عماری کا ذکر فرمایا ہے۔ عربی۔ اسم مونث۔ ہاتھی کا ہودج۔ ہاتھی کا ہودہ جو اوسکی پیٹھ پر بیٹھنے کے واسطے رکھتے ہین۔ ہاتھی کے اوپر کی رتھہ۔ عمّاری (بتخفیف میم و بلا تشدید بھی جائز ہے)

اورنگ پیرائے اصطلاح۔ بقول بہار و انند کنایہ از پادشاہ **مولف** گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است۔ مرکب از اورنگ کہ بمعنی تخت گذشت و پیرائے کہ امر از پیراستن است پس معنی لفظی این زیب و زینت دہندہ تخت و کنایہ باشد از پادشاہ کہ زینت دہندۂ تخت پادشاہی است (خواجہ نظامی ؎) بہ رستم رکابی روان کرد رخش ؎ ہم اورنگ پیرائے و ہم تاج بخش ؎ (اُردو) دیکھو ارسلان کے پانچوین معنے۔

اورنگ زیب استعمال۔ بقول بہار و انند (۱) مرادف اورنگ پیرائے کہ بمعنی پادشاہ گذشت **مولف** عرض کند کہ اسم فاعل ترکیبی است مرکب از اورنگ و زیب کہ امر از بیدن است و کنایہ از پادشاہ (اُردو) دیکھو اورنگ پیرائے۔ (۲) اورنگ زیب۔ بقول انند لقب

پادشاہ عالمگیر غازی کہ یکی سلاطین نامدار ہند و پسر شاہجہان بود زیادہ از مدت پنجاہ سال فرمانروائی نمودہ در ۱۱۱۸ھ وفات یافت (اُردو) اورنگ زیب بقول امیر عالمگیر پادشاہ دہلی کا لقب ہے محی الدین نام۔ خاندان مغلیہ کا چھٹا بادشاہ تھا ۱۶۵۸ء مین تخت پر بیٹھا اس کے وقت مین تخت دہلی کا انتہاے عروج ہوا۔

اورنگ زیبی اصطلاح۔ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است بکسر زاے منقوطہ و باے موحدہ نام جامہ ایست معروف دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ یاے نسبت بر اورنگ زیب زیادہ کردہ اند و عجبے نیست کہ منسوب بہ شاہ عالمگیر است کہ موجد طرز یا وضع این بودہ یا باستعمال او رغبت داشت حیف است کہ اہل تحقیق از وجہ تسمیہ این ساکت (اُردو) اورنگ زیبی۔ بقول آصفیہ اسم مذکر۔ ایک کپڑے کا نام ہے۔

اورنگ شاہی اصطلاح۔ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است نوعی از ابریشم است دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ بتحقیق ما ہمان اورنگ زیبی است کہ گذشت بعض از اہل ہند ہمان جامہ اورنگ زیبی را اورنگ شاہی می گویند (اُردو) دیکھو اورنگ زیبی۔

اورنگ نشین استعمال۔ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است بمعنی تخت نشین و فرمانروا **مولف** گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است۔ مرکب از اورنگ کہ بمعنی تخت بجایش گذشت و نشین امر از نشستن معنی لفظی این کسیکہ بر اورنگ نشیند (اُردو) دیکھو اورنگ پیرائے۔ اُردو مین

اورنگ نشین بھی کہہ سکتے ہین۔

اورنگ نہادن استعمال۔ بمعنی قائم کردن تخت برائے جلوس ظہوری ؎ جنون اورنگ بنہاد از برایم ؎ مبارک باد داغ افسرم را (اُردو) تخت قائم کرنا۔

اورنگی بقول برہان وجامع بروزن فرزندی نام پردہ ایست از موسیقی و نام لحن سی ام از سی لحن باربد مطرب۔ وبقول صاحبان ناصری وجہانگیری نام پردہ ایست از موسیقی مخترع باربد۔ صاحب سروری فرماید کہ نام نوائے ولحنے از جملہ سی لحن باربد۔ شیخ نظامی در صفت باربد گوید ؎ چو ناقوسی واورنگی زدی ساز ؎ شدی اورنگ چون ناقوس از آواز ؎ خان آرزو در سراج نسبت این فرماید کہ بزیادت یاے نسبت برا ورنگ نام پردہ ایست از موسیقی وصحیح نام لحن است از سی لحن باربدی۔ مولف عرض کند کہ عجبی نیست کہ لحن اورنگی لحنی را نام نہادہ باشند کہ در سی لحن باربد فائق تر باشد منسوب بہ معنی سوم لفظ اورنگ وجاوارد کہ سرود خسروانی را اورنگی گفتہ باشند کہ ذکرش بذیل باربدی آید (اُردو) اورنگی۔ فارسی مین موسیقی کے ایک لحن کا نام ہے۔

(۱۹۳)

اوروختن بقول برہان وجامع وناصری وانند (ا) بروزن ومعنی افروختن است کہ روشن کردن آتش وچراغ باشد۔ صاحب موارد گوید کہ روشن کردن وروشن شدن ہم۔ صاحب بحر بذکر این معنی فرماید کہ سالم التصریف کہ غیر ماضی ومستقبل و اسم مفعول نیاید ونیز فرماید کہ اینجا ابدال فا بواو است مولف عرض کند کہ شک نیست کہ این مبدل آن است کہ فا بواو بدل شود ہمچون فرخ وورخ (اُردو) دیکھو

افروختن کے پہلے معنے۔

(۳) اور وختن۔ بقول موارد جلا دادن دیگر کسی از محققین مصادر فرس ذکر این نکرد (اُردو) دیکھو افروختن کے دوسرے معنے۔

اورونڈ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بضم اوّل وفتح ثانی وسکون رائے مہملہ وفتح واو ثانی وسکون نون ودال مہملہ لغت فارسی است بمعنی تجربہ وہشیاری ودانشمندی وقدر وقیمت واطلاع واشتہار وزیب وزینت وہواری وبلندی۔ دیگر کسے از اہل تحقیق ذکر این نکرد۔ مولّف گوید کہ جزین نیست کہ ہمان آورند باشد کہ بہ معنیٔ شان وشوکت وفر وشکوہ وعظمت وزیبائی وقدر وقیمت وخوشحالی بجایش گذشت یا ہمان آروند کہ بمعنی تجربہ وآزمایش وزیبائی است۔ فارسیان بقاعدۂ خود واو زائد درمیان حروف کلمہ آوردہ اورونڈ کردند ہمچون مغل ومغول وافتاد واوفتاد وتن مند وتنومند محققین ناواقف از ماخذ درعرض معانی احتیاط را بکار نبردہ اند معنی اطلاع واشتہار تسامح ایشانست (اُردو) دیکھو آورند کے پہلے اور چھٹے معنے۔ اور آروند کے آٹھویں اور گیارویں معنے۔

اورہ بقول برہان بفتح اوّل وثالث وسکون ثانی بہ معنی ابرہ است کہ (۱) روے قبا وکلاہ وامثال آن باشد چہ در فارسی باو واو بہم تبدیل می یابند۔ صاحب جامع وجہانگیری گفتہ کہ ہمچو ابرہ است کہ روے جامہ باشد۔ صاحبان سروری ومؤید ہم ذکر این کردہ اند وبقول صاحب شمس (۲) رہگذر آب را نیز گویند

(خلاق المعانی خاقانی ۱۵) حال مقلوب شد کہ بر تن دہر ۔ اورہ کرباس و دیبہ آستر است ۔ مولف گوید کہ فارسیان بائے موحدہ را بہ واو بدل کنند چنانکہ آب و آو ۔ پس بہ معنیٔ اول مبدل آبرہ کہ گذشت و بمعنیٔ دوم مخفف آورہ کہ در ممدودہ مذکور شد قلب اضافت رہ آو ۔ لب و لہجۂ مقامی ممدودہ را بمقصورہ بدل کرد ۔ (اردو) (۱) دیکھو آبرہ کے پہلے معنے ۔ (۲) دیکھو آورہ کے پہلے معنے ۔

اورۂ افلاک (اصطلاح) بقول صاحب بحر و ضمیمہ برہان کنایہ از فلک الافلاک است کہ عرش باشد مولف عرض کند کہ مرکب اضافی است اورہ بمعنی روے قبا و کلاہ و امثال آن کہ حصہ بالاے قبا باشد چنانکہ گذشت و افلاک جمع فلک بہ معنی آسمان پس فارسیان فلک الافلاک را کہ عبارت است از فلک نہم کہ بالاے ہمہ افلاک و بر ہمہ محیط است اورۂ افلاک گفتند بجہت بودن او بالاے ہمہ افلاک و این کنایہ باشد و بس (اردو) فلک الافلاک بقول آصفیہ ۔ عربی ۔ اسم مذکر ۔ نو آسمان ۔ سب آسمانوں کا آسمان ۔ عرش ۔ کرسی ۔

اوریا بقول برہان و سروری و جامع بر وزن بوریا نام شخصی است کہ داؤد علیہ السلام او را بجنگ فرستاد و او در جنگ کشتہ شد و داؤد زن او را خواست و سلیمان علیہ السلام از ان زن بہم رسید و بعضی گویند جد مادری سلیمان است و جمعی برانند کہ برادر داؤد علیہ السلام بود ۔ صاحب موید نسبت این فرماید کہ نام مردے کہ داود علیہ السلام او را با لشکر بحری نامزد فرمود و چون او بتقدیر اللہ شہادت یافت داؤد علیہ السلام زن او را در نکاح خود در آورد و سلیمان علیہ السلام از ان متولد شد

ومیگویند کہ نظر داؤد علیہ السلام بران زن پیش ازین افتادہ کہ صاحب جمال بود وقصہ
آن است کہ داؤد علیہ السلام بقصد اعتکاف در مسجد رفت وعزم کردہ بود کہ بغیر حق
مشغول نشوم ناگاہ در مسجد یک جانور رنگین ظریف ولطیف دید خواست کہ بگیرد آن
جانور آہستہ آہستہ رفت وبر دیوارے نشست چون داؤد علیہ السلام قریب دیوار شد در
اثر آن زن اوریا استادہ بود چون نظر ایشان بر وافتاد شیفتہ گشت بعد زمانی مدید
چون اوریا شہید شد داود علیہ السلام او را در نکاح آورد پس ازان حکم الہی صادر شد
کہ اے داؤد تو دعوی کردہ بودی کہ بغیر تو مشغول نشوم چگونہ بدان مشغول شدی
پس خیلی نادم شد وچہل سال در تسبیح وتہلیل واستغفار گذاشت وجانوران وکوہہا نیز
برائے او استغفار میخواستند تا حق تعالی ازو قبول کرد۔ صاحبان اند وہفت شمس
ہم ذکر این کردہ اند **مولف** گوید کہ آو مبدل ومخفف آب است وریا در عربی زبان
بمعنی زمانہ سازی وظاہر داری وفریب وحیلہ پس اوریا اسم فاعل ترکیبی باشد
بمعنی ہمچو آب مکار وفریب وحیلہ کنندہ۔ فارسیان بترکیب دہم کہ وران یکی اسم صفت
باشد افادۂ معنی فاعلی کنند ہمچو ریاکار وعادۃً اسم صفت را مقدم آرند وگاہی موخر
ہم ہمچون کمان ابرو یعنی ابرو مثل کمان دارندہ و ابرو کمان ہم ہمین معنی است ماصراحت
کامل این بر (اسم فاعل ترکیبی) و(اسم صفت) کردہ ایم کہ گذشت۔ ہم برین قیاس است
ریاآو وآوریا کہ معنی لفظی این ہمچو آب مکر کنندہ باشد وشخصی بدین نام موسوم شد کہ
با لشکر بحری تعلق داشت واللہ اعلم۔ تاج مآثر گوید ؎ بگریم ہمی در فراقت چنان

کہ داؤد بر تربت اوریا ؛ (اردو) اوریا اوس شخص کا نام ہے جس کی شہادت کے بعد داؤد علیہ السلام نے اوس کی بی بی کے ساتھہ نکاح کیا تہا اور انہین کے بطن سے حضرت سلیمان علیہ السلام پیدا ہوے۔ اور وہ میر لشکر بحری تہا۔

اوریب بقول برہان بضم اوّل وخفاے ثانی وکسر ثالث وسکون تحتانی وباے ابجد آن است کہ در عربی محرف وتبر کی قیقاج گویند۔ صاحب تحقیق الاصطلاحات بذکر این معنی بحوالۂ برہان فرماید کہ این لفظ در زبان ہندی بجدے مستعمل کہ گویا ہندیست یا توافق لسانین باشد وصاحب ناصری برائے این معنی از مولوی معنوی سند آرد کہ بر لفظ اریب گذشت وصاحب انند گوید کہ آوریو وریب نیز گویند مؤلف عرض کند کہ ہمان اریب است کہ بدون واو بضم اوّل گذشت۔ لب ولہجۂ مقامی واو اظہار ضمہ زیادہ کردہ ہمچو مغل ومغول وافتاد واوفتاد وماصراحت ماخذ این برار یب کردہ ایم (اردو) دیکھو اریب کے پہلے معنے۔

اوریو بقول برہان وجامع وجہانگیری باوّل مضموم وکسر ثالث وسکون واو بروزن ومعنی اوریب است کہ تبر کی قیقاج وبعربی محرّف گویند پوربہائی جامی گوید ؎ بریدن میانت بہ آرہ نکوست ؛ زدن گردن تو بہ اوریو بہ ؛ مؤلف گوید کہ این مبدل اوریب است کہ باے ابجد بہ واو بدل شد چنانکہ آب وآو وآسیاب وآسیاو (اردو) دیکھو اریب کے پہلے معنے۔

اوز بقول برہان باتشدید ثانی بروزن ہوز نوعے از مرغابی بزرگ باشد و

بفتح اوّل وکسر ثانی وبکسر اوّل وثانی هم آمده است گویند که عربی است وصاحب انند این را لغت عربی قرار داده وپس ازان قول برهان را نقل کرده وصاحب هفت گوید که آوز بفتح اوّل وتشدید واو مفتوحه وزاے منقوطه ساکن نوعی از مرغابی بزرگ باشد بفتح اول وکسر واو وبکسر اوّل وفتح واو وزاے مشدده لغت عربی است وصاحب سوار السبیل فرماید که اِوَزّ در اصل لغت ارامی است بمعنی بط ومرغابی واوزّون جمع آن مولف عرض کند که آوزّ در عربی بکسر اوّل وفتح واو وتشدید زا آمده چنانکه صاحب منتخب تصریحش نموده وصاحب منتهی الارب گفته که بروزن خِدَبٌ باشد پس ممکن است که فارسیان این را بتغیر اعراب بهمان معنی استعمال کردند واین هم نوعی از تفریس باشد (اردو) دیکهو اردک۔

اوزار بقول برهان بروزن ومعنی افزار است که (۱) بادبان کشتی و(۲) دست افزار پیشه وران و (۳) کفش وپا افزار و (۴) داروے گرم باشد مثل فلفل ودارچینی وزیره وغیره که در دیگ طعام ریزند۔ صاحب سروری این را بذیل افزار آورده گوید که بهرچهار معنی اوزار نیز گویند۔ صاحب جامع هم ذکر این کرده وصاحب جهانگیری بذکر معنی اوّل ودوم نسبت معنی سوّم فرماید که سوم کفش بود وآن را افزار وپا افزار وپا اوزار نیز نامند ونسبت معنی چهارم نوشته که ادویه حارّه را نیز گویند همچون قرنفل ودارچینی که در دیگ بیندازند وصاحب ناصری فرماید که بروزن ومعنی افزار است وپس مولف عرض کند که افزار به فاے دوم

بہمین چہار معنی بجایش گذشت و ما از ماخذ این ہمہ را نجا بحثے کردہ ایم و جز این نیست کہ افزار۔ مبدل انیست کہ فارسیان فارا بہ واو بدل کنند ہمچون فام و وام و اوزار اصل باشد و اسم جامد زبان فارسی و تعلق باہمی معانی متعددہ بر افزار گذشت۔ (اردو) دیکھو افزار۔

اوزایش بقول برہان و جامع و جہانگیری و ناصری بر وزن و معنی افزایش است یعنی زیادہ شدن **مولف** عرض کند کہ مبدل افزایش باشد کہ بجایش گذشت بقاعدۂ فارسی فا بواو بدل شود ہمچو فرخ و ورخ و تحقیق افزایش بجایش گذشت۔ (اردو) دیکھو افزایش۔

اوزن بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتح اوّل و ثالث لغت فارسی است (۱) بمعنی قوی و توانا (۲) شیر کہ اسد باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکردہ نہ سند استعمالش پیش شد **مولف** عرض کند کہ معاصرین عجم ہم بزبان ندارند اگر سند استعمال پیش شود توانیم قیاس کرد کہ الف وصلی در اوّل لغت وزن زیادہ کردہ بہ تصرف در حرکات مفرس ساختہ اند کہ وزن بفتح اوّل و سکون ثانی بقول صاحب غیاث بحوالۂ صراح۔ در استعمال فارسی بمعنی عزت و وقار مستعمل پس معنی اوّل مجاز آن باشد و معنی دوم مجاز مجاز و جا دارد کہ مبدل اوزن گیریم کہ بہ زاے فارسی بجاے خود شی آید فارسیان زاے فارسی را بہ زاے ہوز بدل کردہ مجازاً بمعنی خاص استعمال کردہ باشند ہمچون آژیر و آزیر (اردو) (۱) دیکھو اشکرف کے دوسرے معنے (۲) دیکھو

ارسلان کے دوسرے معنے۔

اوزند بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بفتح اوّل و ثالث وسکون نون و دال مہملہ لغت فارسی است بمعنی سامان حرب وجنگ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد۔ اگر سند استعمال پیش شود توانیم عرض کرد کہ اسم جامد زند و پاژند باشد معاصرین عجم بر زبان ندارند۔ وجا دارد کہ فارسیان بر لفظ اوزن کہ بمعنی توانا و قوی گذشت دال زائد آوردہ اوزند را مجازاً بمعنی خاص استعمال کردہ باشند چنانکہ نارون را نارو ند کردند (اردو) آلات حرب۔ صاحب امیر اللغات نے لفظ آلات کے ذیل مین لکھا ہے۔ عربی۔ مذکر جمع آلہ ہتیار۔ اوزار۔ جیسے آلات حرب۔ آلات کاشتکاری

اوزندیدن صاحب شمس ذکر این کردہ گوید کہ بالفتح از ندیدن یعنی افگندن و ہیچ تصریح نکرد کہ زاے تازی است یا فارسی است مولف گوید از ندیدن در فارسی مصدرے نیامدہ پس جا دارد کہ از غلطی کاتب اوژندیدن کہ بزاے فارسی بجاے خودش می آید صورت اوزندیدن گرفتہ یا مبدل اوژندیدن باشد کہ زاے فارسی بزاے ہوز بدل میشود چنانکہ آژیر و آزیر دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد۔ (اردو) دیکھو اوژندیدن۔

اوزودن بقول موارد بالفتح مرادف افزودن است کہ بمعنی (۱) زیادہ شدن و (۲) زیادہ کردن باشد۔ صاحب رشیدی ہم بدیل افزودن ذکر این کردہ فرماید کہ بحذف الف ہم آمدہ مولف عرض کند کہ مبدل افزودن توان گرفت

کہ فا بواو بدل شود ہمچو فرخ و ورخ (اردو) دیکھو افزودن۔

اوزون بقول برہان وجامع وانند ہاز اے ہوز بروزن موزون بمعنی افزون وافزایش وزیادتی باشد۔ صاحب سراج فرماید کہ بروزن ومعنی افزون بلکہ افزون مبدل اوزون است وبریں قیاس جمیع این باب۔ **مولف** عرض کند کہ اوزون مبدل افزون باشد و افزون مزید علیہ فزون وماصراحت این بر افزون کردہ ایم پس تحقیق ما برعکس خان آرزوست۔ (اردو) دیکھو افزون۔

اوزیش بقول صاحب جہانگیری کہ در خاتمہ کتاب بذیل لغات ژند وپاژند آوردہ بمعنی زیادہ شدہ باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ **مولف** عرض کند کہ مبدل ومخفف افزایش باشد کہ حاصل بالمصدر افزودن گذشت فارسیان قدیم فارا بہ واو بدل کردند ہمچون فرخ و ورخ والف دوم را حذف کردہ اوزیش کردند ہمچون راہ ورہ (اردو) دیکھو افزایش۔

اوزین بقول صاحب ضمیمۂ برہان حلقہ کہ بر سر تک بند آدمی وتنگ اسپ میدوزند دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکردہ وتک بند بقول برہان با باے ابجد بروزن قفس زنند کمری را گویند کہ از ابریشم ویا از پشم شتر وامثال آن بافند وبر یک سر آن تکمہ یا مہرہ وبر سر دیگر آن انگلہ نصب سازند وآن مہرہ یا تکمہ را در ان انگلہ اندازند تا بر میان بند شود (انج) **مولف** گوید کہ ہمین تکمہ را اوزین نام است وبخیال ما مخفف آویزین است یعنی چیزی کہ منسوب بہ آویزہ است کہ آویختہ میشود بر سر تک بند و

تنگ اسپ۔ الف ممدودہ بکثرت استعمال بدل شد بہ مقصورہ و یاے اوّل حذف شدہ اوزین شد (اردو) بکسوا بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ (بانکاسوا) وہ لوہے کا کانٹا جس کے ساتھہ کسی چیز کے اٹکانے یا باندھنے کیلئے حلقہ لگا رہتا ہے۔

اوژن بقول برہان وجامع بازاے فارسی بروزن روزن بمعنی (۱) انداز باشد کہ از انداختن و افگندن است و (۲) بمعنی فاعل ہم ہست کہ اندازندہ و افگنندہ باشد و (۳) امر باین معنی ہم آمدہ است یعنی بینداز و بیفگن و (۴) قتل و کشش را نیز گویند کہ از کشتن باشد۔ صاحب ناصری فرماید کہ بروزن و معنی افگن و امر باین معنی یعنی بیفگن چون شیر اوژن یعنی شیر افگن و بذکر معنی ثانی فرماید کہ اوژند بمعنی افگندہ است و اوژنید یعنی افگنید و اوژندیدن مصدر آن و ذکر معنی رابع نکردہ۔ صاحب سروری ذکر معنی دوم و سوم کردہ برای معنی دوم از منوچہری سند آرد ؎ بدرگاہ سپہ سالار مشرق ٭ سوار نیزہ باز خنجر اوژن ٭ و برای معنی سوم از نزاری قہستانی ؎ دشمن اوژن دوست پرور ملک گیر و مال بخش ٭ شاد باش و عیش ران و جام نوش و کامیاب ٭ صاحب سراج فرماید کہ بروزن اوزن بمعنی انداز و اندازہ و این ماخوذ است از اوژندیدن کہ بمعنی افگندن و انداختن می آید۔

مولف عرض کند کہ بمعنی اوّل اسم مصدر است بزبان ژند و پاژند و مصدر اوژندن کہ می آید مرکب از ہمین اسم مصدر باشد بزیادت علامت مصدر دن و بہ تحقیق ما میگشاید کہ اسم مصدر در اصل اوژند بود بمعنی انداز و اوژن مخفف آنست بحذف دال مہملہ

آخر ہمچون بدتر و بتر۔ زردشتان زباندان تصدیق خیال مامیکنند و معنی دوم نتیجہ تسامح اہل تحقیق باشد کہ از مجرد امر معنی اسم فاعل پیدا کردند و بسند خود اسم فاعل ترکیبی را آوردند و نمی دانند کہ امر حاضر بدون اتصال با اسمی افادۂ معنی فاعلی نمیکند ہمچون خنجر اوژن و معنی سوم امر است از مصدر اوژندن کہ می آید و معنی چارم مجاز معنی اوّل کہ قتل باشد و آن نتیجہ اوژندن شمشیر یا آلۂ جارحہ باشد۔ بخیال ما این مصدر بسیت اصلی و قیاسی کہ از اسم جامد فارسی زبان وضع شد و اوژندیدن کہ مرادف اوژندن می آید مرکب از اصل این لفظ۔ (اردو) (۱) کسی چیز کا ڈالنا پھینکنا۔ انداز کی اصلی معنی انداختن کا حاصل بالمصدر (۲) ڈالنے والا۔ پھینکنے والا۔ (۳) ڈال۔ پھینک۔ (۴) قتل۔ مذکر۔

اوژند بقول برہان بروزن و معنی افگند کہ ماضی افگندن و انداختن است۔ صاحب رشیدی و جامع ہمزبانش (جوہری زرگر) شمشیر تو شیر اوژند پرتاب توپیل افگند۔ یک حملۂ تو بر کند بنیاد صد حصن حصین۔ مولف گوید کہ ماضی اوژندن است نہ افگندن و انداختن و سند بالا متعلق بامضارعش یعنی بفتح زاے فارسی و نون مفتوح

مضارع اوژندن۔ صاحبان تحقیق غور نکردہ اند ترک این بر بیان تفوق داشت کہ ذکر مصدر این می آید و ضرورت نداشت کہ از مشتقات آن بحث کنیم کہ قیاسی است (اردو) اوژندن کا ماضی اور مضارع دیکھو اوژندن

اوژندن بقول بحر بروزن و معنی افگندنست (کامل التصریف) دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد و مولف عرض کند کہ مرادف

ومخفف اوژندیدن باشد که اسم مصدر این اوژن مخفف اوژندا است وحقیقت اوژن بجا لیش گذشت ۔ فارسیان علامت مصدر دن بر اوژن زیادہ کردہ مصدرے ساختہ اند ۔ قیاسی ۔ و باصول ماکہ بر اسم مصدر گذشت مصدر اصلی است کہ اسم مصدر این اوژن لغت فارسی قدیم است وحالا بر زبان معاصرین عجم متروک (اردو) دیکھو اوژندیدن ۔

اوژندیدن بقول برہان وسروری ونوادر وبہار بفتح ہمزہ وزاے فارسی ودال مہملۂ دوم وکسر اوّل وسکون نون بروزن برہم چیدن بمعنی (۱) افگندن و انداختن باشد صاحب بحر فرماید کہ (۲) قتل کردن وکشتن ہم وسالم التصریف است کہ غیر ماضی ومستقبل واسم مفعول نیاید ظہوری ؎ تیغ در دست تو پلنگ شکن ؛ تیر از شست تو ہژبر اوژن ؛ **مولف** عرض کند کہ اسم مصدر این اوژند باشد کہ ذکرش بر اوژن کردہ ایم ۔ فارسیان بقاعدۂ مصادر جعلی یاے معروف وعلامت مصدر بر اوژند زیادہ کردہ مصدری ساختہ اند و باصول ماکہ ذکرش بر اسم مصدر گذشت ۔ مصدر اصلی وقیاسی است نہ جعلی زیرا کہ اسم مصدر ۔ لغت فارسی قدیم است بمعنی اوّل حقیقی است ومرادف افگندن وبمعنی دوم مجاز آن کہ صراحتش بر اوژن کردہ ایم (اردو) (۱) دیکھو افگندن ۔ (۲) قتل کرنا ۔ مار ڈالنا ۔

اوژنیدن بقول بحر بروزن آگنیدن بمعنی افگندن وانداختن است وفرماید کہ کامل التصریف باشد **مولف** عرض کند کہ این مرکب است از اسم جامد اوژن ویاے معروف وعلامت مصدر

وآن بقاعدۂ مصادر جعلی کہ یاے معروف پیش از علامت مصدر زیادہ کنند و با صول ماکہ صراحتش بر اسم مصدر کردہ ایم مصدر اصلی است نہ جعلی پس اوژندن کہ گذشت	موافق قیاس ماست و اوژنیدن برخلاف قیاس حیف است کہ سند استعمال این پیش نہ شد وحالا بر زبان معاصرین عجم متروک (اردو) دیکھو اوژندن کے پہلے معنے۔
اوژول بقول برہان بروزن مقبول بمعنی (۱) انگیز و (۲) تقاضا باشد و (۳) تعجیل و شتاب را نیز گویند و صاحب جامع فرماید کہ بروزن مقبول (یعنی بفتح اوّل) بمعنی انگیز و تقاضا و بضم اوّل شتاب و تعجیل۔ صاحبان جہانگیری و شمس بر معنی ثانی اکتفا کردہ اند و در بیان اعراب متفق با صاحب جامع و صاحب ناصری ذکر ہر دو معنی اوّل کردہ و در بیان اعراب با صاحب برہان اتفاق ورزیدہ و از طرز بیان صاحب مؤید مفہوم می شود کہ قول راجح آنست کہ بمعنی شتاب بفتح اوّل باشد۔ **مؤلف** عرض کند کہ مبدّل افژول باشد کہ بہر دو معنی بالا گذشت و معنی سوم را مجاز معنی دوم توان گرفت۔ فارسیان فارا بواو بدل کنند چنانکہ فام و وام و انچہ معنی سوم این یعنی تعجیل و شتاب بر افژول مذکور نہ شد عیبی ندارد کہ افژولیدن بمعنی شتاب کردن گزشتہ است و لازم نمی آید کہ مبدّل بر ہمہ معانی مبدّل منہ حاوی باشد کہ استعمال بنی بر محاورۂ زبان است و قیاس را دخلی نیست۔ (اردو) (۱) دیکھو افژول کے دوسرے معنے (۲) دیکھو افژول کے پہلے معنی (۳) جلدی۔ شوخ	
اوژولیدن بقول برہان بروزن	افژولیدن بمعنی (۱) برانگیختن بجنگ وغیرہ

باشد و (۲) تقاضا نمودن و (۳) تعجیل کردن را نیز گویند و بمعنی (۴) پریشان کردن هم بنظر آمده است - صاحب بحر بندکر هر چهار معانی بالا فرماید که کامل التصریف باشد و صاحب رشیدی فرماید که بروزن و معنی افشردن است و مؤلف عرض کند که جز این نیست که این مرکبات از اسم جامد اوژول که بجایش گذشت - فارسیان بقاعدهٔ مصدر جعلی یاے معروف و علامت مصدر آن بر آخرش زیاده کرده مصدری ساختند و جعلی نام نهادند و باصول ماکه بر اسم مصدر بیانش کرده ایم مصدر اصلی و قیاسی است که مرکب است از اسم جامد فارسی زبان و جاد از که بهمه معانی افشردن و لیدن این را مبدل و مرادف گیریم که بعض محققین ذکر این کرده اند و لیکن حیف است که سند استعمال یک معنی هم پیش نشد و معاصرین عجم بر زبان ندارند (اردو) دیکھو افشردن و لیدن -

اوس بقول برہان و جامع و ہفت بفتح اوّل و سکون ثانی و سین بے نقطه بروزن غوث بمعنی امید و امیدواری و رجا و چشمداشت باشد - خان آرزو در سراج هم ذکر این کرده مؤلف عرض کند که معاصرین عجم بر زبان ندارند حیف است که سند استعمال متاخرین یا متقدمین پیش نشد - بر اعتماد صاحب جامع که از اهل زبان است توانیم قیاس کرد که فارسیان از لغت سنسکرت آس که بقول صاحب ساطع بمعنی امید و آرزو است به تبدیل الف دوم باو او مفرس کرده باشند چنانکه تاغ را تونغ و آرنج را اونج کردند (اردو) امید بقول آصفیه - فارسی - اسم مونث - آس بھروسا - آرزو - تمنا - (اسی سے ہے امیدواری)

اوسان بقول برہان و جامع و ہفت بروزن چوگان بمعنی فسان باشد و آن

سنگی است کہ شمشیر و خنجر و کارد بدان تیز کنند۔ صاحب رشیدی بدیل افسان ذکرش کردہ مرادف آن قرار دہد بمعنی آولش۔ صاحب انند و صاحب ناصری فرماید کہ مرادف فسان باشد و صاحب سراج فرماید کہ بروزن و معنی افسان بلکہ افسان مبدل آنست **مولف** عرض کند کہ صراحت ماخذ این برابسان کردیم کہ بجایش گذشت و اشارہ آن بر افسان ہم گذشت بالجملہ اوسان مبدل ابسان باشد کہ بائے موحدہ بہ واو بدل شد چنانکہ آوکہ مبدل آبست (اردو) دیکھو ابسان۔

اوسانہ بقول جامع بروزن مردانہ بمعنی افسانہ و سرگذشت باشد دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** گوید کہ مبدل افسانہ باشد کہ فا بہ واو بدل شد چنانکہ فرنج و ورنج (اردو) دیکھو افسانہ کے پہلے معنے۔

اوسپید بقول برہان با بائے ابجد بروزن بوسعید دوائے است کہ آنرا نیلوفر ہندی گویند گرم و خشک است و محلل باد ہا و نفخہا و بفتح اوّل و کسر ثالث ہم بنظر آمدہ صاحب انند و ہفت ہمزبان برہان۔ صاحب محیط فرماید کہ بضمّ ہمزہ و سکون واو و فتح سین مہملہ و کسر بائے موحدہ و سکون یائے تحتانی و دال مہملہ اسم فارسی و آن قسمی است از نیلوفر ہندی۔ گرم و خشک محلل ریاح شربت آن یکدرم و بیخ آن سرد و خشک و جہت صداع و بواسیر نافع۔ مضر مثانہ و مصلح آن عسل بمقدار شربت آن نیم درم (الخ) **مولف** عرض کند کہ اصل این اوسپید

بہ الف ممدودہ و بائے فارسی بود مرکب از آو کہ مبدل آب است وسپید کہ مرادف سفید است وصاحب برہان بر سفید فرماید کہ در فارسی زبان کنایہ از ظاہر و نمایان ہم۔ پس نیلوفر کہ بر آب نمایان می شود فارسیان آن را آوسپید گفتند یعنی چیزی بر آب نمایان شونده واین اسم فاعل ترکیبی است لب ولہجہ مقامی ممدودہ را مقصورہ کرد و بائے فارسی بعربی بدل شد چنانکہ تپ وتب واسپ اسب (اردو) نیلوفر ہندی اردو مین کہہ سکتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے نیلوفر کا ذکر کیا ہے دیکھو اگر وک۔

اوستا بقول بہار (۱) آنکہ ہنر آموزد و تعلیم دہد وصاحب انند گوید کہ لغت فارسی است بمعنی داننده و آموزانندۂ علمی و عملی از امور کلی وجزوی وسند ہر دو از کلام اسپری لاہیجی است ؎ علم معنی از کتاب اوستا ۔ حاصلت ناید مکش چندین عنا ۔ مولف گوید کہ این مزید علیہ آستا باشد بزیادت واو بعد الف چنانکہ افتاد و افتاد و صراحت ماخذ آستا بجایش گذشت و استا بمعنی کتاب زردشت ہم آمدہ پس (۲) این را مزید علیہ آن ہم توان گرفت وسند بہار مناسب تر است برائے معنی دوم وصاحب کنز کہ محقق ترکی زبانست ذکر اوستا بمعنی اول کردہ فرماید کہ لغت ترکی است (صاحب سفرنگ وساتیر ہم ذکر معنی دوم کردہ (اردو) دیکھو استا۔

اوستاخ بقول برہان بضم اول وسکون ثانی وثالث وفوقانی بالف کشیدہ وبجائے نقطہ دار زدہ (۱) بمعنی دلیر شدن و دلیری نمودن وبے ادبی کردن باشد وآنرا بعربی جسارت خوانند۔ صاحب ناصری فرماید کہ (۲) بمعنی گستاخی

یعنی جسارت و (۳) بمعنی گستاخ یعنی دلیر و بے ادب ۔ صاحب جامع متفق با صاحب ناصری وصاحب انند نقل بردارش ۔ صاحب رشیدی این را بدیل آستاخ آوردہ مراد فش قرار دہد بمعنی سومش وصاحب جہانگیری فرماید کہ دلیر شدن و دلیری کردن و آنرا گستاخ نیز خوانند وبتازی جسارت گویند (مولوی معنوی ؎) روے صحرا ہست ہموار و فراخ ٭ ہر قدم دامیست کم ران اوستاخ ٭ مولف عرض کند کہ این مزید علیہ آستاخ است کہ بدون واو بجایش گذشت و ماصراحت ماخذش ہم ہمدرانجا کردہ ایم جزین نیست کہ واو زائد بعد الف برائے اظہار ضمہ آوردہ اند ہمچون افتاد و اوفتاد و استاد و اوستاد و معنی سوم اصل است طرز بیان محققین یعنی اول و دوم ہم پیدا کرد و حقیقتش ہیچ کہ معنی مصدری اصلا ندارد و سندے برائے آن پیش نشد و معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند (اردو) دیکھو آستاخ کے پہلے معنے ۔

اوستاد بقول برہان بروزن نوش باد دانندہ و آموزانندۂ علمی و عملی بود از امور کلی و جزئی ۔ صاحب جامع و سراج فرماید کہ استاد بدون واو مخفف این است و بہار گوید کہ آنکہ ہنر آموزد و تعلیم دہد و از اسیری لاہیجی سند آرد ؎ چون درین رہ اختیار خود بود بگذاشتم ٭ ہر چہ چشتم یافتم زار شاد و پیر آوستاد ٭ مولف عرض کند کہ مزید علیہ ہمان استاد کہ گذشت و آو بعد الف زیادہ کردہ اند ہمچون افتاد و اوفتاد (اردو) دیکھو استاد ۔

اوستام بقول برہان و ناصری و جامع و جہانگیری با ثانی مجہول و سکون میم (۱) یراق زین و لجام اسپ را گویند و (۲) مردم معتمد و اعتمادی را نیز گفتہ اند و

(۳) بمعنی آستانہ و رخانہ ہم آمدہ۔ صاحبان موید و شمس و سروری بر معنی دوم قانع
ناصر خسرو (۱) چون برآہختی زتن شرم اے پسر ❊ یافتی دینار و اسپ و اوستام
شمس فخری (۲) ہر کجا بود و زور راہ زنے ❊ از نہیب وے اوستام شدہ ❊
ابوشکور گوید (۳) بہ افزاے خوانند اورا بنام ❊ ہم از نام و کردار و ہم اوستام ❊
حکیم ناصر خسرو (۴) اندر جہان تہی تر ازان نیست خانہ ❊ کز وام کرد مردم و فرش
اوستام ❊ صاحب سراج فرماید کہ یراق اسپ باشد مثل زین و لجام و مردم معتمد
و آئین و استام مخفف آن و ستام مخفف این۔ و بعضے عرض کنند کہ اوستام بمعنی اول و
دوم مزید علیہ استام است کہ بدون واو بجایش گذشت و صراحت ماخذ و اشارۂ
این ہمہ را بنجا کردہ ایم (۳) بمعنی سوم مبدل آستان کہ از دو الف ممدودہ۔ الف دوم بواو
بدل شد ہمچون تاغ و توغ و زون بہ میم چنانکہ کجین و کجیم۔ و معنی سوم کہ از سند ابوشکور
کہ برائے معنی دوم بالا مذکور شد معنی اعتماد ہم پیدا می شود۔ فتامل۔ و سند معنی سوم ہم
قابل غور۔ (اردو) (۱) دیکھو استام کے پہلے معنے (۳) دیکھو استام کے دوسرے
معنے (۳) دیکھو آستان۔

اوستان بقول برہان مانند دہشت
و جاع بروزن و رستان (۱) بمعنی ساخت
و یراق زین و لجام اسپ و (۲) بمعنی مردم
امین و معتمد باشد و (۳) آستانۂ خانہ ہم

صاحب سراج بحوالۂ برہان ذکر ہر سہ معنی
بالا کردہ فرماید کہ بدین معنی در کتب معتبرہ
نیست و ظاہرا اوستام بمیم را اوستان بنون
خواندہ و آستان خانہ گمان بردہ و این

خطا در خطاست با آنکہ لفظ اوستام بہ میم بالا ہمین لفظ نیز ذکر کردہ مولف عرض کند کہ بمعنی اول و دوم مبدل اوستام است کہ گذشت میم بہ نون بدل شود چنانکہ پام و پان و بمعنی سوم مبدل آستان کہ در محدودہ گذشت۔ فارسیان از دو الف کہ در محدودہ باشد الف دوم را بہ واو بدل کردہ اند ہمچون تاغ و توغ و لب و لہجۂ شان ہم ہمچنین است کہ آن را اون خوانند۔ پس اشکالی کہ خان آرزو را پیدا شدہ است تعجب نیز است۔ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو اوستام اور آستان۔

اوستره بقول انند بحوالۂ بہار مرادف استرہ کہ بمعنی کارد سر تراش باشد کہ معروف است ولیکن در بہار عجم ازین لفظ اثرے نیست مولف گوید کہ اگر سند استعمال پیش شود خلاف قیاس نباشد کہ مزید علیہ استرہ باشد و تحقیق کاملش ہمدرانجا مذکور (اردو) دیکھو استرہ۔

اوستیم بقول برہان و جامع و ناصری و ہفت واند بافو قانی تجتانی کشیدہ و بمیم زدہ چوپوشین (۱) آستین جامہ را گویند و (۲) بمعنی خون و ریزی باشد کہ از جراحت رود مولف گوید کہ بمعنی اول مبدل آستین باشد کہ در محدودہ گذشت یک الف از دو الف محدودہ بہ واو بدل شد ہمچو آلغونہ و والغونہ و تاغ و توغ و نون بمیم چنانکہ کجین و کجیم و بمعنی دوم مبدل آستیم کہ بہمین معنی در محدودہ گذشت بہ تبدیل یک الف از دو الف محدودہ باواو (اردو) (۱) دیکھو آستین (۲) دیکھو آستیم کے دوسرے معنے۔

اوسط قضایا اصطلاح۔ باضافت اوسط بسوے قضایا بقول بحر وانند گفتاریہ باشد از حد اوسط و آن عبارت است از لفظ مکرر در قیاس و قیاس مرکب باشد

از دو قضیہ چنانکہ العالم متغیر و کل متغیر حادث پس لفظ متغیر حد اوسط است چون از ہر دو قضیہ صغری و کبری ہر دو لفظ مکرر را کہ حد اوسط است دور کنی نتیجہ حاصل آید (العالم حادث) پس لفظ متغیر اوسط است (اردو) اوسط قضایا فارسیون نے حد اوسط کو کہا ہے اور وہ لفظ مکرر ہے قیاس مین اور قیاس مرکب ہے دو قضیون سے جیسے (العالم متغیر۔ وکل متغیر حادث) پس لفظ متغیر حد اوسط ہے اس لئے کہ جب دونون قضیون سے لفظ مکرر کو حذف کر دین تو نتیجہ حاصل ہوتا ہے العالم حادث پس لفظ متغیر حد اوسط ہے۔

اوسن بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بفتح اوّل و ثالث و سکون نون لغت فارسی است بمعنی کوتاہ دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد اگر سند استعمال پیش شود توانیم عرض کرد کہ اصل این آسن لغت سنسکرت است کہ بقول صاحب ساطع بمعنی بستر کوچک آمدہ فارسیان قدیم از دو الف ممدودہ۔ الف دوم را باواو بدل کردہ مفترس کردند و مطلق بمعنی کوتاہ استعمال کردہ باشند حالا بر زبان معاصرین عجم متروک و این قسم تبدیل در فارسی زبان بسیار چنانکہ آن را اون خوانند و تاغ را تونغ کردہ اند (اردو) کوتاہ بقول آصفیہ فارسی۔ صفت چھوٹا۔ نہنا۔ کوچک۔ پست۔ مختصر۔ ٹھنگنا۔

اوسو بقول برہان و جامع بضم اوّل بر وزن کوکو (۱) بمعنی ربودن و ربایندگی و بفتح اوّل ہم باین معنی آمدہ و (۲) بفتح اوّل بمعنی ماتم و عزا باشد و صاحب سروری نسبت بمعنی اوّل فرماید کہ ربودن و ربایش و بحوالہ شرفنامہ فرماید کہ آسو بحذف واو

ہم آمدہ وبحوالۂ فرہنگ بفتح ہمزہ وضم سین باین معنی آوردہ۔ صاحبان جہانگیری و رشیدی برمعنی اوّل قانع۔ صاحب ناصری نسبت معنی اوّل گوید کہ بمعنی ربودن و رباینده باشد وباین معنی اوسہ واوسوم نیز آمدہ مولف عرض کند کہ اسو کہ بدون واو بعد الف گذشت مخفف این باشد بحذف واو وبہ تحقیق ما اصل این معنی دوم افسوس است کہ فارسیان بقاعدۂ خود فارا بوا وبدل کردند چنانکہ فام و وام وسین مہملہ آخرہ را حذف کردہ اوسو را بمعنی اتم وغزا استعمال کردند برسبیل مجاز ومعنی حقیقی افسوس بجالیش مذکور شد پس این مجاز آن باشد بالجملہ بالفتح اصح است آنانکہ بالضم گرفتہ اند بر ماخذش غور نکردہ اند ونسبت معنی اوّل عرض میشود کہ اصل این افسون است بمعنی مکر وحیلہ کہ بجالیش مذکور شد فارسیان بقاعدۂ تبدیل فا۔ بواو چنانکہ فام ووام اوسون کردہ مجازاً بمعنی ربالیش وربایندگی استعمالش کردند و بحذف نون آخر۔ اوسو مخفف آنست وما اشارۂ این براسو کردہ ایم واوسون بمعنی افسون ہم آمدہ کہ ذکرش برافسون گذشت واوسو مخفف آن بدین معنی مستعمل نشد۔ معاصرین عجم حالا برزبان ندارند (اردو) (۱) اڑالیجانا۔ امیر نے اسکا تذکرہ اچک لیجانا پر فرمایا ہے (۲) ماتم بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ غم۔ رنج الم۔ اندوہ۔ آہ ونالہ۔

اوسون بقول برہان بروزن ومعنی افسون است وآن (۱) خواندن کلماتی	باشد مرعزائم خوانان وساحران را بجہت حصول مقاصد خود و (۲) بمعنی

رام کردن جانوران و (۳) بمعنی حیلہ و تزویر ہم۔ صاحبان جامع وانند وجہانگیری ہم ذکر این کردہ اند **مولف** گوید کہ مبدل افسون باشد کہ فا بواو بدل شدہ ہمچو فرخ وورخ ومعنی دوم مجاز معنی اوّل است کہ رام کردن جانوران ہم بخیال افسون خوانان متعلق باشد از سحر وعزائم خوانی ومعنی سوم ہم بر سبیل مجاز باشد کہ ذکرش بر افسون گذشت (اردو) (۱) دیکھو افسون کے پہلے معنے۔ (۲) جانور دن کو مطیع کرنا۔ (حاصل بالمصدر کے معنون مین (۳) دیکھو افسون کے دوسرے معنے

اوسہ بقول برہان بضم اوّل بروزن بوسہ بمعنی ربودن وربایش وربایندگی باشد وبا نیمہ بفتح اوّل ہم گفتہ اند۔ صاحبان رشیدی وجہانگیری وسروری وجامع ومؤید وسراج ہم ذکر این کردہ اند **مولف** گوید کہ مبدل آسو بمعنی اوّل باشد کہ گذشت فارسیان واو را بہای ہوز بدل کردند برخلاف قیاس (اردو) دیکھو آسو کے پہلے معنے۔

اوسیمون بقول برہان بفتح اوّل وسکون ثانی وثالث بتحتانی رسیدہ ومیم مضموم بہ واو ونون زدہ بلغت یونانی دوائیست کہ تعریفش بر تودری می آید (اردو) دیکھو تودری۔

اوش بقول برہان بروزن موش نام قصبہ ایست از ولایت فرغانہ مابین سمرقند وچین۔ صاحب مؤید فرماید کہ بالضم شہر یست میان ماوراء النہر وترکستان۔ صاحب سروری باتفاق مؤید از حمید الدین بلخی (صاحب مقامات حمیدی) سند آرد کہ معلوم من نشد کہ کجا رفت پیر اوش ؎ با او چہ کرد گردش ایام دی ودوش ؎ صاحب ناصری باتفاق برہان فرماید کہ از انجاست بہاء الدین اوشی۔ صاحب سراج را

نیز بابرہان اتفاق است و فرماید کہ وطن اصلی حضرت قطب الاقطاب خواجہ قطب الدین بختیار کاکی دہلوی ہمین اوش است وجہ تسمیہ این معلوم نشد (اردو) اوش فارسی مین ایک قصبہ کا نام ہے جو بقول بعض سمرقند وچین کے درمیان واقع ہے۔ اور بقول بعض ماوراء النہر و ترکستان کے درمیان - مذکّر۔

اوشال بقول برہان وجامع وناصری وسراج وانند بفتح اوّل بروزن کوشال (۱) تالاب و برکہ و آب انہار و آب گیر و (۲) خزانہ ہاے آب راگویند کہ در کوہہا می شود۔ مولّف گوید کہ فارسیان این را از لغت عرب گرفتہ اند کہ در عربی اوشال جمع وشل است بمعنی آب بسیار و اشک بسیار آمدہ کمانی منتہی الارب پس فارسیان تالاب و برکہ را کہ دران ہم آب بسیار می باشد مجازاً اوشال گفتند دیگر ہیچ (اردو) دیکھو (۱) استخر کے پہلے معنے (۲) پانی کا قدرتی چشمہ جو پہاڑیون مین ہوتا ہے جس کو ٹانکی کہتے ہین -(مونّث)

اوشان بقول برہان وجامع وناصری وانند (۱) بفتح اوّل بروزن چوگان بہ معنی افشان باشد کہ از پاشیدن وافشاندن است۔ صاحب سراج فرماید کہ افشان مبدل آن است مولّف عرض کند کہ اوشان مبدل افشان است نہ برعکس آن و تبدیل فا بواو در فارسی آمدہ است چنانکہ فرخ وورخ پس ہیچ وجہے معلوم نمیشود کہ اوشان را اصل قرار دہیم وافشان را مبدّل آن فتامّل۔ صراحت ماخذ بر افشان گذشت (اردو) دیکھو افشان۔

(۲) اوشان بقول برهان بضم اوّل بمعنی آنهاست که جمع غائب باشد. صاحب ناصری بذکر این معنی فرماید که بخلاف ایشان که جمع حاضراست. صاحب سراج بتحقیقش فرماید که جمع آو که ضمیر غائب است و شان مخفف آن است ظاهراً در اصل اون شان بنون بعد الواو بوده که بعد تخفیف چنین خوانده اند از عالم ایشان که مخفف این شان بنون بعد التحتانی است و بعد ازان فرماید که بخاطر می رسد که اوشان مرکب از ضمیر غائب نباشد بلکه شان علامت جمع است و گاهی بمعنی جمع نیز مستعمل می شود و آو در اینجا ضمیر غائب نیست بلکه اوشان در اصل آن شان بوده که الف مده بواو بدل شده چنانکه سابق نوشته آمد و نون آن حذف گشته چنانکه در ایشان و برین تقدیر تقابل ایشان و اوشان درست می شود که هر دو اسم اشاره میشوند بخلاف سابق که در انجا هر دو را ضمیر غائب گفته. مولف عرض کند که مقصود خان آرزو چنین نباشد که از دو الف (اان) الف دوم به واو بدل شد چنان که فارسیان (آن) را (اون) خوانند و زبان را زبون. این قسم تبدیل از لب و لهجه شان تجاوز کرده در کتابت هم راه یافته است چنانکه تانغ و توتغ و یکسان و یکسون باری حال این ضمیر غائب است نه اسم اشاره ما صراحت کاملش در بحث ایشان بجای خودش کنیم (اردو) دیکھو آنہا۔

اوشاندن بقول انند بحوالهٔ ناصری و برهان بروزن و معنی افشاندن باشد و دیگر کسی ذکر این نکرد. مولف گوید که حیف است که ما در برهان و ناصری این را نیافتیم

ولیکن موافق قیاس است کہ فا باواو بدل شود چنانکہ فرنج و ورنج۔ ذکر افشاندن بجایش گذشت (اردو) دیکھو افشاندن۔

اوشانیدن بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بروزن ومعنی افشانیدن است دیگر کسی از محققین مصادر ذکر این نکرد **مولف** گوید کہ مبدل افشانیدن باشد ومشتمل برہمہ معانیش ومزید علیہ اوشاندن کہ گذشت واسم مصدر این ہمان اوشان کہ مبدل افشان باشد ووضع مصدرش بقاعدۂ مصادر جعلی یاے معروف زیادہ کردند و باصول ما مصدر اصلی و قیاسی است چنانکہ بر اسم مصدر تصریحش کردہ ایم زیرا کہ اسم این مصدر۔ لغت فارسی زبان است وبقول بعض اوشاندن بدون تحتانی مخفف این باشد (اردو) دیکھو افشاندن

اوشنج بقول سراج بفتح شین معجمہ بروزن ومعنی اورنج مبدل اوشنگ وبحوالۂ برہان گوید کہ بمعنی ارضہ کہ کرم چوب خوار است و باز گوید کہ اوشنگ بشین معجمہ واوشنگ بنون بمعنی ریسمان کہ قباد جامہ بران اندازند فرماید کہ تحقیق آنست کہ اوشنج صحیح بدان معنی آونگ است بمدہ چنانکہ سابق گذشت **مولف** گوید کہ لفظ اوشنج درنسخ موجودۂ برہان موجود نیست پس معلوم نیست کہ از کدام نسخۂ برہان این لفظ را نقل کردہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد واگر استعمال این متحقق شود چنین نباشد کہ مبدل اوشنگ است وبس کہ می اید جیم عربی بہ کاف بدل شود اکثر در معربات چنانکہ شنگرف را شنجرف کردند (اردو) دیکھو اوشنگ۔

اوشنگ بقول برہان وجامع بروزن اورنگ ریسمانی باشد کہ درخانہ ہا
بندند وجامہ وازار وروپاک ولنگی وقطیفہ وامثال آن بران اندازند وگاہی
خوشہ ہاے انگور نیز ازان آویزند وآن را بالعربی معلاق خوانند۔ صاحب
سروری بذکر این معنی فرماید کہ اورا اونگ ورزہ ورژہ نیز گویند۔ صاحب
ناصری گوید کہ مرادف آونگ است اما انچہ صاحب انند بحوالۂ ناصری گفتہ کہ
بروزن ومعنی اورنگ است تسامحش بیش نیست زیرا کہ قول صاحب ناصری
موافق اونیست **مولف** گوید کہ اگر این را مبدل آونگ گیریم کہ بہمین معنی گذشت
موافق قیاس است زیرا کہ تاے فوقانی بہ شین معجمہ بدل شود چون رشت و
رخش (اردو) دیکھو اونگ۔

اوشنگن بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ
بضم اول وفتح ثالث وسکون نون وفتح
کاف فارسی لغت فارسی است بمعنی کاہل
وسست دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این
نکرد **مولف** عرض کند کہ این لغت ترکی است
صاحب کنز ذکر این کردہ اگر سند استعمال این
در فارسی پیش شود توانیم عرض کرد کہ فارسیان
از زبان ترک گرفتہ اند (اردو) کاہل بقول اصفیہ
عربی یسست مجہول۔ الکسیا۔ احدی۔ کام
چور۔ نٹھا۔ آرام طلب (ظفر ۵) اٹھا
سکتے ہین وہ رنج ومصیبت کب محبت مین
جو کاہل ہین دم اپنا راحت وآرام پر دیتے

اوش وپوش بقول برہان وجامع بفتح اول وباے ایجد این لغت از اتباع
بمعنی تجمل وخودنمائی وکروفر وخودآرائی۔ صاحبان بحر وناصری وسراج

وانند هم ذکر این کرده اند مولف گوید که این مبدل هوش وبوش است - های هوز هوش بدل شد بالف چنانکه پیون وا پیون وهوش در فارسی بمعنی کرّ وفر آمده وبوش مرادفش که بقول صاحب برهان بمعنی کرّ وفر وخودنمائی است - (اردو) کرّ وفر بقول آصفیه - فارسی - اسم مونث - شان وشوکت - دهوم دهڑکا - رعب وداب - دهوم دهام - (نصیر ۵) شوق گر قلیان کشی کا هی تو مهتابی پہ بیٹھہ ؎ اے مرے سلطان خوبان شب کو کرّ وفر میت ؎

اوشه بقول برهان بضم اوّل بروزن توشه (۱) نام رستنی است ودوائی وآن باغی وصحرائی هر دو می باشد - باغی را مرزه گویند وآن سبزی است که باطعام خورند وصحرائی را بعربی سعتر خوانند - صاحبان جامع وناصری وشمس اند همزبان برهان - صاحب سراج نسبت این فرماید که به شین معجمه گیاهی است دوائی وقیل صمغ لیکن بهر دو معنی آشه بدون واو نیز گذشت وصحیح بمعنی دوم است نه اوّل هذا غایة التحقیق (انتهی) مولف گوید که این لفظ مزید علیه آشه باشد که معرب آن اشق است به ضم اوّل وتشدید شین معجمه کما فی منتهی الارب وبالتحقیق کاطش بر لفظ آشه واشق بیان کرده ایم که صمغ درختی است (اردو) دیکهو آشه واشق (۲) اوشه بقول برهان وجامع بفتح اوّل بروزن عرشه بمعنی شبنم باشد وآن رطوبتی است که شبها بر سبزه ها نشیند ودیگر کسی از اهل تحقیق ذکر این نکرد مولف عرض کند که اگر سند استعمال این بدست آید توانیم عرض کرد که مجاز معنی اوّل باشد که شبنم بر درخت

ہم صنع درخت را ماند۔ دیگر ہیچ (اردو) دیکھو اپشک۔

اوشہنگ بقول برہان وجامع وجہانگیری با ثانی مجہول وکاف فارسی بروزن ہوشمند نام اصلی ہوشنگ است وصاحب ناصری بذکر این معنی فرماید کہ معنی تیزی آن ہوش وہنگ باشد وہوشمند نیز باین معنی است۔ صاحب سراج بنسبت این فرماید کہ مکرر نوشتہ آمد کہ الف بہا بدل شود پس ہوشنگ در اصل اوشہنگ بودہ کہ مخفف آن اوشنگ است ومبدل آن ہوشنگ۔ مولف عرض کند کہ بزبان فارسی ہوش بمعنی عقل ودانش آمدہ نہ اوش۔ پس اگر استعمال اوشہنگ بالف اول متحقق شود توانیم عرض کرد کہ مبدل (ہوش ہنگ) است نہ بالعکس آن چنانکہ ادعاے خان آرزو ست۔ بالجملہ بتحقیق ما اوشہنگ نام پادشاہی کہ معروف بہ ہوشنگ است وبحث آن بجایش می آید۔ ہاے ہوز بالف بدل شد چنانکہ ہپیون واپیون۔ (اردو) ہوشنگ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ لغوی معنی ہوش وآگاہی وعقل وخرد حضرت آدم علیہ السلام کے چوتھے پوتے کا نام جو پیش دادیون کا دوسرا بادشاہ سیامک کا بیٹا کیومرث کا پوتا تہا۔ کیومرث کے بعد تخت نشین ہو کر چالیس برس تک حکمرانی کی۔ پیش دادیون کے نزدیک اس کی وجہ تسمیہ یہہ ہے کہ وہ ہمیشہ عدل وانصاف اور احسان کی باتیں کیا کرتا تہا اور خلق وداد ودہش کی ترغیب دیا کرتا تہا اسی وجہ سے اس کا ہوشنگ نام ہوا جسے انیا بخش بہی کہتے ہیں۔ پاستانیون کے ایک بادشاہ کا بہی نام تہا۔

اوضاع بقول منتخب لغت عربی است بمعنی حالہا۔ جمع وضع مولف گوید کہ فارسیان بمعنی اطوار وہیأت وصورت استعمال کنند وبصورت اضافت بسوے دنیا بمعنی حوادث دنیا ہم۔ وبمعنی ہیئت وصورت۔ استعمال این بمعنی واحد شود۔ (صائب ؎) پشت من گرم بخور رشید قیامت نشود ؛ بسکہ دل سرد زاوضاع جہانم کردند ؛ (ولہ ؎) می شود برکاملان اوضاع دنیا خوشگوار ؛ تلخی از دریا نہ بیند قطرہ چون گوہر شود ؛ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار آوردہ "اوضاع را مغشوش کرد" یعنی ہیات وصورت را خراب کرد وفاسد گردانید۔ مخفی مباد کہ در لغت عربی وضع باصطلاح حکما بمعنی ہیأت آمدہ چنانکہ صاحب محیط المحیط گفتہ کہ وضع باصطلاح حکما بمعنی ہیأتی است کہ چیزے را بسبب دو نسبت یعنی نسبت اجزاے او باہمدیگر ونسبت اجزاے او بسوے امور خارجہ مانند قیام وقعود وغیرہ حاصل شود (الخ) (اردو) وضع بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مونث۔ ساخت۔ بناوٹ۔ طور۔ رنگ ڈھنگ۔ صورت شکل۔ ہیئت۔ حالت۔

اوضاع زندگی (استعمال) بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار اسباب خانہ داری کہ بزبان انگلیسی فرنیچر گویند۔ صاحب بول چال ہم ذکر این کردہ مولف گوید کہ معاصرین عجم در روزمرہ خود استعمال این کنند واین معنی در اصل مجاز معنی اوضاع باشد باضافت آن بسوے زندگی (اردو) اسباب خانہ داری اردو میں کہیں کہیں ہے لیکن اسمیں ایک قسم کی تعمیم ہے۔ آجکل فرنیچر کا استعمال بھی اردو میں ہے بمعنی میز کرسی وغیرہ سامان چوبین دیگر

اوصنہ بقول صاحب بول چال مرادف اودہ و اطاق کہ بجایش گذشت ۔
مولف عرض کند کہ این لغت محاورۂ حال عرب است (اردو) دیکھو اطاق ۔

اوعا بقول ہفت بفتح اوّل وسکون واو وعین بعفص بالف رسیدہ بمعنی باد باشد کہ بعربی ریح گویند دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد مولف عرض کند کہ بعض محققین فارسی ہمین لغت را ہمین معنی بہ غین معجمہ ذکر کردہ اند کہ می آید وبخیال ما ماخذ این بغین معجمہ من وجہ بدست می آید یعنی مفرّس باشد از لغت ترکی آروغ کہ بقول صاحب لغات ترکی بمعنی بادی است کہ بعد غذا از دہن می برآید ۔ فارسیان این را بہ ممدودہ آروغ گویند پس رائے ہملہ را حذف کردند والف زائد در آخرش آوردہ (اوغا) کردند بمعنی ہوا مستعمل شد ۔ صاحب ہفت کہ ذکر این بہ عین ہملہ کرد تسامح او بیش نباشد کہ دیگر کسی از محققین فرس با او نیست (اردو) ہوا بقول آصفیہ فارسی ۔ اسم مونث ۔ باد ۔ باؤ ۔ پون ۔ بیار ۔

اوغا بقول برہان وجامع وسراج وانند و جہانگیری بفتح اوّل بروزن غوغا بمعنی باد باشد کہ بعربی ریح گویند مولف عرض کند کہ ذکر ماخذ این برآوعا گذشت کہ بعین ہملہ مذکور شد (اردو) دیکھو اوعا

اوغر بقول برہان وجامع وجہانگیری بروزن گوہر (۱) مجمع سلاطین واشراف وحکام واکابر باشد و (۲) جاے را نیز گویند کہ باد بسیار وزد ۔ صاحب سراج بحوالۂ برہان ذکر ہر دو معنی کردہ نسبت معنی ثانی فرماید کہ بدین معنی باوغر است چنانکہ بیاید مولف عرض کند کہ بقول صاحب کنز کہ محقق لغت ترک است اوغر

بمعنی شان وسعادت وطالع وفال آمدہ پس ہزین نیست کہ فارسیان مجازاً بمعنی اول استعمال کردہ اند کہ مجمع سلاطین واشراف واکابر ہم تعلق دارد باشان وطالع وبمعنی دوم مجاز مجاز باشد کہ جاے باد بسیار ہم محل سعادت است (اردو) (۱) مجمع سلاطین یا مجمع اعیان یا مجمع اشراف وغیرہ اردو مین کہہ سکتے ہین (مذکر) (۲) کھلا میدان جہان چارون طرف سے ہوا آے۔ زیادہ ہوادار مقام (مذکر)

اوفتادن بقول برہان بمعنی افتادن است کہ (۱) از پاے در آمدن و (۲) دور شدن باشد۔ صاحب بحر ہم ذکر ہر دو معنی بالا کردہ فرماید کہ کامل التصریف باشد وبقول خان آرزو در سراج معروف وفرماید کہ این دلالت صریح دارد کہ افتادن۔ بالفتح چنانکہ بعضی خوانند غیر واقعی است۔ صاحب موارد این را مرادف افتادن قرار دہد بہمہ معانیش مولف عرض کند کہ ما با صاحب موارد اتفاق داریم وہزین نیست کہ مزید علیہ افتادن باشد شامل بر ہمہ معانیش کہ گذشت۔ فارسیان بقاعدۂ خود واو بعد الف زیادہ کردہ اند چنانکہ افسانہ واوفسانہ وصراحت ماخذ افتادن بجایش کردہ ایم (صائب ۵) رونگر وجود براہ اوفتادن است ❊ در جوئبار سبزی آب از ستادن است (اردو) دیکھو افتادن۔

اوفتدن بقول اند کہ بحوالۂ برہان وہفت قلزم آوردہ مرادف اوفتادن کہ گذشت مولف گوید کہ در برہان و ہفت ازین مصدر اثرے نیست و

محققین مصادر هم ذکر این نکرده اند پس تا آنکه سند استعمالش پیش نشود اعتبار را نشاید و بر تقدیر صحت میگوئیم که مخفف اوفتادن باشد بحذف الف پنجم و جا دارد که مرکب از اسم جامد افت و علامت مصدر دن گیریم بزیادت واو بعد الف مصدری ساخته اند و اشارهٔ این بر مصدر افتادن کرده ایم و بدون واو مصدر افتدن هم بجایش گذشته است۔ (اردو) دیکھو افتادن۔

اوفتن بقول انند که بحواله برهان و هفت آورده مرادف اوفتادن که گذشت۔ مولف گوید که در برهان و هفت نیافتیم و نه سند استعمالش پیش شد و بر تقدیر صحت توانیم گفت مرکب است از افت که بجایش گذشت و علامت مصدر تن و چون در مصدر دو تا جمع شد پس یک تا را حذف کرده افتن کردند و دیگر هیچ (اردو) دیکھو افتادن

اوفسانه بقول برهان با اول مضموم و واو مجهول با سین بے نقطه بر وزن قوشخانه افسانه و سرگذشت را گویند و بقول صاحب ناصری و جهانگیری مرادف افسانه که گذشت۔ صاحبان انند و هفت هم ذکر این کرده اند (پوربهاے جامی) حیدرش گفت من ندارم زر ۔ اوفسانه مخوان و رنج مبر ۔ صاحب سراج فرماید که در برهان بمعنی افسانه نوشته لیکن آفسانه بمده گذشته و تحقیق آنست که الف در فارسی به واو بدل شود اگرچه جمهور ازان غافل بوده اند۔ (انتهی) و بهار بذیل افسانه ذکر این کرده گوید که مشبع افسانه باشد که مراد ش از مزید علیه است مولف را اندرین خصوص با بهار اتفاق است که واو بعد

الف زیادہ کردہ اند وبس چنانکہ مغل ومغول وافتاد واوفتاد (اردو) دیکھو افسانہ۔

اوفگندن بقول موارد مرادف افگندن کہ بجایش گذشت شامل برہمہ معانیش و بخیال مولف مزید علیہ بزیادت واو بعد الف چنانکہ افتادن واوفتادن (میر خسرو) این سخن گفت و بے یکین افشرد ؛ اوفگندش زین و مرکب برد ؛ (اردو) دیکھو افگندن

اوفی ورسیٹی اصطلاح۔ بقول صاحب بول چال یعنی بیت العلوم کہ بزبان انگلیسی یونیورسٹی خوانندش مولف گوید کہ اوفی بقول منتہی الارب یعنی تمام تر ورسا تر است پس معنی لفظی این چیزے است کہ جامع تعلیم وسر تا پا تعلیم باشد ومراد از بیت العلوم کہ انتظام ہمہ امور تعلیم متعلق بدوست واین مفترس باشد بترکیب توصیفی از الفاظ زبان عرب (اردو) یونیورسٹی بقول صاحب آصفیہ (انگلش) اسم مونث۔ مدرسۃ العلوم دار العلوم۔ مدرسۂ اعظم۔ وہ مدرسہ جس مین جملہ علوم کا درس ہوتا ہو اور فضیلت کے خطاب دئے جاتے ہون (انتہی) ہماری تحقیق مین یونیورسٹی اوس مجلس اعلی کا نام ہے جس مین تعلیم کے متعلق اعلی انتظام ہوتا ہے اور یونیورسٹی خود کوئی مدرسہ نہین ہے جس مین تعلیم ہوتی ہو بلکہ وہ منتظم تعلیم ہے جس کو زبان عرب مین بیت العلوم کہتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے غور نہین فرمایا ہے۔

اوقات بقول منتہی الارب بزبان عرب جمع وقت است ووقت بالفتح بمعنی زمان وہنگام چیزے وفرماید کہ آن نام مقدارے از زمانہ است مولف عرض کند کہ فارسیان بترکیب خود این را با مصادر فارسی مرکب ساختہ استعمال کنند چنانکہ وملحقات

می آید و استعمال مجردش بمعنی خود است۔ ظہوری ؎ ہمہ اوقات من بعشق پراست ۔ گشتہ خالی ز روز و شب سالم ؛ (اردو) اوقات بقول امیر وقت کی جمع (مذکر) رشک ؎ دعا خدا سے ہے اوقات خمسہ مین اے رشک ؛ کہ دست دل نہ ہو دامان نخچیر سے جدا ؛

اوقات پوچ شدن (استعمال) بقول بہار و انند کنایہ از اوقات ضائع شدن (میرزا صائب ؎) چند اوقات بتعمیر صدف پوچ شود ؛ گر بفکر دل روشن گہر افتم چہ شود ؛ مولف گوید کہ پوچ بواو معروف و جیم فارسی بقول بہار ہیچ بے مغز و میانہ تہی و بے معنی باشد چنانکہ بیاید (اردو) اوقات ضائع ہونا اردو مین کہہ سکتے ہین جیسے فقرہ "آج تمام دن میرے اوقات ضائع ہوئے" امیر نے اوقات ضائع کرنے کا ذکر کیا ہے اور یہہ اوس کا فعل لازمی ہے۔

اوقات پوچ کردن (استعمال) بقول بہار و انند کنایہ از اوقات ضائع کردن مولف گوید کہ متعدی اوقات پوچ شدن باشد کہ گذشت (میرزا صائب ؎) اوقات خود بفکر عطا پوچ میکنی ؛ دروادئے کہ رو بقفا می توان شدن ؛ (اردو) اوقات ضائع کرنا بقول امیر فضول اور بیکار کامون مین وقت کھونا (منیر ؎) منیر اوقات ضائع کی عبث غزلون کے کہنے مین ؛ ارے نادان مداح شہ لولاک ہونا تہا ؛ فقرۂ امیر "دو گھڑی بیٹھکر پڑہا نہین جاتا ادہر ادہر اوقات ضائع کرتے پہرتے ہو"۔

اوقات راسنجیدن (استعمال) بمعنی

اندازہ کردن اوقات باشد (عرفی ؎)
اوقات حیات خویش را سنجیدم ٭ ہر وقت
کہ در خواب گذشت آن بہ بود ٭ (اردو)
اپنے اوقات کا اندازہ کرنا اردو مین کہہ
سکتے ہین ۔ مذکر۔

اوقات سیاہ کردن (استعمال) بقول
بہار و انند کنایہ از اوقات ضائع کردن۔
مولف عرض کند کہ مرادف (اوقات
پوچ کردن) باشد۔ (میرزا صائب ؎)
اوقات خود ز مشق پریشان سیاہ کرد ۔ چغطی
کہ نسخہ زان خط شبرنگ برنداشت ٭ (اردو)
دیکھو اوقات پوچ کردن ۔

اوقات شریف بین کہ چون می گذرد
مقولہ صاحب امثال فارسی ذکر این کردہ و از معنی
و محل استعمال ساکت **مولف** عرض کند کہ
فارسیان چون کسی را بینند کہ در لہو و لعب
و مزخرفات مشتغل است یا کسی را بہ اشغال
حسنہ بینند ۔ بصورت اول تنبیہاً و بصورت
ثانی تحسیناً این مقولہ را استعمال کنند (اردو)
جب کسی شخص کے اوقات بُرے کامون مین
صرف ہوتے ہین تو اوس کی نسبت کہا
جاتا ہے "اوقات ضائع کرتے پھرتے ہین"
امیر نے (اوقات ضائع کرنا) پر اسکا ذکر
فرمایا ہے اور بصورت ثانی دکن مین
کہتے ہین "سبحان اللہ آپ کے اوقات کا
کیا پوچھنا" اون کے اوقات معمور ہین"

اوقات مکن ضائع و تنہا بنشین مقولہ
صاحبان امثال فارسی و خزینۃ الامثال
ذکر این کردہ اند و از بیان معنی و محل
استعمال سکوت ورزیدہ **مولف** گوید
کہ فارسیان چون کسی را بینند کہ در صحبت
بدان می ماند و اوقات خود را ضائع و
خراب می کند پس تہدیداً این مقولہ استعمال
کنند مقصود آنکہ تنہا بنشین تا از صحبت

بدان محفوظ مانی کہ سبب تضیع اوقات تست (اردو) | دکن میں کہتے ہیں "بڑی صحبت سے تنہائی بھلی"

اوقطاریون بقول برہان وہفت بفتح اوّل وسکون ثانی وفتح قاف وطاے حطی بالف کشیدہ وکسر راے قرشت وتحتانی مضموم بہ واو ونون زدہ بہ لغت یونانی غافث راگویند وآن گلی است کہ دراز وکبود ولاجوردی باشد وشاخ وبرگ وگل آن تمام تلخ است دارالثعلب رانافع بود۔ صاحب محیط بر آوقطاریون حوالۂ غافث داده وبر غافث فرماید کہ اسم عربی۔ بفتح غین والف وفتح فا وسکون ثا ے فوقانی بروزن آفت وبکسر فا وسکون ثا مثلثہ نیز آمدہ وہمین مشہور است بیونانی اوقطاریون واقیمونس وبلاطینی اونظوری وببربری اگرسومنہ وبفارسی گل خلہ نامند وبنات آن راخشیشۃ الغافث وشجرۃ البراغیث وشوکہ نتنہ گویند وآن ازگیاہاے خاردار است وگل آن کبود وطولانی مثل گل نیلوفر وجمیع اجزاے آن بسیار تلخ واز صبر تلخ تر وحرارت چندان ندارد واکثر مستعمل گل آن وعصارۂ آن است وقوت آن تاسہ سال باقی می ماند بہترین آن فارسی است کہ ازکوہستان شیراز آورند۔ گرم دراوّل وخشک در دوم وبرعکس نیز گفتہ اند۔ ملطف ومقطع وجالی بلاحدت وبلاحرارت ظاہر ودران قبض اندک وعفوصت وتلخی شدید ومفتح سدد جگر وطحال ومنقی مجاری آن ومسہل اخلاط سوختہ ومدر بول وحیض وشیر وعرق است ومنافع بسیار دارد **مولف** عرض کند کہ از بیان صاحب محیط ظاہر شد کہ اوقطاریون لغت یونانی است پس آنچہ صاحب انند این راعربی گفتہ تسامح اوست یا غلطی

کاتبش کہ بجاے حروف علامت زبان یا راعین نوشتہ وشک نیست کہ ہمین نام یونانی زبان
در فارسی مستعمل ومشہور تر است از گل خلہ (اردو) اطباے یونانی مین اس دوا کا مشہور
نام غافث ہے۔ صاحب جامع الادویہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور فوقانی آخر کے عوض
ثاے مثلثہ سے نقل کیا ہے۔ محیط اعظم مین بہی ایسا ہی ہے لیکن حلیۂ لفظ کے بیان مین
صراحت کی گئی ہے کہ آخر مین تاے فوقانی ہے نہ ثاے مثلثہ۔

اوقنوت بقول جامع کنایہ از صبح کاذب۔ حیف است کہ تصریح حلیہ بلفظ نکرد ودیگر
کسی از محققین فرس باو نیست مولف گوید کہ از غلطی کتابت باشد کہ (اوّل قنوت)
را (اوقنوت) نوشت۔ صاحب جامع کہ پابند ردیف است این را بعد (اوّل فردوگان)
جا دادہ واین دلیل حذف لام است بسہو کتابت واگر سند استعمال پیش شود توانیم
عرض کرد کہ مخفف (اوّل قنوت) باشد بہ تخفیف لام (اردو) دیکھو اوّل قنوت۔

اوقیمین بقول برہان بفتح اوّل وقاف ومیم وسکون ثانی وتحتانی ونون بیونانی
نوعے از ریحان کوہی است کہ آنرا بادروج خوانند۔ گویند کہ اگر آن را بخایند و
در آفتاب نہند کرم بسیارے ازان تولد کند وبکسر قاف ہم بنظر آمدہ است کہ بر
وزن لرزیدن باشد۔ صاحب محیط بر بادروج فرماید کہ بفتح باو الف وسکون
دال مہملہ وضم راے مہملہ وسکون واو وجیم اسم نبطی است ومعرب آن بادزوج
بذال معجمہ وبعربی حوک وبیونانی اوقیمین وبفارسی تره خراسانی وبہندی بابری
وجنگلی تلسی گویند وآن نوعی از ریحان کوہی است گرم در اوّل تا دوم وخشک در اوّل اولی

وبارطوبت فضلیہ شاید کہ ترطیب آن تا دوم رسد وگفتہ اند کہ درین دو اقوال متضاد است
ودران تجفیف رطوبات سایلہ بسبب بیس آن وقبض واسہال خلط وانضاج وتحلیل ونفخ است
ومفرح ومقوی دل وقوت شامہ وفم معدہ ومبہی ومدر شیر وبول وحیض ومنافع بسیار
دارد (اردو) جنگلی تلسی بقول صاحب جامع الادویہ ایک قسم کی گہاس ہے مثل
تلسی کے مولف عرض کرتا ہے کہ تلسی کا بیان آفر نجبشک پر اور کالی تلسی کا
بیان آلط پر گزرا ہے۔

اوک بقول برہان وجامع بضم اوّل وسکون ثانی مجہول وکاف بروزن غوک نام قلعہ است
باین فراہ وسیستان۔ صاحبان جہانگیری وناصری وسراج ہم ذکر این کردہ اند صاحب
انند تصریح کردہ کہ باین معنی بکاف تازی است۔ صاحب سروری از شیخ آذری
سند آوردہ ؎ از ولایات سیستان دراوک ۔ بود نیکوزنے کہ رشتی دوک ۔ مولف
عرض کند کہ شک نیست کہ این مبدّل آرک است کہ بترکی قلعہ را گویند وفارسیان بقاعدۂ
خود رائے مہملہ را بواو بدل کردہ اند ہمچون کلار وکلاو وبرمر وبرمو۔ پس این مفرس باشد
(اردو) فارسی مین ایک قلعہ کا نام اوک ہے جو فراہ اور سیستان کے مابین واقع ہے

اوکار بقول انند بحوالۂ برہان وناصری بروزن افکار لغت فارسی است بہ معنی
جراحت پشت چارواد یگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد در برہان وناصری بکاف
عربی نیافتیم مولف گوید کہ اگرچہ صاحب انند تصریح کاف تازی وعجمی نکرد اما از
طرز بیانش معلوم میشود کہ مقصودش از کاف عربی است زیرا کہ در ذیل لغات

کاف تازی آوردہ و آوگار بہ کاف عجمی علیحدہ ازین بیان کردہ و بخیال مانشاء صاحب انند بیش نیست کہ اوگار را بہ کاف عربی باین معنی آوردہ زیرا کہ کسی از محققین فرس با او نیست و بحث کامل این بر اوگار بہ کاف فارسی می آید اگر این لفظ را صحیح تسلیم کنیم توانیم عرض کرد کہ بقاعدۂ تبدیل حروف کاف فارسی را بہ کاف عربی بدل کردہ باشند چنانکہ کند و گند (اردو) دیکھو اوگار۔

اوگر بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتح اول و ثالث لغت فارسی است بمعنی گوی کہ جولاہگان وقت بافتن جامہ ہر دو پارا دران گذارند دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** گوید کہ اگرچہ صاحب انند تصریح نکرد کہ بہ کاف تازی است یا عجمی اما چون این لفظ را بدیل لغات کاف تازی آوردہ است مقصودش جز کاف عربی نباشد اگر سند استعمال بدست آید توانیم قیاس کرد کہ این مفرس آگر است کہ بقول صاحب ساطع بزبان سنسکرت غار و مسکن شیر و پلنگ است فارسیان الف دوم را بواو بدل کردہ بمعنی خاص استعمال کردہ اند چنانکہ تاغ و توغ۔ آرنج و وارنج۔ (اردو) وہ گڑہا جس مین جلاہے اپنے پاؤن رکھہ کر پارچہ بافی کا کام کرتے ہین۔ مذکر۔

اوگنج بقول صاحب جامع بروزن شطرنج پشیمانی و ندامت۔ صاحبان ناصری و شمس و ہفت ہم ذکر این کردہ اند اما صراحت نہ نشد کہ کاف فارسی است یا عربی واز طرز کتابت صاحب جامع کہ برائے کاف فارسی سہ نقطہ بہ تحت آن می گذارد و کاف عربی را معرا می نگارد معلوم می شود کہ بکاف عربی است و صاحبان جہانگیری و

سراج و سروری البتہ تصریح کردہ اند کہ بکاف عجمی است و بخیال ما ہم بہ کاف عجمی صحیح است و ما تحقیقش بر لفظ آوگنج بیان کنیم (اردو) دیکھو اوگنج۔

اوکندن بقول جامع ہمچو افگندن۔ صاحبان ناصری و لوادر و ہفت ہم بدون تصریح کاف عجمی و عربی ذکر این کردہ اند و از طرز کتابت صاحب جامع مستفاد می شود کہ بکاف عربی است امّا صاحبان سروری و جہانگیری تصریح کردہ اند کہ بہ کاف فارسی است **مولف** عرض کند کہ مبدّل افکندن است کہ بجایش گذشت کہ فا بہ واو بدل شود ہمچون فرّخ و ورّخ و بہ تحقیق ما بہ کاف عربی صحیح است چنانکہ صراحت ماخذ این بر افکندن کردہ ایم (اردو) دیکھو افگندن۔

اوکو بقول برہان و جامع بضم اوّل بروزن کوکو بوم را گویند و آن پرندہ ایست کہ بہ نحوست اشتہار دارد۔ صاحبان ناصری و سراج و ہفت ہم ذکر این کردہ اند و ہیچ صراحت نشد کہ کاف فارسی است یا عربی امّا از تخیص کتابت صاحب جامع مستفاد می شود کہ بہ کاف عربی است **مولف** عرض کند کہ بقول صاحب لغات ترکی اُکو بہ ضمتین بوم باشد بدون واو اوّل پس فارسیان بکثرت استعمال واو بعد الف برائے اظہار ضمہ زیادہ کردہ اند و بس چنانکہ افتاد و اوفتاد۔ (اردو) الّو بقول امیر سنسکرت۔ اسم مذکر۔ بوم۔ یہہ چڑیا ویرانوں میں رہتی ہے اور بہت ہی منحوس مشہور ہے۔ مصحفی ؎ رات کو سنکے صدا دشمن کی ۔ کہہ اٹھے وہ کہیں الّو بولا ؛

اوگ بقول برہان و جامع کہ بدیل اوک (بکاف عربی) آوردہ بفتح اوّل و سکون

ثانی و کاف فارسی بمعنی اوج است که در مقابل حضیض باشد و اوج معرّب آنست۔ صاحبان جہانگیری و ناصری و سروری و انند و سراج ہم ذکر این کردہ اند **مولّف** گوید کہ ما تحقیق ماخذ این بر معنی اوّل لفظ اوج کردہ ایم (اردو) دیکھو اوج۔

اوگار بقول برہان بروزن و معنی افگار است کہ (۱) جراحت پشت چارپا باشد و (۲) زمین گیر و بجا ماندہ و (۳) آزردہ را نیز گویند و فرماید کہ باید دانست کہ در لغت فارسی چنانکہ بای ایجد بہ واو تبدیل می یابد فای سعفص نیز تبدیل می یابد چنانچہ در فوائد گذشت۔ صاحبان انند و ہفت تصریح کردہ اند کہ بہ کاف فارسی است و از طرز کتابت صاحب جامع ہم کاف فارسی مستفاد می شود۔ صاحب رشیدی این را بدیل افگار نوشتہ **مولّف** گوید کہ مبدّل و مرادف افگار است چنانکہ صاحب برہان گفتہ فا بہ واو بدل شد چنانکہ فرخ و ورخ و صراحت ماخذ افگار بجایش گذشت (اردو) دیکھو افگار۔

اوگنج بقول برہان بروزن شطرنج ندامت و پشیمانی را گویند۔ صاحبان جہانگیری و سروری و سراج تصریح کردہ اند کہ بہ کاف فارسی است و صاحبان ناصری و شمس و ہفت و انند ہم ذکر این کردہ اند ولیکن از تصریح مذکور سکوت ورزیدہ **مولّف** عرض کند کہ بقول صاحب برہان گنج بہ کاف عربی مفتوح بمعنی بیرون کشیدہ باشد و او مخفف آو بمعنی آب بجایش گذشت پس آوگنج بہ کاف عربی بمعنی آب بیرون شدہ و مراد از پشیمانی توان گرفت کہ شخص پشیمان آب آب می شود اگر کاف فارسی گیریم گنج

بالضم بقول برہان بمعنی گنجایش از گنجیدن و در آوردن و در آمدن چیزے در جای تنگ پس بخیال ما معنی او گنج بہ کاف عربی اقوی باشد باعتبار معنی و فتح اولش کہ بروزن شطرنج آمدہ و بکاف فارسی ہم معنیش کشان کشان درست می شود بہ تکلف و اندرین صورت ضمۂ کاف لازم ہمین وجہہ باشد کہ محققین ناواقف از ماخذ بکاف فارسی آوردہ اند و بعض بہ کاف عربی (اردو) ندامت بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مونث۔ شرمندگی خجالت۔ انفعال۔ پشیمانی۔ پچتاوا۔ تاسف (انیس ۹) بے دفن ہے فرزند ندامت بڑی ہے ؎ ہم چھپتے ہین اور دھوپ مین لاش اوس کی پڑی ہے ؎

اوگند بقول برہان بروزن و معنی افگند است۔ ماضی افگندن و اندوختن بخیال **مولف** ضرورت نداشت کہ بیانش کنیم۔ باتباع محققین فرس جا دادہ ایم مخفی مباد کہ ہمین لفظ بہ فتح کاف فارسی و نون مفتوح مضارع ہم باشد از ہمان مصدر و بیان مصدر این می آید۔ (اردو) اوگندن کا ماضی اور مضارع دیکھو اوگندن۔

اوگندن بقول برہان بروزن و معنی افگندن و انداختن باشد و بقول جہانگیری و سروری بہ کاف عجمی است۔ صاحبان ناصری و نوادر و انند و ہفت ہم ذکر این کنند ولیکن از تصریح مذکور ساکت۔ صاحب موارد این را مرادف افگندن قرار دہد بہمہ معانیش۔ صاحب بحر فرماید کہ سالم التصریف است کہ غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نیاید **مولف** عرض کند کہ مبدل افکندن باشد کہ بجایش گذشت فا بہ واو بدل شد ہمچون افگار و اوگار و تحقیق کاف بر افگندن کردہ ایم (اردو) دیکھو افگندن۔

اوگنیدن بقول نوادر و موارد و مرادف افگندن کہ گذشت شامل بر ہمہ معانیش۔ صاحب سروری ہم ذکر این بدیل اوگندن کردہ مرادفش قرار می دہد (مولوی معنوی ؎) حاجب آوردش بغفلت سوے من ؎ اوگنیدش موکشان در کوے من ؎ مولف عرض کند کہ ظاہر است کہ اصل این افگندن است و ہمدرا نجا بیان ماخذ کردہ ایم پس جزین نیست کہ اندرین مصدر بقاعدۂ مصادر جعلی یائے معروف قبل علامت مصدر زیادہ و فارا بہ واو بدل کردہ اند ہمچون فرنج و ورنج (اردو) دیکھو افگندن۔

اوّل بقول صاحب منتخب بہ تشدید واو نخستین و آغاز مولف گوید کہ لغت عرب است و فارسیان بترکیب خویش استعمال این کردہ اند کہ در ملحقات می آید (ظہوری ؎) در محبت انچہ میگوئیم اوّل می کنیم ؎ پارۂ بیش است از گفتار ما کردار ما ؎ (اردو) اوّل بقول امیر۔ عربی۔ ابتدا۔ آغاز (آتش ؎) آنکلے تہے کہ ہر سے کہان یان سے جائین گے ؎ اوّل کی کچھ خبر تہی نہ ہمکو اخیر کی ؎

اولاد بقول برہان و جہانگیری بضم اوّل بروزن فولاد نام دیوے بودہ است در مازندران۔ صاحبان جامع و سراج ہم ذکر کردہ اند۔ صاحب ناصری فرماید کہ بروزن پولاد نام راہ دار مازندران بودہ است۔ صاحب انند ہمزبان ناصری (حکیم فردوسی ؎) گرفت او کمر بند دیو سپید ؎ چو ارژنگ و غندی و اولاد و بید ؎ (اردو) اولاد۔ ایک دیو کا نام جو مازندران مین تہا۔ مذکر۔

اوّل اردی بہشت اصطلاح۔ بقول صاحب ضمیمۂ برہان روز اوّل ماہ دوم

از بہار کہ اوّل ثور است و ماہ فروردین را نیز گویند کہ اوّل حمل باشد باعتبار آنکہ اوّل اوست و بعد ازان اردی بہشت صاحب شمس فرماید کہ اوّل اردی بہشت حمل باشد کہ آن راہندیان بیساکہہ گویند و آن یک ماہ پیش از اردی بہشت و کمال بہار (سعدی ۵) اوّل اردی بہشت ماہ جلالی ٭ بلبل گویندہ بر منابر قصبان ٭ (اردو) موسم بہار کے دوسرے مہینے کے پہلے روز کو فارسی مین اول اردی بہشت کہتے ہین -

اوّل اندیش و انگہی گفتار پای پیش آمد است وپس دیوار

مقولہ - صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی و محبوب الامثال ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و محلّ استعمال ساکت **مولف** گوید کہ این شعر لیست کہ صورت مقولہ گرفتہ است و مقصودش آنکہ آدمی را باید کہ اوّل اندیشہ کند و بعدہ گفتار چنانکہ پا پیش دیوار مرتبہ اوّل دارد و سر آن دیوار ساختہ می شود یعنی دیوار بمرتبہ دوم است فارسیان این را برای کسی استعمال کنند کہ بیہودہ گوئی کند و بدون غور حرف زند - (اردو) دکن مین کہتے ہین " پہلے سوچو پیچھے کہو " سوچ بچار کر کہا کرو "

اول باخر نسبتی دارد

مقولہ - صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند اما از بیان معنی و محلّ استعمال ساکت **مولف** گوید کہ فارسیان چون ببینند کہ کسی در امرے آغاز کردہ و ابتدا ایش قبیح است این را بحق او استعمال کنند مقصود آنکہ چون آغاز این کار قبیح است انجامش ہم قبیح باشد چنانکہ " سالی کہ نکوست از بہارش پیداست " فرق درین ہر دو مثل

ہمین قدر است کہ استعمال آخر الذکر برائے خوشحالی وکار نیک مخصوص۔ (اردو) دکن مین کہتے ہین "جب آغاز ایسا ہے تو انجام کیا ہوگا" یعنی ابتدا ہی مین نقصان اور خرابی ظاہر ہوتی ہے تو آخر پر اور خرابی ہوگی نیز کہا جاتا ہے "جیسا آغاز ویسا انجام" اٹھان ہی سے انجام ظاہر تھا "بُرے آغاز کا بُرا انجام"

اوّل بچش بعد ازان گو کہ بے نمک است

مثل۔ صاحبان خزینۃ الامثال وامثال فارسی واحسن ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ومحلّ استعمال سکوت ورزیدہ اند مولّف عرض کند کہ فارسیان چون بینند کہ کسی قبل تجربہ وآزمایش بر چیزے رائے قائم کند وانگشت اعتراض می نہد پس بحق او این مثل راز نند (اردو) دکن مین کہتے ہین "سمجھہ کر اعتراض کرو" کڑوا ہے یا میٹھا چکھہ تو لو" نمک کو کٹھا کہتے ہو" یعنی بغیر چکھنے کے حکم لگاتے ہو۔

اوّل برج اصطلاح۔ بقول شمس اللغت فارسی است کنایہ از حمل۔ صاحب موید این را بدیل لغات عربی آوردہ مولّف گوید کہ این اصطلاح اگرچہ از دو کلمہ (یعنی اوّل وبرج) مرکّب است وہر دو کلمہ عربی زبان است امّا ترکیبش فارسی است کہ قلب اضافت توصیفی برج اوّل باشد وجا دارد کہ حرکت اوّل را اضافی گیریم بدین سبب کہ برج حمل در حساب منجمین اوّل ہمہ بروج است لہذا فارسیان حمل را اوّل برج خوانند دیگر ہیچ (اردو) حمل بقول آصفیہ عربی۔ اسم مذکر۔ آسمان کا پہلا برج جو مینڈھے کی شکل کا ہے

اوّل بسم اللہ غلط مثل۔ صاحبان خزینہ وامثال فارسی واحسن ذکر این کردہ اند

ولیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت
مولف گوید کہ فارسیان چون بینند کہ کسی
در امرے آغاز کند و در ابتدا از و خطائے
واقع شود بحق او این مثل را زنند مقصود
آنکہ ابتدائے کارے کہ غلط است نتیجہ اش
معلوم (اردو) بسم اللہ ہی غلط۔ بقول
صاحب آصفیہ۔ محاورہ۔ پہلے ہی کام مین
چوک۔ چھوٹتے ہی غلطی۔

اوّل بنا بود | استعمال۔ صاحب رہنما
بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار کہ
این کردہ گوید کہ بمعنی "در ابتدا
این مقرر بود" مولف عرض کند کہ باید
کہ لفظ اوّل را بدون کسرۂ آخر خوانیم و
اصل این (بنائے اوّل این بود) یعنی
قلب اضافت توصیفی است (اردو)
ابتدا ایسی تھی۔

اوّل بہا مشک بہا | مقولہ۔ صاحبان
بحر و انند بحوالہ غیاث این را آوردہ اند
و فرمایند کہ این مقولہ در محاورۂ سوداگران
باین معنی کہ فروختن متاع بعوض قیمتی کہ
خریدار اولین میدہد بہتر است۔ صاحبان
خزینہ و امثال فارسی و احسن و محبوب الامثال
ہم ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ساکت
مولف گوید کہ بنائے این مقولہ فرس
ہر تجربہ تجار است مقصود این است کہ
قیمت اوّل۔ بہائے مشک دارد یعنی
خریدارے کہ اوّل ہمہ تعین قیمت می کند
بہتر باشد از دیگر خریداران۔ (اردو)
پہلا مول سونے کا تول۔ دکن مین مستعمل ہے
اور وہ اس فارسی مقولہ کا ٹھیک ترجمہ
ہے اور بالکل ہم معنی۔

اوّل پیالہ۔ درد | مثل۔ صاحب
تحقیق الاصطلاحات گوید کہ فارسیان این
را بجائے زنند کہ ابتدائے معاملت

خوب بنا شد۔ صاحبان خزینہ وامثال غارسی واحسن ہم ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ومحل استعمال ساکت مولف گوید کہ باید کہ اوّل را باضافت گیریم واین مرادف (اوّل بسم اللہ غلط) باشد کہ گذشت۔ دُرد عموماً در آخر پیالہ یعنی بہ تحت پیالہ می باشد۔ ہرگاہ در اوّل پیالہ درد پیدا شود۔ باید دانست کہ ہمہ پیالہ پر از دُرد است مقصود آنست کہ چون خرابی کار در آغازش ظاہر شود دلیل آنست کہ انجامش ہم بخیر نباشد زیرا کہ بنائے فاسد است (اردو) دیکھو اوّل بسم اللہ غلط۔

اوّل جنگ آخر آشتی مقولہ۔ صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی ومحل استعمال ساکت مولف گوید کہ فارسیان این مقولہ را بجای استعمال کنند کہ درمیان دو کس نزاعی واقع شود مقصود شان این است کہ اختلاف دو کس اوّل نوبت بجنگ آرد ولیکن در آخرش صلح می شود یعنی چون مردمان جمع آیند و آتش غضب فریقین را فرو نشانند نزاع بہ مصالحت گراید مقصود از استعمال این مقولہ آن باشد کہ نوبت بجنگ نیاورون ونظر بر انجامش کردن واز ابتدا سعی در صلح کردن اولی است (اردو) دکن میں جب دو شخص لڑتے ہین تو لوگ کہتے ہین "آج لڑتے ہین مگر کل ملجائینگے" اس کا یہ مطلب ہے کہ ہر ایک لڑائی طوعاً وکرہاً آخر صلح پر ختم ہوجاتی ہے یعنی فریقین سے جب کسی ایک کی طاقت گھٹتی ہے تو وہ صلح کا طالب ہوتا ہے اور کسی نہ کسی طرح پر فریق غالب سے صلح کرلیتا ہے اور خوب سمجھتا ہے کہ اسی مین

خیر ہے۔

اوّل خویش بعدہ درویش مقولہ صاحبان خزینہ و امثال فارسی و احسن و محبوب الامثال ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و محلّ استعمال ساکت مولّف عرض کند کہ معنیش آنکہ آدمی را باید کہ اوّل نگہداشت و رعایت اقربای خویش کند و بعدہ اغیار را بنظر عنایت ملحوظ دارد۔ فارسیان چون بینند کہ کسی در رعایت اغیار مشغول است و از اقربا بے خبر پس این مقولہ را استعمال کنند و چون کسی را بینند کہ با اقربای خود مراعات میکند گویند کہ درست میکند کہ اوّل خویش است و بعد ازان درویش (اردو) یہی فارسی مقولہ اردو مین مستعمل ہے۔ امیر نے اس کا ذکر فرمایا ہے یعنی پہلے اپنے اعزّہ کے ساتھہ سلوک کرنا چاہئے اس کے بعد اغیار سے۔ صاحب محبوب الامثال نے لکھا ہے "پہلے اپنا پہر پرایا" "پہلی گہر مین پہر مسجد مین" "اوّل خویشان بعد درویشان" عربی مین اسی مقولہ کا ترجمہ ہے "الدار ثم الجار"

اول دشت اصطلاح۔ بقول بہار با ضافت و شین معجمہ سودائے اولین کہ در عرف ہند آنرا بوہنی گویند و این را اہل حرفہ شگون نیک شمارند و این مرادف دست فال است کہ دست لاف قلب آنست (میر محمد افضل ثابت ۵) اول دشت بسودائے جنون برخیزد ؛ خود فروشی چہ کند جلوۂ او در بازار ؛ (میر نجات ۵) نوروز شد اے اہل وفا اول دشت است ؛ یعنی زپے آب وہوا اوّل دشت است ؛ و فرماید کہ دور نیست کہ در اصل ترکیب محمول بر قلب

و دست بسین مہملہ بود بہ معنی نوبت اوّل کہ بکثرت استعمال با ضافت و بشین معجمہ شائع شدہ و شہرت گرفتہ و می تواند کہ بشین معجمہ از تصحیفات نسّاخ بود واللہ اعلم (انتہی) صاحب انند نقل بر دارش۔ صاحبان بحر و وارستہ ہم ذکر این کردہ اند۔ مولّف گوید کہ تبدیل سین مہملہ بہ شین معجمہ در فارسی آمدہ چنانکہ کستی و کشتی و سار و شار پس جا دارد کہ اصل این بر قیاس بہار بسین مہملہ باشد۔ صاحب ساطع بر بوہنی فرماید کہ لغت ہندی است بمعنی سوداے اولی کہ استادان حرفہ و اصناف بر نقد کنند و آنرا در فارسی دستلاف خوانند و بخیال ما شک نیست کہ اوّل دست بسین مہملہ اصل این است و جا دارد کہ این را مرکّب اضافی گیریم کہ اضافت اوّل بے محل نباشد یعنی سوداے اوّل کہ بدست رسد (اردو)

بوہنی بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مونث اوّل بکری۔ وہ دام جو دکان کھول کر سب سے پہلے غلہ میں پڑیں۔

اوّل دشنام شدن استعمال بمعنی آغاز دشنام شدن و ابتدا شدن آن باشد چنانکہ ظہوری فرماید (ف) کردم آخر نفس و اول دشنام نشد ؛ غلط است انیکہ دعا را اثرے می باشد ؛ (اردو) گالی گلوچ کا شروع ہونا اردو میں کہہ سکتے ہیں

اوّل دم نقد مطبخی را مثل۔ صاحب خزینہ ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی و محلّ استعمال ساکت مولّف گوید کہ (۱) فارسیان چون بینند کہ کسے از کار پردازان در کار مفوضۂ خود کہ از ان مالک است بطور جائز مستفید شد فارسیان این مثل را لحق او زنند یعنے مطبخی بوے خوش طعام را اول حاصل کند

(الف مع واو)

وازان ذوق بردارد و مالک مطبخ ازان
محروم و استعمال این مثل برخوش بخی تمطبخی
ہم میشود مخفی مباد کہ دم دریخا بمعنی بو باشد
کہ بعربی شم خوانند و نقد صفت دم بمعنی
جہیا و انہیم متعارف است کہ حوالی سرپوش
دیگ را بہ آرد گندم بند کنند تا ہوا داخل
نشود و دیگ جوش نزند۔ ہرگاہ دیگ
تیار شود مطبخی آرد را جدا کند و نوش جان
فرماید و آن بغایت خوشبو ہمچون نان لطیف
پختہ میشود و این عادتاً حق اوست۔ پس
ازین مثل اشارہ این دستور العمل ہم
پیدا میشود کہ پیش از انکہ مالک دیگ از دیگ
متمتع شود مطبخی ذوق آن برمیدارد و انہیم
رسم و عادت است کہ مطبخی چون دریافت
کند کہ دیگ تیار شدہ است یک دو لقمہ بطور
چشک می خورد تا مطمئن شود کہ نقصانے
دران باقی نماند پس ازین مثل اشارہ

این رسم ہم پیدا است (اردو) (۱)
جب کسی کارندی کو آقا کے سرمایہ سے
جائز طور پر منتفع پاتے ہین تو دکن مین کہتے
ہین "پانچون انگلیان گہی مین" اس کے
متعلق ایک نقل مشہور ہے کہ کسی ایک امیر نے
اپنے ایک کارندے کو عمدہ گہی خرید
کرنے کے لئے قصبات پر بہیجا۔ خریدارون کی
یہہ عادت ہے کہ گہی کے گہڑے مین اپنی
ایک انگلی ڈالکر اوس کا ذائقہ معلوم کرتی ہین
اور امتحان کہ گہی عمدہ ہے یا کچہہ آمیزش
رکہتا ہے۔ گہی کا مالک اس طرز عمل کو
جائز قرار دیتا ہے اور معترض نہین ہوتا
اسی طریقہ پر ان حضرت نے یہہ کیا کہ بعوض
ایک انگلی کے اپنی پانچون انگلیان گہی مین
ڈبوئین اور پہر امتحان کے لئے نوش جان
فرمایا۔ اسی طرح آپ کا عمل بغرض
امتحان ہر ایک گہڑے سے رہا اور ایک

بڑی مقدار مین گہی چٹ گر گئے۔ گہی کا مالک ہنسنے لگا اور کہا کہ میرا گہی بکے یا نہ بکے لیکن آپ کے پانچون انگلیان گہی مین ہین اس دن سے یہہ جملہ ضرب المثل ہوا اون چالاک کارندون کے لئے جو جائز طور پر اپنے مالک کے کاروبار سے خود بہی متمتع ہوتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے اس کہاوت کا ذکر کیا ہے لیکن اس کے معنون مین۔ مختار کل اور ہر طرح بن آنا پر اکتفا کی ہے (۲) چشک کا لطف باورچی پاے۔ مالک چولہے مین جاے "یہہ دکن مین مستعمل ہے بعض اناث یون کہتی ہین "دم کا آٹا ماماجی کے باپ کا مال" یعنی ماماجی جو باورچن ہین اوس پر حق رکہتی ہین اور بے تکلف نوش جان فرماسکتی ہین۔ بعض اہل دکن کہتے ہین "دیگ کا مزا باورچی جانے" اس کا یہہ مطلب ہے کہ حقیقی ذائقہ گرم گرم چشک سے باورچی ہی کو حاصل ہوتا ہے نہ مالک دیگ کو۔ دکن مین یہہ کہاوتین صرف باورچی ہی کے لئے سنی گئی ہین اور معنی اوّل مین اس کا استعمال نہین سنا گیا۔

اوّل ذائقہ مطبخی را | مثل۔ صاحب امثال فارسی ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی ومحل استعمال ساکت **مولف** گوید کہ این ہمان مثل است کہ گذشت بہ تغیر بعض الفاظ۔ دیگر ہیچ۔ ما از معاصرین عجم مثل اوّل الذکر را شنیدیم (اردو) دیکھو "اوّل دم نقد مطبخی را"

اوّل شب | استعمال۔ بقول بحر وہما در اصل ترکیب اضافی است لیکن بکثرت استعمال اضافت حذف شد چنانکہ نیم شب وجز آن کہ مقطوع الاضافت است۔ (نظامی ۵) چو اول شب آہنگ خواب آورم ❊ بہ تسبیح نامت شتاب آورم ❊

مولف گوید کہ فک اضافت است و با اضافت ہم مستعمل چنانکہ بہار از قدسی سند آوردہ (ے) چون سر زلفش بدستم افتد از خود میروم ؛ ہمچو طفلان اول شب خواب می آید مرا ؛ (اردو) اول شب (مونث) اردو مین کہہ سکتے ہین رات کا پہلا حصہ (مذکر)

اول شب میکشند مفلس چراغ خویش را

مثل۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی واحسن ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت **مولف** عرض کند کہ مقصود ازین مثل آنست کہ مفلس و تنگدست از بے مایگی مجبور است کہ چراغ خود را اول شب خاموش کند و روغن چراغ برای آیندہ نگاہ دارد و ہمچنین است طرز عملش در دیگر چیزہا۔ فارسیان چون کسی را محتاط بینند یا خانہ را بے چراغ این مثل را لایق او زنند۔ (اردو) دکن مین کہتے ہین "مفلس کے گہر اندہیرا" مفلس کا چراغ جگنو"

اول طعام بعدہ کلام

مقولہ۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی واحسن و محبوب الامثال ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت **مولف** گوید کہ فارسیان چون بینند کہ کسی در اثنای طعام گفتگوے سلسل میکند پس برای منع کردنش از کثرت کلام این مقولہ را استعمال کنند مقصود آنکہ ترا باید کہ اول طعام خوری و بعد ازان گفتگو کنی و نیز استعمال این مقولہ بوقتے کنند کہ طعام بر سفرہ مہیا شود و سلسلہ کلام منقطع نشود۔ مقصود آن باشد کہ بحث و کلام بروقت دیگر می توان کرد و طعام را سرد نباید کرد (اردو) دکن مین کہتے ہین "اول طعام بعد کلام" امیر نے

فارسی مثل کو لفظ بلفظ نقل فرمایا ہی اسلئے
کہ اردو مین بہی مستعمل ہی آپ فرماتے ہین کہ
جہان کوئی کہانے مین باتین بہت کرتا ہی
اسے روکنے کو کہتے ہین۔ صاحب محبوب الامثال
نے بہی ہاے ہوز کو ترک فرمایا ہی جیسا کہ
اہل دکن نے۔ نیز فرمایا ہے "اوّل
تام پہیر کلام" یہہ تصرّف پنجاب کا ہے
غلطی املا کے ساتہہ۔

اوّل فرورگان اصطلاح۔
بقول برہان روزے باشد کہ دہ روز
باوّل فرورین ماہ ماندہ باشد ہمچنانکہ
باعتقاد اہل اسلام روز جمعہ زیارت قبور
اموات نمودن افضل است بزعم فارسیان
درین روز زیارت وخمہا کردن بہتر است
ودرین ایام موبدان بجہت ارواح مردگان
ژندخوانند۔ صاحبان جامع وبحر وانند و
ہفت ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب ناصری

بذکر این فرماید کہ درین لغت پیروی برہان
شد والّا اوّل کہ عربی است درین لغت
نوشتہ نمیشد مولّف گوید کہ باید کہ اوّل را
باضافت خوانیم وانچہ طرز بیان محققین بالا
ابہام درمعنی پیدا کردہ حقیقت این را از
لغت فرورگان یافتیم۔ صاحب ناصری برفرورگان
فرماید کہ پنجروز است مر پارسیان را کہ
بغایت معتبر دانندش ودران جشن کنند
وآن پنجہ دزدیدہ است دخمسہ مسترقہ) و
گروہی پنداشتند کہ این پنجروز پرورگان است
وخلاف درمیان افتاد وآن اندرکیش
پارسیان مہم چیزے بود پس ہردو پنج را
احتیاط بکار بردند وبست ششم روز بآن
ماہ را (اوّل پرورگان) کردند وآخر ایشان
دزدیدہ وجملہ پرورگان دہ روز شد ودران
روزہا برائے روان مردگان خورش
وشراب نہند کہ بدان پرورده شوند (الخ)

پس نتیجۂ انیقدر تحقیق آنست کہ روز بست و ششم
از ماہ فرودین را (اول فروردگان)
نام است و این مبدّل (اوّل پروردگان)
باشد کہ بائے فارسی بہ فا بدل شود ہمچون
پیروز و فیروز و پیل و فیل (اردو) فارسیون
نے ماہ فرودی کی چھبیس ۲۶ تاریخ کو اوّل
فروردگان کہا ہے۔

اوّل قنوت اصطلاح۔ بقول برہان
کنایہ از صبح اوّل است کہ صبح کاذب باشد
صاحب بحر فرماید کہ صبح کاذب وقت فجر
چرا کہ شافعیان دران وقت قنوت میخوانند
صاحب مؤید فرماید کہ فجر زیرا کہ نزد شافعی
در فجر ہم قنوت می خوانند۔ صاحب جہانگیری
این را در خاتمۂ کتاب (تذییل لغات مرکبہ
از پارسی و عربی یا دو کلمۂ عربی کہ بروش
پارسی آوردہ باشند) آوردہ فرماید کہ
کنایہ باشد از صبح صادق۔ خان آرزو
در سراج و صاحبان انند و ہفت متفق اند
بابرہان مؤلف گوید کہ او قنوت کہ بجایش
گذشت مخفف این و اصل آن ہمین اوّل
قنوت است و کنایہ از صبح کاذب و این را
اوّل قنوت بدین وجہ نام کردند کہ قنوت
دوم در نماز مغرب ہم آمدہ (اردو)
صبح کاذب بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مونث
صبح صادق کا نقیض۔ وہ صبح کی روشنی
جس کے بعد پھر اندھیرا ہو جاتا ہے یعنی
وہ مستطیل اونچی اٹھی ہوئی سپیدی جو صبح
صادق سے پہلے کچھ نمودار ہوتی ہے
(ذوق ۵) مقدم صدق پر ہے کذب
اگرچہ صدق فائق ہے ؛ کہ پہلے صبح کاذب
یان ہے پیچھے صبح صادق ہے ؛

اوّل کسیکہ لاف محبت زند منم مقولہ۔
صاحب خزینۃ الامثال ذکر این کردہ ولیکن
از بیان معنی و محل استعمال سکوت ورزیدہ

مولف گوید کہ فارسیان چون کسی را بینند کہ در دعوے محبت کسی صادق نیست پس آنہا از بحق او این مقولہ را استعمال کنند مقصود این است کہ درجۂ او اوّل است در لاف گزاف نہ در صدق محبت (اردو) اس فارسی مقولہ کے مماثل کہاوت اردو مین نہین پائی گئی ۔ اس کا لفظی ترجمہ یہہ ہے کہ (لاف محبت مین میرا نمبر اوّل ہے) لفظ لاف سے خود یہہ بات ظاہر ہے کہ مین سچی محبت نہین رکھتا ۔

اولکو بقول شمس بالفتح لغت فارسی است بمعنی تراز وحیف است کہ تصریح کامل حلیۂ لفظ نکرد و دیگر محققین فرس ہم ازین ساکت و بہ تحقیق ما لغت ترکی است کہ صاحب لغات ترکی ذکر این بہ ہمین معنی کردہ است پس تا آنکہ سند استعمال پیش نشود نتوان قیاس کرد کہ فارسیان استعمال این کنند بالجملہ این قدر متحقق شد کہ این لغت زبان فارسی نیست و صاحب شمس تسامح کردہ و معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند (اردو) دیکھو اسطر کے پہلے معنے ۔

اوّل گل اصطلاح ۔ بقول بہار دانند بہ کاف فارسی لغت فارسی است بہ معنی اوّل جوش گل و ہمبرین قیاس آخر گل ۔ دانش گوید ؎ ایکہ محرومی ز مے از شرم پیری در بہار ٭ اوّل گل اوّل عمر است مے در جام کن ٭ مولف عرض کند کہ باید کہ لام اوّل را باضافت خوانیم و مراد ازین اوّل موسم بہار و آغاز گل است (اردو) ابتداے موسم بہار یا ابتداے بہار اردو مین کہہ سکتے ہین ۔

اولنج بقول برہان بفتح اوّل و ثالث وسکون ثانی ونون وجیم (ا) بہ معنی اورنگ است

کہ تخت بادشاہان باشد۔ صاحب جہانگیری این را بہ معنی مذکور مترادف اورنگ گوید۔ صاحب جامع متفق با جہانگیری۔ صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی اورنگ و مبدّل آنست۔ صاحب سراج ہم ذکر این کردہ۔ **مولف** عرض کند کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و جا دارد کہ رائے مہملہ را بہ لام و کاف فارسی را بہ جیم عربی بدل کردہ باشند چنانکہ چنار را چنال و آخشیج را آخشیج کردند ماصراحت ماخذ این بر معنی اوّل اورنگ کردہ ایم (اردو) دیکھو اورنگ کے پہلے معنے۔

(۲) اولنج۔ بقول برہان بہ معنی عقل و دانش۔ صاحبان جہانگیری و جامع ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب ناصری فرماید کہ مبدّل اورنگ است صاحب سراج متفق با برہان۔ **مولف** عرض کند کہ صراحت تبدیل بر معنی اوّل این کردہ ایم و صراحت ماخذ بہ معنی اوّل اورنگ (اردو) دیکھو اورنگ کے دوسرے معنے۔

(۳) اولنج۔ بقول برہان بہ معنی فروزیبائی باشد۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ فر و شکوہ و زیبائی را گویند۔ صاحب جامع ہمزبان برہان۔ صاحب ناصری فرماید کہ مبدّل اورنگ است و بس۔ صاحب سراج ہم ذکر این کردہ **مولف** عرض کند کہ ماصراحت تبدیل بر معنی اوّل این کردہ ایم و صراحت ماخذ بر معنی سوم اورنگ (اردو) دیکھو اورنگ کے تیسرے معنے۔

(۴) اولنج۔ بقول برہان بہ معنی شادی و خوشحالی باشد۔ صاحب جہانگیری

گوید کہ بمعنی شاد و شادی و خوشحال و خوشحالی است مرادف اورنگ کہ بجایش گذشت۔ صاحب جامع متفق با جہانگیری۔ صاحب ناصری فرماید کہ مبدّل اورنگ است۔ صاحب سراج ہمزبان برہان **مولّف** گوید کہ صراحت تبدیل برمعنی اوّل این کردہ ایم و صراحت ماخذ برمعنی اول اورنگ (اردو) دیکھو اورنگ کے پانچویں معنے۔

(۵) اولنج۔ بقول برہان زندگانی را ہم گویند۔ صاحب ناصری گوید کہ مبدّل اورنگ باشد۔ دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد۔ **مولّف** گوید کہ خیال مانسبت ماخذ این برمعنی ہشتم اورنگ مذکور شد و صراحت تبدیل برمعنی اول این۔ (اردو) دیکھو اورنگ کے آٹھویں معنے۔

(۶) اولنج۔ بقول برہان بمعنی مکر و فریب و حیلہ۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ مرادف اورنگ باشد۔ صاحب جامع متفق با جہانگیری و صاحب ناصری فرماید کہ مبدّل اورنگ باشد۔ صاحب سراج ہم ذکر این کردہ **مولّف** عرض کند کہ صراحت ماخذ این بر اورند کردہ ایم و اشارہ آن برمعنی چہارم اورنگ و مثال تبدیل برمعنی اوّل این (اردو) دیکھو اورنگ کے چوتھے معنے۔

(۷) اولنج۔ بقول برہان سگ انگور را نیز گفتہ اند کہ بتازی عنب الثعلب خوانند صاحب جہانگیری فرماید کہ مرادف اورنج باشد کہ بجایش گذشت۔ صاحب رشیدی این را مرادف اورنج گوید و فرماید کہ بمعنی سگپستان باشد۔ صاحبان

ناصری وسروری وجامع ہم ذکر این کردہ اند وصاحب شمس فرماید کہ آونج بفتح اول وسکون نون وجیم عربی سگ انگور را نام است وہمین سگ انگور را سگپستان ہم گویند (انج) مولف گوید کہ از قول شمس مستفاد میشود کہ سگ انگور وسگ پستان متحد باشد حالانکہ درمیان ہر دو فرق است چنانکہ بر اورنج تصریح کامل کردہ ایم نورا ے مہملہ بہ لام بدل شد دیگر ہیچ چنانکہ چنار وچنال وصراحت کامل افعال وخواص این بر انگور شغال گذشت (اردو) دیکھو اورنج کے پہلے معنے۔

(۸) اونج۔ بقول برہان بضم اول چوب خوشہ انگور باشد کہ دانہ ہاے آنرا چیدہ باشند وبعربی آنرا عنقود خوانند۔ صاحبان جہانگیری وجامع ہمزبان برہان وصاحب سروری فرماید کہ باین معنی بضم اول وکسر لام وسکون نون باشد۔ صاحب سراج فرماید کہ بضم اول بروزن اورنج بلکہ مبدل آن بہمان معنی وے۔ صاحب رشیدی ہم ذکر این کردہ مولف عرض کند کہ مبدل اورنگ است وصراحت ماخذ بر معنی دوم اورنج کردہ ایم ومبدل اورنج ہم توان گرفت وامثلۂ تبدیل بر معنی اول این مذکور شد (اردو) دیکھو اورنج کے دوسرے معنے۔

(۹) اونج۔ بقول سروری بمعنی سپستان باشد دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب محیط بر سپستان فرماید کہ اسم فارسی است وآن مخفف سہ پستان یا سرپستان یا سگ پستان است جہت مشابہت باین اسما نامیدہ اند وآنرا بعربی دبق ومخاطہ ومخاطیا وبیونانی فاطرون وبہندی لہسوڑہ ولسلسہ وبہیڑہ

وگونداو کلان را بڑگوندانامند وآن ثمر درختی است عظیم معروف در اکثر بلاد وبہترین آن نورسیدہ و بزرگ دانہ پرگوشت است وآن معتدل درگرمی و سردی وتر در اوّل قلیل الغذا و مولد بلغم خام است وتنقیۂ بدن وتقویت آن کند ومنافع بسیار دارد بخیال ما چنانکہ صراحتش برمعنی اوّل اورنج کردہ ایم واشارۂ آن برمعنی ہفتم این بتسامح اہل تحقیق است کہ این را بمعنی سگ انگور وسپستان گرفتہ اند وفرقے میان ہر دو نکردہ و بتحقیق ما اورنج بہ واو و اولنج بہ لام (ہر دو مبدل یکدیگر) اسم سگ انگور است کہ انگورشغال ہم نام دارد وصراحت افعال وخواص آن بر انگورشغال گذشت (اردو) تسلسا بقول آصفیہ ہندی اسم مذکر۔ ایک نہایت چھپیدار پھل کا نام۔ لسوڑا۔ سپستان۔ مخاط۔ مخیط۔ بہیڑا۔ مزاجاً معتدل مانا گیا ہے۔

اولنگ بقول انند بحوالۂ غیاث بالفتح و واو مجہول و فتح لام و سکون نون غنہ و کاف فارسی لغت فارسی است بمعنی سبزہ زار و مرغزار و دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** گوید کہ صاحب غیاث تصریح کردہ است کہ این لغت ترکی است حیف است کہ در لغات ترکی این را نیافتیم اینقدر متحقق کہ لغت فارسی نیست و آوعاے صاحب انند تسامح اوست (اردو) سبزہ زار بقول آصفیہ فارسی۔ اسم مذکر۔ مرغزار۔ چراگاہ۔ ہرا جنگل۔ گھانس کا تختہ۔

اوّل نگاہ استعمال۔ باضافت لفظ اوّل و بدون آن۔ بمعنی نگاہ اولین۔

(۱۹۳۷)

ونظر اولین باشد واین در اصل قلب اضافت نگاہ اول است یا مرکب اضافی بصورت اضافت (صائب ؎) کیست صائب تا نگردد محو در اول نگاہ پیش دو عالم محو در آئینہ رخسار تو ہ (اردو) پہلی نگاہ یا پہلی نظر اردو میں کہہ سکتے ہیں

اول و آخر شدہ بر انبیا مقولہ۔ صاحب موید فرماید کہ بمعنی رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم در خلقت و نبوت جناب ہفت نقل بردارش۔ صاحب شمس این را (اول آخر شدہ) آوردہ فرماید کہ کنایہ از سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم **مولف** گوید کہ چون آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باتفاق جمیع فرق اسلام در آفرینش برہمہ مخلوق مقدم اند و در بعثت و وجود آخر ہمہ انبیا۔ پس (اول و آخر شدہ بر انبیا) کنایہ باشد از حضرت ممدوح صلی اللہ علیہ وسلم (اردو) خاتم الانبیا بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ تمام نبیوں کی نبوت کو ختم کرنیوالے۔ اخیر پیغمبر حضرت صلی اللہ علیہ وسلم۔

اولہ بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بفتح اول و ثالث لغت فارسی است بمعنی (۱) شاہین و باز و (۲) بمعنی جانور دواب ہم دیگر کسے از اہل تحقیق ذکر این **نکرد مولف** عرض کند کہ آلہ بمدودہ و آلہ بمقصورہ بجایش گذشت کہ بمعنی پرندہ عقاب است و بقول صاحب لغات ترکی اسپ ابلق بخیال ما ہمین لغت را صاحب فرہنگ فرنگ بزیادت واو نقل کردہ و بصراحت معنی ہم از تحقیق کار نبردہ۔ و صاحب انند نقل بردارش۔ پس تا آنکہ استعمال این بہر دو معنی بالا در کلام فرس بنظر نیاید مجرد بیانش اعتبار را نشاید (اردو) (۱) شاہین بقول آصفیہ

فارسی - اسم مذکر - ایک سفید رنگ کے شکاری پرند کا نام - باز - بقول آصفیہ - عربی - اسم مذکر - ایک شکاری پرند کا نام ہے جس کی پیٹھ سیاہ اور آنکھیں سرخ ہوتی ہیں - (۲) جانور بقول آصفیہ - فارسی - اسم مذکر - چوپایہ - حیوان -

اولی بقول صاحب ضمیمہ برہان (۱) ترجمہ ہویت است دیگر کسے ذکر این نکرد حیف است کہ ہیچ تصریح حلیۂ لفظ نکرد مولف گوید کہ باین معنی باید کہ بہ ضم واو معروف گیریم وشک نیست کہ کلمہ آو در ترکیب این داخل باشد حیف است کہ سند استعمال پیش نشد وچنین نباشد کہ این را مفرس دانیم - وطالب سند باشیم مرادف (او چنیرے) کہ گذشت ودرزبان عربی (۲) اولی بالفتح وبآخر الف بصورت یا بقول منتخب بمعنی صواب تر وسزاوار تر فارسیان بہ ترکیب خویش استعمال این کنند چنانکہ در لمعات آید (انوری ؎ طریق خدمت اگر بسپرند باکے نیست ؎ زمانہ نیک شناسد طریق اولی را ؎ و (۳) بضم الف وواو معروف وکسر لام نیز لغت عرب است کہ بقول انند بہ معنی خداوندان باشد جمع ذو بالضم واین جمع خلاف مادہ مفرد است (اردو) (۱) دیکھو اوچنیرے (۲) اولی بقول امیر - عربی - بہت بہتر - بہت مناسب - سب سے اچھا - آتش ؎ شان عشق اولی ہے مجنون دودمان عشق سے ؎ ناخلف ناقابل ونالائق وناکارہ تہا ؎ (۳) صاحبان بقول آصفیہ - فارسی - اسم مذکر - صاحب کی جمع - خداوندان جیسے صاحبان نعمت وغیرہ -

اولیا بقول انند بحوالہ غیاث بالفتح وکسر لام وتحتانی بالف کشیدہ لغت عربی است

جمع ولی۔ دوستان ونزدیکان قرابت ونزدیکان حق سبحانہ وتعالی (مولوی معنوی
ے) حق تعالی از غم وخشم وخصام پ کے گذارد اولیا را درعزام پ مولف گوید
کہ فارسیان بہ ترکیب فارسی استعمال این کنند چنانکہ اولیاے دوست وغیرہ کہ در
ملحقات می آید (اردو) اولیا بقول امیر۔ ولی کی جمع۔ اہل اللہ۔ خدارسیدہ۔

اولی اجنحہ اصطلاح۔ بقول انند بحوالہ غیاث بضم اول وکسر لام وفتح الف وسکون جیم، کسر نون وحاے مہملہ در آخر لغت عربی است بمعنی صاحبان بازوہا واین کنایہ است از ملائک چرا کہ منقول است کہ فرشتگان پر وبال دارند مولف گوید فارسیان ہم استعمال این کنند ازینجاست کہ صاحب بحر ہم ذکر این کردہ ولیکن جیف است کہ سند استعمال این پیش نشد۔ (اردو) فرشتے بقول آصفیہ۔ اسم مذکر۔ فرشتہ کی جمع۔ ملائک۔

اولیاے دولت استعمال۔ بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ امرا وارکان دولت مولف گوید کہ مرکب از اولیا و دولت اگرچہ ہر دو لغت عرب است ولیکن ترکیب این فارسی است مرکب اضافی۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ حیف است کہ سندے پیش نشد۔ معاصرین عجم بر زبان دارند (اردو) اولیاے دولت بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ صاحبان حکومت۔ رئیس۔ امیر وزیر۔ اولوالامر۔ ارکان دولت وسلطنت۔

اولیاے سن ژام استعمال۔ صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ بمعنی (والیان سنیت جیمس) وسنیت جیمس معبد یست مر نصارا راے لندن را

مولف گوید کہ اولیا بمعنی خواست کہ گذشت وسن ژام مفسّر (سینٹ جیمس) باشد کہ لغت انگلیسی است بہ تصرفے کہ معاصرین عجم کردہ اند وقیاس را در و دخلی نیست ہرچہ زبان شان پسند کرد استعمالش کردند (اردو) سینٹ جیمس کے حکام یا متولی اس کا ترجمہ ہے یعنی چرچ سینٹ جیمس کے اولیا جو لندن مین واقع ہے

اولی بودن استعمال۔ بمعنی سزاوار تر ولائق تر بودن است (ظہوری ؎) ز محراب حرم گرچہ در اوّل کردم ٭ قبلہ کردن خم ابروے ترا اولی بود ٭ (اردو) اولی ہونا اردو مین کہہ سکتے ہین (قلق ؎) رائے اقدس مین جو کہ آیا ہے ٭ یہی انسب ہے یہہ ہی اولی ہے ٭

اولی تر استعمال۔ بقول صاحب بحر بمعنی بہتر و فرماید کہ کلمۂ تر محض زائد است برائے مبالغہ نیست چراکہ اولی اسم تفضیل است حاجت بمبالغۂ دیگر ندارد۔ بہار گوید کہ درین ترکیب کلمہ اولی بتجرید مستعمل میشود و معنی تفضیل در ان ملحوظ نمی باشد بخیال الدین جربادقانی ؎ طرّہ در زیر گلونہ کہ ہمان اولی تر ٭ کہ سر زلف تو بر باد تو لا نکند ٭ (خواجوی کرمانی ؎) مرا ز میکدہ پرہیز کردن اولی تر ٭ کہ گفتہ اند بہ پرہیز بہ شود رنجور ٭ (شیخ شیراز ع) ترک احسان خواجہ اولی تر ٭ صاحب اللغات بحوالۂ غیاث بذکر این فرماید کہ نور اللغات در شرح گلستان نوشتہ کہ چون معنی تفضیل از لفظ اولی مستفاد است کلمۂ تر محض زائد و چون در کلام قدما کثیر الاستعمال است اصلاح نمی توان کرد۔ صاحب تحقیق الاصطلاحات نسبت این فرماید کہ اولی صیغہ اسم تفضیل است۔ حاجت کلمۂ تر کہ در فارسی

(۱۹۳۰)

ادات تفضیل است ندارد اما فارسیان ترا را باو الحاق کنند مگر انیکہ گویند کہ اسم تفضیل احیاناً در کلام عرب بمعنی اسم فاعل وصفت مشبہ ہم می آید ومعنی زیادت دران ملحوظ نمی باشد و درین صورت الحاق کلمہ ترصحیح می تواند شد۔ مولف عرض کند کہ تکرار کلمہ تر محاورۂ زبان است	دلبس نسبت آن اینقدر بحث ضرورت ندارد کہ از تکرار آن خللی در خوبی معنی پیدا نمی شود چنانکہ خوبتر را فارسیان خوبترین ہم گویند کہ درجۂ خوبی را زیادہ کنند (اردو) سب سے اچھا۔ بہترین کا ترجمہ۔ صاحب آصفیہ نے بہت اچھا کے ذیل مین بہت بہتر بہی لکھا ہے۔

اولیمو استعمال۔ بقول معاصرین عجم عرق لیمو را نامند کہ افشردہ را ماندو صاحب رہنما و بول چال ذکر آب لیمو کردہ و این ہمانست کہ بوسیلہ آلۂ خاص افشردہ لیمو را بشرکت شکر در شیشہ بند کنند وچون بازش کنند جوش زند و در انگلیسی زبان لیمونید و اترا نام دارد و بعض معاصرین عجم این را ہم آبجوش نامند۔ بخیال ما این مرکب است از آو کہ مخفف آو و مبدل آب است با لیمو و معنی حقیقی این آب لیمو است (اردو) لیمونیڈ یہہ افشرے کی ایک قسم ہے جسمین لیمو کا رس اور خفیف سی شکر شریک کرکے کل کے ذریعہ سے بوتل مین بہرتے ہین جب استعمال کے لئے کہولا جاتا ہے تو جوش مارتا اور ابلتا ہے۔ بقول آصفیہ میٹھا پانی۔ لیمونیڈ۔ ولایتی پانی۔ وہ پانی جو لیمو کا عرق اور شیرہ ڈالکر کل اور تیزاب کے ذریعہ سے بوتل مین بہرا جاتا ہے۔

اولین بقول انند بحوالۂ غیاث بفتح اول وتشدید واو مفتوح وکسر لام وسکون تحتانی ونون لغت فارسی است کہ بزیادت یا ونون مزید علیہ اوّل باشد مثل نخست ونخستین ومہ ومہین وکمتر وکمترین (ظہوری ۵) سالک عجب کہ نگذرد از گام اولین ؎ در راہ سعی با خود اگر ہم سفر شود ؎ (ولہ ۵) ہم در نگاہ اولین گفتم نہایتہای خود ؎ دل خوش کن رسوائیم خوش خرمی خوش کردہ ام ؎ (اردو) اوّلین بقول امیر پہلا (مومن ۵) صور کا نفخ اوّلین افغان ؎ فتنۂ محشر آخرین افغان ؎

اولین آیتے اصطلاح۔ بقول شمس لغت فارسی۔ بمعنی اول مخلوقات وبحوالۂ موید فرماید کہ بمعنی آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم باشد **مولف** گوید کہ اوّل مخلوقات آنسرور صلی اللہ علیہ وسلم را نام است چنانکہ از احادیث صحیحہ ثابت۔ انچہ صاحب شمس این را لغت عربی گفتہ غلطی کتابت بیش نیست۔ این قدر درست است کہ فارسیان از دو لفظ زبان عرب بترکیب فارسی اصطلاحی ساختہ اند وضرورت نداشت کہ در آخر این یاے وحدت زیادہ کنیم معاصرین عجم ہم (اولین آیت) بر زبان دارند (اردو) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فارسیون نے اولین آیت کہا ہے اردو مین بہی کہہ سکتے ہین اس لئے کہ آپ کی ذات مبارک اوّل مخلوقات ہے۔

اوّلین حرف اصطلاح۔ بقول صاحبان ضمیمۂ برہان وبحر وموید وشمس وہفت (۱) کنایہ از حرف الف و (۲) علم لدنی باشد **مولف** گوید کہ معنی اوّل لفظی است ومعنی دوم کنایہ باشد کہ حرف بمعنی سخن ہم آمدہ وعلم لدنی علمیست کہ بدون اکتساب

از باری تعالی حاصل شدہ باشد محض بہ فیض فضل او (کذا فی الغیاث) (اردو) (۱) الف بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ عربی کی ابجد کا پہلا حرف (۲) علم لدنی بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ وہ علم جو کسی کو خدائے تعالی کے پاس سے محض اوس کے فیض سے بغیر از محنت و استاد حاصل ہو۔

اوّلین رایت اصطلاح۔ بقول بحر اشارہ بجناب سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم صاحب موید فرمایند کہ زیرا کہ نور مبارک او از ہمہ موجودات پیشتر پیدا شدہ **مولف** گوید کہ صاحبان موید و ہفت و اند این را بہ تحتانی آخر یعنی (اولین رایتے) آوردہ اند بخیال ما ضرورت ندارد کہ یاے وحدت در آخر این گیریم (اردو) فارسی مین اولین رایت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کنایہ ہے

اوّلین نقش اصطلاح۔ بقول صاحبان ضمیمۂ برہان و بحر کنایہ از قضا باشد کہ مرادف قدر است۔ صاحب انند این را بحوالۂ فرہنگ فرنگ آوردہ فرماید کہ لغت فارسی است و کنایہ باشد از نصیب و مقدر۔ صاحبان موید و ہفت ہم ذکر این کردہ اند **مولف** گوید کہ قلب اضافت مرکب توصیفی است (اردو) تقدیر کا لکھا۔ مذکر

اوّلین و آخرین اصطلاح۔ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است مراد از ان متقدمین و متاخرین است **مولف** عرض کند کہ بمعنی حقیقی است۔ (اردو) متقدمین و متاخرین اردو مین کہہ سکتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے ہر ایک کا ذکر علیحدہ علیحدہ کیا ہے۔ متقدمین بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر (متقدم کی جمع) پہلے زمانہ کے لوگ۔

پراچین اور متاخرین بقول آصفیہ۔ عربی اسم مذکر۔ (متاخر کی جمع) پچھلے زمانے	والے۔ اخیر زمانے والے۔ متقدمین کا نقیض۔
اوماج	بقول برہان با ثانی مجہول بروزن محتاج نوعے از آش آرد باشد وباسقاط ثانی ہم آمدہ۔ وآرستہ بحوالۂ قوسی نقل کند کہ بواو معدولہ آشے کہ از آرد سازند وآنرا در بعض بلاد سلطان سنجری گویند غالباً سلطان سنجر مخترع آنست (منیر در ہجو اکولی گوید ؎) بطناب اوفتد ز شوق اوماج ٭ خیمہ دوزی کند ز عشق کماج ٭ صاحب ناصری فرماید ہمان اماج کہ مرقوم شد۔ صاحب سروری ہم بدیل اماج آوردہ فرماید کہ مرادف آنست وصاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ نقل این کند کہ بمعنی آماج (بالف ممدودہ) ہم آمدہ مولف گوید کہ آماج بمدودہ بجایش گذشت واین معنی ندارد البتہ اماج بہ مقصورہ بہ ہمین معنی آمدہ وما ہمدرانجا ذکر اوماج ہم کردہ ایم کہ اصل است واماج بدون واو مخففش۔ وبیان ماخذ این ہم ہمدرانجا مذکور۔ کہ لغت ترکی است (اردو) دیکھو اماج۔
اوماد	بقول برہان بفتح اول وسکون ثانی ومیم ودال بے نقطہ بالف کشیدہ بلغت یونانی عصارۂ قثاء الحمار است کہ خیارزہ سپند باشد۔ صاحب محیط بر قثاء الحمار فرماید کہ بکسر حا مہملہ وفتح میم وبالف وسکون راے مہملہ۔ اسم عربی است وبفارسی خیارزہ اسپند وغلط کردہ اند کسانیکہ ہندی آن کریلہ

وکچری تلخ وکڑوی کند وری گویند بلکہ صحیح آنست کہ آنرا ہندی بندال وکہکر بیل نامند بالجملہ نبات آن شبیہ بہ نبات خیارزہ و برگ آن کوچک تر از برگ آن۔ وثمر آن شبیہ بلوط و دراز تر از ان و قوی ترین اجزاے آن عصارہ ثمر آنست کہ بیونانی اطریون نامند ومستعمل آن سفید رنگ وملس سبک آن است کہ چون تر وچراغ بدارند مشتعل گردد وزیادہ از یک سال بران نگذشتہ باشد واز ثمر رسیدہ آن گرفتہ باشند وگویند قوت آن تا دہ سال باقی می ماند بالجملہ گرم وخشک درسوم وگویند گرم در دوم۔ ملطف محلل جالی ومنقی دماغ ومسہل مرہ صفرا وبلغم وزرد آب وخون ومقی وجہت فالج ولقوہ وصرع وکزاز و صداع وسرفہ بارد نافع ومنافع بسیار دارد **مولف** گوید کہ از براے این عصارہ اسمی خاص در فارسی زبان یافتہ نشد از ینجا ست کہ فارسیان لغت یونانی را استعمال کنند (اردو) بندال کا شیرہ صاحب آصفیہ نے بندال کا ذکر کیا ہے۔ بندال ہندی۔ اسم مونث۔ ایک قسم کی تلخ گھاس کا نام جسے سنگ بیرہ بھی کہتے ہین مزاجاً تیسرے درجہ مین سرد وخشک۔ دست آور ہے پیٹ کے موے بچے کو نکالتی ہے نمک کے ساتھہ مقی ہے۔ سونگنے سے چھینکین بہت آتی ہین۔

اومالی بقول برہان بضم اوّل وسکون ثانی وثالث بالف کشیدہ ولام تحتانی رسیدہ ہمان اورمالی است کہ دہن العسل باشد وآنرا عسل دانو وہم گویند

گرم و تر است در چہارم - صاحب انند وہفت ہمزبان برہان مولف گوید کہ
جزین نیست کہ این مخفف آنست بحذف رائے مہملہ و ما صراحت کامل ہمدرانجا
کردہ ایم - لغت یونانی است و در فارسی مستعمل (اردو) دیکھو اورمالی -

اومان بقول برہان وجامع وسروری وناصری وسراج بروزن چوگان
قریہ ایست از قرائے ہمدان کہ مولد اثیر الدین اومانی شاعر مشہور است -
صاحبان انند وہفت ہمزبانش مولف گوید کہ اومان بہ دال مہملہ عوض
واو بجایش گذشت جزین نیست کہ این مبدل آن باشد یا آن مبدل این
کہ دال مہملہ بہ واو بدل شود چنانکہ بید وبیو و ما صراحت ماخذش ہمدرانجا
کردہ ایم وجا دارد کہ تصحیف کاتبین دال مہملہ را واو کرد کہ درانجا ہم ذکر
مولد اثیر الدین اومانی کردہ اند - اگر اومان را بہ واو دوم صحیح گیریم بمعنی
مثل آب باشد کہ آو آب را گویند و مان بمعنی مشابہ و مانند - جا دارد کہ
نظر بہ صفائے مقام این نام نہادہ باشند ممدودہ و مقصورہ چیزے نیست
کہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است واللہ اعلم (اردو) ہمدان کے مضافات میں سے
ایک گاؤں کا نام اومان ہے - دیکھو اومان

اومنی بوس بقول صاحب رہنما کہ بحوالۂ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار
نوشتہ ارائہ کہ دران سہ یا چہار درجہ باشد دیگر کسے از اہل لغت ذکر این
نکرد مولف گوید کہ این مفرس است از لغت انگلیسی (آمنی بس) معاصرین

عجم برائے سہولت تلفظ واو بعد الف و واو دوم بعد بای موحدہ زیادہ کردہ اند
(اردو) آمنی بس۔ اوس گاڑی کا انگریزی نام ہے جو کئی درجہ کی ہوتی ہے۔
اور شہرون مین مسافرون کو ایک مقام سے دوسرے مقام پر پہنچاتی ہے
(مذکر) صاحب آصفیہ اور امیر نے اس کو ترک فرمایا ہے۔ لیکن دکن مین یہہ
نام معروف ہے اور ہمنے اس گاڑی کو دیکھا ہے۔

اونادیا بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالضم وکسر دال وتحتانی بالف کشیدہ
لغت فارسی است بمعنی خیار دشتی۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔
مولف گوید کہ لغت یونانی است و بفارسی مستعمل است تسامح صاحب انند است
کہ این را لغت فارسی نوشت۔ ما صراحت خیار بر لفظ از رنگ کردہ ایم (اردو)
جنگلی کھیرا دیکھو از رنگ جس پر کھیرے کا بیان ہے۔

اونار بقول انند بالفتح لغت فارسی است (۱) بمعنی آتش زدگی و (۲) بمعنی
خوش و (۳) بمعنی غنودگی دیگر کسی از اہل تحقیق ذکر این نکرد **مولف** گوید کہ
معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند و مجرد بیان محقق ہندی برائے ہیچ لغت غریب
بدون سند استعمال۔ اعتبار را نشاید و من حیث قیاس معنی اول فی الجملہ
بالفظ تعلق دارد کہ لفظ نار دران داخل است ولیکن معنی دوم وسوم
ہیچ تعلق بالفظ ندارد۔ بای حال طالب سند استعمال باشیم۔ و اگر سند بدست
آید تو انیم قیاس کرد کہ اسم جامد فارسی زبانست (اردو) (۱) آتش زدگی

بقول امیر آگ لگنا۔ (مونث) (۲) خوشبو بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث سگندہ۔ مہک۔ اچھی باس۔ (۳) غنودگی۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ اونگھہ۔ نیند۔ خمار۔

اونانیدن بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بالفتح لغت فارسی است بمعنی (۱) غنودن و (۲) استراحت نمودن و (۳) امید داشتن دیگر کسی از محققین مصادر فرس ذکر این نکرد حیف است کہ سند استعمال ہم پیش نشد اگر سندے بدست آید تو انیم قیاس کرد کہ اسم مصدر معنی اول اونار است کہ گذشت ورآے مہملہ بنون بدل شد چنانکہ چیدار و چیدان و یاے معروف قبل علامت مصدر زیادہ کردہ مصدرے ساختند کہ باصول محققین فرس جعلی است و معنی دوم و سوم مجاز معنی اول باشد معاصرین عجم بر زبان ندارند (اردو) (۱) اونگھنا۔ بقول امیر غنودگی آنا۔ نیند سے جھونکے لینا۔ (۲) آرام کرنا بقول امیر۔ سونا۔ استراحت کرنا۔ رند ← نہایت نیند میں ہیں قصد ہے آرام کرنے کا ۔ بڑھاتے ہیں چھڑوں کو بجلیاں بالے اترتے ہیں۔ (۳) دیکھو امید داشتن۔

اونج بقول برہان و جامع و جہانگیری و سروری و انند بضم اول و فتح ثانی و سکون نون و جیم تازی الفت و موانست را گویند۔ صاحب سراج بنسبت این فرماید کہ ظاہرا تصحیف آویج است مبدل آویز مولف عرض کند کہ کسی از محققین فرس آونج را در ممدودہ ذکر نکردہ و لیکن آویز بجائش

گذشت بمعنی خودش ومعنی الفت وموانست ندارد. عجبے نیست کہ فارسیان آویز وآویزش راکہ اسم جامد وحاصل بالمصدر آویختن است بمعنی محبت و والفت وموانست گرفتہ باشند کہ آویختن چنانکہ درجنگ ومقابلہ بوقوع می آید بہ محبت والفت ہم۔ چنانکہ اطفال بہ محبت با پدر و مادر می آویزند۔ پس آویز را برسبیل تبدیل آویج کردند کہ زاے ہوز بہ جیم عربی بدل می شود ہمچون سوز وسوج وپس ازان تبدیل تحتانی بہ نون گیریم برخلاف قیاس وہمین است نتیجۂ تحقیق خان آرزو در سراج کہ بالاگذشت وبخیال ما جا دارد کہ این را مبدل آونگ گیریم کہ بمعنی ہرچیز آویختہ باشد وکنایہ از محبت کہ باعث آویختن اطفال بہ مادر وپدر ہمان محبت است۔ ممدودہ بدل شد بمقصورہ ہمچون آوند واوند وکاف فارسی بدل شد بہ جیم عربی چنانکہ آخشیک وآخشیج (اردو) دیکھو الف۔

اوند بقول برہان وجامع وہفت بفتح اوّل وثانی بروزن سمند (۱) ظرف وآنرا گویند و (۲) بکسر ثانی بمعنی فریب وخدعہ باشد۔ صاحب سروری فرماید کہ بروزن لوند ہمان آوند ممدود بمعنی ظرف واز عمید لویکی سند آرد ؎ برچنبر سپہر منازل چو چرخ آب ؛ بربست وہشت حکمت اوبست چون اوند ؛ صاحب سراج فرماید کہ مخفف آوند است بمد بمعنی ظرف مولف عرض کند کہ مبدل باشد کہ الف ممدودہ بلب ولہجۂ مقامی بدل شد بمقصورہ

ونسبت معنی دوم عرض میشود کہ مخفف اورند گیریم۔ رائے مہملہ بکثرت استعمال حذف
(اردو) (۱) دیکھو آوند کے تیسرے معنے (۲) دیکھو اورند کے تیسرے معنے۔

اونکہ بقول صاحب ضمیمہ برہان بفتح اول وکسر ثانی بمعنی اجہرہ باشد کہ خار
دامنگیر است دیگرکسے از محققین فرس ذکر این نکرد مولف عرض کند کہ اگر سند
استعمال پیش شود توانیم عرض کرد کہ اسم جامد فارسی قدیم باشد۔ معاصرین عجم
حالا بر زبان ندارند (اردو) وہ کانٹا جو راستہ چلتے وقت دامن سے لپٹ جاتا ہے

اونگ بقول برہان وجامع وانند بروزن اورنگ بمعنی اوشنگ است
وآن ریسمانے باشد کہ قبا ولنگی وقطیفہ وامثال آن بران اندازند وگاہے
خوشہائے انگور نیز ازان بیاویزند مولف گوید کہ آونگ واوتنگ واوشنگ کہ
بہمین معنی گذشت مرادف این است ومنی توانیم عرض کرد کہ این مبدل ہر سہ
لغات بالاست کہ تبدیل واو وتائے فوقانی وشین معجمہ بانون خلاف قیاس است
پس قیاس می خواہد کہ کاتبین۔ اوتنگ را کہ بتائے فوقانی بود بترک یک نقطہ
اونگ کردند۔ معاصرین عجم بر زبان ندارند۔ طالب سند استعمال باشیم۔
(اردو) دیکھو اوشنگ۔

اونو بقول برہان وانند وہفت بفتح اول وسکون ثانی وثالث بواو رسیدہ
بلغت یونانی شراب راگویند کہ خمر باشد وباین معنی بضم اول ہم آمدہ است
چہ اونومالی لفظی است یونانی مرکب از شراب وعسل ومالی بیونانی عسل را

گویند۔ صاحب محیط بر آن نوشتہ فرماید کہ شراب است و بر شراب نویسند کہ بروزن کباب در لغت ہر چیز کہ بنوشند از مائعات و نزد اطبا عبارت از آب انگور است چون جوش آن تمام شود و دران حلاوتے باقی نماند و از مطلق آن مراد خمر است **مولف** عرض کند کہ ذکر این بر ابن العنب گذشت (اردو) دیکھو ابن العنب

اونہ بقول شمس بفتح اوّل لغت فارسی است مخفف اونگ دیگر کسے از محققین ذکر این نکرد اگر سند استعمال پیش شود توانیم قیاس کرد کہ مبدل اونگ باشد کہ کاف بہائے ہوز بدل شد ہمچو پروانک و پروانہ اگرچہ این مثال تبدیل کاف عربی است نہ فارسی (اردو) دیکھو اونگ۔

اونہ کلنی بقول شمس بالفتح لغت فارسی است بمعنی دایہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ از وضع لغت میکشاید کہ مرکب لغات ترکی زبان باشد ولیکن حیف است کہ محققین لغت ترکی ازین مرکب ساکت و ظاہر است کہ آنا بترکی زبان بمعنی مادر است و کلنی در لغات مفردۂ ترکی نیافتیم کہ بچہ معنی مستعمل زباندانان ترکی ہم ساکت و معاصرین عجم ہم این مرکب را بر زبان ندارند و قیاس می خواہد کہ فارسیان قدیم از لغت ترکی آنا این را مفرس کردہ باشند و اصل این آنا کلانی باشد بمعنی مادر مہتر و کنایہ از دایہ کہ طفل را شیر دہد و پرورش میکند و اہل ولایت دایہ را احترام کنند و عجبے نیست کہ آنرا مادر مہتر نام نہادہ باشند۔ پس آنا بر قاعدۂ تبدیل بکثرت تلفظ اونہ شد و کلانی را کہ

بیاے نسبت است بحذف الف کلنی کردند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو)
دایہ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ بچے کو پرورش کرنے والی۔ دہایا۔
انّا۔ پلائی کہلائی۔

اونی بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالضم وکسر نون لغت فارسی است
وآن غلہ ایست مانند جو **مولف** گوید کہ دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد
وصاحب محیط کہ محقق مفردات طب است ازین ساکت وبخیال ما ہمان اونیا
کہ ذکرش می آید (اردو) ایک قسم کا غلہ ہے جو جو سے مشابہ ہوتا ہے اوس کو
فارسی مین اونی کہتے ہین۔ دیکھو اونیا۔

اونیا بقول برہان وانند بضم اوّل بثانی زدہ وکسر ثالث وتحتانی بالف
کشیدہ بلغت سریانی زعرور باشد وآنرا درخراسان علف شیران وبعربی
تفاح البری خوانند۔ صاحب محیط براونیا فرماید کہ بضم ہمزہ وسکون واو
وفتح نون ویاے تحتانی والف اسم یونانی عصارۂ نباتی است ودران
اختلاف است گویند کہ آن عصارۂ مامیثا ست یا عصارۂ خالید وبنون
اسود یا عصارۂ انا غالس انثی یا عصارۂ خشخاش سیاہ یا عصارۂ نباتی کہ
درزمین مغرب متصل مصر می باشد برگ آن شبیہ ببرگ جرجیر الّا بسیار سوراخ
دار مثل کرم خوردہ وکم آب واز ہم ریزندہ وگل آن زرد شبیہ بگل زعفران
لیکن ازان بزرگتر وعصارۂ شبیہ بعصارۂ مامیثا۔ بالجملہ ماہیت آن مجہول است

گرم در سوم وخشک در دوم و عصیر آن لبیار حاد و لذاع و آن جانی ظلمت بصر و دافع دمعہ و سلاق و اولی آنست کہ تنہا استعمال نکنند بنا بر فرط حدت آن مولف عرض کند کہ حقیقت زعرور بر ازدن گذشت ۔ صاحب محیط اونیار اغیر زعرور خیال کردہ (اردو) دیکھو ازدن اور بقول صاحب محیط ایک نبات کا شیرہ جس کی حقیقت مین اختلاف ہے ۔

اونیدن بقول انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بالفتح لغت فارسی است بمعنی (۱) غنودن و (۲) خفتن و استراحت نمودن و (۳) امید داشتن و دیگر کسی از محققین مصادر فرس ذکر این نکرد اگر سند استعمال پیش شود توانیم قیاس کرد کہ مخفف اونانیدن است کہ بہمین ہر سہ معنی گذشت و ماخذش ہمدرانجا مذکور (اردو) دیکھو اونانیدن ۔

اونی ورسیتی اصطلاح ۔ بقول صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار مدرسہ کہ دران تعلیم جملہ علوم و فنون دادہ میشود کہ آن را دارالعلوم و دارالفنون نیز گویند ۔ صاحب بول چال این را اونی ورسیتہ بدال ابجد و تاے آخر آوردہ فرماید کہ بمعنی بیت العلوم است کہ بزبان انگلیسی یونیورسٹی خوانندش مولف گوید کہ غلطی کتابت صاحب بول چال بیش نیست کہ بدال مہملہ نوشت مقصودش از اونی ورستہ بواو و تاے فوقانی باشد باقی حال این مفترس است از مرکب انگلیسی زبان و مراد از بیت العلوم و دارالعلوم آنکہ انتظام اعلاے صیغہ تعلیم متعلق بدوست (اردو) یونیورسٹی بقول آصفیہ ۔

(انگلش) اسم مونث۔ مدرسۃ العلوم۔ دار العلوم۔ مدرسۂ اعظم۔ وہ مدرسہ جسمین جملہ علوم کا درس ہوتا ہو اور فضیلت کے خطاب دئے جاتے ہون مولف عرض کرتا ہے کہ دار العلوم اس کا صحیح ترجمہ ہے اس سے مدرسۃ العلوم مراد نہین ہے اور اس مین کوئی تدریس نہین ہوتی بلکہ تعلیم کا اعلی انتظام اس سے متعلق ہوتا ہے۔

اوووک بقول برہان بضم اول وفتح ثانی و واو بہ واو دیگر رسیدہ و بکاف زدہ صمغی است کہ آنرا بعربی صمغ الدامیثا گویند و از حدود شبانکارہ شیراز آورند صاحب ہفت ہمزبان برہان۔ انچہ صاحب انند این را لغت زبان عربی گفتہ عجبی نیست کہ غلطی کتابت باشد۔ صاحب محیط ذکر اووک نکردہ بر صمغ الدامیثا فرماید کہ بفتح دال مہملہ و الف و کسر میم و سکون یاے تحتانی و فتح ثاے مثلثہ و الف صمغی است مائل بسرخی و صاف و تلخ و در غایت حدت و در بلاد فارس مشہور و گویند درخت آن بزرگ خاردار است و بہترین آن با وصاف مذکورہ باحرارت قوی شبیہ بجلتیت است مگر بوے آن کریہ نیست۔ گرم و خشک۔ ملطف و مسخن و محلل ریاح و در مزاج و سائر افعال قائم مقام حلتیت است و معین بر ہضم معدہ و منافع بسیار دارد و بہ تحقیق مالغت فارسی زبانست۔ اسم جامد۔ (اردو) ہینگ کے قسم کا ایک گوند۔ مذکر۔

اوہا بقول رشیدی و سراج بفتح الف و سکون واو و ہاے بالف کشیدہ و رزیدن کارے۔ نزاری گوید ؎ مدہ اوہاے غوطہ خوردن از دست ؛

که هرکه آسودگی خوکرد شد پست ؛ مولف گوید که اصل این آوها است که بدال ابجد بجایش گذشت - فارسیان در استعمال خویش دال مهمله را بواو بدل کنند چون بَید و بَیو وجا دارد که غلطی کتابت دال مهمله را بواو بدل کرده باشند و ناواقفان ماخذ (از عوام الناس) استعمالش به واو کرده باشند همچنین بر زبان خواص هم مستعمل شد والله اعلم و ماتحقیق ماخذش همدر انجا ذکر کرده ایم - (اردو) دیکھو او ہا -

اوی (۱) بقول برهان وجامع وانند وهفت بضم اول وسکون ثانی وتحتانی بمعنی او باشد که ضمیر غائب است - صاحب موید فرماید که باواو فارسی وبزیادت یا - صاحب شمس همزبانش مولف گوید که جزین نیست که یاے زائده در آخر است وبس ولیکن استعمال این را طالب سند باشیم وبخیال ما به یاے معروف ومصدری ترجمه هویت باش اندرین صورت باید که بکسر واو گیریم (اردو)(۱) دیکھو او - (۲) (اوی) بقول صاحب سفرنگ دساتیر بضم الف وواو ساکن وتحتانی معروف - هویت مولف عرض کند که لغت ژند وپاژند باشد (اردو) تعین - بقول آصفیه - عربی - اسم مذکر - تقرر تشخص -

اویان بقول ناصری بمعنی هویت است که تعین وتشخص باشد وفرماید که این لغت از فرهنگ دساتیر نقل شد وهیچ تصریح حلیه لفظ نکرد مولف عرض کند که بقول صاحب سفرنگ دساتیر جمع اوی که گذشت - (اردو)

ہوّیت اور تشخّص کی جمع ۔ تشخّصات ۔ مذکر ۔

اویجہ بقول جہانگیری باول مفتوح (۱) بمعنی خاصہ و خالص آمدہ و آن را آویژہ نیز گویند و (۲) بمعنی شراب انگوری نیز **مولّف** گوید کہ مبدّل آویژہ است کہ می آید زیرا کہ در فارسی زاے فارسی بہ جیم عربی مبدّل گردد ہمچو فاژہ و فاجہ و کژنگ و کجک و نژند و نجند ذکر ماخذ این بر اویژہ می آید (اردو) دیکھو اویژہ

اویرش بقول برہان و ناصری بارائے قرشت بروزن پریوش بلغت ژند و استا مقدارے باشد از گناہان ۔ صاحب انند و ہفت نقل بردارشان **مولّف** گوید کہ اسم جامد فارسی زبان است و معاصرین عجم بر زبان ندارند ۔ (اردو) فارسی قدیم مین گناہون کی ایک معیّن مقدار کا نام اویرش ہے ۔

اویزش بقول جہانگیری کہ در خاتمہ کتاب بتبدیل لغات ژند و پاژند آوردہ مقدارے از گناہان باشد بروش زردشت ۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد **مولّف** گوید کہ جا دارد کہ بہ غلطی کتابت اویرش را کہ بہ رائے مہملہ گذشت بزیادت یک نقطہ آویزش کردہ باشند و مبدل نیست زیرا کہ اتقسیم تبدیل خلاف قیاس و از نظر مانگذشت (اردو) دیکھو اویرش ۔

اویزگی بقول صاحب فرہنگ دساتیر بمعنی ناپاکی ۔ فرماید کہ ویزہ بکسر واو و یاے تحتانی معروف و فتح زاے ہوّز و سکون ہا بمعنی پاک و لطیف آمدہ **مولّف** عرض کند کہ چون یاے مصدری در آخرش زیادہ کردند بقاعدۂ فارسی

ہای ہوز را باکاف فارسی بدل کردند چنانکہ از کہنہ ۔ کہنگ ۔ و الف اوّل برائے نفی باشد کہ ذکرش بر اجنبان گذشت (اردو) ناپاکی یونث ۔

اویژہ بقول جہانگیری کہ در خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند آوردہ (۱) بمعنی پاک و خالص باشد و از عبارت صاحب برہان کہ بذیل (اوژیرہ) برائے فارسی) آوردہ مفہوم میشود کہ (۲) بمعنی شراب انگوری است ۔ صاحب سراج ہم ذکر این بذیل اویژہ کردہ بر معنی اول قانع **مولف** گوید کہ جزین نیست کہ مبدل اویژہ بہ زائے فارسی باشد چنانکہ آژیر و آزیر و بحث کامل بر اویژہ می آید ما اشارہ این بہ معنی اوّل بر اویژگی ہم کردہ ایم (اردو) دیکھو اویژہ ۔

اوژیرہ بقول برہان بازائے فارسی بروزن ہمیشہ (۱) بمعنی خالص و خاصہ و پاک باشد و (۲) شراب انگوری را نیز گفتہ اند و فرماید کہ باین معنی بازائے ہوز ہم آمدہ صاحب جامع نسبت معنی اوّل فرماید کہ خاصہ و خالص کہ ویژہ نیز گویند و ذکر معنی دوم ہم کردہ ۔ صاحب سروری بر معنی اوّل قانع و فرماید کہ بحذف ہمزہ نیز می آید ۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ اویژہ بزائے فارسی و قیل بتازی بوزن کنیزہ بمعنی خالص و پاک و خاصہ و نیز فرماید کہ بخاطرمی رسد کہ مخفف آویژہ باشد بمعنی کہ مبدل آبیزہ بود و آن مرکب باشد از آب بمعنی معروف و از (یزہ) کہ کلمہ نسبت است یعنی کسیکہ منسوب بآب باشد کہ عبارت از خالص و پاک است و نظیر این لفظ پاکیزہ است یعنی کسیکہ نسبت بپاکی داشتہ باشد یعنی ہر چیز مثل جامہ و فرش و اعضا کہ پاک باشد

هذا هو التحقیق (انتهی) صاحب ناصری
فرماید که آویژه بر وزن همیشه بمعنی خالص
وخاص و پاک در برهان آمده وآن تبدیل
ویژه است و در فرهنگ دساتیر باین
معنی است ولیکن (۳) آویژه که در نامهٔ
باستانی ضد این معنی است زیرا که پارسیان
بدانسانکه الف وصل است مثل افریدون
واستم که در اصل فریدون وستم است
الف منفصی هم هست که افادهٔ معنی لاے
نافیه میکند و ضد معنی موضوعی می باشد. صاحب
قاطع به نقل عبارت برهان فرماید که آویژه
برای هوز هرگز نیست و نه اسم شراب است
و نه صفت شراب دیگر آنکه آویژه گفتن
پاک و پاکیزه مراد داشتن غلط است
تفصیلش آنکه ویژه لفظ فارسی قدیم است
بمعنی پاک و پاکیزه و بجای خصوصا و علی الخصوص
نیز مستعمل شود و همچنین فارسیان را الفی
جز الف وصل که افادهٔ معنی نفی کند
چنانکه جنبان بمعنی حرکت و اجنبان بمعنی
ساکن آرند و خواستی ترجمهٔ ارادی و
اخواستی را ترجمهٔ غیر ارادی دانند
و این الف در حرکت پیرو ما بعد خود
نباشد و پیوسته مفتوح بود لاجرم چنانکه
ویژه پاک را گویند آویژه ناپاک را
گویند بیچاره بگمان الف وصل پیش پا
خورد و آویژه را چون اشتر و شتر همان
ویژه گمان کرده و پس گردان خود را
از راه برد (انتهی کلامه) مولف
عرض کند که ما خبر داریم از الف نفی
که در فارسی قدیم هرج بود و صاحب
ناصری صراحتش کرده ولیکن از وجود
این قسم الف در فارسی لازم نمی آید
که آویژه را بمعنی اقل نگیریم. محققین
زباندان یعنی جامع و سروری بابرهان

اتفاق دارند و معنی اوّل را تسلیم میکنند
محاورۂ فارسی۔ زبان او شان است
پس قیاس اسد اللہ خان غالب چگونہ
بر حقیقت غالب آید و حقیقت این است
ویژہ بزاے ہوز و ویژہ بہ زاے
فارسی ہر دو بہ معنی پاک و پاکیزہ لغت
ژند و پاژند است۔ صاحب سفرنگ
و ساتیر بر (اویزگی) ذکر ویژہ می کند
پس اویژہ و اویژہ را بمعنی اوّل مزید علیہ

ویژہ و ویژہ خیال میکنیم بالف وصلی۔ و بسند
(اویزگی) کہ بمعنی پاکی گذشت جا دارد کہ (اویژہ
و اویژہ) را بمعنی ناپاک ہم گیریم و بنسبت
معنی دوم بیان کردۂ محققین قیاس تا نیست
کہ فارسیان شراب را مجازاً اویژہ
گفتہ باشند نظر بر صفا و پاکیزگیش یا بوجہ ناپاکیش
کہ ہر دو وجہ براے این معنی مجاز
موجّہ باشد (اردو) (۱) خالص
پاک۔ (۲) شراب مونّث (۳) ناپاک۔

اویس بقول برہان بضم اوّل و فتح ثانی و سکون تحتانی و سین بے نقطہ (۱)
یکی از ماہاے گرگ است (۲) نام یکی از اولیاے تابعین ہم ہست و او
در جنگ صفین شہید شد رحمۃ اللہ تعالی علیہ۔ صاحب ہفت ہمزبان برہان
دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد۔ صاحب انند این را بہر دو معنی لغت
عرب گوید و بنسبت معنی ثانی صراحت مزید کند کہ آنجناب را اویس قرنی ہم
گویند منسوب بہ قرن چہ قرن بفتحتین نام قبیلہ ایست در ملک یمن **مولف** گوید
کہ باتفاق محققین زبان عربی لغت عرب است چنانکہ منتہی الارب فرماید کہ اویس
مصغر اوس است کہ گرگ باشد و اویس قرنی کہ پدرش عامر نام داشت

از تابعین بزرگ است و صاحب منتخب ہم کہ پابند لغات عرب است ذکر این ہر دو معنی مذکور کردہ پس جزین نیست کہ فارسیان ہمین لغت عربی را بمعنی اوّل استعمال کردہ اند۔ و بمعنی دوم علم باشد (اردو) (۱) بہیڑیا بقول صاحب آصفیہ اسم مذکر۔ ایک درندے کا نام۔ گرگ۔ ذیب۔ (۲) اویس قرنی۔ بقول امیر۔ آپ آنحضرت صلی علیہ وسلم کے عاشقان جانباز میں تھے نام اویس ہے قرن ملک یمن کے ایک قبیلہ کا نام ہے اسی کی نسبت سے اویس قرنی کہے جاتے ہیں۔

اویستان بقول ناصری بمعنی ہویت است کہ تعین و تشخص باشد و فرماید کہ این لغت از فرہنگ دساتیر نقل شد صاحب انند ہمزبانش۔ معاصرین عجم برزبان ندارند **مولف** گوید کہ اوی بمعنی ہویت گذشت و ستان مخفف استان کہ بقول صاحب ساطع بزبان سنسکرت جاے و مقام را گویند پس معنی لفظی این مقام ہویت و مراد از درجۂ ہویت باشد و بخیال ما از قبیل گلستان و بوستان و شبستان۔ فارسیان کہ ستان را بمعنی جاے انبوہی چیزہا گیرند بر سبیل مجاز باشد معنی حقیقی این ہمان است کہ بقول صاحب ساطع گذشت۔ صاحب سفرنگ و ساتیر فرماید کہ اویستان محل ہویات است و بس (اردو) مقام ہویت۔ ہویت کا درجہ۔ مذکر۔

اویش بقول ناصری بضم اوّل و کسر ثالث بمعنی ہویت کہ تشخص و تعین باشد و فرماید کہ این لغت از فرہنگ دساتیر نقل شد۔ صاحب انند ہم بحوالۂ ناصری

این را آورده فرماید که لغت فارسی است
دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد
مولف گوید که صاحب سفرنگ و ساتیر
نسبت این خوش صراحتی کرده فرماید که
اویش بضم اول و سکون واو و کسر یای
تحتانی و سکون شین معجمه - کلی عرضی - و
همچنین هویش و فرق همین است که (اویش)
در عرض عام - و هویش در خاصه مستعمل
و اویشگان بکاف فارسی معروض که آن کلی عرضی است
پنهان نماند که چیستش و چه چیزش ماهیت
ذاتیه است و اویش و هویش - کلی
عرضی لازم ماهیت پس این کلی عرضی
اگر بنوعی از انواع مخصوص بود آنرا
خاصه و بزبان دری (هویش) نامند
همچو خندیدن که لازم عرضی مخصوص
به نوع انسان است و اگر مخصوص بنود
آن را عرض عام و بزبان دری (اویش)
گویند چون رفتار و جنبش که لازم ماهیت
حیوان است و بنوعی از انواع مختص نیست
(اردو) لازمۂ ماہیت جنس کو (جیسے
رفتار اور جنبش) زبان دری مین اویش
کہتے ہین اور اصطلاح منطق مین عرض عام
(مذکر)

اویشگان بقول ناصری یعنی هویات
و فرماید که این لغت از فرهنگ دساتیر
نقل شد - صاحب انند نقل بردارش
مولف گوید که ذکر این در بحث اویش
گذشت - یعنی صاحب عرض عام - یعنی
معروض چنانکه رفتار و جنبش که لازمۂ
ماهیت حیوان است و بنوعی از انواع
مختص نیست پس رفتار و جنبش را بزبان
دری اویش گویند و معروض را اویشگان
از قبیل خدائگان - یعنی کسی که خدائی
دارد (اردو) لازمۂ ماہیت حیوان جیسے

پائی جاے اس کو فارسیون نے اویشگان کہا ہے یعنی اس لازمۂ ماہیت کا رکھنے والا۔

اویشن بقول صاحب فرہنگ برہان باشین نقطہ دار بروزن کشیدن سعتر را گویند وبعضی گویند نوعی از سبزی خوردنی باشد۔ دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد صاحب محیط بر سعتر فرماید کہ بضم اوّل وسکون عین مہملہ وفتح تاے فوقانی در صعتر خواہد وبر صعتر گوید کہ بفتح اوّل وبضم آن نیز وسکون عین مہملہ وفتح تاے فوقانی ورائے مہملہ در اصل سعتر بسین مہملہ عوض صاد بود لیکن اطبا بصاد می نویسند تا التباس بہ شعیر نشود وبیونانی صعتر وسن وصوآمن وبرومی لزموس وبترکی کلکلیک وگلیک اودی وباصفہانی اویشم وبفارسی ایشین واوشن واویشہ وپودنہ کوہی وواشہ وکاکوتی ومزرہ ودر انگریزی آرگینم وبہندی ساہتل وساتہر گویند وآن برگ گیاہی است وآن انواع می باشد بستانی وصحرائی وکوہی بستانی را بفارسی مزرہ گویند وہمہ در طعم تند وخوشبو وگل ہمہ کبود ودر خراسان وہند پیدا میشود وبہترین آن خراسانی است گرم وخشک در آخر دوم وگویند در اول سوم وبعض معتدل میان ہر دو گفتہ اند وصحرائی آن گرم وخشک بیشتر است وگویند گرمی وخشکی کوہی آن زیادہ وعرقی کہ ازان می کشند بغایت گرم ودر طعم آن حدّت وحراقت وال بر قوّت حرارت ویبوست آنست وبسبب قوّت حرارت محلّل ومفتش ریاح وملطّف است ومقطع ومجفف ومنقّی ریہ ومعدہ وجگر وامعا از رطوبت وبلغم وباقوّت تریاقیہ ومنافع بیشمار دارد مولف عرض کند کہ اسم جامد

فارسی زبان است (اردو) ساتر۔ بقول جامع الادویہ۔ ایک گھاس ہے مشہور چند قسم کی ہوتی ہے۔ اور بیچ سبز اور پھول نیلا ہوتا ہے۔

اویشہ بقول محیط کہ بدیل صعتر آوردہ مرادف اویشن کہ گذشت یعنی سعتر (اردو) دیکھو اویشن۔

اویہ بقول انند بحوالہ فرہنگ وصاف بمغولی کاشانہ را گویند کہ بقول برہان خانہ کوچک مختصر و خانۂ زمستانی باشد و آشیانہ مرغان نیز۔ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** گوید کہ اسم جامد فارسی قدیم باشد معاصرین عجم بر زبان ندارند (اردو) بقول آصفیہ (کاشانہ پر فرمایا ہے) فارسی۔ اسم مذکر۔ چھوٹا سا گھر۔ گھونسلا آشیانہ۔

اویہ بود استعمال۔ بقول صاحب سفرنگ و ساتیر بضم الف و واو مجہول و فتح تحتانی و سکون ہاے ہوز و ضم باے ایجد و واو معروف و دال ابجد ماہیت و حقیقت یعنی گروہ استدلالیان کہ بہ براہین عقلی حقیقت حقائق اشیا تفحص کنند و تن خود را بریاضت و مجاہدت در عبادت آلہی رنج ندہند **مولف** عرض کند کہ چنین نیست کہ اسم جامد فارسی قدیم است یعنی ژند و پاژند (اردو) استدلالیون کا گروہ۔ مذکر۔

اویہار بقول ناصری بہ معنی ہویات و فرماید کہ این لغت از فرہنگ و ساتیر نقل شد۔ صاحب انند نقل بر وارش۔ دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** گوید کہ چہ ہمان آوی کہ گذشت بہای ہوز و الف۔ مرادف اویشکان دیگر رہیج۔

اوئی ممتد استعمال - بقول صاحب بول چال بمعنی آواز دراز باشد چہ اوئی بمعنی آواز است و ممتد بمعنی دراز - صاحب رہنما بحوالہ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار این لغت را بالضمن محاورہ آوردہ است و فرماید کہ اوئی ممتدی بگوش میرسد یعنی آواز درازے بگوش می خورد مولف گوید کہ اوئی بمعنی آواز لغت فارسی زبان نیست معاصرین عجم از تصدیق این قاصر جا دارد کہ صاحب رہنما از السنۂ غیر این را گرفتہ باشد و ممتد لغت عرب است بمعنی دراز بایں حال این مرکب استعمال معاصرین عجم است - (اردو) بلند آواز - مونث -

الف مقصورہ با ہاے ہوز

اہ بقول برہان بفتح اول و سکون ثانی بمعنی آہ باشد و آن کلمہ ایست کہ در وقت حسرت و افسوس گویند - صاحب ناصری بذیل آہ بالف ممدودہ فرماید کہ آن را مخفف کردہ بے مد نیز گفتہ اند و فرماید کہ صداے نفسی را نیز گویند کہ با نالہ از سینہ برآید - صاحبان اند و جامع و ہفت ہمزبان برہان - صاحب جہانگیری فرماید کہ آہ با ول مفتوح دو معنی دارد اول بمعنی آہ آمدہ (کہ ذکرش در ممدودہ گذشت) حکیم خاقانی راست ؎ گر چو جمشید جمع خاصان را بنشاند بر سر برانی اہ نکنند ؛ دوم کلمۂ باشد کہ در زمان حسرت و افسوس گویند مولف گوید کہ در ہر دو فرقے نازک است و لیکن طرز بیانش حقیقت را نمی‌کشاید

خیال ما این است که (۱) صدائے که بزبان حسرت و افسوس از دہن غیر اختیاری می برآید بطرزے که دہن باز شود و بدین معنی بمدود آمده که ہمدرانجا گذشت و (۲) صدائے که در حالت جراحت یا تکلیف درد از صدائے درمند پیدا شود و درین حالت دہن باز نشود چنانکه در سند حکیم خاقانی بالا گذشت و ہم استعمال این بجائے دیگر به ہمین معنی کرده چنانکه (ے) گر ترا تیغ تن زنده کن ؛ ور ترا زخم حق زنده کن ؛ ہندیان بحالت دوم آوه ہم گویند به واو دوم (اردو) (۱) دیکھو آہ (۲) دیکھو اف۔

اہار بقول برہان و جامع بروزن بہار پالوده که بر کاغذ و شوربائے که برجامه مالند۔ صاحب ناصری فرماید که ہمان آہار است که مرقوم شده صاحب انند فرماید که ہمان آہار بالمد بمعنی آشتے که بر کاغذ و جامه دہند که سبب قوت آنہا شود۔ صاحب سراج گوید که بوزن بہار مخفف آہار بمده تحقیق آن گذشت **مولف** گوید که ما اشارۂ این ہمدرانجا در ممدوده کرده ایم حیف است که سند استعمال پیش نشد ولیکن معاصرین عجم برزبان دارند و از ماخذ این که ہمدرانجا مذکور شد تائید این میشود (اردو) دیکھو آہار کے دوسرے معنے۔

اہان بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتح اول لغت فارسی است به معنی (۱) دامن و حاشیۂ جامه و (۲) بمعنی لوث و آلودگی دیگر کسے از اہل تحقیق ذکر این نکرد **مولف** گوید که سند استعمال ہم پیش نشد و معاصرین عجم ہم برزبان ندارند

وماخذ این ہم غیر متحقق پس اعتبار را نشاید (اردو) (۱) دامان بقول آصفیہ مذکر کور۔ کنارہ۔ لب۔ حاشیہ۔ (۲) دیکھو آلودگی۔

(الف) اہانت | بقول بہار بالکسر خوار کردن و بالفظ کشیدن مستعمل۔ صاحب انند بحوالۂ بہار گوید کہ بالکسر و فتح نون لغت عربی است بہ معنی سبک داشتن کسی را و خواری کردن مولف عرض کند کہ حیف است کہ سندے پیش نشد و اہانت در عربی زبان بہ معنی حقیر و سبک داشتن آمدہ کذا فی المنتخب و منتہی الارب فارسیان بترکیب خود با مصدر کشیدن استعمال این کردہ اند و ما از معاصرین عجم استعمال این با مصدر کردن ہم شنیدہ ایم پس ----------

(ب) اہانت کردن | و (ج) اہانت کشیدن | استعمال فارسیان باشد چنانکہ "اہانت ما و دین ما میکنند" "چرا اہانت می کشی ازین مجلس بیرون شو" (اردو) (الف) اہانت بقول امیر۔ عربی۔ مونث۔ توہین۔ تحقیر۔ سبکی (فقرۂ امیر) آپ میرے یہاں آنے میں اپنی اہانت سمجھتے ہیں" (ب) ذلیل کرنا۔ توہین کرنا (ج) ذلت اٹھانا۔ ذلیل و خوار ہونا۔ ذلیل ہونا۔

ابتدا | بقول بہار راہ راست یافتن و فرماید کہ بالفظ جستن مستعمل مولف گوید کہ لغت عرب است بکسر اول و ثالث و فتح دال مہملہ و بہمزہ بعد الف بروزن اجتناب بہ معنی مذکور و لیکن فارسیان بحذف ہمزہ آخر بہ معنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و بقاعدۂ فارسی با مصادر مرکب سازند کہ در ملحقات می آید (اردو)

ہدایت پانا۔ بقول آصفیہ راہ راست حاصل کرنا۔ فہمایش پانا۔ (الخ) اہتدا بہ معنی حاصل بالمصدر بھی اردو میں مستعمل ہو سکتا ہے۔

اہتدا آسبتن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از بیان معنی ساکت **مولف** گوید کہ بضم جیم بہ معنی ہدایت و رہبری طلب کردن باشد چنانکہ مولوی معنوی در داستان پادشاہ جہود فرماید ؎ چون شمار ندم امین و مقتدا پسر نہند و جملہ جویند اہتدا ؛ (اردو) ہدایت طلب کرنا۔ رہبری چاہنا۔

اہتمام | بقول انند بحوالہ منتہی الارب بروزن افتعال لغت عرب است بہ معنی اندوہ مند شدن و غمخواری کردن و در کار ے ہمت بر گماشتن و توجہ دلی کردن و حاصل معنی آن کوشش کردن **مولف** گوید کہ فارسیان بترکیب خویش با مصادر فرس مرکب کنند و بدون ترکیب بمعنی مطلق انتظام ہم استعمال سازند چنانکہ در ملحقات می آید (ظہوری ؎) چو منصور آورم صد پایداری ؛ بسر داریم اگر این اہتمام است ؛ (انوری ؎) تا ملک زاہتمام تو تسدید یافتہ است ؛ شغل ملوک و کار ممالک مہد است (اردو) اہتمام بقول امیر۔ عربی۔ مذکر۔ انتظام۔ کرنا اور ہونا کیساتھ مستعمل ہے

اہتمام داشتن | استعمال۔ بمعنی انتظام داشتن و سعی کردن مرادف اہتمام کردن کہ می آید چنانکہ حکیم انوری گوید ؎ باد معلومش کہ من خادم بشعر بوالفرج ؛ تا بدیدستم و نوعی داشتم بس اہتمام ؛ (اردو) اہتمام کرنا۔ بقول امیر (بذیل اہتمام) (شوق ؎) وصل کے لاکھوں اہتمام کئے ؛ لیکن اس نے عجب کلام کئے ؛

(۱۹۳۹)

اہتمام رفتن | استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی سکوت ورزیدہ مولف گوید کہ بہ معنی انتظام وسعی وکوشش شدن وبعمل آمدن است (نثر ابو الفضل اکبر آبادی) "در تو کید مبانی صلح وتصفیۂ مناہل وفاق از جانبین اہتمام رود" (اردو) اہتمام ہونا بقول امیر (بذیل اہتمام) انتظام ہونا ۔ (آتش ؎) فرشتے سنتے ہیں آواز دور باش کا شور ۔ کبھی ہمارا جو ان اہتمام ہوتا ہے ۔

اہتمام فرمودن | استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی ساکت ۔ مولف گوید کہ مرادف اہتمام کردن کہ می آید (نثر ابو الفضل اکبر آبادی) "تا پایان عمر سعادت فرجام با فاضۂ افاضل وتحریر قواعد وضعیات عالیہ اہتمام فرمود" (اردو) دیکھو اہتمام داشتن

اہتمام کردن | استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از بیان معنی ساکت مولف گوید کہ بہ معنی سعی وکوشش وانتظام کردن باشد (ظہوری ترشیزی ؎) چو در ترکتازی کند اہتمام ۔ شود ترکی ترک گردان تمام ۔ (اردو) دیکھو اہتمام داشتن ۔

اہتمام نمودن | استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از بیان معنی ساکت مولف گوید کہ بہ معنی سعی کردن وانتظام نمودن باشد (حافظ شیرازی ؎) بکوی عشق منہ بیدلیل راہ قدم ۔ کہ من بخویش نمودم صد اہتمام ونشد (اردو) دیکھو اہتمام داشتن ۔

اہر | بقول برہان وسروری بروزن بہر (ا) نام موضعی است از آذربائجان کہ رودخانۂ عظیمی دارد (استادے ؎) نظام عرصۂ آفاق صاحب دیوان ۔ محمد ابن جوین دُر یگانۂ دہر ۔ بسال ششصد وہفتاد وسہ ز شعبان چار ۔ بوقت عصر دوشنبہ

برو دخانہ اہر ؛ ز دست ظلم نہ از روے اختیار بجہر ؛ ز جام تیغ لبالب چشید شربت زہر ؛ صاحب ناصری فرماید کہ نام ولایتی است بآذربائجان در حوالی قراداغ کہ قتل خواجہ شمس الدین محمد جوین در لب رود خانہ آن کہ برو د اہر مشہور است واقع شد و در انجا مزار چند نفر از مشایخ است ۔ صاحبان جہانگیری و جامع و رشیدی و انند و سراج ہم ذکر این کردہ اند مولف گوید کہ انچہ صاحب شمس این را لغت عربی نوشتہ تسامح او بیش نیست کہ اہر از ممالک فرس است (اردو) آذربیجان کے مضافات مین ایک شہر کا نام ہے (۲) اہر بقول برہان نام درختی ہم ہست کہ ثمر آن را زبان گنجشک و بعربی لسان العصافیر خوانند و شنگوفہ و بہار آن را سنبل الکلب خوانند ۔ صاحبان سروری و ناصری و سراج و جامع و رشیدی ہم ذکر این کردہ اند ۔ صاحب محیط ذکر اہر نکرد اما بر لسان العصافیر ہست گوید کہ بہ فتح عین و صاد مہملتین و الف و کسر فا و سکون یاے تحتانی و رای مہملہ اسم عربی بفارسی زبان گنجشک و پنجشکردان و بشیرازی تخم اہر و بیونانی اندرو صارون و بترکی قوش ویل و بہندی اندرجو گویند بحث کامل این بر زبان گنجشک می آید اطبا ازین درخت بحثے نکردہ اند و این اسم فارسی زبان است (اردو) وہ درخت جس کا نام اہر ہے جس کے تخم یا ثمر کو عربی مین لسان العصافیر کہتے ہین جسکا بیان کامل زبان گنجشک پر آویگا

اہرامن بقول برہان بروزن ترد امن راہنماے بدیہا را گویند و شیطان و دیو را نیز ۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ با اول مفتوح راہنماے بدیہا باشد چنانچہ نیروان راہنماے نیکیہا ست ۔ صاحبان جامع و ہفت ہم ذکر این کردہ اند مولف گوید کہ مبدل اہرمن

باشد کہ در محدودہ گذشت بلب ولہجۂ مقامی محدودہ بہ مقصورہ بدل شد و ما از ماخذاین ہمدر انجا بحثی کافی کردہ ایم۔ صاحب ناصری از حکیم ناصر خسرو سند آوردہ ؎ اے ستمگر فلک اے خواہر اہرامن ؛ می ندانم کہ چہ افتادہ ترا با من ؛ (اردو) دیکھو آہرامن۔

اہران بقول برہان وجامع وجہانگیری ورشیدی وناصری بفتح اوّل وسکون ثانی وثالث بالف کشیدہ وبنون زدہ تیشۂ درودگری را گویند۔ صاحب سروری بحوالۂ فرہنگ ذکر این کردہ بر مطلق تیشہ قانع واضافت آن بسوی درودگران نکرد و درست کرد کہ سند استعمال شاید آن است۔ بہ خیال ما تیشۂ سنگ شکن را اہران نام باشد۔ این اسم جامد فارسی است (حکیم نزاری قہستانی ؎) بکاہ ارکوہ کندن دست دادے ؛ نہ اہران بایدے نہ نہ اوستادے ؛ (اردو) ٹانکی بقول آصفیہ ہندی۔ اسم مونث۔ سنگ تراشون کے ایک اوزار کا نام۔ رخانی پچینی۔

اہرستان بقول بہار بالفتح نام الکہ ایست در نواحی یزد۔ ملا فوتی یزدی در تعریف یزد گوید ؎ نسیم گلشنش بر سنبل شیراز تیز رہ ؛ بلاگردان اہرستان شدہ باغات کرمانش بحسن تاثیر گوید ؎ تا بہ یزد افگند امر نافذ سلطانیم ؛ گشت زہنگاہ اہرستان بہشت ثانیم ؛ خان آرزو ہم در چراغ ذکر این کردہ وصاحب انند ہم بحوالۂ بہار این را آوردہ **مولف** گوید کہ آہر نام درختی بجایش گذشت وعجب نیست کہ در الکۂ اہرستان درختہاے آہر بسیار باشد کہ فارسیان از قبیل گلستان نامش آہرستان کردند (اردو) فارسی مین اہرستان ایک ملک کا نام ہے جو حوالی یزد مین واقع ہے۔

اہرم بقول برہان وجامع بروزن ہمدم (۱) چوبی باشد کہ ہرسیہ را بدان کوبند وبقول سروری وجہانگیری وناصری ورشیدی وسراج بروزن مرہم بمعنی چوبی سرگرد کہ ہرسیہ بدان برہم زنند وصاحب انند بحوالۂ غیاث صراحت مزید کند کہ (۲) کفچہ سطبر وکلان ماربا شد (۳) بقولش شیطان **مولف** عرض کند کہ بمعنی اوّل اسم جامد زبان فارسی است کہ کفگیر سطبر را نام است وخصوصاً بکوفتن ہرسیہ بکار می برند ومعنی دوم مجاز معنی اوّل کہ کفچہ مارہم مثل کفگیر باشد ومعنی سوم جزین نباشد کہ صاحب غیاث این را مخفف اہرمن گرفتہ کہ می آید حیف است کہ سند استعمال معنی دوم وسوم پیش نشد و معنی اوّل را رباعی حکیم سوزنی کافی است ؎ اے یار ہرسیہ پرنداری غم خود ٭ اندیشہ نمیکنی زبیش وکم خود ٭ خواہی کہ توشب خواب کنی من تا روز ٭ بردیگ ہرسیہ ات زنم اہرم خود ٭ (اردو) (۱) حلیم گھوٹنے کا کہچہ (ندکر) (۲) سانپ کا پہن (ندکر) (۳) دیکھو اہرمن

اہرمن بقول برہان بفتح ثالث بروزن کرکدن (۱) راہنمائے بدیہا باشد چنانکہ یزدان راہنمائے نیکیہا است وشیطان ودیو را نیز گویند وفرماید کہ بکسر ثالث ہم آمدہ است صاحب جامع فرماید کہ بروزن کرکدن وصف شکن است۔ صاحب سروری فرماید کہ بمعنی دیو است چنانکہ شیخ سعدی فرماید ؎ دو کس برحدیثے نگمارند گوش ٭ ازین تا بآن زاہرمن تا سروش ٭ صاحب رشیدی گوید کہ بمعنی ابلیس ومطلق شیطان است صاحب ناصری از استادے سند آرد ؎ گر آن دو عارض رخشان زفعل یزدان است ٭ زفعل اہرمن است آن دو زلف چوگان زن ٭ بدین دلیل ہمی مانوی درست کند ٭

کہ خیر ہست زیزدان و شر ز اہریمن ؛ صاحب انند بحوالۂ ناصری گوید کہ شیطان ورہنمائے بدیہا باشد و باعتقاد مجوس فاعل شر چنانکہ یزدان فاعل خیر مولف گوید کہ مخفف آہرمن باشد کہ در محمدودہ گذشت و بحث ماخذ این بر آہرامن در محمدودہ کردہ ایم (اردو) دیکھو اہرامن ۔

(۲) بقول مویّد نام داماد قیصر روم و ہمزلف گشتاسپ شاہ ہوگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد و مولف عرض کند کہ جا دارد کہ نظر بر صفاتش موسوم باین نام کردہ باشند (اردو) داماد قیصر روم اور ہمزلف گشتاسب کا نام آہرمن تہا ۔

اہرن بقول برہان بروزن بہمن (۱) بمعنی اہرمن باشد کہ رہنمائے بدیہا و شیطان است وجن را نیز گویند ۔ صاحبان شمس و سراج گویند کہ باین معنی مخفف آہرمن باشد کہ گذشت صاحبان ناصری و سروری و جہانگیری برائے این معنی از حکیم سوزنی سند آرند ؎

زیباتر از پری است بنزم اندرون ولیک ؛ در رزمگاہ بازندانی ز اہرنش ؛

(اردو) دیکھو اہرامن ۔

(۲) اہرن بقول برہان و جامع و سراج و جہانگیری و رشیدی و شمس نام داماد قیصر روم است و او با گشتاسب ہمزلف بودہ و فرماید کہ بزبان ہندی سندان زرگری و آہنگری را گویند (حکیم فردوسی ؎) باہرن سپرد ندیس دخترش ؛ بدستوری مہربان مادرش ؛ (اردو) دیکھو آہرمن کے دوسرے معنے ۔

(۳) اہرن بقول سروری نام یکے از اطبائے بزرگ نیز ۔ صاحب رشیدی و شمس بدیل

اہرون فرماید کہ بحذف واو ہم آمدہ است **مولف** گوید کہ مخفف آنست و بضم ثالث باشد (اردو) دیکھو اہرون

اہرون بقول برہان بروزن مجنون نام حکیمی است یہودی کہ در جمیع علوم خصوصاً در علم طب مہارتی تمام داشتہ۔ صاحب جہانگیری از حکیم ناصر خسرو سند آوردہ (ے)

اہرون با علم شد سمر بجہان ور نہ گر تو بیا موزی اے پسر تو ئی اہرون ؛ صاحب سراج بنسبت این فرماید کہ در فارسی بودن این تامل است **مولف** عرض کند کہ ماخذ آہرامن کہ ہمدرا نجا گذشت بخیال مامن وجہ متعلق باشد باین ہم۔ وجا دارد کہ لغت زبان غیر باشد واللہ اعلم۔ صاحبان جامع وسروری وناصری ورشیدی وشمس ہیچ ذکر این کردہ اند (اردو) ایک یہودی حکیم کا نام اہرون ہے جو تمام علوم خصوصاً طب میں بہت تامہ

اہریمن بقول برہان بروزن لغزیدن بہ معنی اہرمن است کہ رہنماے بدی باشد چنانکہ یزدان رہنماے نیکی است وشیطان و دیو وجن را ہم گفتہ اند ومثالش بذیل اہرمن گذشت۔ صاحبان سروری وجامع وناصری ورشیدی وجہانگیری وشمس وانند ہم ذکر این کردہ اند **مولف** گوید کہ مبدل یا مخفف آہریمن باشد کہ در ممدودہ گذشت وتحقیق ماخذش بر آہرامن کردہ ایم کہ در ممدودہ بجایش گذشت (اردو) دیکھو آہرامن۔

اہریمن روئینہ تن اصطلاح۔ بقول ناصری کہ در خاتمہ کتاب آوردہ کنایہ از توپ آہنین باشد وآن از آلات معظمہ مشہورۂ جنگ است (صاحب ناصری ے) اہریمن روئینہ تن تنین آہن ہرمن

آتش فشانان از دہن چون کام اژدر باشدہ ٭ (اردو) توپ بقول آصفیہ۔ ترکی۔ اسم مونث گولا چلانے کا آلہ (برق ۵) بلائے شیہجر ٹلتی نہین ٭ قیامت تلک توپ چلتی نہین ٭

اہریمہ بقول برہان بروزن پشمینہ راہنمائے بدیہا باشد وشیطان رانیز گویند۔ صاحب جہانگیری بذکر این از حکیم ناصر خسرو سند آرد ۵ راہ شان دیو گرفت است وندارند خبر ٭ زان چو اہریمہ در پوے وتگ و با بطر ند ٭ صاحبان ناصری وجامع وشمس وہفت ہم ذکر این کردہ اند۔ **مولف** عرض کند کہ مخفف آہریمہ باشد کہ در محدودہ گذشت وذکر ماخذ این بر آہرمن ہمدرانجا کردہ ایم (اردو) دیکھو آہرمن

اہزان صاحب شمس گوید کہ لغت فارسی است بضم الف وزاے معجمہ در تحفہ (۱) بہ معنی نازانیدہ و (۲) در فرہنگ بفتح الف بہ معنی زنان **مولف** گوید کہ اگر سند استعمال پیش شود توانیم قیاس کرد کہ این مبدل اہزون باشد کہ بہ واو چہارم می آید۔ واو بالف بدل شود ہمچون تونغ وتانغ۔ اندرین صورت نسبت معنی دوم عرض میشود کہ تسامح صاحب شمس یا غلطی کتابت باشد کہ زمان را زنان نوشت۔ حیف است کہ کسے از محققین فرس با او نیست (اردو) دیکھو اہزون

اہزون بقول برہان وجامع بروزن محزون (۱) بمعنی این زمان ہمین ساعت باشد و (۲) بضم اول نازانیدہ وسترون را گویند ولعربی عقیمہ خوانند۔ صاحبان رشیدی وسروری وجہانگیری وانند وہفت ہم ذکر این کردہ اند۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بضم اول وزاے معجمہ بواو رسیدہ ونون۔ نازانیدہ وسترون ودر جہانگیری

بفتح بہ معنی این زمان آوردہ و غالباً ایدون را اہنرون خواندہ والعلم عند اللہ مولف عرض کند کہ خان آرزو درست خیال کند کہ ہاے ہوز بہ تحتانی و زاے معجمہ بدال مہملہ بدل شود ہمچو شاہگان و شایگان و سرخ مرز و سرخ مرد۔ پس جا دارد کہ در فارسی قدیم اہنرون باشد و مبدل آن ایدون معاصرین عجم ایدون و اکنون را بر زبان دارند و اہنرون را ترک کردہ اند۔ حاصل این است کہ ہر دو معنی اسم جامد فارسی قدیم باشد (اردو) (۱) ابھی۔ بقول امیر۔ اسی وقت۔ فوراً۔ اسیدم (فقرۂ امیر) مین وعدہ نہین مانتا میرا روپیہ ابھی دیدو" (۲) دیکھو استرون۔

اہک بقول برہان وجامع بروزن نمک آہک را گویند و بعربی کلس و نورہ خوانند صاحب ناصری فرماید کہ بروزن نمک آہک باشد و فرماید کہ بالف ممدودہ مشہور است مولف عرض کند کہ مادر ممدودہ ذکر ما خذ این کردہ ایم۔ تبدیل ممدودہ بہ مقصورہ نتیجہ لب ولہجۂ مقامی است دیگر ہیچ کہ آہ ہم بہ ممدودہ و مقصورہ ہر دو آمدہ۔ صاحب جہانگیری از حکیم سوزنی سند آوردہ ؎ کس چو زر دنیا نبرد سیم و زر ؛ پس چہ زر و سیم چہ سنگ و واہک ؛ صاحبان انند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند (اردو) دیکھو آہک۔

اہ کردن استعمال۔ مرادف آہ کردن است تعریف و سند این بر لفظ آہ گذشت (اردو) کراہنا۔ (۱۹۴)

اہل بقول موید لغت عربی است بہ معنی باشندگان خانہ و شایستہ و سزاوار۔ صاحب تحقیق الاصطلاحات بر معروف قانع و بحوالۂ قاموس گوید کہ اطلاق آن بر جمع و مفرد

ہر دو آمدہ و فرماید کہ اوّل مشہور است و بقول صاحب منتخب و منتہی الارب در عربی زبان بہ معنی سزاوار و کسان و خویشان و مردم خانہ مستعمل و صاحب محیط المحیط نسبت این فرماید کہ در اصل این لفظ زبان عبرانی است بمعنی خیمہ و چون خویشان و اقربا در یک خیمہ و مکان ساکن می باشند لہذا ایشان را باسم ظرف موسوم ساختند مولف عرض کند کہ فارسیان باضافت این لسوے اسمی معنی خاص ہم پیدا کنند چنانکہ در ملحقات آید و در استعمال عام فارسی کہ مرکب باشد بہ معنی صاحبان و باشندگان مستعمل چنانکہ (۱) اہل ایمان ۔ بمعنی صاحبان ایمان یعنی کسانیکہ ایمان آوردہ اند (انوری ؎) کافران را از ہراسانی ہراسان کردہ ام ؛ اہل ایمان را مدام اندر امان آوردہ ام (۲) اہل بابل ۔ بمعنی باشندگان شہر بابل (ظہوری ؎) اہل بابل جزو شاگردی کشند ؛ خدمت چشمان جادو کردہ ایم ؛ (۳) اہل بتخانہ ۔ بمعنی ساکنان بتخانہ (ظہوری ؎) با اہل کعبہ و بتخانہ نذر ہا کردم ؛ چہ سود خیر نماندہ است در دعاے کسی ؛ (۴) اہل پند ۔ بمعنی صاحبان پند و ناصحان (ظہوری ؎) بسان مار بر خویش از غم ضحاک پیچیدم ؛ حکایتہاے اہل پند ہر گاہم بگوش آمد ؛ (۵) اہل تحقیق ۔ بہ معنی صاحبان تحقیق و محققین (عرفی ؎) سخنے در دلم آمد کہ اگر گفتہ شود ؛ اہل تحقیق بناچیز جوابم بکشند ؛ (۶) اہل تزویر ۔ بمعنی صاحبان تزویر یعنی مکاران (ظہوری ؎) عشق از حیلہا خلاصم کرد ؛ اہل تزویر با شما دارم ؛ (۷) اہل تمنا ۔ بمعنی صاحبان آرزو کہ آرزو بدل دارند (ظہوری ؎) نغمہ گر تخم کنم نوحہ ثمر بار برم ؛ خاطر اہل تمنا

ہمہ حسرت خیز است ؛ (۸) اہل تنعّم یعنی صاحبان نعمت و اغنیا (صائب ۵)
پذیرائے نصیحت نیست دل اہل تنعّم را ؛ چو کاغذ چرب باشد نقش را دشوار میگیرد ؛
(۹) اہل ثنا یعنی سزاوار ستایش یعنی ممدوحین (انوری ۵) ثنا قبول بہمت کنند
اہل ثنا ؛ بلی کہ مرد بہمت پرد چو مرغ ببال ؛ (۱۰) اہل جہان یعنی جہانیان۔
(صائب ۵) مردمی و رطینت اہل جہان کم ماندہ است ؛ صورت بیمعنی برجا
زآدم ماندہ است ؛ (۱۱) اہل حرم یعنی کسانیکہ در حرم کعبہ باشند و خدا امان
آنمقام (ظہوری ۵) وصل حرم نیست از اہل حرم ؛ تا نشوی با دیہ پیما چو خط ؛
(۱۲) اہل حسن یعنی صاحبان حسن و معشوقان باشد (ظہوری ۵) ز اہل حسن کسی
فتح می تواند گفت ؛ زمانۂ دگران نیست در زمانہ تو ؛ (۱۳) اہل حق یعنی کسان حق
و صاحبان حق کنایہ از عارفان و مقربان بارگاہ ایزدی (صائب ۵) ہر کہ پیوند
با اہل حق زمردان خداست ؛ آہن پیوستہ با آہن ربا آہن رباست ؛ (۱۴) اہل
خرابات یعنی ساکنان میخانہ و می کشان (صائب ۵) میان اہل خرابات چون
سفیہہ شوم ؛ کہ من ز بیخبریہای خود خبر دارم ؛ (۱۵) اہل خرد یعنی صاحبان
عقل و دانش (ظہوری ۵) کنم بر خویشتن نفرین گر از اہل خرد باشم ؛ اگر در عشق
بر مجنون مرا رشک جنون باشد ؛ (۱۶) اہل دانش مرادف اہل خرد (عرفی ۵)
گروہی زشت خویند اہل دانش ؛ کہ زیب و زیورے را می پرستند ؛ (۱۷)
اہل درد صاحبان درد و کسانیکہ در دل خود درد دیگران دارند و ہمدرد شوند۔

(عرفی ؎) زاہل درد شو عرفی کہ این جمع ؛ گرامی گوہرے رامی پرستند ؛ (۱۸) اہل دعا۔ بمعنی دعا کنندگان (ظہوری ؎) کروہ اند اہل دعا دستی بلند از ہر کنار ؛ مدعاے در میان نے گو اثر نازے بکش ؛ (۱۹) اہل دنیا۔ بمعنی صاحبان دنیا و دنیا داران (عرفی ؎) اہل دنیا ہمگی تہمت کذب اند و فساد ؛ رخت خود را کہ ازین ورطہ مسلم برد اشت (۲۰) اہل دولت۔ بمعنی صاحبان دولت و اغنیا (صائب ؎) گرچہ دست اہل دولت ہست در ظاہر بلند ؛ دست ارباب دعا بالاترین دست ہاست ؛ (۲۱) اہل دیر۔ بمعنی ساکنان دیر (عرفی ؎) کعبہ بے ذوقست و یاران را وداعے میکنم ؛ مژدہ اہل دیر را کانجا وداعی میکنم ؛ (۲۲) اہل دین۔ بمعنی صاحبان دین و دینداران (صائب ؎) زلف کافر کیش راز ازار اہل دین چہ باک ؛ دل سیاہانرا زآہ و نالہ و نفرین چہ باک (۲۳) اہل رتبہ۔ بمعنی صاحبان مرتبت و ذی رتبہ (ظہوری ؎) مگر زدیدہ غبار یست گر در راہ ترا ؛ زاہل رتبہ کہ محتاج توتیا کہ منم ؛ (۲۴) اہل رزم۔ بمعنی شرکاے رزم و اہل میدان جنگ باشد (عرفی ؎) از روضۂ رزمگاہ پر لاف زنم ؛ وز سینہ اہل رزم با صاف زنم ؛ (۲۵) اہل ریا۔ بمعنی صاحبان ریا و مکاران و کنایہ باشد از اہل ظاہر و زاہدان خود نما (عرفی ؎) عمریست کہ با اہل ریا میگردم ؛ گرد در کعبہ بے صفا میگردم ؛ (۲۶) اہل زکام۔ بمعنی کسانیکہ ایشانرا زکام لاحق شدہ باشد (انوری ؎) سازندہ نیست خصم ترا مملکت چنانکہ ؛ اہل زکام را نبود ساز وارگل ؛ (۲۷) اہل زمان۔ بمعنی زمانیان مرادف اہل روزگار

(انوری ؎) چہ کنم در صدور اہل زمان ؛ اے بساط تو بردہ آب صدور ؛ (۲۸) اہل زمانہ۔ مرادف اہل زمان کہ گذشت (عرفی ؎) اہل زمانہ را ہوس آب خضر ولیس ؛ کس را خبر ز چاشنی خون نمیدہم ؛ (۲۹) اہل زمزمہ۔ یعنی زمزمہ سنجان و نوائے نرم بر زبان دارندگان (ظہوری ؎) پر نور نغمہا کہ کشد زمزم از جگر ؛ گویند اہل زمزمہ از ہائے ہوئے دل ؛ (۳۰) اہل زمین۔ یعنی باشندگان زمین (انوری ؎) ناصر الاسلام مستنصر کہ طوق طاعتش ؛ ز اسمان در گردن اہل زمین آوردہ اند ؛ (۳۱) اہل سلامت یعنی صاحبان زندگی باشد (عرفی ؎) این تلخی جان دادن از ان غمزہ بہ بینید ؛ اے اہل سلامت سخنے گفتم و رفتم ؛ (۳۲) اہل سودا یعنی سودا زدگان (ظہوری ؎) عطر کاکل خود دماغ اہل سودا را نواخت ؛ اے صبا بر مغز بیہوشان نداری منتے (۳۳) اہل صدق۔ یعنی پاکبازان (عرفی ؎) بحکم عشق چو بر اہل صدق رہ گیرند ؛ گناہگار بہ بخشند و بے گنہ گیرند ؛ (۳۴) اہل صومعہ۔ یعنی عابدان کہ در صومعہ بسر می برند (ظہوری ؎) ز رشک خلوتیان فارغیم تحقیق است ؛ کہ اہل صومعہ از بزم راندہ چیدند ؛ (۳۵) اہل طمع۔ یعنی طامعان (ظہوری ؎) در خراش اہل طمع خوش دلخراش افتادہ ام ؛ میکنم ہموار خود را در تراشے دیگرم ؛ (۳۶) اہل ظلم۔ یعنی ظالمان (صائب ؎) ز کار افتاد چون ظالم با ہل ظلم پیوندد ؛ کہ بال تیر میگردد پر و بال عقاب آخر ؛ (۳۷) اہل عالم۔ مرادف اہل جہان کہ گذشت (انوری ؎) با یمنیش بحر کے یارد زدن لاف از یسار ؛ چون یسار اہل عالم زان یمین آوردہ اند ؛

(۳۸) اہل عجب ۔ بمعنی متکبران (ظہوری ؎) در دکان نعمان باید کہ باشد ہر متاعی تا کنی در کار اہل عجب پنداری بخر ؛ (۳۹) اہل عجز ۔ بمعنی منکسران و ناتوان (ظہوری ؎) در نفس جانہا نذر دست خناق اشک ؛ بر حلق اہل عجز میفشار پا بترس ؛ (۴۰) اہل عذاب و کنایہ از دوزخیان باشد (عرفی ؎) چہ شد کہ اہل ثوابم رہم دہند بدوزخ ؛ شریک لذت اہل عذاب گوشدہ باشم ؛ (۴۱) اہل عرفان بمعنی عارفان (صائب ؎) عنان نفس کشیدن جہاد مردان است ؛ نفس شمردہ زدن ذکر اہل عرفان است ؛ (۴۲) اہل عشق ۔ بمعنی عاشقان (صائب ؎) از خاک اہل عشق نظر خیرہ میشود ؛ از ابر پردگی نشود آفتاب عشق ؛ (۴۳) اہل عصیان بمعنی عاصیان و گنہ گاران (عرفی ؎) عجب داریم ما از اہل عصیان ؛ کہ دامان تری رامی پرستند ؛ (۴۴) اہل عقل ۔ بمعنی عقلمندان (صائب ؎) صائب از اہل عقل شنیدن حدیث عشق ؛ اوصاف یوسف از لب اخوان شنیدن است ؛ (۴۵) اہل غفلت ۔ بمعنی غافلان (صائب ؎) نمیدانند اہل غفلت انجام شراب آخر ؛ باتش میروند این غافلان از راہ آب آخر ؛ (۴۶) اہل غم ۔ بمعنی مغمومان (ظہوری ؎) ز اہل غم غمے دریوزہ دارم ؛ فسون دارم دمے دریوزہ دارم ؛ (۴۷) اہل قناعت ۔ بمعنی قانعان (صائب ؎) سفرہ اہل قناعت صائب از نعمت پر است ؛ روزی موران بود دائم مہیا بر زمین ؛ (۴۸) اہل قیامت ۔ بمعنی محشریان (عرفی ؎) چنین کہ حسن ترا فتنہ دوست کردہ ندانم ؛ برائے اہل قیامت چہ در

خیال تو باشد ؛ (۴۹) اہل کرم ۔ بمعنی کریمان (صائب ؎) سر خود گیر ز درگاہ بہشت اے رضوان ؛ کہ در اہل کرم نیست بدربان محتاج ؛ (۵۰) اہل کعبہ ۔ بہ معنی باشندگان کعبہ (ظہوری ؎) با اہل کعبہ و بتخانہ نذر ہا کردم ؛ چہ سود خیر نماندہ است در دعاے کسی ؛ (۵۱) اہل کمال ۔ بمعنی صاحبان کمال (صائب ؎) گرفت ہر کہ کم خود شود ز اہل کمال ؛ تمام گشتن ماہ از ہلال معلوم است ؛ (۵۲) اہل کنار ۔ بمعنی صاحبان کنارہ (عرفی ؎) افتادہ در میانۂ گرداب کشتیم ؛ من رستہ ام بگو غم اہل کنار چیست (۵۳) اہل کین ۔ بمعنی کینہ وران (ظہوری ؎) کشیدہ ام مگر از اہل کین بہر پناہم ؛ کہ با وجود تسلط از انتقام برآیم ؛ (۵۴) اہل کینہ مرادف اہل کین کہ گذشت (ظہوری ؎) باش فارغ از خیال انتقام ؛ کار اہل کینہ را ہم کینہ ساخت ؛ (۵۵) اہل گناہ ۔ بمعنی گناہگاران (عرفی ؎) صید زبون و اے ازان دامگاہ ؛ نامۂ آزادی اہل گناہ ؛ (۵۶) اہل محبت ۔ بمعنی صاحبان محبت (عرفی ؎) سوال نیک و بد از ما نمی کنند بحشر ؛ گناہ اہل محبت بجز رہائی نیست ؛ (۵۷) اہل مدد ۔ بمعنی مددگاران (عرفی ؎) پر خذر باش کہ در چہ نفتد یوسف دل ؛ کین زمین اہل مدد را گذرے بر چہ نیست ؛ (۵۸) اہل مروت ۔ بمعنی صاحبان مروت (عرفی ؎) اگرچہ حسن عمل نیست اجر آنہم نیست ؛ کہ چشم اہل مروت بفعل زشت من است (۵۹) اہل مسیح ۔ بمعنی مسیحیان (عرفی ؎) اہل مسیح را بفلک بر مسیح دار ؛ این گریۂ من است نہ طوفان نوح تست ؛ (۶۰) اہل معرفت ۔ مرادف اہل عرفان کہ گذشت

صائب ؎ تو آنزمان شوی از اہل معرفت صائب ؛ کہ ترک عالم چون وچرا توانی کرد ؛ (۶۱) اہل ملامت بمعنی ملامت کنندگان (ظہوری ؎) خراش سینہ را گر از شگاف سینہ بنمایم ؛ زدندان بخیہا بر لب زنم اہل ملامت را ؛ (۶۲) اہل نفاق بمعنی منافقان۔ (عرفی ؎) زان اہل نفاقم نہ پسندند کہ ہرگز ؛ قول غلط وفعل مسلّم نفروشم ؛ (۶۳) اہل نیاز بمعنی صاحبان حاجت کہ کنایہ باشد از عاشقان (ظہوری ؎) شود زاہل نیاز امتیاز من معلوم ؛ گہی کہ من شوی و ناز خویشتن بہ کشی (۶۴) اہل نیشاپور بمعنی باشندگان نیشاپور باشد (انوری ؎) ابشر وا یا اہل نیشاپور اذ جاء البشیر ؛ کاندر آمد موکب میمون منصور وزیر ؛ (۶۵) اہل وجود بمعنی صاحبان دنیا باشد (عرفی ؎) عرفی از بابیقدم در وادی اہل وجود ؛ صد بیابان خار خندان تحفۂ پایت کنند ؛ (۶۶) اہل ورع بمعنی پرہیزگاران کہ صاحبان زہد باشند (عرفی ؎) ترسم از اہل ورع شوق شرابم بکشند ؛ بہ بہشتم بفرستند و بخوابم بکشند ؛ (۶۷) اہل وفا بمعنی صاحبان وفا (ظہوری ؎) ہر چہ با ما کند آن شوخ بلا میرسدش ؛ میکشد اہل وفا را بجفا میرسدش ؛ (۶۸) اہل ہمت بمعنی صاحبان ہمت باشد (صائب ؎) اہل ہمت خوردۂ خود پیش درویشان نہند ؛ مایہ داران محبت گنج در ویران نہند ؛ (اردو) اہل بقول امیر۔ صاحب خداوند لائق۔ مناسبت رکھنے والا۔ خلیق۔ شائستہ۔

اہلباش اچق اصطلاح۔ بقول صاحب وزنامہ کہ بحوالۂ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار نوشتہ بمعنی باشندگان اچق است مخفی مباد کہ معنی لفظی این باشندگان مقام اچق باشد و

استعمال این بدون اضافت آہل آمدہ۔ بخیال ما اہل اچق مرکب اضافی یا اچق باش اسم فاعل ترکیبی۔ کافی بود ولیکن معاصرین عجم (اہلباش اچق) برزبان دارند ومعنی لفظی این صاحبانیکہ باشند اچق باشند (اردو) اچق کے رہنے والے۔

اہل بخیہ استعمال بموحدہ مفتوح وخاے معجمہ و یاے تحتانی بقول بحر (۱) ہم مشرب وراز دار۔ وفرماید کہ پادشاہے امر کرد کہ خیمہ بسرعت مہیا سازند عملہ فراش خانہ خیمہ دوزان بسیار فراہم آوردند پالان دوزے ہم دران مجمع حاضر شد پرسیدند شکیستی گفت من ہم از اہل بخیہ ام یعنی از شمایم من بعد این لفظ مرکب بدین معنی مستعمل شد و (۲) بعضی بمعنی رند وخرابانی گفتہ اند۔ بہار وصاحبان چراغ وانند ہم ذکر این ہر دو معنی کردہ اند و دوارستہ بر معنی اول قانع مولف گوید کہ معنی دوم مجاز معنی اول است وبس (حکیم سعید عطائی ۱۵) ایکہ وصف لذت از شمشیر جانان می کنی ۔ تیغ ہم از اہل بخیہ است از کہ پنہان می کنی ۔ (سلیم ۵) حرفی بگو سلیم زاوضاع روزگار ۔ ما اہل بخیہ ایم مکن احتراز خبث۔ میرزا جلالا ے طباطبائی در مکتوبیکہ بہ طالب طالب کلیم نوشتہ (نثر) یاران ہمہ اہل بخیہ اند گچہ گل نمیکنند وبخیہ از روے کار نمی افتد۔

(اردو) (۱) راز دار بقول آصفیہ۔ فارسی اسم مذکر۔ ہمراز۔ بہید یا۔ محرم۔ دمساز۔ ہمدم محرم کار۔ ہم مشرب بہی کہہ سکتے ہین۔ (۲) رند بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر متوالا نشہ باز۔ شرابی۔ بھنگی۔ اوباش۔ بدوضع

اہلبو اصطلاح۔ بقول جہانگیری کہ در خاتمہ کتاب بذیل لغات ژندو پاژند آوردہ باول مفتوح وثانی زدہ ولام مفتوح وباے مضموم وواو معروف بہشتی را گویند وآنرا

اشو نیز نامند مولف گوید کہ مقابل دوزخی ست و ظاہرا اسم جامد فارسی قدیم باشد ولیکن بخیال ما مرکب فارسی قدیم است کہ زرتشتان سالخورد تصدیق کنند کہ بوب یہ بای فارسی در آخر بزبان ژند و پاژند خالق را نام است پس بای فارسی بہ عربی بدل شدہ بوب شد چنانکہ تپ و تب و معنی ترکیبی اہل بوب اہل اللہ و کنایہ از بہشتی۔ اذ نیصورت این مخفف اہلبوب باشد کہ می آید بای موحدہ آخر حذف شد (اردو) دیکھو اشو۔

اہلبوب اصطلاح۔ بقول برہان و ناصری بفتح اول و سکون ثانی و فتح لام و بای ابجد مضموم بواو و وہای دیگر زدہ بلغت ژند و پاژند بہشتی را گویند کہ در مقابل دوزخی است۔ صاحبان انند و ہفت ہمزبان شان مولف عرض کند کہ صراحت ماخذ این بر اہلبو کردہ ایم کہ گذشت (اردو) دیکھو اشو۔

اہل جفا استعمال۔ بمعنی صاحبان جفا و ظالمان و کنایہ از معشوقان (ظہوری ۵) نیستند اہل جفا جنس وفا را مشتری پنداشتہ در زنگارگم قفل دکان عاشقان ؛ (اردو) اہل جفا۔ ظالم۔ معشوق۔

اہل جک استعمال۔ بقول صاحب روزنامہ بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار بمعنی باشندگان ملک بہیمہ است دیگر کسی ذکر این نکرد مولف گوید کہ مرکب اضافی است چنانکہ اہل ہند وغیر ذلک (اردو) ملک بہیمہ کے رہنے والے۔

اہل حال استعمال۔ بمعنی صاحبان حال و کنایہ از صوفیہ و اہل اللہ باشد (ظہوری ۵) ہمہ حکایت خود را بشرح و بسط نمودند زبان ما ست کہ تقریر اہل حال ندارد ؛ (اردو) اہل اللہ دیکھو ارباب حقیقت۔

اہل درون اصطلاح۔ بقول بحر خواص

ومحرم اسرار و بقول صاحب ضمیمۂ برہان
وموید مقرب وخواص - صاحب ہفت فرماید
کنایہ از اولیا ومحرم اسرار مولف عرض کند
کہ مرادف اہل دل است کہ می آید کہ دل
را درون ہم گویند (عرفی در صفت براق
گوید ۵) چون نفس اہل درون گرم رو ؛
آہوے وہمش سگ و نبالہ دو ؛ (اردو)
دیکھو اہل دل -

اہل دل | اصطلاح - بقول انند بحوالۂ
فرہنگ فرنگ لغت فارسی است بمعنی صاحب
دل (صائب ۵) پیش اہل دل ز زہد خشک
میگویم سخن ؛ جلوہ در میدان آتش اسپ
چوبین میدہم ؛ مولف گوید کہ کنایہ باشد
از خاصان خدا و اہل باطن - (اردو)
اہل باطن - اہل دل - بقول امیر صاحب باطن
عارف - صاحب کشف وکرامت (منیر ۵)
مرا کلام ہو مقبول اہل دل یارب ؛ ترے
کرم سے بس اتنا امیدوار ہون مین ؛
صاحب آصفیہ نے صاحبدل کا بھی ذکر کیا ہے

اہل دیدہ | اصطلاح - بمعنی صاحبان
دیدہ وکنایہ باشد از اہل بینش وصاحبان
بصیرت و دیدہ وران (ظہوری ۵)
ہمہ نادیدنی فتادہ ز چشم ؛ خواندہ اند
اہل دیدہ دیدہ ورم (اردو) اہل نظر
بقول امیر اہل بصیرت دیکھو ارباب بصیرت

اہل دیوان | اصطلاح - بقول انند
بحوالۂ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است
بمعنی مشیر دولت و وزیر سلطنت دیگر کسے از
محققین فرس ذکر این نکرد و مولف عرض
کند کہ مرکب اضافی است یعنی صاحبان
دیوان شاہی کہ در دیوان جمع باشند وکنایہ
از مشیران دولت (اردو) اہل دربار
مشیران سلطنت - صاحب آصفیہ نے
مشیران سلطنت کا ذکر کیا ہے - فارسی -

(۱۱ در ۳۰)

اسم مذکر۔ ارکین سلطنت۔

اہل ذمہ اصطلاح۔ بقول بحر بکسر ذال وتشدید میم (۱) کافران مطیع پادشاہ اسلام و (۲) گاہے عبارت از رعیت باشد۔ صاحب انند فرماید کہ لغت عربی است **مولف** گوید کہ ترکیب اضافی فارسی مستعمل مرکب اضافی است ومعنی دوم مجاز معنی اوّل است مطلقاً۔ (اردو) (۱) ذمی وہ کفار جو بادشاہ اسلام کے مطیع ہون و (۲) رعیت بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مونث۔ رعایت کیا گیا۔ محکوم۔ اسامی دنیا کے لوگ جو کسی حاکم ماتحت ہون۔

اہل رقم اصطلاح۔ بمعنی صاحبان تحریر وکنایہ باشد از مولفین ومصنفین (صائب ۵) از زخم زبان نیست گزیر اہل رقم را ؛ بیچاک کہ دیدہ است گریبان قلم را ؛ (اردو) اہل تصنیف وتالیف۔ مصنفین ومولفین۔

اہل زنخ اصطلاح۔ بقول انند بجوالۂ شرح قران السعدین بفتح زاے ہوز و نون وسکون خاے معجمہ لغت فارسی است بمعنی صاحب بیہودہ وملاف **مولف** گوید کہ مرکب اضافی است بمعنی صاحبان زنخ وکنایہ از ریش تراشیدگان کہ زنخ شان پیدا باشد ومراد از غیر متشرع واوباش (امیر خسرو ۵) کردہ زنخ شان زمحاسن کنار ؛ اہل زنخ را زمحاسن چہ کار ؛ دیگر کسی ذکر این نکرد (اردو) بیہودہ گو اوباش۔ داڑہی مونڈے۔

اہل سخن استعمال۔ بمعنی صاحبان سخن یعنی شعرا باشد (صائب ۵) سخن سازے ندارد جز ندامت حاصلی دیگر ؛ سر اہل سخن درپیش دائم چون قلم باشد ؛ (اردو) اہل سخن بقول امیر۔ شاعر (۵) صدشکر کہ نواب کے الطاف سے اے داغ ؛ چند اہل سخن جمع ہین کم اور زیادہ ؛

(۱۹۴۵)

اہل سماع اصطلاح - بہار بذیل وجد کردن ذکر این کردہ کہ بمعنی صاحبان سماع است **مولف** عرض کند کہ مرکب اضافی است و سماع بقول غیاث بالفتح بمعنی شنیدن و بمعنی رقص و سرود و وجد مجاز است (الخ) پس اہل سماع حضار مجلس سماع را نام است کہ وجد کنند معاصرین عجم بر زبان دارند (اردو) اہل وجد - اہل سماع - اردو مین کہہ سکتے ہین

اہل طلب استعمال - بمعنی طالبان حقیقت باشد (عرفی ؎) مہر و وفا را جذبۂ می باشد اے اہل طلب ؛ رو گوشۂ بنشین چرا رو در بیابان کردۂ ؛ (اردو) طالبان حقیقت - اہل دل - اہل باطن - (۱۹۴۷)

اہل عبا استعمال - بمعنی صاحبان عبا باشد و کنایہ از آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و فاطمہ الزہرا رضی اللہ تعالی عنہا و علی کرم اللہ وجہہ و حسن و حسین رضی اللہ تعالی عنہما - مخفی مباد کہ عبا بمعنی گلیم آمدہ چنانکہ صاحب غیاث آوردہ و چون آیۂ مباہلہ نازل شد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم در عبائے کہ بر جسم مطہرش بود ہر چہار حضرات موصوفہ را گرفت و فرمود کہ (اللہم ہؤلاء اہلی) پس بہمین سبب ایشان را اہل عبا نام شد (انوری ؎) چون رہا نیدی ازین تفرقہا جمعش کن ؛ باکہ با اہل عبا زانکہ ہم اہل عباست ؛ (اردو) اہل عبا - اردو مین کہہ سکتے ہین جس سے مراد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم و فاطمہ و علی و حسنین رضی اللہ تعالی عنہم ہین - (۱۹۴۷)

اہل فراش اصطلاح - بقول صاحب ضمیمۂ برہان و بحر بمعنی صاحب بستر کہ بیمار باشد دیگر کسی ذکر این نکرد **مولف** گوید کہ معاصرین عجم بر زبان دارند - مرکب اضافی است و موافق قیاس و این کنایہ

باشد (اردو) بیمار بقول آصفیہ۔ فارسی اسم مذکر۔ علیل۔ دکھی۔ مریض۔ روگی۔ ماندہ۔ مولف عرض کرتا ہے کہ اہل فراش بھی اردو مین کہہ سکتے ہین۔

اہل عمل استعمال بمعنی عاملان باشد (صائب ۵) سود ندہد عامل بیداد گررا کار خیر ؛ شاہد ظلم است از اہل عمل آثار خیر (اردو) عامل کی جمع۔ بقول آصفیہ عامل عربی۔ اسم مذکر۔ عملدار۔ حاکم۔ شاہی عہدہ دار

اہل فرضہ اصطلاح۔ بقول وارستہ تمغاچیانی کہ بر سواحل بحور از تجار باج گیرند سعید اشرف در قصہ تاجر گوید (۵) باہل فرضہ مرسومات دادند ؛ عشور و رشوت وسوقات دادند ؛ و فرماید کہ فرضہ بمعنی زمین کشادہ و فراخ برکرانۂ رود و دریا کہ کاروانیان آنجا فرود آیند و از آنجا در کشتی نشینند۔ بہار و صاحب بحر ہم ذکر این کردہ مولف عرض کند کہ مرکب اضافی است وموافق قیاس (اردو) وہ تمغے لگائے ہوے لوگ جو دریا کے سواحل پر تاجرونسے محصول وصول کرتے ہین۔ دکن مین درآمد وبرآمد کا محصول وصول کرنے والون کو اہل کروڑگیری کہتے ہین۔ جن کی تخصیص سواحل سے نہین ہے۔

اہل قبل اصطلاح۔ بقول وارستہ جمعی کہ در محاصرۂ باشند وقبل بمعنی محاصرہ از کتب تاریخ مستفاد می شود (سنجر کاشی ۵) آن بوسع اندر چون مملکت از کوشش تیغ ؛ این بفیق اندر چون دل ببر اہل قبل ؛ بہار و صاحب بحر ہم ذکر این کردہ مولف عرض کند کہ مرکب اضافی است وموافق قیاس وقبل بقول منتخب بضمتین گروہ ہا و بفتحتین بلندی زمین کہ بیش باشد و بالضم پائین کوہ پس این کنایہ باشد ترکیب

فارسی۔ (اردو) گہرے ہوے محاصرے مین آے ہوے لوگ۔ مذکر۔

اہل قلم | اصطلاح۔ بقول بحر معروف و محرران دفتر۔ بہار ہم ذکر این کردہ و از میرزا صائب سند آوردہ ؎ شود سعادت دولت نصیب اہل قلم ؎ ہمہ از کوچۂ این استخوان بدر نرود ؎ **مولف** گوید کہ مرکب اضافی و بر زبان معاصرین عجم بمعنی صاحبان نوشت و خواند است (اردو) اہل قلم بقول امیر لکھنے پڑہنے سے متعلق ہو (سودا ؎) اہل قلم جو دفتر بخشیگری کے ہین ؎ اس مین لکھین برائے تقیید یہہ بار بار ؎

اہل مدر | استعمال۔ بقول صاحب ضمیمۂ برہان و بحر عربانیکہ ساکنان شہر و قری باشد **مولف** گوید کہ مدر بفتحتین لغت عرب است بمعنی دہ پس اہل مدر ساکنان دہ باشند و بعربی اہل المدر خوانند۔ جزین نیست کہ این مرکب اضافی است بترکیب فارسی۔ پس اگر فارسیان برائے ساکنان شہر ہم استعمال این کردہ باشند و سند استعمال پیش شود توانیم عرض کرد کہ برسبیل مجاز است (اردو) شہری عرب۔ دیہاتی عرب۔

اہل مشرب | استعمال۔ کنایہ از شراب خوران (صائب ؎) روشناس اہل مشرب چون در میخانہ باش ؎ آشنا تر بامی از لعل لب پیمانہ باش ؎ (اردو) شرابخوار۔

اہل معنی | استعمال۔ مرادف اہل عرفان بمعنی اہل باطن و مقابل اہل ظاہر (صائب ؎) اہل معنی را تماشا مانع جمعیت است حلقہ چشمی کہ شد حیران کمند وحدت است ؎ (اردو) دیکھو اہل باطن۔

اہل نشست | اصطلاح۔ بقول برہان کنایہ از گوشہ نشینان و درویشان تارک دنیا و استہ فرماید کہ تارک گوشہ نشین۔ صاحب

(۱۹۵۰)

سراج گوید کہ کنایہ از گوشہ نشینان و اہل توکل۔ صاحبان بحر و بہار و جامع و انند ہم ذکر این کردہ اند و صاحب جہانگیری و سروری در خاتمۂ کتاب این را آوردہ (ملا شریف ۵) خرم دل شریف کہ با یاد چشم یار ؎ بنشست گوشۂ ز اہل نشست شد (میر خسرو ۵) خط تو گفت در آغاز خاستن کاینک ؎ منم کہ فتنۂ اہل نشست خواہم شد ؎ (لسانی ۵) در آتش محبت شمعی نشستہ ام ؎ کز روے گرم فتنۂ اہل نشست شد ؎ مولف گوید کہ مرکب اضافی است و بلحاظ معنی حقیقی استعمال معنی خاص کنایہ باشد و بس۔ (اردو) گوشہ نشینان۔ صاحب آصفیہ نے گوشہ نشین کا ذکر کیا ہے۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ خلوت نشین۔ تنہائی مین رہنے والا۔ سب سے علیحدہ رہنے والا۔ تجرد گزین۔ تارک الدنیا۔

اہل نظر استعمال بمعنی بینندگان و تماشائیان (۱۹۵۱)

وقدر شناسان و مرادف اہل دیدہ (صائب ۵) از جلوہ کند آب دل اہل نظر را ؎ پیوستہ ازان تازہ بود سرور و انش ؎ (اردو) دیکھو اہل دیدہ۔

اہل نفس اصطلاح۔ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرہنگ شہوت پرست و نفس پرور و ہیچ تصریح نکرد کہ لغت عربی است یا فارسی و دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد مولف عرض کند کہ مرکب اضافی است بترکیب فارسی و موافق قیاس کہ نفس بفتح اول و سکون ثانی را بقول صاحب غیاث در اصطلاح تصوف سہ قسم است اول نفس امارہ یعنے سخت امر کنندہ بطرف لذات و خطوظ فانی ممنوعہ دوم نفس لوامہ یعنی بسیار ملامت کنندہ خود را بہ وقوع معاصی بہ ہدایت نور دل و این نفس صلحا و اولیا را حاصل سوم نفس مطمئنہ و آن از صفات ذمیمہ صاف

شدہ با خلاق حمیدہ متصف گشتہ بقرب الٰہی فائز شدہ باطمینان میرسد وبحث مزید بجائے خودش آید انشاء اللہ۔ پس درین اصطلاح اضافت اہل بسوے قسم اوّل است (اردو) دیکھو اسیر طبع۔

اہل وبر اصطلاح۔ بقول صاحب ضمیمہ برہان عربانیکہ مسکن آنہا صحرا باشد۔ صاحب بحر ہم ذکر این کردہ **مولف** گوید کہ مرکب اضافی است بقاعدۂ فارسی۔ وکنایہ باشد بمعنی خاص کہ وبر بہ واو مفتوح وفتح باے موحدہ لغت عرب است وبقول منتخب بمعنی پشم شتر وبقول صاحب منتہی الارب پشم شتر وپشم خرگوش ومانند آن وچون اہل صحرا ازان بسیار کار گیرند پس فارسیان آنہارا باین اسم نامیدہ اند حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) صحرائی۔ جنگلی لوگ۔ دیہاتی لوگ۔ مذکر۔

اہل ہوا اصطلاح۔ بقول اند بحوالۂ فرہنگ فرنگ شہوت پرست ورند وبے قید وزانی وتصریحے نکرد کہ لغت فارسی است یا عربی ودیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** گوید کہ از قبیل اہل نفس باشد کہ گذشت مرکب اضافی بقاعدۂ فارسی وہوا بفتحتین لغت عرب است بقول منتخب بہ معنی انچہ از روے خواہش نفس باشد (اردو) دیکھو اسیر طبع۔

اہمال بقول صاحب آصفی بحوالۂ منتخب فروگذاشتن وفرماید کہ در بہار عجم است کہ اہمال از مادۂ ہمل در لغت عربیہ یافتہ نشد لیکن اہمال بمعنی مہلت دادن آمدہ برین تقدیر قلب این باشد۔ وفرماید کہ صاحب خلاصۂ بہار عجم (مولوی سید جمیل احمد بلگرامی) گوید کہ "ہمچو توجیہ ناشی از عدم مہارت لغت عربی است وفی القاموس الہمل محرکۃ السدی

المتروک لیلا او نہارا و بعد بیان معانی دیگر میگوید کہ اہمالہ خلی بینہ و بین نفسہ او ترکہ پس در لغت عربیہ نیافتن و قلب اہمال تقدیر کردن غرابت دارد (انتہی کلامہ) **مولف** گوید کہ بالکسر لغت عربی است بقول صاحب منتہی الارب بمعنی بخود فروگذاشتن چیزے را و گذاشتن چیزے را فارسیان بترکیب خویش با مصادر فارسی مرکب ساختہ بمعنی تغافل و بے پروائی و سستی استعمال این کنند چنانکہ در ملحقات آید و بہمین معنی استعمال این بدون ترکیب ہم یافتہ شد چنانکہ ظہوری فرماید ؎ روز ہجران سخت جانیہا چہ خوش دشوار بود ؛ آہ از غیرت اگر می گشت اہمال کسی (ولہ ؎) جان ندادم باول ہجران ؛ گشت بیہودہ آخر اہمالم ؛ (اردو) تغافل بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ غفلت۔ بیخبری۔ اپنے تئیں غافل بنانا۔ بے پروائی تکاہل۔ تساہل سستی۔

اہمال رفتن استعمال بمعنی تغافل و تساہل واقع شدن (ظہوری ؎) مگر در غارتم از کنج کاوی رفتہ اہمالے ؛ چنین معلوم میگردد مگر صبرم گمان دارد ؛ (اردو) تغافل واقع ہونا۔

اہمال کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی ساکت **مولف** گوید کہ بمعنی تغافل و تساہل کردنست (میر حسن دہلوی ؎) ساقی بدہ مئے کہ دہد راحتے بعمر ؛ تعجیل عمر بین تو چہ اہمال میکنی ؛ (عرفی ؎) کمن اہمال در مکتوب عرفی برون اے قاصد ؛ ولے بنشین کہ حسرت نامہ انشا کنم من ہم (اردو) تغافل کرنا۔ سستی کرنا۔ دیر کرنا۔

(۱۹۵۲)

اہمر بقول برہان وجامع بروزن احمر شغال راگویند وآن جانوریست مانند سگ لیکن از سگ کوچک تر است گویند در عہد کسری ہم رسیدہ وپیش ازان نبودہ۔ صاحب رشیدی فرماید کہ بفتح الف ومیم وسکون ہا جانورے مانند اشکرہ کہ در عہد سلغر شاہ بن سلجوق شاہ پادشاہ شیراز پیدا شد وپیش ازان معلوم نبود۔ صاحب سروری گوید بروزن اسمر جانورے سگ مانند کہ در عہد یکی از سلاطین سابقہ پیدا شد وپیش ازان نبود وآن راشغال نیز گویند وفرماید کہ در یکی از نسخ بنظر رسیدہ کہ در عہد سلجوق شاہ پیدا شد۔ صاحب ناصری بحوالۂ محققین بالا فرماید کہ درین تامل است۔ صاحب جہانگیری را با صاحب برہان اتفاق وصاحب شمس را با رشیدی مولف گوید کہ ہمر بدون الف اول بقول منتخب لغت عرب است بمعنی ریختن آب واشک پس جا دارد کہ اہمر را اسم تفضیل گیریم بمعنی بسیار ریزندہ اشک وگریہ بسیار کنندہ۔ فارسیان شغال را بدین وجہ موسوم بہ اہمر کردند کہ آوازش کلمہ ہور اتا بدیر میکشد وسامعین میگویند کہ شغال میگرید۔ این است ماخذ این واندرنیصورت باید کہ اہمر را مفرس گیریم وبرخلاف این جز این نباشد کہ اسم جامد فارسی قدیم قیاس کنیم واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) گیدڑ بقول آصفیہ ہندی۔ اسم مذکر۔ شغال۔ سیال۔ جمبو۔ شغر۔ ایک درندے کا نام جو کتے سے چھوٹا ہوتا اور رات کیوقت کبھی نو بجے کبھی ادھی رات کو کبھی صبح ہوتے اپنی گروہ کیساتھ بولا کرتا ہے۔

اہمہ بقول برہان وجامع بفتح اول وثانی وثالث بہ معنی پارہ شدہ وناقص باشد وصاحب ناصری فرماید کہ بہ معنی ناقص وپارہ۔ ہمانا این نیز

ہمان الف است کہ بر آویزہ مذکور شد کہ معنی ضدی نبخشد۔ صاحب سراج بحوالہ برہان ذکر این کردہ **مولف** گوید کہ الف نفی در فارسی قدیم مستعمل بود و حالا متروک است و ما ذکر این بر اجنبان کردہ ایم و آنچہ در اینجا بمعنی نہ ہمہ بلکہ پارہ از و باشد۔ صاحب سفرنگ دساتیر ہم ذکر این کردہ (اردو) ادہورا۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ آدہا۔ ناتمام۔ نامکمل جو پورا نہ ہوا۔ امیر نے فرمایا ہے کہ ادہورا۔ ہندی (ادھ پور) سنسکرت۔ ناگ بہاکا مین (ادھ اور) ہوا بہاکا مین (ادہورا) ہوگیا۔ پورا کی ضد۔ ناتمام۔

اہنامہ بقول برہان بروزن شہنامہ (۱) بمعنی کروفر و خودآرائی و خودنمائی و دولت و (۲) عشق و رسوائی باشد و (۳) چیزے را نیز گویند کہ زود از دست برود و از انتفاع باز ماند و شکستہ شود۔ صاحب جامع ہمزبان برہان۔ صاحب سروری نسبت معنی اوّل فرماید کہ بمعنی خودرائے و اوش و بوش **مولف** خیال میکند کہ غلطی کتابت باشد کہ خودآرائے را خودرائے نقل کرد۔ صاحب سروری بذکر معنی دوم معنی سوم را ترک کردہ است۔ صاحبان جہانگیری و رشیدی ہم بر معنی اوّل و دوم قانع و صاحب ناصری بر معنی دوم قناعت کردہ۔ صاحب سراج فرماید کہ بوزن شہنامہ بمعنی فضیحت و رسوائی و بعضی بمعنی کروفر و خودآرائی نوشتہ اند ولیکن معنی کروفر سند ندارد (باباطاہر عریان ۵۲) شخ[1] اہنامہ بے مابر نگیرد ؛ زہر باران صدف گوہر نگیرد ؛ (ولہ ۵۲) زخم اہنامہ مستوران چہ دانند ؛ اوج[2] دیدار اودونان چہ دانند ؛ (ملا ملک قمی ع ۲) کہ شد آہ فردوسی اہنامہ کار ؛ **مولف** عرض کند کہ معنی ترکیبی این نامۂ آہ است کہ کنایہ از رسوائی و عشق باشد۔ قلب اضافت است

[1] کوہ (اندراج) [2] باطن (کنز اللغات)

وبکثرت استعمال ممدودہ بہ مقصورہ بدل شد پس معنی دوم اصل است و دیگر معانی مجاز آن۔ بای حال فارسی قدیم باشد و معاصرین عجم حالا بر زبان ندارند۔ (اردو) (۱) گروفر (دیکھو اوش بوش) خودآرائی وخودنمائی بقول آصفیہ (فارسی) اسم مونث۔ نمود۔ شیخی۔ نمایش۔ (۲) عشق بقول آصفیہ (عربی) اسم مذکر۔ کسی چیز کو نہایت دوست رکھنا۔ از حد محبت۔ پیار۔ حب۔ رسوائی بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ بدنامی۔ بے عزتی۔ فضیحت۔ ذلت۔ خواری (۳) وہ چیز جو جلد ضائع ہو جاے۔ اور ہاتھ سے نکل جاے

اہنوجشی صاحب سروری گوید کہ بنون وجیم وشین معجمہ (اعرابش غیر ظاہر) نام اہل حرفت باشد و فرماید کہ آوردہ اند کہ جمشید خلق عالم را بر چہار قسم منقسم ساختہ اوّل زہاد و عباد وگوشہ نشینان وایشان را کاتوزی نام نہاد دوم سپاہیان وایشان را نیساری نام کرد سیوم زراع و دہاقین وایشانرا نسودی اسم گذاشت چہارم اہل حرفت وایشانرا اہنوجشی گفت وازحکیم فردوسی سند آوردہ فرماید کہ بجاے معجمہ اہنوخشی ہم بنظر آمدہ ۵ گروہ کہ کاتوزیان خوانیش ؛ برسم پرستندگان دانیش ؛ جداکردشان ازمیان گروہ ؛ پرستندہ را جاگہ کردکوہ ؛ صفے کزدگر دست بنشاندند ؛ ہمی نام نیساریان خواندند ؛ کجا شیر مردان جنگ آورند ؛ فروزندۂ لشکر وکشور اند ؛ نسودی سہ دیگر گروہ راشناس کجا نیست کس را برایشان سپاس ؛ بکارند ورزند وخود بدرونند ؛ بلگاہ خورش سرزنش نشوند ؛ چہارم کہ خوانند اہنوجشی ؛ ہمی دست ورزان باسرکشی ؛ کجا کارشان ہمگنان پیشہ بود ؛ روان شان ہمیشہ پراندیشہ بود ؛ مولف عرض کند کہ تحتانی آخرہ برائے

نسبت باشد یعنی کسانیکہ منسوب بہ اہنوجش باشند فارسیان قدیم یعنی زردشتان بزبان ژند و پاژند آلہ دست ورزی را اہنوجش میگفتند کہ بزبان ہندی آنرا آگہہ می نامند دستور رستم جی کہ یکی از محبان کہن سال ماست و عالم ژند و پاژند تصدیق این می کند۔ حیف است کہ بسیارے از لغات فارسی قدیم را اہل لغت ترک کردہ اند۔ (اردو) جلاہے۔ اس کا واحد جلاہا بقول آصفیہ۔ اردو۔ جامہ باف۔ کپڑا بننے والا۔ مومن۔

اہنوخشی بقول ناصری نام صنفی از ازہار صنف کہ جمشید قرار دادہ بود کہ بانواع حرفہا پردازند **مولف** گوید کہ مراد از اہنوخشی کہ گذشت و صراحت ماخذش ہمدرا انجا کردہ ایم وجزین نیست کہ این مبدل آن باشد کہ تبدیل جیم عربی بہ خاے معجمہ بنظر آمدہ چنانکہ اسفاناج و اسفاناخ (اردو) دیکھو اہنوجشی۔

ثانی وضم نون وواو ساکن وخاے نقطہ دار مفتوح وواو معدولہ وشین قرشت تحتانی رسیدہ اہل حرفت را گویند (الخ) صاحب جہانگیری نسبت اعراب فرماید کہ خاے معجمہ مضموم است **مولف** گوید کہ ہمان اہنوخشی را کہ گذشت واو دوم بعد خاے معجمہ برائے اظہار زیادہ کردہ اند چنانکہ افتادرا افتاد کردند و مثل اہنوخشی وصراحت ماخذ بر اہنوجشی گذشت (اردو) دیکھو اہنوجشی

اہنوخوشی بقول برہان بفتح اوّل وسکون

اہنود بقول برہان وجامع بفتح اوّل وثالث ورابع وسکون ثانی ودال ابجد بروزن دہ عدد نام روز اوّل خمسہ مسترقہ قدیم است۔ صاحب سروری بحوالہ سامی فرماید کہ بفتح ہمزہ ونون وواو وسکون ہا نام اوّل روز از پنجہ مسترقہ کہ جشن مغانست وپنجہ مسترقہ را بفرس فروردیان وبعربی فروجان بضم فا وسکون وفتح راودال

مہلتین گویند این پنج روز بعد از آبان ماہ باشد۔ صاحب شمس فرماید کہ نام اوّل روز از فروردین باشد و بقول صاحب موید بالفتح اوّل روز از فروردیان و بالضم و باہای موقوف پنجروز از ماہ آبان کہ آفتاب در عقرب بود و آن روز جشن مغانست۔ صاحبان جہانگیری و ناصری ہم ذکر این کردہ اند **مولف** گوید کہ ما ذکر خمسۂ مسترقہ بر لفظ اسفندمذ کردہ ایم و نسبت ماخذ این عرض میشود کہ جزین نیست کہ اسم جامد فارسی قدیم گیریم و بس (اردو) خمسۂ مسترقہ کے پہلے دن کو فارسیون نے (اہنود) کہا ہے دیکھو اسفندمذ جہان خمسۂ مسترقہ کا بیان مذکور ہے۔

اہوار بقول برہان و جامع بروزن رہوار حیران و والہ و شیفتہ را گویند۔ صاحبان ناصری و جہانگیری و انند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند (مولانا سحابی ؎) در راہ خدا نگو کہ رہوار بماند ٭ بگذشت و از و پس در شہوار بماند ٭ حق جو حق دید و خلق حیران ماندند ٭ شط رفت بہ بحر خویش و اہوار بماند ٭ **مولف** گوید کہ مراد ف آبرکار و اسم جامد فارسی قدیم باشد۔ معاصرین عجم حالا بر زبان ندارند (اردو) دیکھو ابرکار۔

اہواز بقول برہان و جامع بروزن شہباز نام شہریست از ولایت خوزستان گویند ہوائے بسیار بدے دارد و ہر کہ یکسال در انجا مقام کند البتہ در عقل او نقصان بہم رسد و عقرب آنجا ہر کرا بزند جان بسلامت نبرد و اکنون خرابست و نام ولایتی ہم ہست۔ صاحبان جہانگیری و سروری و موید و سراج ہم ذکر این کردہ اند (حکیم سوزنی ؎) نہ دیر باید تا نزد تو خراج آرند ٭ ز مصر و کوفہ و بغداد و بصرہ و اہواز ٭

صاحب شمس فرماید کہ بالکسر است و صاحب ناصری گوید کہ نام نہ شہر از ولایت خوزستان کہ بعقرب جرّارہ موصوف و ببدی ہوا و خرابی معروف چنانکہ گفتہ ع نیشکر عقرب جرّارہ شود در اہواز ؛ و این نہ شہر در میان بصرہ و فارس آباد بود و فرماید کہ اہواز بمنزلہ جمع می نماید اما ہر یک را جداگانہ ہوز نخوانند و ہمہ را متصلاً اہواز خوانند اوّل ابدج بروزن احمد دوم تستر سیوم کند شاپور مشہور بجند شاپور چہارم رام ہرمز پنجم سوس ششم سرق بروزن سکر ہفتم عسکر مکرم ہشتم مناذر نہم تیسری کہ بجاے یا الف باشد (صاحب ناصری ۵) ایا شکستہ سر زلف ترک شیرازی ؛ کلاہہاے تو جرّارہاے اہوازی ؛ مولف عرض کند کہ وجہ تسمیۂ این متحقق نشد (اردو) ایک شہر اور ولایت کا نام جس کی آب و ہوا نہایت خراب ہے اور جہان کے پچھو بہت زہریلے ہوتے ہین ۔

اہوتہ بقول صاحب شمس بالفتح درمیان آسمانہا و زمینہا دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد مولف گوید کہ بخیال ما فارسیان این را از لغت سنسکرت گرفتہ اند کہ بقول صاحب ساطع ہوتا بمعنی دولت و مال است و بزیادت الف نفی (کہ ذکرش بر لغت اجنبان کردہ ایم) اہوتا بمعنی غیر دولت و مال شد یعنی ہیچ و لاشئے پس فارسیان قدیم این را مجازاً بمعنی جوا استعمال کردہ باشند کہ ہیچ و لاشئے باشد و اللہ اعلم بحقیقۃ الحال ۔ تبدیل الف باہاے ہوز موافق قیاس است چنانکہ یاسا و یاسہ (اردو) زمین و آسمان کا درمیانی حصہ جسکو عربی مین جو کہتے ہین ۔ اردو مین اسی کا نام فضا ہے ۔ مونث ۔

اہور بقول برہان بروزن ہجر معشوق و مطلوب را گویند و بقول صاحبان جامع و

جہانگیری بمعنی محبوب و معشوق است ۔ صاحبان سراج و ہفت ہم ذکر این کردہ اند ۔
(منوچہری ؎) بزمی بچنین سالہاے دراز ؛ دمان و دنان وچمان وچران ؛ دو
گوشت ہمیشہ سوے گنج گاؤ ؛ دو چشمت ہمیشہ سوے اہوران ؛ (حکیم خاقانی ؎)
درجنت مجلست چراگاہ ؛ آہو حرکات اہوران را ؛ مولف عرض کند کہ جادار دکہ ہمان
لغت بالف مقصورہ باشد کہ در محدودہ گذشت یعنی آہو ر و ماصراحت ماخذش ہمدرانجا
کردہ ایم و معنی حقیقی این ہر چیز مرغوب و مطلوب و مجازاً معشوق را گفتہ اند ۔ محدودہ
و مقصورہ چیزے نیست کہ متعلق بہ لب و لہجہ مقامی است ۔ (اردو) ہر چیز مطلوب
و مرغوب نیز معشوق ۔ محبوب ۔ مذکر ۔

اہوز بقول برہان و جامع و سراج و ہفت بفتح اوّل و ثالث و سکون ثانی و زاے
نقطہ دار نام تیرانداز ے کہ بغایت قادر انداز بود در زمان انوشیروان ۔ گویند کہ
پادشاہ حبشہ را بیک تیر بر روے تخت کشت و ملکش را گرفت (اردو) فارسی مین
اہوز ایک نشانہ انداز ۔ تیرانداز کا نام ہے جو نوشیروان کے زمانہ مین تہا ۔

اہون بقول برہان و جامع بفتح اوّل و ثانی بواو رسیدہ و بنون زدہ مخفف آہون است
کہ رخنۂ کوہ و غار و امثال آن باشد ۔ صاحبان اند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند
مولف گوید کہ اصل این (آہ ون) بہ فتح واو باشد ۔ صراحت ماخذش در محدودہ
بجایش گذشت ۔ و سند استعمال ہم ہمدرانجا مذکور انچہ فارسیان بسکون واو بروزن
قارون استعمال این کردہ اند تصرف محض است کہ نتیجۂ بے خبری از ماخذ بیش نباشد

ممدودہ ومقصورہ چیزے نیست کہ متعلق بہ لب ولہجۂ مقامی است (اردو) دیکھو آہون۔

اہون بر استعمال۔ بقول برہان بہ فتح بائے ابجد وسکون رائے قرشت نقب زنندہ وچاہ جوے راگویند وبعربی نقاب خوانند وفرماید کہ بضم بائے ابجد ہم آمدہ است صاحبان جامع وانند ہم ذکر این کردہ اند صاحب موید بر (آہون بر باالف ممدودہ) فرماید کہ بروزن صابون گر کسے راگویند کہ در دیوار یا در زمین نقب زند یعنے سوراخ کند چنانچہ عمل وزدانست وفرماید کہ این لفظ مرکب است از بر کہ بہ معنی برندہ است وتواند کہ بہ معنی امر باشد یعنے سوراخ بکن **مولف** عرض کند کہ بردن بقول صاحب بحر عجم بالضم بمعنی کردن نیز آمدہ (الخ) پس امر این بَر بالفتح واہون بر اسم فاعل ترکیبی است بہ معنی نقب کنندہ واگر بَر را بالضم گیریم چنانکہ محققین بالا ذکرش کردہ اند تو انیم قیاس کرد کہ بَر امر است از بردن کہ بقول صاحب بحر عجم بہ معنی رخنہ کردن در دیوار ہم آمدہ ولیکن اوّل اقوے است واحسن۔ وہمین استعمال در ممدودہ ہم گذشت۔ وسند این از کلام ناصر خسرو بر لفظ آہون مذکور (اردو) دیکھو آہون بر۔

اہیانہ بقول برہان وجامع بائے ہاے حطی بروزن افسانہ مخفف آہیانہ است کہ (۱) شقیقہ وکاسہ سر و (۲) دماغ و (۳) حلقوم باشد۔ صاحبان جہانگیری و ناصری وانند وہفت ہم ذکر این کردہ اند **مولف** گوید کہ ہمین لغت در ممدودہ گذشت بہ اختلاف خفیف در معنی۔ حیف است کہ سند استعمال این پیش نہ شد۔ صراحت ماخذ

ہمدرا نجا کردہ ایم محدودہ مقصورہ چیزے نیست کہ نتیجہ لب ولہجہ مقامی است (اردو) دیکھو آہیا نہ ۔

الف مقصورہ بایاے تحتانی

ای صاحب ضمیمۂ برہان گوید کہ بکسر اوّل وسکون ثانی مجہول ترجمہ یاست کہ حرف ندا باشد وبقول بہار وانند حرف نداست کہ در عربی بالفتح و در فارسی وہندی عوام بیاے مجہول خوانند و این از توافق لسانین بود اما در ہندی کتابی ہمہ بہاے ہوز است مگر لفظ اے کہ برا ے تفسیر است در فارسی نیز بفتح مستعمل میشود ۔ صاحب جامع فرماید کہ بروزن می در عربی حرف نداست ۔ صاحب موید این را بذیل لغات آوردہ گوید کہ بایاے فارسی ترجمۂ یا کہ حرف ندا باشد وبقول صاحب تحقیق الاصطلاحات حرف ندا و فرماید کہ گاہے بالف ندا جمع میشود چنانکہ ابوالفرج رونی کہ استاد مسلم الثبوت است میگوید (ے) اے لالہ رخا چو لالہ ام سوختہ دل ؛ پیش تو چو لالہ ماندہ ام خوار وخجل ؛ وخانخانان ممدوح عرفی شیرازی گوید ے اے دلا آن آتش شہای بیدود ؛ چہ شد ؛ ہر دو عالم را زیان کردی بگو سودت چہ شد ؛ صاحب سخندان فرماید کہ اے در زبان فارسی حرف نداست و در سنسکرت ہے وا ے میگویند ۔ صاحب تحقیق القوانین بذیل حروف ندا فرماید کہ از جملۂ حروف ندا یکے اے بیاے مجہول و ندا بمعنی آواز کردن وطلبیدن است و ہر اسم ظاہر کہ توجہ مستمع اش طلبیدہ شود بواسطہ یکی از حرفہاے کہ مفید معنی طلب وموسوم بحروف ندا ایند آن را منادی گویند

وبذیل حروف محذوفہ ومقدرہ ہم آوردہ فرماید کہ منجملہ آنہا یکے آے وحذفش ہم روا باشد چنانکہ درین قول حزین ؎ خاموش حزین کہ برنتابد ؛ افسانۂ عشق را بیانہا ؛ وفرماید کہ مراد از محذوف لفظی است کہ آن را بجہت اختصار وفصاحت یا بنا برضرورت شعر از ظاہر عبارت حذف کردہ باشند برخلاف مقدر کہ این بحسب محاورہ در کلام خاص وعام بے ارادۂ ایشان محذوف ومستتر بود پس اطلاق محذوف بر ہر مقدر درست باشد نہ بعکس ۔ وبذیل حروف زواید ہم آوردہ گوید کہ منجملہ آنہا یکے کلمہ آے باشد چنانکہ بلفظ آے کاش واے وآے واے دریغ واے آہ وفرماید کہ حروف زواید آنرا گویند کہ برائے ضرورت شعر یا برعایت سجع ویا بنا برتحسین لفظ بر اوایل یا در اواخر کلمات زیادہ کردہ شوند ودر معنی مقصود دخلے ندارند مولف عرض کند کہ از بیان بالا متحقق شد کہ آے بیاے مجہول وبجاورۂ عجم بیاے معروف (۱) حرف ندا است ماخوذ از زبان عرب چنانکہ ظہوری فرماید ؎ الفرار اے عقل سلطان جنون لشکر کشید ؛ الوداع اے سبر غرور حسن خنجر برکشید ؛ و (۲) حرف زاید چنانکہ ظہوری فرماید ؎ کفن پروانہ را از پردۂ فانوس می باید ؛ مزارش را کسے اے کاش در پاے لگن بندد ؛ (اردو) (۱) اے ۔ بقول امیر (عربی مین بالفتح فارسی مین بالکسر اور اردو مین دونون طرح مستعمل ہے) حرف ندا (غالب ؎) مین بلاتا تو ہون اسکو مگر اے جذبۂ دل ؛ اسپہ بنجاے کچھہ ایسی کہ بن آئے نہ بنے ؛ (۲) اردو مین بہی آے بعض الفاظ کے ساتھہ بقاعدۂ فارسی بطور حرف زاید مستعمل ہے جیسے ۔

(اے واہ) (اے وائے) (اے ہے) (اے ہان) جناب امیر نے انکا ذکر فرمایا ہے۔

اے آمدنت باعث آبادی ما

(مقولہ) صاحبان امثال فارسی این را ترک کردہ اند و معاصرین بجم استعمال این بخیر مقدم ملاقاتیان کنند و این مصرع از شعر مشہور و گویند کہ مال ملا حسین کاشفی است

(اردو) یہی فارسی مقولہ اردو مین بہی مستعمل ہے۔ ملاقاتیون کے خیر مقدم مین اہل دکن اس کا استعمال کرتے ہین اور بعض اہل زبان سے بہی ہم نے اس کو سنا ہے۔

ایا بقول برہان بفتح اوّل و ثانی بالف کشیدہ (۱) بمعنی اے است و بعربی یا گویند کہ حرف ندا باشد و (۲) گاہے در مقام حسرت و افسوس ہم استعمال میشود۔ صاحب جامع فرماید کہ بروزن حیا در عربی حرف ندا است۔ صاحب موید این را بذیل لغات عربی آوردہ گوید کہ در عربی برائے ندائے قریب است و در فارسی (۳) کلمۂ تنبیہ۔ صاحبان ناصری و رشیدی در ممدودہ بذیل (آیا) ذکر این کردہ می فرمایند کہ بغیر کلمۂ ندا و عربی است۔ (صاحب ناصری ع ۱) ایا شکستہ سر زلف ترک کاشغری ؛ صاحب انند بذکر معنی اوّل و دوم گوید کہ (۴) برائے استفہام آید چنانکہ گوئی (ایا این مقصود بحصول خواہد پیوست) صاحب تحقیق القوانین این را بذیل حروف ندا آوردہ فرماید کہ منجملہ آن ایاست بفتح ہمزہ چنانکہ فردوسی فرماید ؎ ایا شاہ محمود کشور کشائے ؛ نگر از من نترسی بترس از خدائے ؛ و بذیل حروف حسرت و افسوس و حروف تنبیہ و حروف استفہام این را نیاوردہ **مولف** عرض کند کہ تسامح صاحب

موید بیش نیست کہ این را در عربی برائے ندائے قریب مخصوص کردہ وحقیقت برعکس آنست یعنی برائے ندائے بعید کما فی المحیط بخیال ما فارسیان این را از زبان عرب گرفتہ اند وتخصیص این در فارسی زبان با قریب و بعد نیست ومعنی اوّل متحقق است ونسبت معنی دوم طالب سند باشیم ونسبت معنی سوم اگرچہ متیقّن فرس ازین ساکت اند ولیکن ما استعمال این در روزمرۂ معاصرین شنیدہ ایم۔ موید الشعرائے مرحوم کہ ہمدرین روزہا رحلت فرمود از اہل زبان بود وہمین شعر فردوسی را کہ بالا گذشت متعلق بہ معنی سوم میکرد وخدا یش بیامرزد می فرمود کہ آیا درین شعر معنی خبردار باش است وبس۔ ما خیال میکنیم کہ محققین باریک خیال معنی دوم را ہم بسند ہمین شعر فردوسی پیدا کردہ اند ولیکن مارا با موید مرحوم اتفاق است ومعنی چارم بخیال ما تسامح صاحب انند ہندی نژاد باشد کہ ممدودہ را بمقصورہ دانست

فتأمّل (اردو) دیکھو اے (۲) دیکھو آہ (۳) ہان بقول صاحب آصفیہ کلمۂ تنبیہ۔ ذوق ؎ ہان تأمّل دم ناوک فگنی خوب نہیں ؛ ابھی چھاتی مری تیرون سے چھنی خوب نہیں ؛ (۴) ایا دیکھو آیا۔

ایار بقول برہان وجامع بروزن بہار (۱) نام ماہ سوم بہار است از سال رومیان وبودن آفتاب در برج جوزا و (۲) ترجمۂ حساب ہم ہست چہ آیا رگیر محاسب وحساب گیرند را گویند۔ صاحب ناصری بر معنی اوّل قانع۔ صاحب انند بذکر معنی اوّل فرماید کہ باین معنی بہ تشدید یا ہم آمدہ وذکر معنی دوم ہم کند۔ صاحب سروری برائے معنی اوّل از سعدی شیرازی سند آرد (؎) این ہنوز اوّل اذار جہان افروز است ؛ باش

تاخیمہ زند دولت نیسان وایار ؛ صاحب سوا لاسبیل فرمایدکہ دراصل این لفظ سریانی است
کہ آن مطابق ماہ انگلیسی (مئی) باشد وصاحب بول چال ہم ذکراین کردہ بنسبت معنی
دوم خیال ما این است کہ مخفف آیارہ باشد کہ می آید یا مبدّل آدارکہ بدال ہملہ گذشت۔
بقاعدۂ فارسی وال ہملہ بدل شود بیاے تحتانی چنانکہ لآد ولآے (اردو) (۱)
رومیون کے پاس موسم بہار کے تیسرے مہینہ کا نام آیار ہے جو انگریزی (مئی)
کے مطابق ہے۔ اور مئی بقول آصفیہ (انگلش) اسم مونث۔ انگریزی پانچوان مہینہ
جو اکتیس دن کا ہوتا ہے (۲) دیکھو ادار کے دوسرے معنے۔

ایارد بقول جہانگیری کہ درخاتمہ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند آوردہ باوّل مفتوح
وراے مکسور بمعنی ژند بود خسروانی گوید ؎ چہ مایہ زاہد و پرہیزگار صومعگی ؛ کہ ژند
خوان شدہ درعشق ہم ایارد گوے ؛ دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف**
گوید کہ ژند بقول برہان نام کتابی است کہ ابراہیم زردشت دعوے میکرد کہ از آسمان
بروے نازل شد۔ بخیال ما این مخفف آیارہ باشد بحذف ہاے ہوز کہ می آید
بمعنی شرح ژند۔ صراحت کامل این ہمدر انجا کنیم واین لغت ژند و پاژند است
(اردو) ژند کی شرح۔

ایاردہ بقول برہان بکسر اوّل ورابع وفتح دال ابجد تفسیر وچگونگی کتاب ژند است وآنرا پاژند خوانند وژند کتابی است	بملت مغان یعنے آتش پرستان بعضی آنرا کتاب آسمانی می خوانند وبفتح اوّل وسکون رابع ہم آمدہ است۔ صاحب جہانگیری

فرماید کہ باوّل مفتوح وراے مکسورہ و ال
مفتوح شرح ژند بود۔ صاحب سروری
فرماید کہ بروزن اوارجہ تفسیر ژند است
ونیز کتابے بہ دین مغان وہمان مثال (کہ
صاحب جہانگیری بذیل ایارد آوردہ)
بتغیر خفیف پیش کردہ (خسروانی ؎)
چہ مایہ زاہد وپرہیزگار صومعی ؛ کہ نسنک
خوان شدہ در عشقش وایاردہ گوے ؛
وفرماید کہ نسنک بکسر نون وسکون سین مہملہ
جزو کتاب گیران باشد۔ صاحب ناصری
را در بیان اعراب با جہانگیری اتفاق است
وصاحب جامع را با برہان۔ صاحب
رشیدی فرماید کہ بفتح الف وراے موقوف
وال مفتوح کتابے است در دین مجوس
وگویند شرح ژند است وبذکر شعر بالا فرماید
کہ ازین بیت ظاہر میشود کہ ذکرے باشد
یا سرودی کہ مجوس می گفتہ باشند۔ صاحب
شمس ہمزبان رشیدی۔ صاحب سراج بذکر
قول رشیدی فرماید کہ درین تامّل است
چراکہ مقابلہ بنسک کہ جزویست از اجزاے
ژند دلالت گونہ دارد کہ بمعنی کتاب یا جزو
کتاب باشد واگر از لفظ گوے توہم کردہ
نیز بجاست چراکہ گویندہ وخوانندہ ہردو
مترادف استعمال می یابند چنانکہ از عبارت
خودش پیداست (انتہی کلامہ) بتحقیق ما
ایاردہ کہ بیاے موحدہ گذشت اصل است
وصاحب پہلوی آنرا تفسیر ژند گفتہ وہمین شعر
خسروانی را بسند آوردہ للہ العجب کہ محققین
سلف بہ تحقیق لغات فارسی چہ قدر کم توجہی کردہ اند
کہ یک سند را بہ تبدیل حروف وتغیر الفاظ
ہر کسے بکام خود میگیرد وخدا میداند کہ
مقصود مصنف شعر چہ بود۔ باے حالِ ما ہمین
معنی تفسیر را در کلام خسروانی مناسب تر
خیال میکنیم وخیال ما این است کہ محققین فرس

بوجهه غلطی کتابت باے موحّده را یاے تحتانی دانستند وانچه همین یک سند را برای هر دو لفظ بکار برند نیز تسامح شان است دیگر هیچ (ار دو) دیکهو اباردہ۔

ایارگیر بقول انند بحوالهٔ برهان بالفتح لغت فارسی است بمعنی محاسب۔ صاحبان برهان وجامع بذیل ایار ذکر این کرده اند و دیگر محققین فرس از ین لغت ساکت وماصر احت ماخذ این بر لغت (ایار) کرده ایم و این اسم فاعل ترکیبی است و (ابارگیر) به باے موحّدهٔ دوم هم به همین معنی گذشت و (آوارگیر) در محمد وده هم۔ (ار دو) دیکهو ابارگیر۔

ایاره بقول برهان بروزن ستاره (ا) بمعنی یاره باشد که دست برنجن است وفرماید که آن حلقه بود از طلا ونقره وغیر آن که زنان در دست و پاے کنند۔ صاحب جامع فرماید که دست برنجن وخلخال ومعرب آن ایارق۔ صاحب ناصری وجهانگیری وسروری ورشیدی هم ذکر این کرده اند وفرمایند که دست برنجن باشد (لاادری از رشیدی ۱۲) چو آر دو زینت خود در شماره ❊ هلالش زبید از بهر ایاره ❊

صاحب سراج فرماید که یاره مخفف این است **مولف** عرض کند که یاره بقول برهان دست برنجن است وآن حلقه ایست که بیشتر در دست کنند پس تحقیق آنست که ایاره مزید علیه یاره ومخصوص به دست است وخلخال که تخصیص با پا دارد وغیر ایاره باشد واتفاق محققین همبرین ومرادف معنی اوّل ابرنجن وماصراحت معنیش بجا بیش کرده ایم۔ انچه خان آرزو در سراج یاره را مخفف ایاره دانسته برعکس تحقیق ماست۔ ونسبت ماخذ این عرض میشود که

این مرکّب است از یار کہ بہ معنی محب و دوست و آشنا آمدہ ۔ ہا ے نسبت در آخرش زیادہ کردند و معنی لفظی این منسوب بہ دوست است و مجازاً حلقۂ را نام کردند کہ زنان آنرا بطور نشان دوست دوست دارند و ہمچو زیورے بدست کنند ۔ موید مرحوم اصفہانی با ما گفت کہ آئین شاہان عجم بود کہ کسی کہ بقوّت و توانائی امتیاز میداشت حلقۂ از طلاے مرصّع دست او می کردند و این عطاے شاہی مخصوص بہ پہلوانان بود و بدین وجہ کہ یارہ بمعنی قوت و توانائی آمدہ این حلقہ را یارہ اسم شد و مجازاً است برنجن را ہم ہمین نام قرار یافت کہ زنان این زیور را بطور نشان معطی بدست میکردند و بیشتر شوہران عطا میکردند و آنچہ در بعض بلاد ہند نسبت زیور (کنگن) شہرت دارد کہ ترجمۂ ہمین ایارہ باشد ذکرش در نیجامی کنیم گویند کہ بزبان سنسکرت (کرکہن) و مخفف آن (کنگن) نام زیورے است کہ زنان بدست کنند و تقریبے راہم نام است کہ صبح شب زفاف صورت می گیرد ۔ رسم زنان ہند است کہ بالعموم حلقہ ہاے نازکے از لک و فلزات ساختہ بدست میکنند کہ (چوڑی) نام دارد و ہمہ برای عروس حلقہ ہاے بیش بہا ساختہ میشود و چون بشب زفاف حصۂ ازین بشکنند و ضائع شود شوہران ہمان شب بہ بدل آن دست برنجن مرصّع کہ با خود دارند بدست عروس میگذارند تا بدل حلقہ ہاے ضائع شدہ گردد و ہمین سبب تقریب صبح شب زفاف موسوم شد بنام ہمین زیور کہ بہ کنگن موسوم است پس عجبے نیست کہ رسم ہنود را در وجہ تسمیۂ ایارہ دخلی باشد کہ عطاے شوہران بزنان است (ارد و) دیکھو ابرنجن کے پہلے معنے ۔

(۲) ایارہ بقول برہان دفتر حسابی را نیز گویند کہ زرہا سے پراگندۂ دیوانی را دران نویسند و معرب آن اوارجہ باشد۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ دفتر حساب وآنرا آوارہ نیز گویند و معرب آن اوارجہ۔ صاحب ناصری فرماید کہ تبدیل آوارہ است کہ اوارجہ ہم نام دارد۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بعضی بمعنی دفتر حساب نیز نوشتہ اند وظاہرا آمارہ بمیم را ایارہ بتحتانی خواندہ اند **مولف** عرض کند کہ آمارہ بجاے خود گذشت۔ وایارہ بہ باے موحدہ ہم۔ پس چرا نگوئیم کہ در آخر الذکر موحدہ را تحتانی خواندند کہ قرین قیاس است وجا دارد کہ مبدل اوارہ دانیم کہ واو بہ تحتانی بدل شود چنانکہ انگول وانگیل حیف است کہ سند استعمال این پیش نہ شد (اردو) دیکھو اوارہ۔

(۳) ایارہ بقول برہان مرکبی باشد از ادویۂ ملینہ کہ اطبا بجہت مسہل سازند و آن سالم تر از جوب و مطبوخ است و معرب آن ایارج باشد۔ صاحب جامع فرماید کہ معجونی است مسہل۔ صاحبان جہانگیری و ناصری و رشیدی و سروری و سراج وشمس وانند ہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ اطباے یونانی این را بہترین ادویہ خیال کنند و دواے الٰہی دانند و قول شان است کہ ہیچ وقت استعمال این نقصان نمی بخشد پس وجہ تسمیۂ این کہ بر نمبر (۱) گذشت من وجہ از براے اینمعنی ہم صادق می آید کہ منسوب بدوست است و یارہ بدون الف اول ہم بہ ہمین معنی آمدہ و یارہ بمعنی توانائی و قدرت و قوت ہم۔ پس بدینوجہ کہ این دارو سے لطیف را از براے ہمہ امراض مفید دانند و قوت مزاج می بخشند بہ این اسم موسوم شد اندرین صورت

ایارہ مزید علیہ یارہ باشد۔ صاحب محیط ہم ذکر این کردہ و بقول صاحب کنز آیارج بمدود بہمین معنی لغت ترکی است (اردو) ایارج۔ عربی۔ ایک مشہور مسہل دوا کا نام ہے جو اردو میں بھی اسی نام سے مشہور ہے۔

(۴) ایارہ بقول برہان بمعنی قدر و اندازہ و مقدار ہم آمدہ۔ صاحبان جامع و جہانگیری و انند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ مزید علیہ یارہ و بدیمعنی اسم جامد فارسی زبان است (اردو) مقدار بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ اندازہ۔ شمار۔ دیکھو اندازہ کے آٹھوین معنے۔

ایارہ گیر بقول برہان و ہفت و بحر بفتح اوّل بروزن کنارہ گیر محاسب و نویسندہ را گویند۔ **مولف** عرض کند کہ اسم فاعل ترکیبی است و حقیقت ایارہ بر معنی دوش گذشت۔ مرادف آیارگیر (اردو) دیکھو ایارگیر۔

ایاری بقول سروری کہ بحوالۂ فرہنگ آوردہ بیائے حطی و رائے مہملہ بروزن ایادی چیزیست مانند نقاب کہ بر پشت چشم بندند و اکثر سیاہ باشد و فرماید کہ بزائے معجمہ نیز نظر رسیدہ و از رفیع الدین لبنانی سند آوردہ ؎ شفق غلالۂ خورشید ارغوانی دوخت چو زہرہ بست ایاری عنبرین بر چشم ۔ و ایاسی نیز آمدہ **مولف** گوید کہ از اجزائے برقع کہ پردہ پوشان عجم و عرب روئے چہرہ بیاویزند و سیاہ رنگ باشد۔ خیال ما اینست کہ تصحیف خطاطان زائے ہوز را رائے مہملہ کردہ و محققین ناواقف از ما خذ اعتنا برین نکردند کہ اصل این بزائے ہوز ایازی است کہ منسوب بہ آیاز و اختراع اوست

چنانکہ می آید وہمین سند رفیع الدین لبنانی در انجا ہم مذکور و این دلیل بخیال ماست ۔ اگر این را مبدل ایازی گیریم درست نخیشود زیرا کہ زاے ہوز در فارسی زبان بہ راے مہملہ بدل نمیشود ۔ فتامل (اردو) دیکھو ایازی ۔

ایاز بقول برہان بروزن نماز نام غلام ترک سلطان محمود غزنوی ۔ صاحب جامع بذکر این فرماید کہ ایاز در ترکی بمعنی ہواے صاف کہ ابر نداشتہ باشد ۔ صاحب سراج فرماید کہ نام غلام سلطان محمود کہ بر او عاشق بود و بمدہ نیز گذشت ۔ صاحب تحقیق الاصطلاحات آوردہ کہ معشوق سلطان محمود غزنوی از کشمیر بود چنانچہ زلالی خوانساری در صفت او گوید ؎ سرو سرکردۂ سبزان کشمیر ٭ ملاحت از لب او چاشنی گیر ٭ و بحوالۂ فرہنگ جہانگیری نقل کند کہ ایاز از امراے سلطان ابراہیم بن مسعود بن محمود بود و این ہمان ایاز است کہ بعد فوت سلطان کہ در ۴۲۱ھ بود مدتے زیست و از جانب اولاد او تا سلطان ابراہیم حکومتہا کرد و در ربیع الاول ۴۴۹ھ در لاہور فوت شد و قبرش در ہمان شہر است صاحبان شمس و ہفت ہم ذکر این کردہ اند (ظہوری ؎) ایاز آن گرم خونیہا مگر ہم در لحد دارد ٭ کہ داغش در سراغ سینۂ محمود میگردد ٭ (انوری ؎) باز گیر و پس ازین رونق ملک محمود ٭ دہر شوریدہ تر و تیرہ تر از زلف ایاز ٭ **مولف** گوید کہ او در محمودہ ذکر این کردہ ایم (اردو) دیکھو آیاز ۔

ایازی بقول برہان بروزن نمازی (۱) برقع سیاہی است کہ زنان بر پشت چشم بندند ۔ صاحب جامع فرماید کہ نوعی از برقع سیاہ کہ زنان بر روے کشند ۔ صاحب رشیدی

گوید کہ پارچہ باریک کہ زنان بالائے چشم
بربندند و اکثر سیاہ باشد و چشم آویز نیز گویند
و ظاہرا اختراع ایاز بود و ہمان سند پیش کند
کہ صاحب سروری بر ایاری نوشت ولیکن
بجائے راے ہملہ زاے ہوز نقل کردہ
صاحب جہانگیری فرماید کہ نوعے از برقع کہ
زنان بر روے کشند و آنرا چشم آویز گویند
و از شرف شفردہ سند آرد ؎ دل من
عشق بازی از کہ آموخت ؛ لبت عاشق
نوازی از کہ آموخت ؛ ندیدم آنکہ برقع
داشت خورشید ؛ رخت رسم ایازی از کہ
آموخت ؛ صاحبان انند و سراج و ہفت
ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب شمس فرماید
کہ (۲) ایازی یکے از امراے سلطان ابراہیم
بن مسعود بن محمود غزنوی بود و از ابو الفرج
رونی سندے آوردہ کہ در ممدودہ بر لفظ
آیازی گذشت۔ حیف است کہ محققین از

وزن شعر ہم کار نگیرند و نمی دانند کہ سند
ابو الفرج براے وزن شعر ممدودہ می خواہد
نہ مقصورہ و ما در ممدودہ بیان کردہ ایم
کہ از سند ابو الفرج آیازی بمعنی ایاز نیست
بلکہ یاے نسبت بمعنی منسوب بہ آیاز است
پس بخیال ما معنی دوم اعتبار را نشاید و
بتحقیق ما (۳) ایازی بمعنی معشوقی می آید
کہ فارسیان یاے مصدری بر لفظ ایاز
زیادہ کردہ اند چنانکہ ظہوری گوید ؎ نتوان
کرد در شہنشاہی ؛ آنچہ محمودی و ایازی
کرد ؛ (اردو) (۱) مقنعہ۔ بقول آصفیہ۔
عربی۔ اسم مذکر۔ مُنہ پر ڈالنے کا کپڑا۔
مولف عرض کرتا ہے کہ وہ باریک اور سیاہ
کپڑا جو عورتوں کے برقع کا ایک جزو ہے
جو چہرہ پر لٹکایا جاتا ہے۔ رو پوش۔
(۲) دیکھو ایاز۔ (۳) معشوقی۔ معشوقہ
معشوق پن۔ معشوقیت۔

(۱۱۵ ص)

ایاس بقول برہان وجامع بروزن مماس (۱) بمعنی ایاز است کہ نام غلام سلطان محمود باشد۔ صاحب موید فرماید کہ بالفتح ہمان ایاز (کہ بہ زاے ہوز گذشت) چراکہ زاے معجمہ را بسین بدل کنند۔ صاحب سراج بتبدیل ایاز گوید کہ ایاس مبدل ایاز است وصاحب جہانگیری از شیخ عطار سند آورده ؎ گر تو مرد طالبی و حق شناس ۔ بندگی کردن بیاموز از ایاس وسند دیگرش از مولوی معنوی داده ؎ خویشتن را تو رہا کن چون ایاس ۔ تا زشہ بینی تو لطف بیقیاس ۔ صاحب سخندان فرماید کہ (۲) اہل خراسان شبنم را ایاس گویند ودر سنسکرت اوشا سے واوش آخر شب را گویند واش چیزے را گویند کہ در آخر شب واقع شود ولہذا در فارسی شبنم می خوانند وہمین اوش در برج بہاشا بتغیر زبان بصورت اوس گرفتہ است مولف عرض کند کہ بقول صاحب کنز در ترکی زبان آیاز بمعنی شب سہ رو وشب ماہ آمدہ وماذکر این در ممدودہ کردہ ایم پس عجبے نیست کہ فارسیان بقاعدۂ تبدیل زاے ہوز را بہ سین مہملہ بدل کردہ مجازاً بمعنی دوم استعمال کردہ باشند ہمچون انگزو وانگس۔ حیف است کہ صاحب سخندان سند استعمال اہل خراسان پیش نکرد وبقول صاحب لغات ترکی ایاس بکسر اوّل بمعنی ہواے صاف ہم آمدہ۔ باے حال معاصرین بمعنی دوم برزبان ندارند اگر سند استعمال متقدمین یا متاخرین بدست آید توانیم عرض کرد کہ فارسیان از لغت ترکی گرفتہ اند ومجازاً بمعنی شبنم استعمال کردہ (اردو) (۱) دیکھو آیاز (۲) دیکھو اپشک۔

ایاس حدخود بشناس مثل۔ صاحبان خزینۃ الامثال وامثال فارسی ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ومحل استعمال

ساکت وصاحب احسن بجاے (ایاس) ایاز آورودہ مولف گوید کہ چون کسے کہ کم رتبہ باشد بر انکاے کرم مخاطب گستاخ شود فارسیان تنبیہاً این مثل را بحق اوزنند۔ (اردو) حد سے زیادہ نہ بڑھو" چادر سے باہر پاؤن نہ پھیلاؤ"

ان دونون کہاوتون کا استعمال دکن مین ہی۔ صاحب آصفیہ نے (چادر سے باہر پاؤن پھیلانا) کا ذکر کیا ہی یعنی حد یا بساط سی باہر قدم رکھنا۔ اہل دکن کی زبان پر یہہ فارسی مثل ہی ہے۔ مگر لفظ ایاز مین زاے ہوز۔

ایاسہ بقول برہان وناصری بفتح اول ورابع (۱) بہ معنی آرزو واشتیاق باشد و (۲) حلقہ وقلابی را نیز گویند کہ حلقہ را بر نوار پہن نصب کردہ باشند وبعد از بار کردن آن نوار را بر بالاے بار اندازند وقلاب را بر ان حلقہ انداختہ محکم کنند۔ صاحب جامع بذکر معنی اوّل نسبت معنی دوم فرماید کہ حلقہ وقلابہ کفہ باربند چاروادران۔ صاحب سراج ہم بحوالۂ برہان ذکر ہر دو معنی کردہ مولف عرض کند کہ نسبت ماخذ این بمعنی اوّل قیاس ما این است کہ فارسیان یاس را کہ لغت عرب بمعنی ناامیدی است بالف نفی بمعنی امید وآرزو گرفتند وہاے ہوز در آخر زائد است وانچہ یاسہ ہم بدون الف اوّل بہمین معنی می آید مخفف ایاسہ (ما صراحت الف نفی بر لغت اجنبان کردہ ایم) وجا دارد کہ لغت ترکی آیاس را کہ بقول صاحب لغات ترکی بمعنی ہواے صاف است بزیادت ہاے نسبت در آخر مجازاً بہ معنی آرزو واشتیاق گرفتہ باشند باتے حال این فارسی قدیم است وحالا بر زبان معاصرین عجم متروک حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد بمعنی دوم جزین نیست کہ اسم جامد فارسی زبان باشد مرادف اوزین کہ گذشت۔ (اردو) (۱) دیکھو آرزو کے پہلے معنے (۲) فارسی مین اوس حلقہ

اور قلاب کو ایاسہ کہتے ہین جسے نوار سے سی دیتے ہین اور چارپایہ پر بار کرنے کے بعد اوس حلقہ مین قلاب کو ڈالکر مضبوط کس دیتے ہین۔ یعنی بکسوا۔ بقول آصفیہ بانکا سوا۔ وہ لوہے کا کانٹا جس کے ساتھہ کسی چیز کے اٹکانے یا باندھنے کے لئے حلقہ لگا رہتا ہی۔

ایاسی بقول برہان بروزن خلاصی بمعنی ایازی باشد کہ نوعے از برقع سیاہ است کہ زنان بر روے کشند۔ صاحب جہانگیری ہمان سند آوردہ کہ صاحب سروری برایازی پیش کردہ۔ صاحبان رشیدی وجامع وانند وشمس ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب سراج فرماید کہ مبدّل ایازی است۔ **مولف** عرض کند کہ ما بر لغت ایازی صراحت ماخذ کردہ ایم زاے ہوز بدل شد بسین مہملہ چنانکہ انگزوانگس (اردو) دیکھو ایازی۔

ایاغ بقول برہان وجامع بروزن دماغ۔ کاسہ و پیالۂ شرابخواری را گویند۔ خان آرزو در سراج باتفاق برہان فرماید کہ ایاق بقاف نیز آمدہ وبمدّہ نیز درست است و فرماید کہ بعضی گویند ترکی است۔ صاحب موید این را بذیل لغات ترکی آوردہ فرماید کہ بالفتح کاسہ وبحوالۂ علمی فرماید کہ پیالہ باشد۔ صاحبان رشیدی وناصری وشمس ہم این را لغت ترکی گفتہ اند۔ بہار گوید کہ بالمد مشتبع این است بالفظ برکف داشتن وبرلب نہادن وریختن وزدن وکشیدن مستعمل **مولف** عرض کند کہ ایاغ باتفاق اہل لغت بفتح اوّل است صاحب لغات ترکی ہم ذکر این کردہ وبفتح اوّل وبمعنی کاسہ آوردہ وایاق بقاف ہم بہمین اعراب ومعنی نوشتہ پس انچہ فارسیان این را بمعنی پیالہ ہم استعمال کردہ اند بمجاز است۔ (ظہوری) عالم ہمہ مست است ایاغ است دل ما ؎ شبہا ہمہ روز است چراغ است

دل ما ؛ (عرفی ؎) کسے می طرب در ایاغ می ریزد ؛ کہ زہر غم بگلوے فراغ میریزد ؛ (اردو) ایاغ بقول امیر۔ ترکی۔ اسم مذکر۔ شراب پینے کا پیالہ (اسیر ؎) مرا دہن مرا چلو ہے ساقیا کافی ؛ شراب چاہیے شیشہ نہو ایاغ نہو ؛ (ناسخ ؎) مے سے روشن رہے ایاغ اپنا ؛ گل نہو ساقیا چراغ اپنا ؛

ایاغ خانہ اصطلاح۔ بقول صاحب بحر بمعنی شرابخانہ۔ خان آرزو در چراغ از طاہر نصیر آبادی سند آرد (شر) مرتضی قلی بیگ ولد فرہاد بیگ کہ از غلامان شاہ بود داخل عملۂ ایاغ خانہ شد ؛ صاحبان بہار عجم و انند ہم ذکر این کردہ اند۔ **مولف** گوید کہ قلب اضافت خانۂ ایاغ است از قبیل شراب خانہ۔ (اردو) شرابخانہ بقول آصفیہ فارسی۔ اسم مذکر۔ میخانہ۔ میکدہ۔ خرابات۔ شراب پینے کی جگہ **مولف** کی راے مین اُس مکان کو بہی شراب خانہ کہہ سکتے ہین جہان شراب بکے یا جہان شرابی جمع ہو کر شراب پئین۔

ایاغ در خون زدن مصدر اصطلاحی بمعنی پیالہ را در خون زدن یعنی پر کردن شے از خون باشد و ازہمین است (ایاغ در شراب زدن) و (ساغر در شراب زدن) بمعنی ساغر از شراب پر کردن چنانکہ ظہوری گوید ؎ نپذیرفت گونہ بہتیش ؛ ہر کہ در خون دل ایاغ نزد ؛ (اردو) خون سے بہرنا خون مین پیالہ ڈبونا۔

ایاغ دل استعمال۔ فارسیان دل را بایاغ تشبیہ دادہ اند باضافت ایاغ بسوے دل و این مرکب اضافی است کہ ایاغ دل دل باشد (عرفی ؎) ساقی چو می عشق تو میکرد بساغر ؛ ہر صاف کہ آمد بایاغ دل ما ریخت ؛ (اردو) اردو مین دل کو جام

(۱۹۵۴)

(۱۹۵۵)

شراب سے تشبیہ دیسکتے ہین اور بترکیب فارسی ایاغ دل کہہ سکتے ہین۔

ایاغ زدن | استعمال بمعنی ساغر زدن باشد صاحب آصفی ذکر این کردہ (طغرائے مشہدی ؎) چو قمری ایاغ از کف او زدہ ؛ زنا دیدنش بانگ کو کو زدہ ؛ مولف گوید کہ زدن بقول بحر عجم بمعنی خوردن و نوشیدن است چون ساغر زدن و قدح زدن و شراب زدن و کباب زدن (اردو) جام چڑہانا۔ بقول صاحب آصفیہ شراب کا پیالہ پینا۔ قدح نوش کرنا۔

ایاغ طلبیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از بیان معنی ساکت۔ مولف عرض کند کہ بمعنی جام پر از شراب طلب کردن و خواستن باشد (حزین اصفہانی ؎) بعشق روے تو چون لالہ داغ میطلبم ؛ گدائے کوے مغانم ایاغ میطلبم (اردو) شراب سے بہرا ہوا پیالہ مانگنا۔ چاہنا۔

ایاغ کشیدن | استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی سکوت ورزیدہ مولف عرض کند کہ مرادف ساغر کشیدن۔ کہ بمعنی شراب خوردن باشد (قاسم مشہدی ؎) کشد بیاد تو ہر کس ایاغ چشم غزال ؛ گل نگاہ نہ چیند ز باغ چشم غزال ؛ (اردو) جام چڑہانا۔ بقول آصفیہ۔ شراب کا پیالہ پینا۔ قدح نوش کرنا (ناسخ ؎) یہی وظیفہ ہے دن رات مجکو مستی مین ؛ چڑہاؤن جام کوئی نشہ کا اتار رہوا ؛ پیالہ پینا۔ پیالہ لینا بہی انہین معنون مین مستعمل ہے۔ صاحب آصفیہ نے اسکا ذکر کیا ہے۔

ایاق | بقول بہار مرادف ایاغ کہ گذشت۔ صاحب رشیدی فرماید کہ این لفظ

ترکی است **مولف** عرض کند که ما بر ایاغ اشارہ این کردہ ایم۔ سند استعمال این در فارسی بدست نیامدہ ظاہر است کہ این لغت ترکی است (اردو) دیکھو ایاغ۔

ایال بقول شمس بالکسر لغت فارسی است بہ معنی ظرفی کہ دوشیزۂ انگور در وکنند **مولف** عرض کند کہ از محققین فرس کسے ہمزبانش نیست و ذکر این نکردو مقصودش غیر از شیرۂ انگور نباشد و یال در فارسی زبان بمعانی متعددہ می آید کہ بجایش مرقوم شود اما معنی بیان کردۂ صاحب شمس وراے آن است۔ نتوانیم کہ این را مزید علیہ یال گوئیم کہ ہیچ اتحاد با معانی یال ندارد و در عربی و ترکی ہم نشانے ازین لفظ نیست الا در ہندی کہ بقول ساطع ایال بالضم مونث یال اسپ است۔ صاحب امیر اللغات ہم بہمین معنی ذکر این کردہ کہ موے دراز گردن اسپ را گویند۔ حیف است کہ صاحب شمس این را لغت فارسی و بمعنی ظرف آوردہ معاصرین عجم بر زبان ندارند مجرد قولش اعتبار انشاید (اردو) وہ پیالہ جس مین شیرۂ انگور ڈالتے ہین۔

ایالت بقول صاحب بول چال بمعنی صوبہ و بقول صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار بہ معنی سرکار **مولف** عرض کند کہ ایالت بالکسر لغت عرب است و بقول صاحب منتہی الارب بہ معنی سیاست راندن ملک و رعیت خود را و والی شدن نیز پس بقول صاحب روزنامہ اگر معاصرین عجم این را بمعنی سرکار استعمال کردہ اند عجبے ندارد (اردو) سرکار۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مونث۔ دربار شاہی۔ رئیس۔ آقا۔ ولی نعمت

ایام بقول بہار و ارستہ بہ معنی روزہا و فرماید کہ این جمع یوم است و فارسیان بہ معنی

وقت و روزگار و هنگام نیز استعمال نمایند۔ صاحب مؤید این را بذیل لغات عربی آورده فرماید که روزها و زمانها باشد و بمعنی روزگار نیز آید مؤلف عرض کند که فارسیان هیچ تصرف در معنی این نکرده اند۔ بران معنی که در عربی دارد۔ و در فارسی هم بهمان معنی مستعمل که وقت و روزگار شامل است بر لیل و نهار و روزها بالجمله این لغت عرب است که فارسیان استعمال آن کرده اند (سلیم ؎) چون شام سلیم آمد ایام قدح نوشی است ؎ فیضے ندہد در روز ساغر چو گل شبنو ؎ (ولہ ؎) در زمان دولت او این بنا اتمام یافت ؎ آرے ایام سکندر را اثر آئینہ است ؎ (کمال اسمعیل ؎) عیسی ز مقدم تو با یام مژده داد ؎ از یمن این بشارت نفسش جان بمرده داد (ظہوری ؎) صد شب غم از پئے هم میرسد ؎ روز طرب نیست در ایام ما ؎ (صائب ؎) بیقراریہاے دل افزود در ایام خط ؎ کرد شمع صبحگاہی گرمتر پروانہ را ؎ و ازہمین است (۱) ایام بہاران بمعنی موسم بہار و زمانۂ بہار (صائب ؎) چہ شباب است کہ ایام بہاران دارد ؎ کہ ز ہر غنچہ صداے جرسے می آید ؎ بخیال ما بہاران درین شعر مزید علیہ بہار است (۲) ایام جوانی بہ معنی روزگار جوانی (صائب ؎) حاصلش چون خندہ برق است اشک بیشمار ؎ آنچہ صرف عیش ز ایام جوانی شد مرا ؎ ایام جوانی در ینجا بمعنی عہد جوانیست (۳) ایام حسن بہ معنی زمانۂ حسن (عرفی ؎) گشت کفر آلودہ ایمانش ز طعن قدسیان ہر کہ در ایام حسنت داشت ایمانے درست ؎ مقصود از ایام حسن در ینجا عہد حسن است (۴) ایام طفلی بہ معنی زمانۂ کودکی (صائب ؎) آہ از کودک مزاجیہاے ابنائے

زمان ؛ ابجد ایام طفلی را ز سر باید گرفت ؛ (اردو) ایام۔ بقول امیر یوم کی جمع زمانہ۔ شب و روز۔ مذکر۔ (ناسخ ؎) اے فلک دیکھون تو کب تک روز وصل آتا نہین منتظر بیٹھا ہون مین ہی گردش ایام کا ؛ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔

ایام العجوز اصطلاح بقول بہار و بحر سہ روز آخر ماہ شباط و چہار روز اوّل ماہ آذار۔ صاحب موید این را بذیل لغات تازی آوردہ بحوالۂ شرفنامہ گوید کہ ہفت روز است سہ روز آخر شباط و چہار روز اوّل آذر۔ صاحب شمس ہم این را لغت تازی داند۔ **مولف** عرض کند کہ در عربی بودنش شک نیست زیرا کہ الفاظ و ترکیبش ہر دو عربی است صاحبان منتہی الارب و محیط ہم ذکر این کردہ اند و گویند کہ درین ایام شدت سرما می شود جزین نیست کہ فارسیان ہمین مرکب عربی را بمعنی خودش استعمال کردہ اند و ترکیب خود را دخلی ندادہ اند۔ می بایست کہ بحذف الف و لام (ایام عجوز) خوانند اگر ما در فارسی زبان بقاعدۂ فارسی استعمالش کنیم صیغہ ندارد و معنی لفظی این (روزہای پیرزن) است یعنی پیرزن درین روزہا بشدت سرما متاثر میشود و لہذا این ہفت روز را مخصوصا باو کردند (اردو) ماہ شباط کے آخر کے تین دن اور ماہ آذر کے ابتدائی چار دن جملہ سات دن کا نام عربی مین ایام العجوز ہی جن مین شدید سردی ہوتی ہی۔ مذکر۔

ایام لبسر بردن (مصدر اصطلاحی) بقول صاحب ضمیمۂ برہان و بحر و موید و ہفت بمعنی زندگانی کردن و روزگار بآخر رسانیدن **مولف** گوید کہ قلب اضافت لبسر بردن ایام است و مخفف (ایام را لبسر بردن) حرف (را) در استعمال حذف

شد (اردو) زندگی بسر کرنا بقول آصفیہ عمر کاٹنا۔ عمر گزارنا۔ دن بہرنا۔ جینا۔

ایام تازہ شدن (مصدر اصطلاحی) (۱۹۵۷)

بہ معنی نو شدن روزگار و تازہ شدن روزہا کنایہ باشد از خوشحالی و خوشوقتی و باز آمدن زمانے کہ گذشت (عرفی ۵) می جوشد از درون دلم چشمہ چشمہ خون ؛ طوفان نوح را دگر ایام تازہ شد ؛ (اردو) زمانہ کا تازہ ہونا۔ گیا ہوا زمانہ پھر آنا۔

ایام را دگرگردن (مصدر اصطلاحی) (۱۹۵۸)

یعنی زیر و زبر و برہم کردن زمانہ خستہ و تباہ کردن روزگار باشد چنانکہ ظہوری فرماید (۵) تصرفات تو ایام را دگرگردہ است ؛ ز وعدۂ تو یک امروز کو کو فردا نیست ؛ (اردو) زمانہ کو زیر و بر کرنا۔ صاحب آصفیہ نے زیر و زبر کرنا کا ذکر فرمایا ہے بہ معنی تہ و بالا کرنا۔ تباہ و برباد کرنا۔ الٹ پلٹ کرنا۔

ایام فرستادن (مصدر اصطلاحی)

بقول صاحب بحر عجم بہ معنی ایام آفریدن و روزہا را پیدا کردن (درویش والہ ہروی ۵) در ہفتہ اگر جمعہ نمی بود نمی شد ؛ بر قدرت حق نقص کہ ایام فرستاد ؛ بہار فرماید کہ کنایہ است و صاحب اند ہمزبان بہار مولف عرض کند کہ استعمال مصدر فرستادن بہ معنی پیدا کردن در فارسی بنظر نیامدہ و ہمین یک مصدر اصطلاحی است کہ از ان این معنی پیدا میشود از نیجاست کہ صاحب بحر عجم ذکرش کردہ (اردو) زمانہ کو پیدا کرنا۔

اے بادصبا این ہمہ آوردۂ تست

مثل۔ صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از بیان معنی و محل استعمال ساکت مولف گوید کہ این مصرعے است مشہور کہ صورت

ضرب المثل گرفتہ است فارسیان چون بینند کہ کسی مرتکب امرے شدہ است کہ موجب فساد است بحق او این مثل را زنند مقصود آنکہ اینہمہ فساد پیدا کردۂ تست (اردو) اے باد صبا این ہمہ آوردۂ تست۔ بقول امیر۔ یہہ مصرع

بطور مثل اردو مین مستعمل ہو گیا ہے یعنی یہہ سارا فساد تمہارا ہی اٹھایا ہوا ہے۔ دکن مین اس موقع پر کہتے ہین "یہہ سب آپ ہی کی کرامت ہے" "یہہ آگ آپ ہی کی لگائی ہوئی ہے"

ایباری بقول شمس بالفتح لغت فارسی است و آن نام جامہ ایست دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ بخیال ما کاتبین چاپکدست ہمان ابیاری را کہ بموحدۂ دوم و تحتانی سوم بجایش گذشت بتقدیم و تاخیر ایباری کردند وحیف است از صاحب شمس کہ خود او ابیاری را بجایش ذکر کردہ است و در ینجا ہم آوردہ اگر تائیدش از محققین دیگر میشد و سند استعمال بدست می آمد ما این را (قلب بعض) خیال میکردیم۔ معاصرین عجم ہم ازین ساکت پس وقعت مجرد بیان صاحب شمس۔ ابین من الامس باشد۔ (اردو) دیکھو ابیاری کے دوسرے معنے۔

ایبد بقول برہان و جامع بابای ابجد بروزن سرمد شرارہ و سرشک آتش را گویند۔ صاحب موید بحوالۂ دستور این را آوردہ و صاحب سروری بحوالۂ موید۔ خان آرزو در سراج بحوالۂ برہان ذکر این کردہ فرماید کہ ظاہرا تصحیف است صحیح آبیژ است بدو تحتانی و زاے فارسی چنانکہ بیاید **مولف** عرض کند کہ آبیژ بدو تحتانی و زاے فارسی در محمدودہ گذشت و در مقصورہ نمی آید و ما صراحت ماخذش ہمدرانجا کردہ ایم

و باخیال خان آرزو اتفاق داریم نتیجۂ تصحیف است کہ آیثر را آیبد کردند و این را مبدّل آیثر نتوانیم گرفت کہ تحتانی بہ موحدہ و زاے عربی و فارسی بہ دال مہملہ بدل نمی شود حیف است کہ محققین بالاسند استعمال پیش نکردند (اردو) دیکھو آیثر۔

اے بران سرکہ در و مغز و فا نیست

مقولہ۔ صاحب خزینۃ الامثال ذکر این کردہ واز بیان معنی و محلّ استعمال ساکت **مولّف** گوید کہ بخیال ما صاحب خزینہ لفظ خاک را کہ بعد لفظ آے بود بہ تسامح بگذاشت و ما از معاصرین عجم این را بصورت مصرعے شنیدہ ایم یعنی (اے خاک بران سرکہ در و مغز و فا نیست) فارسیان چون بینند کہ کہ کسے بر وفاے خود قائم نمی ماند و بیوفا است این مقولہ را بحق او استعمال کنند و این در حقیقت مخفّف (اے خاک بران سرکہ در و مغز و فا نیست) باشد کہ ازان لفظ خاک انداختہ استعمال این کردہ اند (اردو) دکن مین کہتے ہین "بے وفائی پر پتھر پڑین" بیوفائی کی شکایت مین اس کا استعمال کرتے ہین۔

اے بسا آرزو کہ خاک شدہ مقولہ صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و محلّ استعمال سکوت ورزیدہ **مولّف** عرض کند کہ فارسیان چون آرزومندے را بحالت یاس بینند این مقولہ را بحق او استعمال کنند (اردو) اسی مقولۂ فارسی کو اہل دکن اسوقت استعمال کرتے ہین جب کہ کسی آرزومند کو حالت یاس مین مبتلا پاتے ہین۔ نیز یہہ بھی کہتے ہین "ہر آرزو نہین بر آتی"

ایبشر بقول شمس بکسر یاے اوّل و سکون دوم لغت فارسی است بمعنی شرر آتش۔ چنانکہ سراج الدین راجی گوید (ع) زانش

خجلت آیشیر حسد صد گرت ؛ دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند که معلوم میشود که آیشیر که به دو تحتانی وزاے فارسی بجائے خود ش در ممدودہ گذشت به تحریف کاتبین وعدم توجہ محققین این صورت گرفت وسندے که بالا ذکور است بر آیشیر گذشت واے بر لغات فرس که بدست بعض محققین صورت دیگر گرفته (اردو) دیکھو آیشیر۔

ایشرک صاحب شمس گوید که بکسر یاے اوّل وسکون دوم بحذف یا (ایشرک) نیز آمده ودر فرہنگ به فتح وکسر یاے موحّده بدین معنی آورده پس شاید ممدودہ نیز به یاے موحّده باشد ودر شرفنامه بمعنی بوے مادران که گیاہی است دوائی **مولف** عرض کند که خدایش بیامرزد که تائید کاتبین غلط نگار میکند وپے به صحت لفظ نمے برد این همان لغت آیشرک است که به دو تحتانی وزاے فارسی در ممدودہ به معنی شرارۂ آتش گذشت ۔ محقّقے دیگر با صاحب شمس نیست نے دانیم که چه می نویسد واز کجا می آرد وحوالۂ فرہنگ به خیال اوست نه در کتاب۔ سند استعمال به الف مقصورہ از نظر ما نگذشت ۔ (اردو) دیکھو آیشرک ۔

ایبک بقول برہان وجامع ورشیدی وجہانگیری با ثانی مجہول بروزن زیرک (۱) بت را گویند وبعربی صنم خوانند (مولوی معنوی ؎) درگوشۂ نه گردون تو دوش افتی بودی مه طوف همی کردت اے ایبک خرگاہی ؛ صاحب ناصری بحوالۂ برہان ذکر این کرده فرماید که تحقیق آنست که ایبک لغت ترکی است نه پارسی چه آی به معنی ماه است

و یک بمعنی بزرگ و آمی یک بہمزہ ممدودہ بہ معنی ماہ بزرگ و تمام (الخ) مولف گوید
کہ بخیال ما این مفرس باشد و مرکب است از آمی کہ بترکی ماہ را گویند و یک بہ بای
فارسی بالفتح بمعنی قوی (کذا فی الکنز) پس آیک بہ ممدودہ و بای فارسی بمعنی ماہ قوی
و کنایہ گرفتہ اند از بت و صنم بہ بای فارسی را بالعربی بدل کردند چنانکہ تپ و تپ تبدیل
ممدودہ یا مقصورہ چیزے نیست کہ نتیجۂ لب و لہجہ مقامی است و جا دارد کہ یک مخفف بیک
باشد کہ در ترکی زبان بہ معنی بلند مرتبہ آمدہ پس فارسیان آمی را با یک مرکب کردہ
بہ معنی ماہ بلند مرتبہ گرفتند و مجازاً بمعنی بت و صنم استعمال کردند مخفی مبادکہ فارسیان
از دو لفظ ترکی زبان مرکبے را بہ معنی مقصودی استعمال کردہ اند و تصرف خفیف در
حروف بر سبیل تبدیل ہم از نجاست کہ ما این را مفرس گوئیم و آیک و ایبک در ترکی زبان
مصرف مرغ است و آیک و ایبک بمعنی حریر (کما فی الکنز) حالا معاصرین عجم بر زبان ندارند (اردو) دیکھو اتابک
(۲) ایبک بقول ناصری بکسر ہمزہ نام غلامی از غلامان سلطان شہاب الدین غوری
بودہ کہ چندین ہزار غلام زر خرید داشتہ چہار نفر از انہا بمرتبۂ سلطنت رسیدہ
و یکے از انہا ہمین ایبک است کہ در دہلی پادشاہی کردہ و کتاب تاج المآثر بنام
او ست آخر از اسپ افتادہ در گذشت گویند ایبک کسی را گویند کہ شش انگشت
داشتہ باشد و این لغت ترکی است ۔ صاحب سراج فرماید کہ لقب یکے از بادشاہان
ہند کہ او را قطب الدین ایبک گویند و او غلام معز الدین سام غوری بود و ظاہر ازین
معنی ترکی است مولف عرض کند کہ ما صراحت ماخذ بر معنی اول کردہ ایم و این محقق

نیست کہ ایبک تبرکی مردشش انگشت را نام است بخیال ما وجہ تسمیہ این غلام نظر بر حسن وملاحت او باشد کہ معنی لفظی این ماہ بلند رتبہ گذشت (اردو) سلطان شہاب الدین غوری کے ایک غلام کا لقب ایبک تہا جسکو قطب الدین ایبک کہتے تہے۔

(۳) ایبک بقول صاحب ضمیمہ برہان باول مفتوح بثانی زدہ نام قصبہ ایست از قصبات بدخشان نزدیک اندراب جانب جنوب۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند این را آوردہ و دیگر کسے اہل تحقیق ذکر این نکردہ (اردو) بدخشان کے مضافات مین سے ایک مقام کا نام جو اندراب کی جنوب کے جانب واقع ہے۔ ایبک ہے۔

(۴) ایبک بقول انند بحوالۂ غیاث بمعنی قاصد و غلام نیز آمدہ و مجازاً بمعنی معشوق ست دیگر کسے از اہل تحقیق ذکر این نکرد و مولف عرض کند کہ ماخذ این ہمان است کہ بمعنی اول دوم مذکور شد۔ حیف است کہ برائے معنی قاصد سندے پیش نہ شد و جزین نیست کہ بمجاز باشد کہ ایبک نام غلامی بود چنانکہ برنمبر (۲) گذشت۔ باتمام حال فارسی قدیم است و حالا بر زبان معاصرین عجم متروک (اردو) قاصد۔ دیکھو اسک۔ غلام دیکھو اشاغ۔ معشوق۔ دیکھو آیت خوبی۔

ایپرا بقول صاحب بول چال بمعنی نغمہ و سرود است مرادف اوپرا کہ بحوالش گذشت دیگر کسے و کرا این نکرد حیف است کہ تصریح حلیۂ لفظ نکرد و مولف گوید کہ این مبدل اوپرا باشد کہ واو بہ تحتانی بدل شود ہمچون انگور و انگیر۔ معاصرین عجم بر زبان دارند و معنی این تماشا گاہ و نغمہ گاہ است نہ مجرد سرود و نغمہ بحث کامل بر اوپرا کردہ ایم۔

(اردو) دیکھو اوپرا۔

اپرا و کالا بقول صاحب رہنما بحوالہ سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار مجلس عیش و شادی کہ دران نغمہ و سرود باشد۔ صاحب بول چال این را آپیرا و گالہ بکاف فارسی آوردہ فرماید کہ بمعنی شادی و سرور بسیار آید **مولف** عرض کند کہ تحقیق ماخذ آپیرا بجائے گذشت کہ بمعنی تماشا گاہ و سرودگاہ است و کالہ بروزن لالہ بہ کاف عربی بقول برہان بہ معنی ساز و سامان و بہمین معنی کالا با لف در آخر و گالا بقول لغت ژند و پاژند است بمعنی بانگ و فریاد پس این را بہ کاف فارسی گرفتن خطاست و قول صاحب رہنما بجاست و معنی لفظی این (سرودگاہ و ساز و سامان) یا (سرودگاہ و بانگ و فریاد) باشد و مجازاً بمعنی مجلس عیش و شادی کہ دران نغمہ و سرود باشد و میان ہر دو لغت واو عطف است (اردو) دیکھو اوپرا۔

ایبک بقول سروری بحوالہ فرہنگ بہاے فارسی بروزن زیرک بہ معنی بت باشد و ہمان بیت را سند آوردہ کہ برایبک بباے عربی گذشت **مولف** عرض کند کہ ما حقیقت را بر معنی اوّل ایبک بیان کردہ ایم کہ بباے موحّدہ مذکور شد و این مرادف آنست۔ (اردو) دیکھو ایبک کے پہلے معنے۔

ایت بقول صاحب شمس لغت فارسی است و بحوالہ ابرہیمی نقل کند کہ بایاے فارسی (۱) گوشت و بحوالہ موید فرماید کہ (۲) بکسر سر خاب و فرماید کہ بباے پارسی بہ معنی گوشت سگ باشد دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ حیف از صاحب شمس کہ زبان فارسی را خیلے پریشان کردہ است۔ صاحب موید بدیل لغات ترکی

صراحت کند کہ آت بہ ممدودہ بہ معنی گوشت است و آیت بہ معنی سرخاب و سگ۔ و آیت بیاے فارسی بہ معنی گوشت (الخ) وجہے نیست کہ ما این را درین کتاب جا دہیم جزین کہ تصرف جناب شمس الہدیٰ ناظرین کردیم (اردو) (۱) گوشت۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ (۲) سرخاب۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ چکور۔

اینگی بقول موید باتاے موقوف وکاف فارسی بمعنی خانہ داری و خداوندی باشد دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ سند استعمال پیش نہ شد معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند و بدیگر السنہ ہم معنی آیت مطابق مقصود وش بدست نیامد بترکیب فارسی خیال کنیم کہ یاے نسبت را بر لفظ اینگ زیادہ کردہ اند کہ بہ معنی منسوب بہ اینگ باشد و اینگ را اسم جامد بمعنی خانہ گیریم یا آیتہ را بمعنی خانہ گرفتہ بقاعدۂ فارسی بہ تبدیل ہاے ہوز بکاف فارسی و زیادت یاے مصدری اینگی را بمعنی خانگی گیریم بہر دو صورت معنی خانہ داری درست می شود پس بخیال ما این را با لغت اینگین کہ بنون می آید تعلقے می نماید جادارد کہ غلطی کتابت صاحب موید اینگینی را کہ می آید بدین شکل نوشت۔ واللہ اعلم (اردو) دیکھو اینگین۔

اینگین بقول برہان باتاے قرشت بر وزن پیش بین (۱) بمعنی خانہ دار و صاحب و خداوند خانہ باشد و ہیچ صراحت نکرد کہ کاف فارسی است یا تازی۔ صاحب سروری نوشتہ

کہ باتاے قرشت وکاف فارسی بہ معنی خداوند و خانہ دار و از حکیم خاقانی سند آرد ؎ اوّل شب اینگین و ساقی بدیم لیک پٹالب ارسلان شدیم بپایان صبحگاہ ۔ صاحب

رشیدی بذکر این فرماید که این لغت ترکی مینماید
و صراحت نکرد که کاف عجمی است یا عربی۔
صاحب ناصری بحوالۂ برہان بذیل اتیگین ذکر
این کرده بحوالۂ رشیدی فرماید که لغت ترکی
باشد۔ صاحب سراج صراحت کند که بکاف
فارسی است و در ترکی بودن این لغت متفق
بارشیدی مولف عرض کند که بر لغت اتیگین
(که می آید) صاحب ناصری حوالۂ فرہنگ
دستاتیر می دہد و در لغات ترکی ازین لغت
ذکرے نیست پس بسند فرہنگ دساتیر باید
که این را مرکب شمرند و پاژند دانیم که یاونون
در آخر کلمه برائے نسبت می آید و ایتگ
بفارسی قدیم بمعنی خانه باشد پس معنی لفظی این
منسوب بخانه و مراد از صاحب خانه و خداوند
خانه (اردو) صاحب خانه بقول آصفیه
اسم مذکر۔ یمین۔ گھر والا۔ گھر کا مالک۔
(۲) اتیگین۔ بقول اینند نام غلام ترکی است

و برائے این معنی همان سند پیش کرده که بر معنی
اوّل گذشت۔ مولف گوید که تسامح صاحب
اینند است که کلام خاقانی را که بر معنی اوّل
گذشت بسند این آورده و جا دارد که اتیگین
نام غلامے باشد و وجه تسمیۂ آن همان که
بر معنی اوّل گذشت (اردو) ایک ترکی
غلام کا نام اتیگین تھا۔

اتیگینی | بقول سروری بکسر همزه و کاف
فارسی و نون و سکون یائے حطی اوّل و دوم
و تائے قرشت بمعنی خانه داری و خداوندی
صاحب رشیدی همزبان سروری و فرماید
که این هم لغت ترکی است۔ صاحب برہان
بذیل اتیگین ذکر این کرده گوید که بمعنی خانه
داری و صاحبی و خداوندی خانه باشد۔
و خان آرزو در سراج بذیل اتیگین ذکر این
کرده فرماید که تحقیق آنست که این لغت ترکی
است اما صاحب ناصری این را اتیگنی بدون تحتانی

دوم بحوالۂ برہان آوردہ (شک نیست کہ بغلطی کتابت تحتانی دوم حذف شد) وفرماید کہ رشیدی در فرہنگ خود نوشتہ کہ این لغت ترکی است بمعنی خانہ داری ونیز فرماید کہ بقول صاحب فرہنگ دساتیر بروزن پیش بینی بہ معنی خانہ داری است (انتہی کلامہ) **مولف** عرض کند کہ حقیقت این چنین نیست کہ یاے مصدری بر لفظ اینگین زیادہ کردہ اند و اینگین بزیادت یا ونون بنسبت در آخر پنج ژند و پاژند است پس از فرہنگ دساتیر قطع نظر کردن واین را لغت ترکی قرار دادن بحالتی کہ محققین ترکی ازین لغت ساکت اند وہیچ ندارد شک نیست کہ لغت ژند و پاژند است (اردو)

خانہ داری بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ گہر کے معاملات۔ انتظام خانہ گہر بار کا کام کاج۔

اینگینیان بقول سفرنگ دساتیر جمع اینگینی کہ گذشت وہم بقولش بحذف تحتانی سوم اینگینان ہم آمدہ **مولف** عرض کند کہ چنانکہ درین ہر دو لفظ فرقی است ہمچنان در معنی ہر دو ہم فرقی نازک است یعنے اینگینیان جمع اینگینی بمعنی خانہ داریان واینگینان جمع اینگین بہ معنی خانہ داران (اردو) خانہ داری کی جمع اور بلحاظ لفظ آخر الذکر صاحبان خانہ۔

(الف) **ایتوک** بقول برہان وناصری بکسر اوّل وضم تاے قرشت وسکون واو وکاف فارسی مژدہ را گویند بقول جامع وسروری وسراج وجہانگیری باوّل مفتوح بروزن مفعول وصراحت کنند کہ بہ کاف تازی است (حکیم سوزنی ؎) از کلک تست نصرت دین محمدی ؛ ایتوک دہ بشاہ کہ کلکم حسام تست ؛ **مولف** عرض کند کہ اسم جامد فارسی قدیم است وصورت ظاہری این لغت ترکی است ولیکن محققین ترکی زبان

از ین ساکت واز ہمین اسم است .....

(ب) **ایتوک دادن** | بمعنی مژدہ دادن چنانکہ حکیم سوزنی گفتہ کہ نقش بر لفظ ایتوک گذشت وجا دارد کہ با مصادر دیگر ہم مستعمل شود۔ (اردو) (الف) مژدہ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ خوشخبری۔ بشارت۔ نوید۔ (داغ ۵) مین کلمہ گو ہون خاص خدا اور رسول کا ؛ آتا ہے یا م عرش سے مژدہ قبول کا ؛ (ب) مژدہ پہنچانا۔ بقول آصفیہ خوشخبری دینا۔ بشارت دینا۔ (داغ ۵) دم بسمل ہوئی کیون دیر اتنی دم نکلنے مین ؛ قضا کیا مژدہ پہنچانے گئی ہے میرے دشمن کو ؛

اے تو مجموعۂ خوبی زکدامت گویم | مقولہ۔ صاحب خزینۃ الامثال ذکر این کردہ از بیان معنی ومحل استعمال ساکت۔ **مولف** عرض کند کہ فارسیان این مقولہ را لحق کسے استعمال کنند کہ بجمیع صفات متصف باشد وگاہے برائے کسی نیز کہ ہمہ افعالش قبیح باشد بر سبیل طنز (اردو) ماشاء اللہ کس کس چیز کی تعریف کرون آیۂ رحمت ہو" دکن مین یہہ مقولہ اُس شخص کے حق مین مستعمل ہے جو سراپا صفات حسنہ سے متصف ہو" اونٹ رے اونٹ تیری کونسی کل سیدہی" بقول امیر (مثل) بے ڈھنگے آدمی کی نسبت کہتے ہین جسکا کوئی قول وفعل ٹھیک نہو (مسرور ۵) چرخ کجرو کے تو حق مین یہہ مثل سیدہی ہے ؛ اونٹ رے اونٹ تری کونسی کل سیدہی ہے ؛ آپ ہی نے" اونٹ کی کونسی کل سیدہی" کا ذکر بھی فرمایا ہے جو گذشتہ مثل کے ہم معنی ہے (نصیر ۵) ٹیڑا بدقدرت نے بنایا ہی جنہونکو ؛ دیکھیگا نصیر انکی نہ تو پشت برابر ؛ مشہور ہی کل اونٹ کی ہے کونسی سیدہی ہے کج وضع نہین رکھتے کبھو پشت برابر ؛

ایثار بقول بہار بہ معنی برگزیدن و فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل ۔ صاحب موید بدیل لغات تازی آوردہ فرماید کہ بہ معنی برگزیدن و در استعمال فارسی بجاے عطا و فیض است و فرماید کہ این لازمۂ برگزیدگانست (درویش والہ ہروی ص) چہ او جہا بخضیفے سپہر چرخ کہ کرد ؛ بر آستانۂ این روضہ سجدۂ ایثار ؛ **مولف** عرض کند کہ لغت عرب است بالکسر بروزن اکرام بمعنی برگزیدن و گرامی کردن و غرض دیگران را بر غرض خویش مقدم داشتن (کمافی منتہی الارب) فارسیان استعمال این بہ معنی حاصل بالمصدر معنی سوم کنند و با مصادر فرس ہم کہ در لحقات آید (اردو) ایثار بقول امیر ۔ عربی ۔ اسم مذکر ۔ غیر کے نفع کو اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا ۔ کمال سخاوت ۔

ایثار آمدن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی ساکت مولف گوید کہ بمعنی واقع شدن غرض دیگران بر غرض خود است ۔ (نظیری نیشاپوری ص) از کہ جز ذات تو این ایثار می آید کہ او ؛ خویش را پوشیدہ ما را آشکارا ساختہ ؛ (اردو) ایثار واقع ہونا ۔

ایثار بخش بقول برہان با ثاے مثلثہ و خاے نقطہ دار بروزن بیمار ہوشنگ پسر سیامک را گویند ۔ صاحب جامع فرماید کہ لقب ہوشنگ باشد ۔ غالب دہلوی در (قاطع برہان) بر صاحب برہان اعتراض فرماید کہ قطع نظر ازین خبط ایثار بخش اسم ہوشنگ چگونہ تواند بود در ان روزگار و دران مردم ثاے مثلثہ کجا بود قطع نظر ازین ہم ایثار بخش چہ معنی دارد ۔ گرفتیم کہ دران عہد نیز ایثار بہ معنی بخشش مستعمل بود بخش را معنی چیست ۔ بخشی در ترکی بمعنی نیک آید و پیشہ او یان کہ

ہوشنگ نیز از انست نہ عربی می دانستند نہ ترکی۔ سیامک کہ بادشاہ بود بقول ساسانیہ کہ مترجم دساتیر است پیمبر نامور نیز بودہ است در تسمیۂ پسر خود چہ رنگ آمیزی بکار بردہ یک لفظ از ترکی گرفت و یائے تحتانی ازان برانداخت و ما قبل وے لفظ عربی آوردہ و بخشش نیک معنی این لفظ مرکب اندیشید (انتہی کلامہ) صاحب قاطع القاطع در جوابش میگوید کہ ہر چند این لغت یعنی ایثار بخش لفظی است غریب نما و در کتب موجودہ این زمان دستیاب نیست و ترکیب لفظی آنہم بخیال نمیرسد کہ چون است لیکن بہ علم لغت نقلی۔ عقل را دران ہیچ دخل نتواند شد تا وقتی کہ کتب دیگر را نخواہم دید اعتراض معترض را زینہار نخواہم گزید **مولف** عرض کند کہ ایثار بخش۔ اسم فاعل ترکیبی است بہ معنی بخشندۂ ایثار و عطا کنندۂ ایثار بدین وجہ کہ صفت ایثار در ذات مسمّی بود۔ جا دارد کہ بدین لقب او را ملقب کردہ باشند اعتراض غالب درست نیست۔ امکان دارد کہ این لقب مرکب نظر بر صفت ایثار ملقب بزمانہ مابعدش قرار یافتہ۔ چیزے بندارد و باشد کہ وجہ تسمیۂ این۔ چیزے دیگر باشد کہ مابعدم علم لغات آنزمان ازان خبرے نداریم باے حال۔ اسم باشد یا لغت در عرض معنی یا وجہ تسمیۂ علم پے بردن آسان نیست و اینقدر متحقق است کہ ہوشنگ پسر سیامک را (ایثار بخش) می گفتند پس اعتراض غالب بر برہان غیر از۔ کج پلاسی معترض نیست۔ خدایش بیامرزد (اردو) سیامک کے بیٹے (ہوشنگ) کا لقب یا نام۔ ایثار بخش تھا۔

ایثار شدن چیزے استعمال بمعنی واقع شدن ایثار است بس و معنی ایثار بجایش گذشت (ظہوری ۵) در وکر دم

(۱۹۵۹)

ہوسہا سینہ ایثار محبت شد ؛ بعشق از خوشہ چینانم ولیکن خرمنی دارم ؛ (اردو) ایثار واقع ہونا۔

ایثار کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی سکوت ورزیدہ **مولف** گوید کہ غرض دیگران را بر غرض خویش مقدم داشتن است (حافظ ؎) بیک دو قطرہ کہ ایثار کردی اے دیدہ ؛ بساکہ بر رخ دولت کنی کرشمہ و ناز ؛ (اردو) غیر کے نفع کو اپنی مصلحت پر مقدم رکھنا۔ ایثار کرنا کہہ سکتے ہین۔

ایثار نمودن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از بیان معنی ساکت **مولف** گوید کہ مرادف ایثار کردن باشد کہ گذشت (حزین اصفہانی ؎) کند خاک خجلت بسر بحر و کانرا ؛ کفت بسکہ ایثار گوہر نماید (اردو) دیکھو ایثار کردن۔

ایج بقول صاحب ہفت بکسر اول بمثناۃ تحتانی مجہول رسیدہ و جیم زدہ بمعنی ہیچ است فرماید کہ بجاے جیم تازی جیم پارسی ہم بدیدن آمدہ **مولف** عرض کند کہ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این بجیم تازی نکردہ و ہمین لغت بجیم پارسی می آید اگر سند استعمال بدست آید تو انیم قیاس کرد کہ مبدل ایچ باشد کہ بقاعدۂ فارسی جیم فارسی بجیم عربی بدل شود ہمچون کاچ و کاج۔ (اردو) دیکھو ایچ۔

ایجا بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر لغت فارسی است کہ مخفف این جا باشد دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد و **مولف** عرض کند کہ سوقیان معاصرین عجم حالا ہم بر زبان دارند بحذف نون و بقاعدۂ فارسی خلاف قیاس است (اردو) یہان۔ بقول آصفیہ ہندی (تابع فعل) اینجا۔ اس جگہہ۔ ادہر۔ اس مقام پر۔ اس طرف۔ اس جانب۔

اس پاسے ۔ اس رخ ۔ اس کنارے ۔

ایجاد بقول بہار بمعنی در وجود آوردن و فرماید کہ بالفظ کردن مستعمل ۔ **مولف** عرض کند کہ لغت عربی است بکسر اوّل و بقول صاحب منتخب در وجود آوردن و تونگر کردن فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر معنی اوّل و با مصادر فرس ہم استعمال کنند کہ در ملحقات آید و انچہ بہار این را با مصدر (کردن) مخصوص کند درست نیست (اردو) ایجاد ۔ بقول امیر ۔ عربی ۔ اسم مذکر ۔ اختراع ۔ نئی بات پیدا کرنا ۔ نئی چیز بنانا ۔ (غافل ؎) اتنی بینائی کہان دیکھین جو سیر جزو و کل ؛ عالم ایجاد مین تو سیکڑون ایجاد ہین ؛

ایجاد شدن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ از بیان معنی ساکت **مولف** گوید کہ بوجود آمدن باشد (ابوالحسن فراہانی ؎) بے نصیب از شراب وصل گوئی چون حباب ؛ سرنگون ایجاد شد روز ازل پیمانہ ام ؛ (اردو) ایجاد ہونا ۔ جیسے "یہہ چیز نئی ایجاد ہوئی"

ایجاد کردن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی ساکت بہار ہم بذیل ایجاد ذکر این فرمودہ **مولف** عرض کند کہ بمعنی نو پیدا کردن باشد (شہرت شیرازی ؎) عشق چون کامل عیار افتد کند ایجاد حسن ؛ کوہکن معشوق را از سنگ پیدا کردہ است ؛ (علی خراسانی ؎) سرشت طینت شان از وساوس شیطان ؛ نکردہ از نظر لطف شان خدا ایجاد ؛ (صائب ؎) ایجاد میکند بشکر خندہ صبح را ؛ روزمرا کسے کہ شب تار کردہ است ؛ (اردو) ایجاد کرنا ۔ امیر نے ایجاد کے ذیل مین اسکا ذکر فرمایا ہے (داغ ؎) ایجاد ستم سے ہمین برباد کرینگے ؛

گرتیس دن ایسے ہی وہ ایجاد کرینگے ؎
ایجان من خود کردۂ خود کردہ را چہ حیست

مثل۔ صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ واز بیان معنی ومحل استعمال سکوت ورزیدہ

مولف گوید کہ مراد ف (از ماست کہ بر ماست) کہ بجایش گذشت وبعض معاصرین بجم کلمۂ آے را از اول این دو میکنند (اردو) دیکھو از ماست کہ بر ماست۔

ایچ بقول برہان وجامع وموید با جیم فارسی وثانی مجہول (ا) بروزن ومعنی ہیچ است صاحبان رشیدی وجہانگیری وسروری وناصری وبہار عجم ووارستہ وشمس ہم ذکر این کردہ اند۔ خان آرزو در سراج گوید کہ مبدل ہیچ است واین در اصل یک لغت بودہ بسبب کثرت استعمال ہر دو لغت علحدہ شدہ مولف عرض کند کہ ہاے ہوز بالف بدل شد چنانکہ پیون واپیون بالجملہ (ا) بمعنی معدوم گردیدہ ولاشے و(۲) چیز اندک وقلیل وکم و(۳) گاہے لفظ ایچ بمعنی ہیچ چیزی آید (عرفی ؎) عرفی بغلط شہرہ بزرق است بہ بینید ؎ صد گل زدہ بر گوشۂ دستار دگر ہیچ ؎ اگرچہ ازین سند۔ استعمال ہیچ بمعنی اول پیدا است نہ ایچ ولیکن عیبے ندارد کہ مقصود ما از تفہیم معنی است دیگر ہیچ۔ حاصل انیست کہ ہیچ وایچ بدنیمعنی بمعنی (ہیچ نیست) و(چیزے نیست) باشد ومعنی دوم از استعمال (ہیچکس وہیچگاہ) من وجہ پیدا توان کرد یعنے ہیچیک وہیچکس بمعنی کسی یک از افراد انسان وہیچگاہ بمعنی چیزے قلیل از وقت باشد و حاصل این ہر سہ ہم بمعنی اول است کہ از ترکیب پیدا شود ولیکن ما با معنی دوم اتفاق نداریم زیرا کہ ہیچ بمعنی دوم فی الحقیقت بمعنی تنکیر است کہ بر معنی سوم ذکرش

کردہ ایم یعنی ہیچ وہیچکس یعنی کسے یک از انسان باشد پس عیبی ندارد واگر بمعنی دوم این را
حرف تنکیر گیریم (حکیم اسدی ۵۲) نگفت ایچکس را وزان بوم زود ٭ بہندوستان
رفت ویکچند بود ٭ (والہ ہروی ۵۲) دہان خصم تو شد ضامنش کہ باد از موج پنجہ
حساب ایچیک از طناب نہ بست ٭ (حافظ شیراز ۵۲) یاد مکنی وہیچگہ من ٭ بے مژدہ
ندیدہ ام صبا را ٭ وجا دارد کہ درین ہر سہ شعر معنی اوّل گیریم یعنی لاشے از کس و
لاشے از یک کس وچیز ولاشے از وقت۔ بنسبت معنی سوم عرض میشود کہ ایچ را اگر معنی
ہیچ چیز نگیریم۔ استعمالش در منفی مقصود را باطل کند چنانکہ درین شعر حکیم سنائی (۵)
خلق خود بہرہ مند وہیچ نیند ٭ ہمہ را آزمودم ایچ نیند ٭ (اردو) (۱) ہیچ بقول
صاحب آصفیہ۔ (فارسی) صفت۔ معدوم۔ لاشے۔ کچھ نہیں۔ (بکسر اوّل ویاے مجہول)
(ظفر ۵) خوبان جہان کاہے تو اک محو تماشا ٭ جنکی کہ کمر ہیچ ہے جنکا کہ دہان
ہیچ ٭ (۲) ہیچ۔ بقول آصفیہ۔ بمعنی اندک۔ قلیل۔ کچھ۔ ذرا (ہیچکس) کا ترجمہ کوئی
شخص اور (ہیچگاہ) کا ترجمہ کسی وقت اور (ہیچیک) کا ترجمہ کوئی ایک۔ (۳) کوئی چیز۔
(۴) ایچ۔ بقول موید کہ بحوالۂ قنیہ آوردہ قلابہ آہنین را گویند۔ صاحب شمس ہم
ذکر این کردہ۔ دیگر کسے از محققین فرس ذکر این معنی نکرد حیف است کہ سند استعمال پیش
نشد۔ اگر بدست آید اعتبار را شاید۔ (اردو) لوہے کا قلّابہ۔ قلابہ۔ بقول آصفیہ
عربی۔ اسم مذکر۔ (ماخوذ از قلب بمعنی اولٹا کرنا) کُنڈا۔ حلقہ۔ کڑی۔
(۳) ایچ۔ بقول شمس نام یکے از شہرہاے فارس معرب ایک و فرماید کہ از انجاست

قاضی عضد الدین صاحب مواقف مولف گوید که صاحب انند آیج را بالکسر و جیم عربی لغت عربی گوید که آن شهریست از شهرهاے فارس معرب ایک و صاحب منتهی الارب فرماید که بالکسر شهریست در پارس باے حال این لغت معرب را که بجیم عربی است ازینمقام تعلقی نیست تسامح صاحب شمس است بموقع اظهارش کرد (اردو) ایج۔ جیم عربی کے ساتھہ فارس کے ایک شہر کا نام ہے۔

(۴) ایج۔ بقول بہار امر بنوشیدن و فرماید که بدین معنی ترکی است و از مولوی معنوی سند آرد (۵) ترکی قدحے پر کرد زانوزد و گفتا ایج ؛ گفتم من و این معنی شناسش مسلمانی ؛ صاحب انند همزبان بہار۔ وارسته فرماید که امر گرفتن نیز مولف عرض کند که تسامح اوست که امر گرفتن نوشته طرز بیان محققین بالا در غلط انداز د که تعریف لفظ ایج میکنند و نمی گویند که این امر مصدر اچمق است که در ترکی بمعنی نوشیدن آمده چنانکه صاحب لغات ترکی ذکر این کرده پس امرش آچ بود بالکسر مگر ترکیان بقاعدهٔ خود یاے تحتانی براے اظہار کسرهٔ الف زیاده کردند۔ الحاصل متقدمین فرس استعمال این لغت ترکی کرده اند و معاصرین عجم حالا بر زبان ندارند (اردو) پی۔ پینا کا امر۔

ایچا ایچ بقول وارسته و بہار و بحر بمعنی نوشانوش پیاله شراب است (میر نجات ۵)

از فقیهان شد و مدمغ جام باده را ؛ در صبوحی بانگ ایچا ایچ می دانیم ما ؛ مولف

عرض کند که این اصطلاح زبان ترکی است و مرادف نوشانوش فارسی و الف درمیان دو اسم بقول متقنین فرس۔ الف الصاق نام دارد و افادهٔ معنی اتصال دہد چنانکه شباشب

مخفی مباد کہ ما بر لغت ایچ صراحت کردہ ایم
کہ امر حاضر است از مصدر ترکی اچمق بہ معنی
بنوش و ترکیان ایچا ایچ را بمعنی بنوش و بنوش
و متصل بنوش۔ استعمال میکنند و بقاعدۂ شان
الف اتصال درمیان تکرار صیغۂ امر افادۂ
ہمین معنی کند۔ ما گوئیم کہ نوشا نوش در فارسی
مرادفش ہمین معنی باشد زیرا کہ نوش امر حاضر
از مصدر نوشیدن۔ فارسیان (نوش نوش و
نوشا نوش) ہر دو را بمعنی متصل بنوش استعمال
کردہ اند (سنجر کاشی ؎) نشنید در لعاب
بارگاہ مغفرت فردا ؛ ز نوشا نوش مستان
منفعل بانگ اذان ما ؛ (ولہ ؎) چو بیدارم
کنند از خواب مستی چشم آن دارم ؛ کہ ہمسنگ
اذان گیرند بانگ نوش نوشم را ؛ مخفی مباد
کہ درین ہر دو شعر سنجر کاشی۔ نوشا نوش و
نوش نوش را بانگ مستان گفتہ۔ پس معنی
آن غیر از اتصال امر نتوان گرفت و اگر
بقول مقننین فرس نوش را اسم مصدر نوشیدن
و الف نوشا نوش را الف اتصال میان دو
اسم گیریم معنی آن (نوشیدن با تصال) باشد
و این معنی مصدری درین ہر دو شعر درست
نمیشود و با بانگ مستان تطابق نہ پذیرد۔ پس ہیچ
نیست کہ این قاعدۂ جدید را کہ از کلام فرس
بدست می آید از دست دہیم و بتبعیت مقننین
فرس کہ قواعدشان وحی آسمانی نیست مقصود
را فوت کنیم۔ مقننین فرس از ابنای جنس ما ہستند
چیزیکہ بتلاش شان نیابند نہ نوشتند و ترک
شان دلیل آن است کہ سندے نیافتند و غور
برین مسئلہ نکردند ہرگاہ تحقیق این بقسمت ما
دادہ اند نباید کہ اجتہاد را از دست دہیم
و جا دارد کہ نوشا نوش را بدون الف اتصال
امر حاضر نوشانیدن و نوشیدن گیریم ہمچون
(نوش نوش) کہ مجرد تکرار امر حاضر ہم معنی
اتصال پیدا کنند خصوصت (نوشا نوش)

متصلاً بنوشان و بنوش باشد و اصل (نوشا نوش) (نوشان نوش) بود نون دوم را تخفیفاً حذف کردند دیگر هیچ۔ بالجمله الف بقول صاحب تحقیق القوانین بر نهه قسم بود از نیکه ما بر لفظ الف این اقسام را ترک کرده ایم همدرینجا تلافی مافات کنیم۔ (۱) الف دعا که بنا بر حصول مفهوم دعا در صیغهٔ واحد غائب فعل مضارع معروف پیش حرف اخیر آورده شود چنانکه بلفظ بوآد و بآد و رسانآد و گروآنآد و بقیه بحث این بر هر یک لفظ بیاید۔ (۲) الف عطف که در دو کلمهٔ متغائر واقع شده مفید معنی واو عطف باشد چنانکه در تگاپو۔ سالاماه۔ شبارو۔ کمابیش (۳) الف الصاق که بمعنی مع در دو اسم متجانس آمده افاده معنی الصاق و اتصال دهد چنانکه در رو تا دم۔ دوشادوش۔ سالاسال شبا شب۔ (۴) الف انحصار که به معنی تا ے انتهائی میان دو اسم واقع گشته مفید مفهوم همه و تمام بود چنانکه در سر آسر۔ سراپا۔ بمعنی از یک سر تا سر دیگر و از سر تا پا۔ (۵) الف ندا که بآخر اسم غیر صفت و اسم صفت متصل شده به معنی اے باشد چنانکه در خدایا صنما۔ بزرگا۔ بزرگی دها۔ (۶) الف مصدر که باسم صفت لاحق گشته فائده معنی مصدر دهد چنانکه در پهنا۔ ژرفا۔ درازا۔ فراخا۔ به معنی پهن و ژرف شدن و دراز و فراخ بودن (۷) الف فاعل که بآخر صیغه واحد امر مخاطب معروف متصل شده مفید معنی اسم فاعل بود چنانکه در بینا۔ دانا۔ شنوا۔ گویا۔ به معنی بیننده۔ داننده۔ شنونده۔ گوینده۔ و فرماید که جائے چنین الف مفید معنی اسم مفعول نیز باشد و بر این تقدیر بالف مفعول موسوم گردد چنانکه بلفظ پذیرا (مخفی مباد که ما بر اسم فاعل و اسم مفعول ترکیبی بحث این کرده ایم) (۸) الف تاکید که بنا بر تاکید

مفہوم و عابعد الف و حا آورده شود چنانکه
در باوا - میاوا - رساوا - مرساوا (۹) الف
مبالغه که باسم صفت لاحق گشته افاده معنی بسیار
دہد چنانکه در بدا - خوشا - خنکا - فرخا -
(انتہی کلامه) **مولف** عرض کند که (۱۰)
الف اتصال که درمیان دو امر حاضر یک
مصدر آمده افاده معنی اتصال فرمایش و
حکم کند و این کلیه عام نباشد بلکه در بعض
مصادر که استعمال این منظر آمد همچون نوشا
نوش که نوش امر حاضر مصدر نوشیدن است
هرگاه درمیان تکرار (نوش) الف اتصال
آورده شود معنی آن متصل بنوش - گردید چنانکه
سندش بالا گذشت (اردو) پیے جانا -
پینا پلانا - پیے جاؤ پیو پلاؤ - نوشا نوش کا استعمال
بھی انہین معنون مین اردو مین ہوا ہے (مونث)
(ناسخ ۵) عید ہے اک شب چلو ملکر پئین
ہم تم شراب ۞ آج وہ دن ہے کہ میخانون مین

نوشا نوش ہے ۞ (ولہ ۵) ہے یہ روز وہ لکا
سبب نفرت ہے اکل و شرب سے ۞ کیا
حسد زاہد کو ہے رندون کی نوشا نوش کا ۞
(ظہیر دہلوی ۵) واعظ ناداں کو کیا
معلوم اپنا حال و قال ۞ توبہ استغفار دل مین
لب پہ نوشا نوش ہے ۞

اے حیف | بقول بہار در مقام دریغ
و تاسف گویند - نور الدین ظہوری فرماید
(۵) مہر او گر پا زدل بیرون نہد اے
حیف دل ۞ لطف او گر دست بر دارد ز من
ایواے من ۞ خان آرزو در چراغ فرماید
که لفظی است که در مقام دریغ گویند چنانچه
ایواے و ظاہرا منادے که فلان باشد
محذوف است - صاحبان بحر و اتد ہم ذکر این
کرده **مولف** گوید که ما بر لغت آے ذکر این
کرده ایم - (اردو) ایواے - بقول
امیر - فارسی - ایک کلمہ ہے جو حسرت و افسوس

کی جگہہ بولا جاتا ہے (جرأت) ؎ مضطرب ہون مین وہ دیوانہ کہ جس کا ایوا سے ؛ نہ گلستان مین نہ گلے جی نہ بیابانون مین ؛

اے خاک بران سرکہ در و مغز و فانیست

مقولہ۔ صاحب امثال فارسی ذکر این کردہ واز بیان معنی ومحل استعمال سکوت ورزیدہ **مولف** گوید کہ ما بر مقولۂ (اے بران سرکہ در و مغز و فانیست) ذکر این کردہ ایم (اردو) دیکھو اے بران سرکہ در و مغز و فانیست ؎

ایخان بقول صاحب ضمیمۂ برہان باخاے نقطہ دار بروزن ریحان نام ولایتی است از ترکستان۔ صاحب ہفت ہم بحوالۂ دستور ذکر این کردہ **مولف** عرض کند کہ وجہ تسمیۂ این معلوم نشد لغت ژند و پاژند است (اردو) ترکستان کی ایک شہر کا نام ایخان ہی۔

ایخشت بقول برہان وجامع بفتح اوّل وضم ثانی وسکون خاے نقطہ دار وضم شین قرشت و نون ساکن فلزّات را گویند کہ طلا و نقرہ ومس و آہن وسرب وقلعی و روی وامثال آن باشد۔ صاحب سراج فرماید کہ ہریکے از فلزّات مثل زر و آہن وغیرہ صاحب ناصری بذکر معنی مذکور فرماید کہ در جہانگیری و برہان دیدہ شد ولیک در رشیدی نیافتیم۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ زر و سیم ومس و آہن و روی وچیوہ و اسرب وارزیز وامثال آن راگویند و بتازی فلز **مولف** عرض کند کہ اسم جامد فارسی قدیم باشد و عجبے نیست کہ ماخوذ باشد از لغات ترکی کہ بقول صاحب کنز یخشی بتحتانی اوّل وخاے معجمہ وشین معجمہ وتحتانی آخر در ترکی زبان بمعنی طیب وجید و فاخر آمدہ وتبدیل حروف موافق قیاس نیست واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) دہات۔ بقول آصفیہ

ہندی ۔ اسم مونث ۔ وہ کانی جوہر جس مین پگلنے اور گداختہ ہونے کی صلاحیت ہو ۔ فلز جیسے رانگ ۔ تانبا ۔ چاندی ۔ سونا ۔ سیسا ۔ جست ۔ پارہ ۔ حال مین پلاٹینم ۔ ٹین وغیرہ اور بہی دہات دریافت ہوئی ہین ۔

ای خواجہ کاری کہ خود بتوانی کہ کنی از دست غلام نخواہ

مقولہ ۔ صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ واز بیان معنی ومحل استعمال ساکت مولف عرض کند کہ فارسیان این مقولہ را بر سبیل پند ونصیحت بحق مردمان سست استعمال کنند تا محتاج خدام نباشند (اردو) دکن مین کہتے ہین " اپنا ہاتھہ اپنا کام " اپنے چاکر دونون ہاتھہ ۔ صاحب محبوب الامثال نے کہا ہے " اپنا کام جہا کاج " اپنا کام دوسرے پر نڈالو " اور اوسکے مقابل اسی فارسی مقولہ کو لکہا ہے اور ہماری راے مین بہی وہ مرادف ہے اسکا ۔ جناب امیر مینائی نے " اپنا کام آپ ہی خوب ہوتا ہے " پر لکہا ہی کہ جیسا اپنا کام اپنی کوشش سے ہوتا ہے دوسرے سے ویسا نہین ہوتا ۔ جہان کوئی دوسرے کے کام کو بیدلی سے کرتا ہی وہان طنز والزام سے کہتے ہین ۔

ایدر بقول برہان وجامع بکسر اوّل وفتح دال بروزن دیگر بمعنی (۱) اینجا و (۲) اکنون و (۳) اینک ۔ صاحب موید فرماید کہ بالفتح والکسر است و در بیان معنی متفق بابرہان ۔ صاحبان ناصری وسروری وجہانگیری وسراج ورشیدی بر معنی اوّل قانع (سید حسن غزنوی لہ) نا ورده برون چو منی در ہزار سال ؛ انیک تو ایدری فلکا من ایدرم ؛ صاحب سخندان فرماید کہ در سنسکرت اتر بتاے فوقانی مشدد بہ معنی

اینجا و تتر بمعنی آنجا آمدہ و ہمان آتر در برج بہا شا بتغیر و تبدل السنہ آید ہر واو ہر شدہ است و چون در ہندوستان این تبدیل واقع شدہ است پس اگر در فارسی بتغیر صورت آید گرفت چہ محل تعجب است **مولف** عرض کند کہ آید را بقاعدۂ فارسی مبدل آتر تو انیم خیال کرد کہ تاے فوقانی بدال مہملہ بدل شود ہمچون زرتشت و زردشت و توت و تود دستاس و دہداس و تحتانی دوم علامت کسرہ باشد بقاعدۂ ترکی کہ در فارسی ہم مروج است و جا دارد کہ لغت ہندی آید ہر را کہ صاحب ساطع ذکرش کردہ بحذف ہاے ہوز گرفتہ باشند یا بالعکس آن ہندیان بزیادت ہاے ہوز از فارسی گرفتند و معنی اوّل و دوم محتاج سند استعمال باشد و بس (اردو) (۱) ادہر۔ بقول امیر ہندی (ایتہ سنسکرت) یہان۔ قریب۔ پاس (قلق ص۵) اے بی اے بی ذرا ادہر آنا ۔ دیکھو آیا ہے ایک دیوانہ ۔ (۲) دیکھو اکنون (۳) دیکھو اینک۔

ای در تو میگویم دیوار تو ہم بشنود

مثل۔ صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و لیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت **مولف** عرض کند کہ فارسیان این مثل را بجائے زنند کہ مقصود شان با طلاع چیزے بکسے باشد کہ اگرچہ او حاضر مجلس است و لیکن قائل نمی خواہد کہ خطاب با و کند و میخواہد کہ او بدون خطاب از تقریرش خبردار شود و یعنی روے سخن بسوے او نیست و مقصود او نیست کہ او بشنود (اردو) دکن مین کہتے ہین "مین تو دیوار کو کہتا ہون۔ چوہے سنین یا نہ سنین" دیوار دیوار تو سن لے" یہہ مقولہ اس مقام پر کہا جاتا ہے کہ جب کہ کوئی بات

کسی ایسے شخص کو سنانا مقصود ہو جو اپنا مخاطب نہیں ہے بلکہ شریک مجلس ہے۔

ایدری بقول رشیدی و سروری بدال ورائے مہملتین بروزن میدری بمعنی اینجائی باشد (ناصر خسرو ؎) مرا گفت اینجا غریب است جانت ؛ بدو کن عنایت کہ تنت ایدری است (حکیم سنائی ؎) عقل و جان آنجہانی را رعیت شو چو شرع ؛ زانکہ ویرانہ است و مردہ عقل و جان ایدری ؛ صاحبان برہان و ناصری و سراج و شمس و جہانگیری ہم بدیل آیدر ذکر این کردہ اند بمعنی اینجائی۔ مولف عرض کند کہ صاحب انند بدیل آیدر این را بمعنی آنجائی نوشتہ تسامح او بیش نیست بالجملہ آیدر بجائے خود مذکور شد فارسیان یائے نسبت در آخرش زیادہ کردہ بہ معنی اینجائی استعمالش کردہ اند دیگر ہیچ و انچہ حکیم سنائی آیدری را بہ معنی دنیا دار آوردہ کنایہ ایست کہ اینجائی مرادف آنست (اردو) اس جگہہ کا رہنے والا۔ دنیا دار۔ اہل دنیا۔

اے دریغ بقول بحر و بہار در مقام تاسف گویند مراد اف اے حیف کہ بجا یش گذشت۔ صاحب انند ہمزبان شان مولف گوید کہ دریغ بقول برہان بکسر اول و ثانی و تحتانی مجہول کشیدہ و بفتین نقطہ دار زدہ کلمہ ایست کہ آنرا در مقام تاسف و حسرت گویند و بمعنی افسوس و اندوہ و دشوار نیز آمدہ ما اشارۂ این بر آنے کردہ ایم (اردو) دیکھو اے حیف۔

ایدع بقول برہان بفتح اول و ثالث و سکون ثانی و عین بے نقطہ بہ لغت رومی دوائی است کہ آنرا خون سیاوش گویند و بعربی دم الاخوین خوانند۔ صاحب ہفت ہمزبان برہان۔ صاحب محیط بر ایدع فرماید کہ بفتح ہمزہ و سکون یائے تحتانی

صبغ سرخ است کہ آن را دم الاخوین گویند وہم او برد م الاخوین فرماید کہ برومی قنطا
وایدع وبسریانی درواد مارا وبعربی قاطر الدم و دم التنین و دم الثعبان نیز وبفارسی
خون سیاوشان وبہندی ہیرا دکھی ورنگ برت ومملور نگوٹ نیز گویند و در ماہیت آن
اختلاف است نزد بعضے صبغ چوب بقم است وبعضی گفتہ اند کہ صبغ بقم نیست زیرا کہ ازجاہائے
کہ دم الاخوین رامی آورند مانند حبشہ و زنگبار دران مواضع بقم نمی شود و گویند کہ آن
عصارۂ قثاء الحمار است وگویند عصارۂ خسک کہ سرخ رنگ است وگیلانی وغیرہ گویند کہ
صمغے است سرخ مائل بکبودی واز جزیرۂ سقوطرمی آورند و درخت این صبغ شبیہ
بحی العالم است و در بلاد اقلیم اوّل و در بعض بلاد اقلیم ثانی می روید وشاخہائے آن
کج و زود شکن باریک پوست و برگ آن شبیہ ببرگ قوطولیدون مشرف ۔ وقیق و گل آن
زرد و تخم آن سیاہ وچون ساق این نبات را شرط زنند ازان رطوبتی سرخ سریع
الجمود و تفرک سیلان میکند سرد و خشک در سوم است وگویند در دوم ۔ قاطع نزف
الدم از ہر موضعی کہ باشد وصرف میشود در اضمدۂ مانع انصباب مواد ملصق قروح
وجراحات تازۂ دامیہ ومصلح قروح دامیل منفجرہ ومنافع بسیار دارد (الخ) حاصل
این است کہ لغت رومی است کہ فارسیان استعمالش کردہ اند (اردو) دم الاخوین
بقول آصفیہ ۔ عربی ۔ اسم مونث ۔ لغوی معنی دو بہائیون کا خون ۔ دم سیاوشان ۔
ایک سرخ گوند کا نام جو اکثر رنگنے اور دوا مین ڈالنے کے کام آتا ہے ۔

ایدمامید بقول برہان با میم بالف کشیدہ بروزن میخرامید بلغت سریانی درختی است

که بدن آن مانند پشم است و خاصیت وے آنست که شکم به بندد۔ صاحب محیط این را
ایدا ما میر نوشته فرماید که بکسر همزه و سکون یاے تحتانی و دال مهمله و فتح میم و الف و کسر
میم و سکون یاے تحتانی و راے مهمله۔ لغت یونانی است و آن چیزے است شبیه
به پشم و مائل بسبزی و پر شاخ و برشاخهاے درخت وشتی متکون سرد و خشک است و جهت
اسهال مجرب و پاشیدن سوخته و غیر سوخته آن جهت نزف الدم جراحات کهنه و نو سوخته
آن جهت قروح بغایت موثر۔ منافع بسیار دارد **مولف** عرض کند که حیف است که
اسم این در دیگر السنه متحقق نشد این قدر متحقق شد که این لغت فارسی زبان نباشد
(اردو) بقول برهان ایک درخت کا نام جس کا تنه پشم کے مانند ہوتا ہے اور بقول
صاحب محیط ایک چیز ہے جو پشم کے مانند ہے دکن مین اسکو قرضدار کہتے ہین۔

ایدند بقول برهان و جامع و سروری و سراج بکسر اوّل بروزن بے بند به معنی
اند و آن عددے باشد مجهول که به ده نرسد و آنرا العربی بضع خوانند۔ صاحب
جهانگیری و ناصری فرماید که باوّل مکسور و یاے معروف و دال مفتوح به معنی اند
آمده که بتازی آنرا بضع و نیّف خوانند و از فرخی سند آرد (ے) هر کجا مردم رسید
و هر کجا مردم رسند ؛ تو رسید ستی و لشکر بروه ایدند بار ؛ **مولف** عرض کند
که به معنی چند و مرادف اند و اسم جامد فارسی قدیم و حقیقت اند بجا یش مذکور شد۔
معاصرین عجم بر زبان ندارند (اردو) دیکھو اند کے پہلے معنے۔

ایدون بقول برهان بفتح اوّل (ا) بروزن و معنی اکنون است که این زمان

والحال باشد و بکسر اوّل بہ معنی (۲) اینچنین و (۳) اینجا۔ واین زمان واین دم واین ساعت۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ با اوّل مفتوح بہ معنی اکنون است واز شیخ نظامی سند آرد (ـہ۱) گر ایدون کہ آید فریدون بمن ٭ گرفتار گردد ہم ایدون بمن ٭ (استاد فرخی ـہ۱) مردمی آموخت است و مردنگندن ٭ باز نیاید ہمی بعالم از ایدون ٭ و فرماید کہ با اوّل بکسور و معنی دارد اوّل بمعنی اینچنین بود چنانکہ خواجوے کرمانی گفتہ (ـہ۲) بر روے نکو این ہمہ آشفتہ نگروند ٭ سرّ یست زاد صاف تو ایدون زنکوئی و دیگر بہ معنی اینجا آمدہ چنانکہ آندون بہ معنی آنجاست۔ حکیم ناصر خسرو فرماید (ـہ۳) زان ہمی خواہی کہ باشی میخوری تا چون زنان ٭ سر زرعنائی گہے ایدون و گہ آندون کنی ٭ صاحب ناصری ہمزبان جہانگیری۔ صاحب موید فرماید کہ بالفتح بمعنی اکنون است و بحوالۂ شرفنامہ فرماید کہ بالکسر با یاے فارسی بہ معنی این چنین آمدہ۔ صاحب رشیدی ہمزبان موید و صاحب سراج نوشتہ کہ بالفتح بروزن و معنی اکنون و بالکسر بمعنی اینچنین و اینجا و این زمان و این دم و فرماید کہ در برہان ہمچنین نوشتہ اما تفرقہ بیجاست اکنون و این دم مغائرت ندارند و عجب از بے پروائی صاحب این نسخہ و نیز فرماید کہ تحقیق ایدون در آندون گذشت **مولف** عرض کند کہ ما۔ بر آندون صراحت ماخذ نکردہ ایم بنا ٔ علیہ ہمدریں جا تلافی مافات کنیم کہ آن و این معروف است و دون بزبان ترکی بقول صاحب کنز شب گذشتہ را گویند پس معنی حقیقی ایدون این شب گزشتہ و آندون آن شب گزشتہ باشد۔ فارسیان بہ تخفیف نون این و آن ایدون و آندون را استعمال

کردہ اند و معنی مجازی ایدون در فارسی اینوقت و آندون آنوقت و دیگر معانی۔ مجاز مجاز۔ سند اول و دوم برائے معنی اوّل درست است و سند سوم خواجوے کرمانی بمعنی اوّل ہم صادق می آید و از سند چارم حکیم ناصر خسرو معنی انیسو پیدا میشود نہ اینجا۔ (اردو) (۱) دیکھو اکنون (۲) ایسا۔ بقول امیر ہندی (ایدرش سے بگڑ کر بنا ہے جو سنسکرت مین اہنی معنون مین ہے) اسطرح۔ یون۔ یہہ۔ فقرۂ امیر "مینے ایسا سنا ہے کہ آج دونون بہائیون مین چل گئی" (۳) دیکھو ایجا۔

ایدی بقول برہان و جامع و جہانگیری بفتح اوّل و سکون ثانی و کسر ثالث و سکون تحتانی (۱) بمعنی نیز باشد کہ بعربی ایضاً خوانند و ظاہرا درین معنی بالغت اندی تصحیف خوانی شدہ باشد **مولف** عرض کند کہ چرا نگوئیم کہ باین معنی مبدّل اندی باشد کہ گذشت۔ نون بہ تحتانی بدل شود چنانکہ اونج و اوتج۔ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد حالا بزبان معاصرین عجم متروک (اردو) بہی۔ بقول آصفیہ۔ ہندی حرف عطف۔ نیز۔ دیکھو اندی کے چھٹے معنے۔

ایدون صاحب سروری بحوالۂ نسخۂ وفائی فرماید کہ بذال معجمہ بروزن بیرون (۱) بمعنی اکنون باشد و بحوالۂ تحفہ و رسالۂ میرزا فرماید کہ (۲) بہ معنی چنین و فرماید کہ از اشعار اساتذہ نیز این معنی ظاہر میشود

چنانکہ حکیم فردوسی گوید ؎ در ایدون کہ اسبم نباید بدید ٭ سرانرا بسے سرنجواہم برید ٭ و فرماید کہ شیخ سعدی نیز مناسب اینمعنی فرمودہ ؎ در ایدون کہ دشوار آید سخن ٭ دگر انچہ دشوار باشد مکن ٭

مولّف عرض کند کہ ازین ہر دو سند (۳) معنی اینجا پیدا میشود و ایدون کہ بدال ہملہ گذشت شامل است برمعنی اینجاہم باے حالِ جزین نباشد

کہ این مبدّل ایدون است کہ دال ہملہ بذال معجمہ بدل شود ہمچون آور و آذر (اردو) دیکھو اکنون و ایدون۔

ایر بقول برہان و جامع بکسر اوّل وسکون ثانی و راے قرشت (۱) جوششی باشد ریزہ و باخارش وسوزش بسیار و آنرا العربی شَرَی گویند و بقول رشیدی وسروری بروزن تیر دانہاے خورد کہ براندام برآید و خارش وسوزش بسیار کند و صاحب ناصری فرماید کہ جوششی باشد ریزہ و باخارش و سوزش کہ بسبب خون بصفرا آمیختہ بشرہ را سرخ گرداند۔ خان آرزو در سراج ہم ذکر این کردہ و ترجمۂ این ہندی پتّی آوردہ و فرماید کہ می تواند کہ آنرا باشد بنون مخفف انرو پس تو با خواہد بود۔ صاحبان جہانگیری و شمس و ہفت ہم ذکر این کردہ اند مولّف عرض کند کہ بہ تحقیق ما آیر و راے قو باست و اسم جامد فارسی زبان است بعض معاصرین عجم تصدیق این می کنند۔ صاحب خزانۃ اللغات ہم این را لغت فارسی گفتہ (اردو) پتّی۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مونث۔ ایک بیماری کا نام ہے جو خون کے جوش کھانے سے دفعتہً دورون کی شکل مین جسم پر ظاہر ہو جاتی ہے اور اس کی سبب سے تمام بدن مین خارش ہونے لگتی ہے چونکہ یہ صفراوی مادّہ ہے اس لئے اس نام سے موسوم ہوا۔

(۲) ایر بقول برہان و جامع بہ معنی دمل ہم آمدہ است۔ صاحب ناصری و ہفت ہم ذکر این کردہ۔ صاحب سراج نسبت این فرماید کہ بعضی بہ معنی دمل نیز گفتہ اند و این اصل

ندارد مولف عرض کند کہ مجاز معنی اوّل است کہ گذشت گاہی بلحقوق مرض شتری وبیل ہم پیدا می شود (اردو) وبیل ۔ بقول آصفیہ ۔ فارسی ۔ اسم مذکر ۔ بچھوڑا ۔ دلدار بچھوڑا ۔ (۳) ایر ۔ بقول برہان بفتح اوّل آلۂ تناسل راگویند ۔ صاحبان ناصری وجامع ہم ذکر این کردہ اند ۔ خان آرزو در سراج گوید کہ باین معنی عربی است مولف عرض کند کہ صاحبان این را بذیل لغات تازی آوردہ فرماید کہ بمعنی ذکر یعنی کیر باشد وصاحب محیط المحیط ہم کہ محقق محاورۂ عرب است ذکر این کردہ پس ظاہر ست کہ باین معنی لغت فارسی نیست (اردو) آلہ تناسل (دیکھو ابو الحیۃ)

(۴) ایر ۔ بقول صاحب شمس بالکسر لغت فارسی است بہ معنی باد گرم وماخوذ است از آوار بالضم کہ بہ معنی باد شمال باشد وفرماید کہ بدنیمعنی بالفتح نیز آمدہ است ویگر کسے از محققین فرس ذکر این معنی نکرد مولف عرض کند کہ باین معنی لغت عرب است چنانکہ صاحب منتہی الارب گوید کہ آیر بالفتح نرہ وباد صبا وباد شمال وبالکسر باد صبا وباد شمال وہر باد گرم (اردو) گرم ہوا ۔ مونث ۔

ایرا | بقول برہان بروزن ومعنی زیرا وازبرائے آن وازین جہت ۔ صاحب موید فرماید کہ بایائے فارسی بمعنی زیرا است ۔ صاحب ناصری گوید کہ بہ معنی زیرا بود کہ از زیرا نیز آمدہ یعنے ازین جہت وباین جہت (حکیم خاقانی ؎) دانی زچہ سرخ رویم ایرا ٭ بسیار دمیدم آتش غم ٭ صاحب سروری فرماید کہ بمعنی از بہر آن باشد (خواجہ شیراز ؎) شیراز معدن لب لعل است وکان حسن ٭ من جوہری مغلسم ایرا

مشو شم ؛ صاحبان جامع و رشیدی و جہانگیری و انند و شمس ہم ذکر این کردہ اند مولف عرض کند کہ ہا اشارۂ این بر (ازیرا) کردہ ایم کہ بجایش گذشت و صراحت ماخذ این ہمدر انجا مذکور بالجملہ این مخفف ازیرا باشد (اردو) دیکھو ازیرا۔

ایراد بقول بہار بہ معنی فرود آوردن و فرماید کہ بالفظ کردن و گرفتن مستعمل صاحب موید بدلیل لغات عربی آوردہ گوید کہ بہ معنی حاضر کردن و فرود آوردن باشد **مولف** عرض کند کہ لغت عرب است بروزن اکرام بقول منتخب بہ معنی فرود آوردن و چیزے بر کسے وارد کردن و بقول محیط المحیط و منتہی الارب آوردن و حاضر آوردن بر مورد۔ بالجملہ فارسیان این را با مصادر فرس مرکب کردہ بمعنی وارد کردن و شدن و پیش کردن و اعتراض کردن استعمال کنند کہ در ملحقات می آید (اردو) ایراد۔ بقول امیر۔ عربی۔ اسم مذکر۔ وارد کرنا۔ (اعتراض کا) کرنا اور ہونا کیسا تہہ مستعمل ہے اس کی مثال ملحقات مین آئیگی۔

ایراد کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و بہار ہم بذیل ایراد این را آوردہ و لیکن ہر دو از بیان معنی سکوت ورزیدہ اند **مولف** عرض کند کہ بہ معنی پیش کردن و وارد کردن باشد (علی ترکمان ؎) زد ستگاہ سخن باز مطلعی دیگر ؛ بہ دست شاہ جہان کنم ایراد ؛ (اردو) بیان کرنا۔ پیش کرنا۔ وارد کرنا۔ لانا۔

ایراد گرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و بہار بذیل ایراد این را آوردہ **مولف** عرض کند کہ بہ معنی اعتراض کردن باشد (سنجر کاشی ع) اگر طفل نگاہم

دیدگستاخانہ برروبیت ؛ کرم فرماکہ برناوان
کسے ایراد کم گیرد ؛ (اردو) ایراد کرنا۔
اعتراض کرنا۔ گرفت کرنا۔ امیر نے ایراد
کرنا کا ذکر ایراد کے ذیل مین فرمایا ہے۔
(آتش ؎) شاعرون نے قدموزون کو
ترے دیکھا ہے ؛ مصرع سرو پہ ایراد
کیا کرتے ہین ؛ (قلق ؎) قول اپنا یہہ
ہے یہہ عین مراد ؛ معترض شوق سے
کرے ایراد ؛

ایراد نمودن استعمال۔ صاحب
آصفی ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی ساکت

مولف عرض کند کہ بہ معنی بیان کردن و
وارد کردن باشد مرادف ایراد کردن
کہ گذشت (دواعظ کاشفی نثر) "ازابیات
عربی وفارسی وفقرات خطابی وجوابی
انچہ احسن واشہر بود ایراد نمود" (اردو)
دیکھو ایراد کرنا۔

ایراد یافتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این
کردہ ولیکن از بیان معنی ساکت **مولف**
گوید کہ بہ معنی وارد شدن وبیان شدن
باشد چنانکہ منشی اصفہانی گفتہ (نثر) "چون
بمقتضائے طبع ایراد یافتہ (اردو) بیان ہونا

ایراف بقول برہان بکسر اوّل وسکون ثانی وثالث بالف کشیدہ وبفاے زدہ
نام پدر آرداست کہ پارسیان اورا پیغمبر میدانستہ اند۔ صاحب ناصری فرمایدکہ
نام پدر آرداست کہ اورا آرداویراف خوانند وپارسیان زردشتی اورا حکیم مرتاض
کامل دانند۔ صاحب سراج فرمایدکہ بیاے معروف وراے مہملہ بالف کشیدہ
وفانام پدر زردشت پیغمبر مجوس۔ صاحبان جامع دانند وہفت ہم ذکر این کردہ اند **مولف**
عرض کند کہ صاحب انند صراحت کردہ است کہ این لغت فارسی است ودیگر تحقیق

کہ ذکر این کردہ اند پابند لغت فرس اند ومعلوم نشد کہ وجہ تسمیۂ این چہ باشد ہمین لغت درعربی زبان بہ معنی فراخ افتادن سایہ و دراز گردیدن آنست (کذا فی منتہی الارب)۔ (اردو) ایراف ۔زردشت کے باپ کا نام جو مجوسیون کے پاس پیغمبر سمجھا جاتا ہے۔

ایراک بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر لغت فارسی است بمعنی زیراکہ۔ صاحب ناصری بذیل ایرا ذکر این کردہ۔ خان آرزو در سراج این را ایراکہ (بہ ہائے مخفی) آوردہ فرماید کہ بروزن ومعنی زیراکہ برائے تعلیل وبمعنی ازین جہت وفرماید کہ ظاہرا مخفف (از) یراکہ وزیرا نیز مخفف آن است **مولف** عرض کند کہ چرا نہ گوئیم کہ مبدل زیراک باشد کہ زاے ہوز بالف بدل شود ہمچون زروغ وآروغ (اردو) دیکھو ایرا۔

ایرامان خانہ استعمال۔ بقول صاحب ضمیمۂ برہان بہ معنی ایرمان سرا است کہ خانۂ عاریتی وسرائے فانی باشد دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ عجمیان در اکثر لغات فارسی حرف ساکن را متحرک خوانند وایرمان را کہ سکون راے مہملہ باشد بفتحش خواندہ باشند ونظر بر تلفظ شان الف اظہار فتحہ را بعد راے مہملہ جا دادہ باشند باے حالِ مزید علیہ ایرمان خانہ است کہ می آید وصراحت ماخذ ہمدرانجا کنیم (اردو) دیکھو ایرمان خانہ۔

ایران بقول برہان وجہانگیری وناصری وجامع بروزن پیران (ا) نام ہوشنگ بن سیامک باشد **مولف** گوید کہ علم است ووجہ تسمیہ دریافت نشد (اردو) فارسی مین ایران۔ ہوشنگ بن سیامک کا نام ہے۔

(۲) ایران - بقول برهان ولایت عراق و فارس و خراسان و آذربایجان و اهواز و طبرستان و بیشتر از حدود شام را نیز گویند - صاحب ناصری آنچه در بیان این معنی گفته ازان وجه تسمیه هم پیدا میشود فرماید که نام هوشنگ بن سیامک است و ولایت منتقل باو را بنام او ایران خواندند و بعد از و چون ملک به پسرش پارس نام رسید ایران را پارس خواندند و زبان پارسی منسوب بدو ست و فرماید که ایران مملکتی وسیع بوده و در هر جای دیگر نامی داشته که تغییر یافته اکنون چنین معروف است - بلوچستان - گنج - مکران - کرمان - غور - بامیان - هندوکش - سیستان - زابلستان - خراسان - ماوراء النهر - رشت - اصفهان - مازندران - استرآباد - گرگان - فارس - لارستان - خوزستان - افغانستان - کابلستان - پنجاب - کردستان - شیروان - بابل - موصل و دیاربکر - و اکنون بعض این بلاد بدست دیگران است و کل ولایات ایران را ایران شهر می نامیده اند - استاد فرخی فرماید ؎ بایرانی چگونه شاد خواهد بود تورانی ❊ پس ازچندین بلا کامد زایران شهر بر توران ❊ انوری فرماید ؎ کار ها بسته بود بیشک در وقت و کنون ❊ وقت آنست که راند سوی ایران لشکر ❊ - خان آرزو در سراج فرماید که ملکی معروف و ولایت عراق و خراسان و آذربایجان و اهواز و طبرستان و بیشتر از حدود روم داخل آنست و نام هوشنگ بن سیامک نیز نوشته اند و ظاهر املک مذکور در تصرف بادشاه مذکور بود که بدان نام شهرت گرفته و اغلب که منسوب است بایرج که پسر سوم فریدون بود جیم را حذف کرده الف و نون نسبت دران داخل کرده اند و نظیر این توران است که

بہ تورکہ ہم پسر فریدون بود نسبت دارد (اردو) ایران - بقول امیر - عرب سے پورب طرف ہے تخمیناً نوے لاکھ آبادی اور ساڑھے چار لاکھ میل رقبہ ہے - طہران اسکا دارالسلطنت جس کی آبادی قریب قریب ساٹھ ہزار کے ہے - انگور سیب اور خوشنما پھول وہان بکثرت پیدا ہوتے ہین -

ایران شہر بقول برہان بروزن ویران شہر نام اول نیشاپور است - صاحبان جامع وسراج وجہانگیری وہفت ہم ذکر این کردہ اند وصاحب ناصری بذیل ایران این را آوردہ

مولف عرض کند کہ منسوب بہ ہوشنگ کہ اورا ایران می گفتند یعنی شہر یکہ آبادکردۂ ایران است قلب اضافت (اردو) فارسی مین ایران شہر ابتداً نیشاپور کو کہتے تہے - مذکر -

ایرج بقول برہان وجامع بکسر اول وسکون ثانی مجہول وثالث مفتوح بجیم زدہ (۱) نام پسر فریدون است - صاحب ناصری گوید کہ بکسر اول وسکون ثانی وفتح ثالث نام پسر فریدون فرخ است کہ بدست برادران خود سلم وتور کشتہ شد - ایران را باو منسوب داشتہ ایران خواندند وتوران را کہ از تور بود توران نامیدند (ہمین وجہ تسمیۂ ایران را صاحب سراج بر ایران نقل کردہ کہ بجا یش گذشت) وفرماید کہ نفس فلک آفتاب را نیز ایرج خوانند وبمناسبت خوبروئی وخوش پیکری این نام باو نہادند کہ ہرکس اورا دیدے مہر او گزیدے فردوسی در ہنگام ملاقات سلم وتور ولشکر ایشان با ایرج گفتہ ؎ بایرج نگہ کرد یکسر سپاہ ٭ کہ او بد سزاوار تخت وکلاہ ٭ بے آرام شان شد دل از مہر او ٭ بدل مہر ودیدہ پر از چہر او ٭ تا آخر الامر چنانکہ در تواریخ است

اتفاق کردہ اورا بکشتند ۵ برفتند باز آن دو بیدادشوم ۵ یکے سوے چین و یکے سوے روم ۵ آخر بدست منوچہر کیفر یافتند و از قرار تواریخ این واقعہ در چہار ہزار و چہار صد سال پس از ظہور آدم بودہ است واللہ اعلم (انتہی کلامہ) صاحب سراج فرماید کہ بیاے مجہول و راے مہملہ مفتوح وجیم نام پسر خوردترین فریدون کہ ملک ایران باو دادہ بود و فرماید کہ قصہ کشتہ شدن او در کتب تواریخ مبسوط مکتوب است صاحب سفرنگ و ساتیر ہم ذکر این کردہ (اردو) فریدون کے سب سے چھوٹے بیٹے کا نام ایرج ہے جسکی جانب ایران منسوب ہے۔

(۲) ایرج۔ بقول برہان نفس فلک آفتاب را نیز گویند۔ صاحبان ناصری وجامع وسراج وانند وہفت ہم ذکر این کردہ اند مولف عرض کند کہ نام فلک چہارم است وجزین نیست کہ اسم جامد زبان فارسی است۔ (اردو) چوتھے آسمان کو فارسیون نے ایرج کہا ہے۔

(۳) ایرج۔ بقول صاحبان برہان وجامع نام یکے از بادشاہان بابل ہم بودہ است۔ صاحب شمس فرماید کہ نام پادشاہ شہر بابل کہ یکے از سران لشکر کیخسرو شاہ بن سیاوش بود۔ صاحبان سراج وہفت ہم ذکر این کردہ اند (اردو) شہر بابل کے ایک پادشاہ کا نام بھی ایرج تہا جو کیخسرو بن سیاوش کی لشکر کا سردار تہا۔

ایرس بقول صاحب مخزن الادویہ اسم فارسی اہلیل است مرادف آورس کہ بجایش گذشت وحقیقت اورس۔ برارس مذکور شد باے حال این را مبدل اورس

گوئیم کہ واو بہ تحتانی بدل شود ہمچون انگور و انگبر (اردو) دیکھو ارس۔

ایرسا بقول برہان بکسر اوّل وسکون ثانی و ثالث وسین بے نقطہ بالف کشیدہ بیونانی (۱) قوس قزح را گویند۔ صاحب رشیدی بذکر معنی فرماید کہ در فارسی بودنش نظر است بلکہ ظاہر آنست کہ یونانی است۔ صاحبان سروری و ناصری و انند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند مولف گوید کہ انچہ صاحب شمس این را لغت عربی قرار دادہ تسامح او بیش نیست (اردو) دیکھو اغلیسون (۲) ایرسا۔ بقول برہان نام بیخ سوسن۔ آسمان گون ہم ہست و چون گل آن زرد و سفید و کبود می باشد بنابران ایرسا نامیدہ اند چہ شبیہ بقوس قزح است۔ صاحب رشیدی فرماید کہ سوسن آسمان گون و بحقیقت نام قوس قزح است و بمجاز سوسن را گویند بملاقۃ الوان مختلفہ (ہکذا فی القانون) صاحب ناصری فرماید کہ سوسن آسمان گون و بحقیقت نام قوس قزح است و بمجاز سوسن را گویند بملاحظۂ الوان مختلفہ بدین معروف و فرماید کہ در فارسی بودنش شبہ است اما در فرہنگ و برہان آوردہ اند۔ صاحبان سروری و انند و شمس و ہفت ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب محیط بر ایرسا فرماید کہ بلغت یونانی معنی آن قوس قزح جہت مشابہت رنگ گل این بدان و کسورس نیز گویند و برومی آبریمون و سریانی عقار اسوسائی نامند و بفارسی مشہور بہ بیخ بنفشہ است و آن بیخ سوسن آسمانجونی یعنی کبود کوہی است حشیشۂ آن با برگہاے طویل وسطبر و بلند شبیہ ببرگ سوسن تری مگر این دراز تر و لزج تر از ان و از وسط گیاہ آن ساقی برمی آید و بر سر آن گل مختلف رنگ مرکب از سفیدی و زردی و کبودی و بران نقطہ ہاے متوازی و برگ آن گل سہ

برگشتہ واندک خوشبو و بیخ آن سخت و ذی گرہ و پہن و دراز بقدر انگشت و خوشبو و پوست آن کبود و سرخ و رنگار رنگ و مغز آن مائل بزردی و سرخی و بعض بسیار سفید می باشد و چون کہنہ شود کرم خوردہ گردد۔ بقول شیخ الرئیس گرم و خشک در آخر دوم و گویند در اوّل آن ملطف و مسخن و مفتح و منقی منضج۔ جالی مع قبض اندک و آن حافظ صحت ارواح و قوی است و ضماد جوش دادۂ آن ملین صلابات و اورام غلیظۂ مزمنہ است و نافع قروح چرک ناک و منافع بسیار دارد **مولف** گوید کہ ذکر این برابرس و ابرساہم گذشت (اردو) سوسن کی جڑ دیکھو ابرس

ایرسون | بقول برہان باسین بے نقطہ بروزن نیلگون بیونانی طلق و زرورق را گویند و بشیرازی برگ خوانند۔ صاحب جہانگیری بذکر این فرماید کہ بہندی آبہر کہہ نامند۔ صاحبان جامع و سروری و انند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ ما خاصیت و طبیعت این را بر آبرک بیان کردہ ایم۔ لغت یونانی است و در فارسی قدیم مستعمل۔ حالا معاصرین عجم بر زبان ندارند (اردو) دیکھو ابرک۔

ایرش | بقول اند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بکسر اوّل و فتح ثالث و سکون شین معجمہ لغت فارسی است و آن نام ملکی است دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ ترک این بر بیان تفوق داشت (اردو) فارسی مین ایک ملک کا نام ایرش ہے۔

ایرقان | بقول برہان با قاف بروزن میہمان بلغت رومی حنا را گویند و آن برگ درختی باشد کہ بکوبند و خمیر کنند و بر دست و پاے بندند۔ صاحب ہفت ہمزبان برہان **مولف** عرض کند کہ مزید علیہ ارقان کہ بجایش گذشت تحتانی بعد الف زیادہ شد چنانکہ استادن و

ایستادن (اردو) دیکھو ارجان۔

ایرگ بقول برہان بکسر اوّل وسکون ثانی وثالث وکاف فارسی لغت ژند وپاژند بمعنی مردم باشد چہ ایرگان مردمان راگویند۔ صاحب ناصری ذکر معنی بالا کردہ فرماید کہ برہان چنین گوید ودر فرہنگہا ندیدہ ام۔ صاحبان انند وہفت ہنر بان برہان **مولف** عرض کند کہ شک نیست کہ فارسیان ایرگان را بہ معنی مردمان استعمال کردہ اند واز ہمین استعمال محققین نازک خیال ایرگ را واحدش قرار دادہ اند گر بخیال ما واحدش ایراست کہ بمعنی مرد۔ لغت ترک باشد چنانکہ صاحب لغات ترکی ذکرش کردہ فارسیان ہمان لغت ترکی را بزیادت ہائے نسبت ایرہ کردند وبقاعدۂ فارسی ایرگان جمعش آوردند ناواقفان قواعد وماخذ لغت خیال کردند کہ ہرگاہ الف ونون جمع راد ورکنیم واحدش ایرگ باقی می ماند ودر حقیقت نہ چنین باشد بلکہ کاف فارسی متعلق است بقاعدۂ جمع برائے الفاظیکہ درآخرش ہائے مختفی باشد چنانکہ بندہ وبندگان بخشندہ وبخشندگان۔ پس اگر سند استعمال ایرگ بدنبمعنی بدست آید تو انیم عرض کرد کہ کاف فارسی زائد است کہ در بعض لغات فارسی زبان کاف فارسی را زائد ہم آوردہ اند چنانکہ مروری ومروریگ وصاحب قوانین دستگیری ذکر این کردہ (اردو) مردم۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر (چونکہ یہ اسم جنس ہے۔ لہذا مفرد وجمع دونوں کے واسطے آتا ہے) عام لوگ۔ مرد۔ آدمی۔ مانس منش۔ انسان۔ آدم

ایرگان بقول صاحب برہان باکاف فارسی بروزن میہمان لغت ژند وپاژند بمعنی مردمان کہ جمع ایرگ باشد۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند وپاژند ذکر

این کردہ و ہیچ تصریح نکرد کہ کاف فارسی است یا عربی ۔ صاحب ہفت ہمزبان برہان ۔ صاحب موید ہم ذکر این کردہ ۔ صاحبان ناصری و انند ہم بذیل ایرگ ذکر این کردہ اند **مولف**

عرض کند کہ بحقیقت ماخذ این برآیرگ عرض کردہ ایم (اردو) لوگ ۔ بقول آصفیہ ہندی اسم مذکر ۔ مردم ۔ اناس ۔ اشخاص ۔ خلائق ۔ خلق اللہ ۔ خلقت ۔ بہت سے آدمی ۔

ایرمان بقول برہان (۱) بروزن ومعنی میہمان است (۲) مہمان طفیلی کہ برفاقت یاران ودوستان کہ بجائے بردو یا خود بے آنکہ اورا طلبیدہ باشند برود ۔ شخصے رانیز گویند کہ بے رضا درخانہ یا ملک کسی فرود آید ۔ صاحب جامع فرماید کہ مہمان طفیلی ناخواندہ وشخصے کہ بے رضا درخانہ کسے فرود آید ۔ صاحب موید فرماید کہ با یاے فارسی وراے موقوف است ۔ صاحب سروری بحوالۂ فرہنگ بہ معنی مطلق مہمان آوردہ واز کلام رفیع لبنانی سندے پیش کردہ (لہ) بدخواہ تو زخانۂ بہتی چو رفت وگفت ؛ جاویدزی تو خانہ خدا کایرمان برفت ؛ صاحبان جہانگیری وناصری وانند وسراج ہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ بخیال ما این مفرس است ۔ فارسیان از لغت ترکی آیرمک مفرس کردہ باشند وآیرمک بقول صاحب کنز بہ معنی وصول ۔ وفد ۔ بلوغ ۔ پس بتخفیف میم و کاف آیر را با لفظ مان کہ در فارسی زبان بہ معنی مانند وشبیہ آمدہ مرکب کردہ ایرمان را بہ معنی مہمان وطفیلی استعمال کردند بالجملہ دراسم جامد بودن این شکے نیست معاصرین عجم بر زبان ندارند ومیہمان وطفیلی را برائے ہر دو معنی استعمال کنند وعجبے نیست کہ مزید علیہ ایرمان باشد بزیادت تحتانی ہمچون استادن وایستادن وبمجاز این را بہ معنی مہمان وطفیلی استعمال

کردند۔ بعض محققین ارمان را لغت ترکی گفتہ اند و مزید علیہ آن را بمعنی مفرّس توان گفت۔
(اردو) (۱) مہمان۔ دیکھو آیندہ۔ (۲) طفیلی۔ بقول آصفیہ (ع۔ف) دوسرون کی طفیل گزارہ کرنیوالا۔ اورون کے وسیلہ سے ضیافت اڑانے والا۔ بن بلاے لوگون کے ساتھہ ہو کر دعوتون مین چلا جانیوالا۔ پچھلگو۔ دوسرونکی سر کھانے والا (اسیر) استخوان کہاے سگ یار کے ساتھہ آکے ہما ؎ ہے مناسب کہ طفیلی ہی ہو مہمانی مین ؎
(۲) ارمان۔ بقول برہان بمعنی عاریت۔ صاحب سروری براے این معنی از خلاق المعانی سند آرد ؎ اے شرع پروری کہ گذشت از جناب تو ؎ اقبال ہر کجا کہ بود کا یرمان بود ؎ صاحب جہانگیری ہم ذکر این کردہ و این بیت را مال کمال اسماعیل گفتہ۔ صاحب رشیدی ہم ذکر این کند و براے سندش ہمان شعر رفیع لبنانی را بسند گیرد کہ صاحب سروری بحوالۂ فرہنگ براے معنی اوّل آوردہ۔ خان آرزو در سراج بذکر ہمہ معانی ایرمان فرماید کہ عجب است از رشیدی کہ مجرّد ایرمان را بمعنی عاریت گفتہ و بیت رفیع لبنانی بسند آوردہ ایرمان را بمعنی عاریت درین بیت گرفتن بے معنی مطلق یا آنکہ اگر عاریت را بمعنی عاریتی گویند عبارت و الفاظ بیت غلط میشود زیرا کہ چیزی را عاریت گویند نہ شخص صاحب آن چیز را (انتہی کلامہ) صاحبان جامع و مویّد و ناصری و جہانگیری و انند ہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ معنی دوم مجاز معنی اوّل باشد و بس۔ معاصرین عجم بدنمعنی برزبان ندارند و جاوا کہ بدنمعنی ہم مزید علیہ ارمان باشد کہ بجایش گذشت۔ و ارمان بمعنی ہر چیز عاریتی ہم آمدہ کہ برمعنی چہارمش ذکر کردہ ایم (اردو) عاریت۔ بقول آصفیہ عربی۔ اسم مونث مستعار۔ ادھار۔ قرض۔

(۳) ایرمان - بقول برہان بہ معنی آرزو و ارمان ہم گفتہ اند - صاحبان جامع و موید و ہفت ہم ذکر این کردہ اند - خان آرزو در سراج نسبت این فرماید کہ بہ معنی آرزو و امالہ آرمان است بمدہ چنانکہ گذشت **مولف** را با خان آرزو اتفاق است (اردو) دیکھو ارمان کے پہلے معنے -

(۴) ایرمان - بقول برہان بہ معنی حسرت و ندامت و پشیمانی ہم آمدہ است چہ ایرمان خور حسرت خورندہ را گویند - صاحب شمس گوید کہ افسوس و دریغ باشد - صاحبان سروری و موید و جامع و انند ہم ذکر این کردہ اند - خان آرزو در سراج نسبت این فرماید کہ قوسے بہ معنی دریغ و افسوس نیز آورده ظاہرا تمنا و حسرت است و وجہ اشتباہ آنست کہ در معنی آن حسرت نوشتہ اند و این لفظ مشترک است کہ در استعمال بہ معنی دریغ و افسوس و آرزو و تمنا ہر دو می آید و قوسی بہ معنی اول فہمیدہ (انتہی کلامہ) **مولف** عرض کند کہ بدین معنی ہم امالۂ آرمان توان گفت و ہمین است ماخذ این معنی حسرت و ندامت ہم مجاز آرزو باشد (اردو) حسرت - بقول آصفیہ - عربی - اسم مونث - افسوس - تاسف کسی چیز کے نہ ملنے کا افسوس - پشیمانی - (ناسخ) پھول تو دو دن بہار جانفزا دکھلا گئے ؎ حسرت ان غنچون پہ ہے جو بن کھلے مرجھا گئے

(۵) ایرمان - بقول برہان نام شہرے و مدینہ ہم ہست - صاحبان جامع و موید و سراج ہم ذکر این کردہ اند (اردو) ایرمان فارسی مین ایک شہر کا نام ہے - مذکر -

ایرمان خانہ بقول بحر - (۱) خانۂ عاریتی و (۲) دنیا را گویند - صاحب موید فرماید کہ با یاے فارسی و راے موقوف خانۂ عاریتی این جہان - لفظ مرکب با ایرمان کہ معنی آن حسرت و عاریت و خانہ کہ بہ معنی بیت است - صاحب شمس ہم ذکر این کردہ **مولف** عرض کند

که قلب اضافت است و پس معنی اوّل حقیقی است
و معنی دوم مجاز آن (اردو) (۱) عاریتی گھر۔
(۲) دنیا۔ دیکھو اچاک۔

ایرمان خور | بقول انند بحوالۂ برہان و ہفت
قلزم۔ بالکسر و ضمّ خاے معجمہ حسرت خورندہ را
گویند۔ صاحب برہان و ہفت بذیل ایرمان
ذکر این کردہ **مولّف** عرض کند کہ اسم
فاعل ترکیبی است (اردو) حسرت کرنیوالا۔

ایرمان سرا | بقول برہان و برہان جامع
بروزن مہمان سرا (۱) خانہ و سرائے
عاریتی را گویند (۲) سرکوے مطلوب
و حسرت خانہ را نیز گویند و (۳) دنیا را
بطریق مجاز۔ صاحب بحر فرماید کہ خانۂ عاریتی
و دنیا باشد و بقول صاحبان ناصری
و جہانگیری و سراج و رشیدی یعنی خانۂ
عاریت و کنایہ از دنیاست **مولّف**
عرض کند کہ مرادف ایرمان خانہ بمعنی اوّل
حقیقی است و دیگر معانی بمجاز و قلب اضافت
باشد (اردو) (۱) عاریتی گھر (۲) حسرت کا
گھر۔ کوچۂ یار۔ (۳) دنیا۔

ایرن | بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بکسر اوّل و فتح ثالث و سکون نون۔ لغت فارسی است
بمعنی مایۂ شیر **مولّف** عرض کند کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و دیگر کسے
از محقّقین فرس ذکر این نکرد۔ معاصرین عجم بر زبان ندارند۔ نمیدانیم کہ مقصود صاحب انتداز
(مایۂ شیر) چیست و حیف است کہ مادر مصطلحات فارسی (مایۂ شیر) را نیافتیم کہ تصنیف
مے کردیم و لیکن بہ تحقیق ما این لغت فارسی نیست و بدین معنی مستعمل نشد
البتہ لغت ترکی است بہ معنی دوغ چنانکہ صاحب کنز آوردہ و جا دارد کہ تسامح صاحب انند
باشد کہ ترکی را فارسی نوشت و مقصودش (از مایۂ شیر) ہمان دوغ باشد۔ واللہ اعلم۔

(اردو) دہی ۔ بقول آصفیہ ۔ ہندی ۔ اسم مذکر ۔ جما ہوا دودھ ۔ بغرات ۔

ایرنجن بقول صاحب سروری میلے از طلا و نقرہ وغیرہا کہ بردست و پا کنند و اورنجن و اورنجین نیز گویند و فرماید کہ بحذف ہمزہ نیز آمدہ دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ تصحیف ابرنجن است کہ بہ بائے موحدہ گذشت و تصرف کاتبین کہ بر بائے موحدہ یک نقطہ زیادہ کردہ اند حیف است از محقق اہل زبان کہ حلیہ لفظ را ذکر نکرد اگر این را مبدل ابرنجن گیریم خلاف قیاس است کہ موحدہ بہ تحتانی بدل نہ شود ۔ البتہ این را مبدل اورنجن توان گرفت کہ بہ ہمین معنی گذشت واو بہ بائے موحدہ بدل شود ہمچو آو و آب اندرین صورت مبدل مبدل باشد کہ خود اورنجن مبدل ابرنجن است بخیال ما تصحیف است و بس ۔ و معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند و سندے پیش نشد (اردو) دیکھو ابرنجن ۔

ایرنجین بقول سروری مرادف ایرنجن کہ گذشت و دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** گوید کہ نسبت این ہم خیال ما ہمانست کہ بر ایرنجن ظاہر کردہ ایم و این ہم تصحیف ابرنجین است کہ بہ بائے موحدہ گذشت (اردو) دیکھو ابرنجین ۔

اے روشنی طبع تو برمن بلا شدی

مثل ۔ صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و لیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت **مولف** عرض کند کہ فارسیان این مثل را بجائے زنند کہ لیاقت و طباعی کسے باعث ضرر و تکلیف او شود (اردو) بقول امیر یہی فارسی مثل اردو مین بھی مستعمل ہے اس جگہہ کہتے ہین جہان اپنی ہی ذہانت و لیاقت اپنی مصیبت اور ضرر کا باعث ہو ۔

ایرون بقول برہان با واو و نون و حرکت مجہول۔ گوگرد را گویند کہ جزو اعظم باروت است و فرماید کہ آن از کوہ مانند انار دانہ برمی آید۔ صاحب جامع فرماید کہ بروزن بیرون گوگرد دکبریت است۔ صاحب ہفت بہ نسبت حلیہ لفظ گوید کہ بفتح اوّل و سکون ثانیہ تحتانی و ضم رائے مہملہ بواو مجہول رسیدہ و نون زدہ باشد و معنی بابرہان متفق۔ صاحب محیط فرماید کہ ایرون بکسر اوّل زرنیخ زرد است و ہم او بدیل زرنیخ فرماید کہ بیونانی ایرون خوانندش **مولف** عرض کند کہ متحقق شد کہ لغت یونانی است و ایرون گوگرد نیست چنانکہ محققین اوّل الذکر تصریح فرمودہ اند بلکہ زرنیخ باشد کہ ذکرش بر (ارسانیقون) گذشت و حقیقت گوگرد بجای خودش مذکور شود (اردو) ہرتال۔ دیکھو ارسانیقون۔

ایری بقول برہان بروزن میری بلغت ژند و پاژند (۱) مردم و (۲) مردمی را گویند صاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بدیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ و بر معنی اوّل قانع صاحبان اند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند بہر دو معنی **مولف** عرض کند کہ ایر بتفخیم کسرۂ ہمزہ و سکون راء ترکی مرد را گویند چنانکہ صاحب لغات ترکی ذکرش کردہ۔ پس ازین نیست کہ فارسیان یائے مصدری در آخرش زیادہ کردہ ایری بمعنی مردمی استعمال کردہ اند و معنی اوّل بمجاز باشد۔ حیف است کہ سند معنی اوّل پیش نہ شد۔ اگر بدست آید توانیم عرض کرد کہ بدنیمعنی تحتانی آخر زائدہ باشد چنانکہ پائے و جائے (اردو) (۱) دیکھو یارگ (۲) مردمی۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ انسانیت وفا۔ رعایت۔ مروّت۔ ملاحظہ۔ خلق۔ اہلیت۔ جوانمردی (مخیر ۵) ہان دلبہ ضرب ہو کوئی تیغ نگاہ کی ؎ دیکھیں تو مردمی تری چشم سیاہ کی ؎

ایرین بقول صاحب تحقیق الاصطلاحات بالکسر دہے کہ سلطان اویس بسلمان ساوجی بخشید و فرماید کہ سلمان وقتی کہ این دہ را درخواست سلطان بر کاغذ التماس او نوشت ۵ دہ ایرین کہ در حدود درے است ۵ بدہید بش التماس وے است ۵ دیگر کسی از محققین فرس ذکر این نکرد (اردو) ایرین فارسی مین ایک قریہ کا نام ہے جو رے کے مضافات مین واقع ہے۔

ایزار پای بقول بہار کہ بدیل ازار آوردہ باشباع تحتانی مرادف ازار پا کہ بگذشت۔ صاحب انند ہمزبان بہار **مولف** عرض کند کہ (ازار پا) بدون ہر دو تحتانی بجائے خود گذشت وجزین نیست کہ این مرادف آنست بزیادت تحتانی بعد الف اول ہمچون استاد و ایستاد و تحتانی آخرہ ہم زائد باشد چنانکہ جاد و جاے (اردو) دیکھو ازار پا

ایزارہ بقول برہان وجامع بازاے نقطہ دار بروزن بیچارہ ازارۂ خانہ را گویند و آن از دیوار مقدارے باشد از زمین خانہ تا بکنار طاقچۂ مرتبہ پائین کہ در ہنگام نشستن پشت بران گذارند۔ صاحب سروری فرماید کہ بکسر ہمزہ و فتح راے مہملہ منفصل از جدران خانہ از جانب اسفل بگچ وغیرہ۔ صاحب موید فرماید کہ بالکسر آنکہ فرود دیوار دارند و گچ کنند۔ صاحب شمس ہمزبان موید۔ صاحب انند و ہفت ہمزبان برہان۔ خان آرزو در سراج بحوالۂ برہان ذکر این کردہ فرماید کہ این غلطی برہان است بدو وجہ یکے آنکہ لفظ عربی است و دوم آنکہ ازارہ بدون تحتانی است بروزن اجارہ۔ صاحب بول چال و صاحب ہنما ہم بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این بہمین معنی کردہ

مولف عرض کند کہ ما برآزارہ حقیقت ماخذش را ذکر کردہ ایم پس عیبے نیست کہ فارسیان
ستانی را بعد الف اوّل زیادہ کردہ اند ہمچون استاد و ایستاد و بوجہہ این زیادتی توانیم کہ این را
مقرس گوئیم محققین عرب این را (ازارۃ الجدار) گویند و فارسیان مجرد ازارہ یا ازارہ
را بدین معنی استعمال کردہ اند (اردو) ازارہ یا ازارہ کے لفظی معنے ہاے نسبت کے
ساتھہ وہ چیز ہے جو ازار سے منسوب ہو اور ازار عربی زبان مین چادر تہ بند اور شلوار
کو کہتے ہین۔ الحاصل جس طرح عربون نے دیوار کے حصّۂ زیرین کو جو پہلے طاقچہ کے نیچے
واقع ہو (ازارۃ الجدار) کہا ہے اسی طرح فارسی مین (ازارۂ دیوار) یا بقاعدۂ تبدیل
(اجارۂ دیوار) کہنا صحیح ہے اسلئے کہ زاے ہوز قواعد فارسی کی رو سے جیم سے بدلی
جاتی ہے جیسے سوزہ و سوج اور صرف ازارہ انہین معنونین (ازارۂ دیوار) کا مخفف
سمجھا جائیگا۔ الحاصل دکن مین اسکو تڑنچہ کہتے ہین اور تڑنچہ دیوار کے اوس حصّہ کا نام ہے
جو زمین سے تین یا چار فیٹ کی بلندی تک یعنی پہلے طاقچے کے نیچے بہ نسبت دیوار بالائی
کے کسی قدر ابھرا ہوا ہوتا ہے ابھار چونے کی استر کاری یا مٹی کے گلابہ یا کہگل مین نمود
کیا جاتا ہے اور سارے مکان کے اندرونی حصّہ مین دیوار کا یہہ ابھار ایسا معلوم
ہوتا ہے کہ گویا دیوار کو تہبند پہنا دیا گیا۔ اسی مشابہت سے فارسیون نے اس کو
(ازارۂ دیوار) یا صرف ازارہ کہا ہے دلی اور لکھنو کی بول چال مین تڑنچہ کے لئے ہمکو کوئی
لفظ نہین ملا۔ جب ہمنے اپنے علمی رسالہ (لسان الہند والعجم) مین اس بحث کو چھیڑا اور
معاصرین محاورہ دان سے استصواب کیا تو مولوی بشیر الدین احمد اوّل تعلقہ دار

سلطنت آصفیہ خلف الرشید شمس العلما ڈاکٹر مولوی نذیر احمد مرحوم نے یہہ جواب دیا کہ دہلی کے معمار (تلینچا) کہتے ہین ۔ تلے کے معنے زیرین کے ہین یعنے حصّہ زیرین تلینچا اور اوس حصّہ مکان کو کہتے ہین جو چھت سے نیچے ہو چنانچہ جناب شمس العلماے مرحوم نے ترجمہ القرآن مین (رفع سمکہا فسوّاہا) کا ترجمہ یہہ کیا ہے کہ اس کا تلینچا ۔ خوب اونچا رکہا اور حاشیہ پر لکہا ہے کہ معمارون کی اصطلاح مین تلینچا چھت کی اونچائی کو کہتے ہین ۔ دکن کا تڑنچہ ذرا ثقیل لفظ معلوم دیتا ہے ۔ پس یا تو اسے تلینچا کہنا چاہیئے یا ازارۂ دیوار (انتہی کلامہ) ہم نے خیال کیا کہ دکن کا تڑنچا بیشک وہی تلنچا ہے جو زبان اردو کا لفظ ہے ۔ جاہل معمارون نے اس مین تصرف کرکے تڑنچا بنا لیا ہے ہمارا خیال یہ ہے کہ اگر بقول شمس العلماے مرحوم دلّی والون نے تلینچا کا استعمال بمعنی (چھت کی اونچائی) کیا ہو تو وہ مجازی معنے ہین لیکن لفظ کی حقیقت اسبات کو ظاہر کرتی ہے کہ بیشک تلینچا وہی ہے جس کو دکن کے معمار تڑنچا کہتے اور ممکن ہے کہ تلینچا کی اصل تلنچہ ہو تل زبان فارسی مین بقول برہان بفتح اوّل وسکون ثانی پشتۂ بلند کو کہتے ہین فارسیون نے اسپر نون زائد اور کلمۂ چہ (جو بحالت ترکیب تصغیر کے معنے پیدا کرتا ہے) بڑہا کر تلنچہ اوس حصۂ دیوار کا نام رکہا ہو جسکو بذریعہ استرکاری بلند اور ابہرا ہوا بناتے ہین اور فارسی مین نون زائد کا قاعدہ یہی ہے جیسے گذارش و گذارشن پس تل کو تلن کر لینا خلاف قیاس نہین ہے ۔ اور لام کے بعد یاے تحتانی کی زیادتی بہی قواعد فارسی کے مطابق ہے جیسے استاد و ایستاد ۔ پس تلن کو تلین کر لینا بہی قواعد فارسی کے مطابق ہے اور ہاے ہوز کو الف کے ساتہہ بدل

دینا بھی قواعد فارسی مین داخل ہے جیسے یاسہ کو یاسا کر لیا ہے پس تلنچہ کا مبدل و مزید علیہ تلینچا قرار پاتا ہے اور کچھ عجب نہین کہ دہلی کا تلینچا۔ فارسی زبان ہی کا لفظ ہو جس کے حقیقی معنے وہی ہین جنکا بیان ہم اوپر کر آئے ہین اور مجازی معنے وہ جن کو شمس العلماء مغفور نے بیان فرمایا ہے۔ اور ممکن ہے کہ تلینچا کی اصل (تلے اونچا) ہو جو کثرت استعمال سے تلینچا رہ گیا اس صورت مین (تلے اونچا) سے دیوار کا وہ حصہ زیر بن مراد ہوگا جو کسی قدر ابھرا ہوا ہو۔ اسی کو معماران دکن تڑنچا کہنے لگے۔ اس قدر تحقیق کے بعد جناب مولوی سید احمد دہلوی مولف فرہنگ آصفیہ نے ازارہ فارسی کے ترجمہ محاورہ اردو سے ہمکو آگاہ فرمایا آپ فرماتے ہین کہ چونکہ جیم تازی اور زاے معجمہ کا باہم بدل ہے اور زاے منقوطہ کی نسبت جاہلون اور خاص کر ہندی نژادون سے (جن کے ہان نہ تو یہہ حرف حروف تہجی مین موجود ہے اور نہ ان کی زبان اسے آسانی سے نکال سکتی ہے) بآسانی ادا ہو سکتا ہے لہذا زاے منقوطہ کی جاے جیم معجمہ سے بولا جانے لگا پس معمارون نے اسے اجارہ مشہور کر دیا اور اس شہرت کے سبب یہہ بھی غلط العام کے زمرہ مین آگیا۔ ملا عبد الحمید مورخ تاریخ شاہجہان نے جو شاہجہان کے وقت مین موجود اور تاریخ نگاری کی خدمت پر ممتاز تھا۔ قلعہ معلے کی عمارات کے ذکر مین لفظ ازارہ ہی استعمال کیا ہے اور خان بہادر شمس العلما منشی ذکاء اللہ مرحوم نے بھی مسلمانون کے عہد سلطنت کی تاریخ مین لفظ ازارہ ہی قائم رکھا ہے۔ البتہ سر سید احمد خان مغفور نے اپنی کتاب آثار الصنادید مین جہان دہلی کی جامع مسجد کی عمارت کا حلیہ لکھا ہے وہان لفظ اجارہ برتا ہے جس سے

خاص بول چال کی پابندی پائی جاتی ہے۔ دہلی مین معمار ابتک اس لفظ کا استعمال کرتے ہین۔ ہان جن لوگون کا یہہ خاندانی پیشہ نہین ہے جیسے ہندو کمہار۔ جولاہے۔ چوڑھے چمار وغیرہ وہ ان باتون کو کیا جانین۔ جن لوگون کو اکثر اپنے ہان عمارتین بنوانے رہتے کا کام پڑتا ہے وہ یہی سب جانتے ہین۔ معمارون کی اصطلاح مین تہ سے لیکر حد طاق تک کی عمارت کو اجارہ کہتے ہین جو گز یا پون گز تک ارتفاع مین خیال کی جاسکتی ہے۔ چنانچہ دہلی کی جامع مسجد مین جو تہ سے ڈیڑھ یا دو گز کے قریب سنگ مرمر کی سلین لگی ہوئی ہین اور ادن کے اوپر سنگ سرخ کی عمارت شروع ہوئی ہے اس سنگ مرمر کی حد کو اجارہ کہتے ہین چونکہ ازار کی حد کمر کی حد تک ہوتی ہے غالباً اسی وجہہ سے یہہ نام رکھا گیا اور طاق کا دستور یہی تہ سے سوا گز۔ پونے دو گز کے فاصلہ تک ہوتا ہے۔ خلاصہ یہہ ہے کہ عمارت کے تین حصہ ہوتے ہین اول کرسی جو بنیاد سے اوپر رکھی جاتی ہے دوسرے اجارہ جو تہ سے طاق کی حد تک مقرر ہے تیسرے اجارہ سے اوپر تلیجہ تک جسکو تلینچہ بھی کہتے ہین پس اجارہ فارسی الاصل ہے۔ اور تلیجہ چھت کے نیچے کا وہ حصہ ہے جو ذات سے کنگنی یعنی زہ تک ہوتا ہے یا محراب کے اوپر کا حصہ کہو یا اجارہ کے اوپر کا حصہ قرار دو (الخ)

مولف عرض کرتا ہے کہ دہلی والون نے اپنی بول چال مین فارسی کے لفظ ازار کا مبدل یعنے اجارہ کا استعمال کیا ہے لہذا ہم بلا تامل کہہ سکتے ہین کہ دکن کے معمارون نے تلینچہ اور اجارے کے معنوی فرق کو نہ سمجھہ کر تلینچہ کو بگاڑ کر تڑنچہ کر لیا اور اجارہ کے معنون مین استعمال کیا اور حقیقت یہہ ہے کہ اجارہ خود اہل دہلی کی زبان سے اتر گیا

یہی وجہ ہے کہ مولف فرہنگ آصفیہ نے لفظ اجارہ پر یہہ معنے نہین لکھے جن کی صراحت آپ سے مولف حقیر کے استفسار پر فرمائی۔ مولف حقیر نے اپنی ایک اردو غزل مین اسی لفظ اجارے کا استعمال اس غرض سے کیا ہے کہ شعر و سخن مین اس کا وجود قائم ہو جاے۔ تاکہ یہہ پہر آیندہ زمانہ مین بے پتا نہ ہونے پاے۔ ہمارے استاد جلیل الشان استاذ السلطان حضرت جلیل۔ جانشین حضرت امیر مینائی نے ہماری اس غزل کو نظر اصلاح سے ملاحظہ فرمایا ہے جسکو ہم اسی موقع پر ہدیۂ ناظرین کرتے ہین اور اس لفظ کے ترجمہ مین ناگزیر جو طوالت ہو چکی ہے اس کو اس مختصر نظم پر ختم کرتے ہین (**غزل**) آہ جو دل سے نکلتی ہے غبارے کی طرح ؛ جھلملاتی ہے سر چرخ وہ تارے کی طرح ؛ اشک سوزان سے مرے آگ نہ لگجاے کہین ؛ خون دل آنکھون سے اڑتا ہے شرارے کی طرح ؛ شیشۂ سطح سے مین پا گیا میلان ترا ؛ جب مرے دل مین تڑپ آگئی پارے کی طرح ؛ نقش دیوار ہین عشاق تری منزل مین ؛ سر سے آنکھین نکل آئی ہین اجارے کی طرح ؛ سنگ سینہ سے مرے خانۂ دل کی چھت ہے ؛ سر نکالی ہوی آہین ہین منارے کی طرح ؛ گوہر اشک سے پاراترینگے ہم مقصد مین ؛ سامنے گرد یتیمی ہے کنارے کی طرح ؛ رنگ لایا ہے ولا خون جگر آج نیا ؛ قطرۂ اشک مہکتا ہے ہزارے کی طرح ؛

ایزاری | بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر لغت فارسی است بہ معنی دستمال و رومال دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد مولف گوید کہ از وضع لغت خیال میکنیم

ترکی است ولیکن صاحبان کنز و لغات ترکی ازین ساکت و دیگر کسے از محققین فرس ہم ذکر
این نکردہ و سند استعمال پیش نشد و معاصرین عجم ہم بر زبان ندارند و ہمان دستمال
و رومال را استعمال کنند۔ مجرّد بیان صاحب انند اعتبار را نشاید۔ (اردو) رومال۔
بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ منہ پوچھنے کا کپڑا۔ بینی پاک۔ دست پاک۔ دست مال۔
(محسن ؎) آلہی کس کے غم مین نکلے آنسو چشم فتّان سے ۔ کہ عطر فتنہ مین ڈوبا ہی رومال اس ہی

ایزان بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر لغت فارسی است بمعنی روز سی ام ہر ماہ
و فرماید کہ برائے فارسی ہم آمدہ است۔ صاحب شمس گوید کہ سی ام روز از ماہ مولف
عرض کند کہ بخیال ما تصحیف کاتبین است کہ انیران را کہ با نون و تحتانی و رائے مہملہ بود
ایزان نوشتند و نقطہ نون را بر رائے مہملہ منتقل کردہ زائے ہوّز کردند۔ ما صراحت
ماخذ بر انیران کردہ ایم (اردو) دیکھو انیران۔

اے زبردست زیردست آزار
گرم تا کے بماند این بازار

مقولہ۔ صاحب خزینۃ الامثال ذکر این
کردہ ولیکن از بیان معنی و محلّ استعمال
ساکت مولف گوید کہ معنیش ظاہر است
چون فارسیان بینند کہ کسے بر زیردستان

خود ظلم و ستم کند بحقّ او این مقولہ را استعمال
کنند کہ مال سعدی است (اردو) ظالم
کا خانہ خراب ؎ ظالم کبھی نہین پنپتا ؎ دکن
مین مروّج ہے۔ صاحب محاورات ہند نے
لکھا ہے ؎ ظالم کی داد خدا کے گھر ؎ یعنی
زبردست کا بدلہ خدا ہی دیتا ہے۔

ایزد بقول برہان بکسر اوّل و ثالث و سکون ثانی و دال ابجد۔ نامی است از نامہائے

باری تعالی جلّ جلالہ ۔ صاحب ناصری فرماید کہ بروزن خیز و نام مبارک خداست و فرماید کہ آنرا ایزدان نیز گویند کہ یزدان اسم ذات است و آنرا اسم اعظم دانند و ایزد بمعنی اللہ ترجمۂ اوست بلکہ اللہ ترجمہ ایزد است و ایزد ضمیر لیست برائے یزدان ہرگاہ یزدان و اہرمن گویند قرینۂ رحمان و شیطان است و در دساتیر کہ (از نامہائے پیمبران پاستانی دانند و اصل آنرا از بان آسمانی خوانند) آمدہ کہ بن بود یزدان نتوان شناخت یعنی کنہ ہستی یزدان شناختن محال است ۔ صاحب سروری از شیخ شیراز سند آرد ؎ اوّل دفتر بنام ایزد دانا ؛ قادر روزی رسان حیّ توانا ؛ صاحب موید فرماید کہ بایائے فارسی است و صاحب جامع گوید کہ بروزن بے صدنام خدائتعالی و صاحب جہانگیری ہم ذکر این کردہ ۔ صاحب رشیدی گوید کہ نام حق تعالی و در وجہ ترکیب این نام ازین حروف گفتہ اند کہ چون مدار احوال عالم و عالمیان بر تاسع و عاشر و سابع و رابع است کہ آنہا را وتاد اربعہ گویند پس این نام را ازین حروف ترکیب کردن تنبیہ است بر آنکہ استقامت احوال عالم ازین اسم و مسمی است و یزدان نیز بدین معنی باشد امّا محقق طوسی در نقد محصل گفتہ کہ یزدان ملکے است کہ مصدر خیرات است و اہرمن دیوے است کہ مصدر شرور است بزعم مجوس و حق ہمین است چہ ظاہر آنست کہ یزدان مخفف ایزدیان بود یعنی منسوب بایزد و نیز مقابلۂ اہرمن بہ یزدان بمعنی ملک نیکو تر است نہ بمعنی خدا ۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بیائے مجہول نام بزرگ حضرت باری تعالی و بعد ازان قول رشیدی کہ مذکور شد نقل کردہ فرماید کہ عجب از رشیدی کہ حساب جمل را کہ مقرر عرب است و بست و شش

حروف دران داخل اند - وخلی در ترکیب لفظ فارسی داده واین طبیعت آزمائی بیش نسبت غامیش نکتهٔ بعد وقوع است ونیز فرماید که از اکثر کتب یزدان مرادف آیزد معلوم میشود لیکن بعضی از محققان گفته اند که یزدان ملکی است مصدر خیر واهرمن دیوے است مصدر شر نزد مجوس وحق نیز همین است چرا که یزدان مخفف ایزدان است که بالف ونون نسبت ترکیب یافته یعنی منسوب بایزد ونیز مقابلهٔ اهرمن به یزدان به معنی ملک نیکوتر است نه به معنی خدا تعالی شانه ولیکن درین هر دو وجهه نظر است زیرا که الف ونون زائد نیز میتواند بود چنانکه شاد وشادان وآباد وآبادان ونیز مقابلهٔ اهرمن اقتضاے آن ندارد که به معنی فرشته باشد چرا که در کلام مجید نیز بعض جا مقابله شیطان است با ذات باری تعالی و همچنین بالنفس واین میخواهد که رب یا الله نام ملک باشد فافهم (انتهی کلامه) (انوری ۵) کے بود عالم از و خالی که از بهر بقاش ؛ کرد ایزد روز مولودش فنا را شنگسار ؛

مولف عرض کند که صاحب کنز که محقق ترکی زبان است صراحت کرده که این لغت فارسی است وصاحب سفرنگ وساتیرهم این را آورده فرماید که بیاے تحتانی مجهول وفتح زاے معجمه وسکون دال مهمله نام خداے بخشاینده (اردو) ایزد - بقول امیر فارسی - جناب باری تعالے کا نام (وزیر ۵) مین وه طوطی نهین گویا کرے جو آینه مجهکو ؛ وزیر الطاف ایزد سے یهه میری خوش بیانی هے ؛

ایزد پناه	استعمال - بقول بحر وبهار آنکه پناه ایزدی داشته باشد از عالم
گردون بارگاه یا آنکه پناهنده بایزد بود از عالم خیر خواه که بمعنی خواهنده خیر است	

مولّف عرض کند کہ اسم فاعل ترکیبی است وجا دارد کہ پناہ گرفتہ شدہ از ایزد۔ اسم مفعول ترکیبی گیریم (خواجہ نظامی ۵) پناہد بایزد بہ بیگاہ وگاہ ؛ نیفتد بہ بد مرد ایزد پناہ ؛ (اردو) خدائے تعالیٰ سے پناہ لینے والا۔ یا لیا ہوا۔

ایزد تراش استعمال۔ بقول بحر وبہار چیزے کہ تراشیدہ ایزد باشد نہ تراشندۂ ایزد چون سنگ تراش کہ بہ معنی تراشندۂ سنگ است ملا طغرا در تعریف مُہر نبوت گفتہ ۵ نگینی چو یاقوت در بیخ راش ؛ چو فیروزۂ چرخ ایزد تراش ؛ صاحب انند ہمزبان شان **مولّف** عرض کند کہ اسم مفعول ترکیبی است (اردو) مصنوع باری تعالیٰ۔ خدائے تعالےٰ کا بنایا ہوا کہہ سکتے ہین۔

ایزد تعالیٰ استعمال۔ بہار فرماید کہ

ایزد تعالیٰ متعارف ومستعمل است **مولّف** گوید کہ بہ معنی خدائے کہ بلند است شان او اصل این ایزد تعالی شانہ بود۔ مرکب توصیفی شانہ را حذف کردند و (ایزد تعالیٰ) ترجمہ اللہ تعالیٰ) باشد و فارسیان تحتانی آخرہ را حذف کردہ استعمال کردہ اند۔ (ملّا شانی تکلو ۵) فریب شعبدہ بازی حریف داغ کنی ؛ دو چار من شدہ ایزد تعالیٰ تا چہ کند ؛ (اردو) اللہ تعالیٰ یا خدائے تعالیٰ۔ مذکّر۔

ایزد خواست استعمال۔ بقول ناصری شہرکے است در میان عراق و فارس و اوّل خاک فارس از انجامی باشد۔ صاحب انند ہمزبان ناصری **مولّف** عرض کند کہ وجہ تسمیۂ این جزین بنا شد کہ اسم مفعول ترکیبی است بہ معنی خواستۂ ایزد و خواہش ایزد۔ خواست اسم مصدر خاستن است

و بہ معنی عطاے خدا ہم تو ان گرفت کہ خواستن
بمعنی دادن ہم می آید۔ (اردو) ایزد خواست
فارسی مین ایک چھوٹے سے شہر کا نام ہے
جو فارس اور عراق کے درمیان واقع ہے۔

ایزدگشسپ | استعال۔ بقول برہان
وجامع وسراج وجہانگیری وبحر لیکاف فارسی
وشین نقطہ دار مفتوح وسین بے نقطہ وبا ے
ابجد زدہ (۱) بہ معنی خدا پرست باشد۔
مولف عرض کند کہ گشسپدن بزبان زند
وپاژند مصدر ریست بمعنی پرستیدن وگرشسپدن
بہ معنی جہیدن وگشسپ را کہ محققین فرس
بہ معنی پرستندہ نوشتہ اند تسامح اوشان است
کہ کار از غور نگرفتہ اند بہ تحقیق مگشسپ
بہ معنی پرستش است اسم مصدر وامر حاضر
از مصدر مذکور تیز پس ایزدگشسپ) بہ معنی
خدا پرست۔ و پرستش کنندۂ خدا۔ اسم
فاعل ترکیبی است کہ بترکیب اسم با امر حاضر

صورت گرفت پس آنانکہ گشسپ را بمعنی
پرستندہ دانستہ اند غلط کردہ اند وبر
قواعد فارسی اعتنا نہ کردہ۔ و ہمین است
ترکیب آذرگشسپ ہم کہ در محمدودہ بجایش گذشت
(اردو) خدا پرست۔ بقول آصفیہ۔ فارسی
زاہد۔ عابد۔ بھگت۔ خدا کو پوجنے والا۔
حق پرست۔

(۲) ایزدگشسپ۔ بقول برہان نام یکی
از امراے بہرام چوبین ہم ہست۔ صاحب
سروری ہم ذکر این کردہ واز حکیم فردوسی
سند آوردہ کہ در صفت صف سپاہ بہرام گوید
ے بیکدست بربود ایزدگشسپ ؛ کہ بگذشتی
از آب دریا بااسپ ؛ صاحب ناصری نسبت
این فرماید کہ نام یکے از امراے بہرام
بودہ کہ بمعنی ایزد پرست است۔ صاحب
رشیدی بذکر این معنی فرماید کہ ظاہرا
آذرگشسپ است کہ چنین خواندہ اند چنانکہ

معنی گشسپ بران دلالت میکند۔ صاحب سراج
بذکر قول رشیدی فرماید کہ وجہ این ظاہر نشد
صاحبان جہانگیری وجامع وانند ہم ذکر این
کردہ اند **مولف** گوید کہ انچہ صاحب شمس این
را ایزد کسب نوشتہ غلطی کاتبش بیش نیست کہ بیچارہ
مولف بدست قدرت اوست عجب است کہ سند
خودش ہمان شعر فردوسی آوردہ کہ بالا گذشت
فتامل۔ وخیال صاحب رشیدی نسبت تصحیف
این بے دلیل است چہ خطا شد اگر معنی حقیقی
این را کہ خداپرست است وجہ تسمیۂ این گیرم
ما درین خصوص با خیال صاحب ناصری اتفاق
داریم (اردو) بہرام چوبین کے ایک امیر کا
نام ایزدگشسپ تہا۔ ذکر۔

ایزد متعال | استعمال۔ ایزد بمعنی خود
گذشت ومتعال لغت عرب است کہ اسم فاعل
باشد از تعالی پس معنی متعال بلند شوندہ۔
فارسیان استعمال این کنند چنانکہ انوری فرماید

ے نہ زانکہ از دل وجان مخلصت نبودستم ؛
گواہ دارم وآن کیست ایزد متعال ؛ عرفی
گوید **ے** بسوے کاتب اعمال بانگ برزد
وگفت ؛ کہ اے رقم کش کردار خوب وزشت
عباد ؛ بشوے نامۂ عرفی کہ ایزد متعال ؛
زبندگان خودش برگزید وکردآزاد ؛
مولف گوید کہ مرکب توصیفی است و
بس (اردو) ایزد متعال۔ خدای تعالی۔ ذکر

اے زر تو خدا نہ ولیکن بخدا ستار عیوب وقاضی الحاجاتی

مقولہ۔ صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ
ولیکن از بیان معنی ومحل استعمال ساکت۔
مولف عرض کند کہ این مقولہ مشہور در
نظم است وہیچ برنگشود کہ مال کیست فارسیان
بحق کسے استعمال این کنند کہ باوجودے کہ
حق نداشت مستحق چیزے نبود ولیکن بوسیلۂ
زر کامیاب شد (اردو) بقول امیر یہی

(۱۹۰۲)

فارسی ضرب المثل اردو مین مستعمل ہی۔ آپ فرماتے ہین کہ روپے کے کار برار ہونے کی تعریف مین مبالغۃً کہتے ہین کہ ہر عیب اس سے چھپ جاتا ہی اور تمام حاجتین رفع ہو جاتی ہین۔

ایزغنج بقول برہان وسراج بکسر اوّل وسکون ثانی مجہول وزاے ہوز وغین منقوط وار مضموم بنون وجیم زدہ جوال راگویند وفرماید کہ بضم زاے فارسی ہم بنظر آمدہ۔ صاحبان جہانگیری وسروری وجامع ہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ جوال بقول برہان بضم اوّل بروزن زغال ظرفی باشد از پشم بافتہ کہ چیزہا دران کنند ویک لنگ بار رانیز گویند وغنج بہمین معنی در فارسی زبان مستعمل بخیال ما غنج وایزغنج مرادف یکدیگر نباشد اگر مرادف گیریم ایزغنج را اسم عام فارسی زبان دانیم وغنج را مخصوص ولیکن انچہ بخیال ما میرسد چیز دیگر است یعنی آیر براے جملہ در آخر بقول صاحب کنز در ترکی زبان بمعنی سرج آمدہ فارسیان این را بالغت غنج مرکب کردند وایرغنج۔ قلب اضافت غنج ایر۔ باشد بمعنی جوال سرج واین چیزے است کہ بدو طرف زین اسپ بندند تا تفنگچہ ودیگر سامان ضروری را دران محفوظ کنند انچہ فارسیان از لغت ترکی یعنی آیر۔ راے مہملہ را بہ زاے عربی وفارسی بدل کردند برخلاف قیاس است اندرنیصورت توانیم عرض کرد کہ ایزغنج مفرس باشد بترکیب لغت ترکی وفارسی بتصرف قلیل۔ معاصرین عجم این را قبورۂ زین وجوال زین خوانند واللہ اعلم بحقیقۃ الحال (اردو) خرجی۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ خرجین۔ خرج۔ زنبیل۔ بیگ۔ وہ تھیلا جو ٹٹو کی پیٹھ پر ضروری اسباب وغیرہ کے واسطے باندھ دیتے ہین۔ قبور۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ مذکر۔ پستول کا چرمی غلاف

جو گھوڑی کی کاٹھی مین بنا ہوا ہوتا ہے (اس معنی مین مفرد بولتے اور قبور مین اسکی جمع لاتے ہین)

اے زر فرصت بیخبر در ہر چہ باشی زود باش

مقولہ۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی دلحسن ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و محل استعمال سکوت ورزیدہ اند **مولف** عرض کند کہ فارسیان استعمال این بحق کاہل کنند مقصود آن باشد کہ آدمی را باید کہ در کارہاے خود تاخیر نکند بلکہ ہر چہ کند بر وقت کند تا فرصت از دست نرود۔ مراد ف "کار امروز بفردا مگذار" (اردو) مہلت کو غنیمت سمجھہ۔ جو کرنا ہے جلد کر "آج کا کام کل پر نہ رکھہ" دکن مین کاہل و جو واشخاص کو بطور نصیحت کہتے ہین "آج کا کام آج ہی کرنا چاہئے" بقول امیر جو کام آج کرنے کا ہے اسے آج ہی کر لینا چاہئے (ناصر ۵) دیکھہ کل پر نہ چھوڑ اے نادان ؎ آج کا کام آج ہی کر لے (ناسخ ۵) کوئی دن فرصت جسے ملجاے سمجھے مغتنم ؎ رہگیا بس جسنے رکھا کام کل پر آج کا ؎

ایزک بقول جامع بروزن میخک شرارۂ آتش را گویند دیگر کسے از اہل لغت ذکر این نکرد و مراد ف ایزک کہ می آید **مولف** عرض کند کہ ما صراحت ماخذ این برایزک کنیم کہ بزاے فارسی می آید (اردو) دیکھو ایزک۔

ایزور بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بکسر اوّل وضم ثالث لغت فارسی است بہ معنی اینک و ایندم **مولف** عرض کند کہ اے مخفف این است و اگر سند استعمال پیش شود توانیم قیاس کرد کہ زور بہ معنی وقت و دم باشد حیف است کہ معاصرین عجم ہم برزبان ندارند و محققین فرس ہم زور را بدین معنی ذکر نکردہ اند و در کلام متقدمین

ومتاخرین ہم یافتہ نشد و جا دارد کہ این را مخفف انہردن گیریم کہ بہمین معنی گذشت ہاے ہوز مبدل شد بہ تحتانی ہمچون شاہگان و شائگان و نون بہ راے مہملہ چنانکہ تآن و تآر باے حالِ معاصرین عجم برزبان ندارند و دیگر محققین فرس ہم ازین ساکت حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو انہردن کے پہلے معنے۔

ایژان بقول انند کہ بذیل (ایزان بہ زاے تازی) آوردہ بالکسر لغت فارسی است مرادف ایزآن دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکردہ و ما خیال خود را ہمدرانجا ظاہر کردہ ایم (اردو) دیکھو ایزان۔

ایژغنج اصطلاح۔ بقول برہان کہ بذیل (ایزغنج بزاے ہوز) آوردہ۔ مراد فش۔ صاحب سراج وانند ہم بذیل ایزغنج ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ صراحت ماخذش ہمدرانجا کردہ ایم۔ جزین نیست کہ این مبدل آن باشد کہ زاے ہوز بہ زاے فارسی بدل شود ہمچون آزیر و آژیر (اردو) دیکھو ایزغنج۔

ایژک بقول برہان باتانی مجہول وزاے فارسی بروزن میخک شرارۂ آتش راگویند خان آرزو در سراج فرماید کہ بیاے مجہول وزاے فارسی مفتوح وکاف شرار آتش لیکن آیژ بمدہ و دو تحتانی بدین معنی گذشتہ ظاہر امخفف ومصغر آن باشد وہاے مخفی در کلمۂ اصلی داخل نبود والا در تصغیر دو کاف می بایست **مولف** عرض کند کہ ہمان آیژک باشد کہ در ممدودہ ذکرش گذشت وصراحت ماخذش ہم ہمدرانجا کردہ ایم۔ الف ممدودہ ومقصورہ چیزے نیست کہ نتیجۂ لب ولہجۂ مقامی است (اردو) دیکھو آیژک۔

ایژہ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح وزاے فارسی لغت فارسی است مرادف

ایژک کہ گذشت دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکردہ و سند استعمال ہم پیش نشد بخیال ما چنین نیست کہ ہمان آیژہ باشد کہ در ممدودہ بہ دو تحتانی گذشت تصحیف کاتبین تحتانی دوم را حذف کردہ اگر سند استعمال این پیش شود تو انیم عرض کرد کہ یک تحتانی را حذف کردند یا ایژک را بہ تبدیل کاف عربی با ہاے ہوز آیژہ کردند کہ کاف بہ ہا بدل شود چنانکہ پروانک و پروانہ معاصرین عجم بر زبان ندارند (ا ر و) دیکھو ایژک۔

ایسا بقول برہان بکسر اوّل و سکون ثانی و سین بے نقطہ بالف کشیدہ (۱) نام پیغمبر یست از پیغمبران بنی اسرائیل۔ صاحب جامع فرماید کہ بروزن عیسی نام پیغمبران بنی اسرائیل۔ صاحب ناصری گوید کہ در فرہنگہا نیافتم و درین باب متامّلم۔ خان آرزو در سراج ہم بحوالہ برہان ذکر این کردہ فرماید کہ در فارسی بودن این لفظ بدینمعنی نظر است **مولف** عرض کند کہ لغت عبرانی باشد (ا ر و) عبرانی زبانمیں بنی اسرائیل کے پیغمبرون مین ایک پیغمبر کا نام ایساہتا۔ (۲) ایسا۔ بقول برہان نام صحف ابراہیم علیہ السلام ہم ہست۔ صاحب موید بحوالہ قینیہ ذکر این کردہ و صاحب ناصری بحوالہ برہان این را آوردہ فرماید کہ در فرہنگہا نیافتم و درین باب متامّلم۔ خان آرزو در سراج نسبت این فرماید کہ بعضی نام صحف ابراہیم علیہ السلام گفتہ اند و صاحبان جہانگیری و جامع ہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ لغت عبرانی باشد نہ فارسی (ا ر و) ایسا اُن آسمانی صحیفون کا نام ہے جو حضرت ابراہیم علی نبینا و علیہ السلام پر نازل ہوے تھے۔

(۳) ایسا۔ بقول برہان بہ معنی این زمان و این دم و الحال ہم باشد۔ صاحب ناصری

فرماید که بالکسر وسین مهمله قبل از الف به معنی اکنون واین روز واین ساعت است واین لغت دری است. اهل تبرستان والوار جبال بسیار استعمال کنند. صاحب رشیدی فرماید که بالکسر وسین مهمله قبل از الف به معنی اکنون و فرماید که این روز مرهٔ اهل کاشان است. خان آرزو در سراج بذکر این معنی فرماید که این محاورهٔ اهل کاشان باشد. صاحبان جهانگیری وجامع وشمس هم ذکر این کرده اند **مولف** عرض میکند که ظاهر مخفف این ساعت معلوم میشود که از این نون حذف شد واز ساعت دو حرف آخرش در اکثر لغات فارسی اخیر قسم تخفیف یافته میشود (اردو) دیکھو اکنون.

ایستا بقول اند بحوالهٔ فرهنگ فرنگ بالکسر وسین مهمله وفوقانی بالف کشیده لغت فارسی است به معنی ایستنده ودیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند که از قبیل بینا و شنوا که الف در آخر امر حاضر ایستادن زیاده کرده اند دیگر هیچ. ماذکر این قسم الف بر لغت ایچا ایچ. به نشان (۷) کرده ایم (اردو) کھڑا رہنے والا.

(الف) **ایستاد** بهار ذکر این کرده واز بیان معنی سکوت ورزیده واز کلام میر خسرو سند آورده که از ان استعمال ----------

(ب) **ایستادادن** پیداست که به معنی ایستاده کردن باشد (میر خسرو) شکیب کوکه سرشک سبک رکاب مرا ؛ عنان بگیرد و یک ساعت ایستاد دهد ؛ **مولف** عرض کند که استاد به معنی قیام اسم مصدر استادن است وایستادن بزیادت نحتانی هم اسم مصدر ایستادن. پس الف مزید علیه (استاد بالکسر) باشد که گذشت و (ب) مصدر مرکب از الف

(ب) ایستادن بمعنی قیام و ادن چیزے را و استادہ کردنش و بحث کامل الف بر ایستادن می آید (اردو) (الف) دیکھو استاد (ب) استادہ کرنا۔ ٹھہرانا۔

ایستادگی استعمال۔ حاصل بالمصدر (ایستادن است کہ می آید) بمعنی قیام و مرادف استادگی کہ بدون تحتانی بعد الف گذشت۔ (صائب ۵) چنانچہ گردش پرکار از فشردن پاست ؛ روانی سخن از ایستادگی باشد ؛ (اردو) دیکھو استادگی۔

ایستادن بقول بحر با ہاے معروف و سین موقوف (۱) بر پاشدن و راست کردن قامت کہ ضد نشستن است و (۲) بر پا کردن و فرماید کہ مضارع این آیستد (کامل التصریف) صاحب موارد معنی دوم را ترک کردہ فرماید کہ (۳) بمعنی توقف کردن و ماندن (نشر نگار دانش) پس از خوردن خون و گوشت باز ایستاد و بہ میوہ قناعت کرد ؛ صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ ذکر این کردہ فرماید کہ بر پا و قائم شدن و باز ماندن است۔ **مولف** عرض کند کہ جزین نیست کہ بر مصدر استادن کہ بجاے خود ش گذشت فارسیان تحتانی بعد الف زیادہ کردہ اند و بہمہ معانی مرادف استادن باشد و بیان ماخذ این ہم ہمانجا مذکور شد (ایست) امر حاضر این و ایستا بر وزن ماضی مطلق و ایستادگی حاصل بالمصدرش وجا دارد کہ ایستا را اسم مصدر ہم گیریم کہ چون علامت مصدر دن بر ین زیادہ شد دو دال مہملہ جمع گردید و یکے را ازان حذف کردند۔ استعمال معنی دوم از نظر ما نگذشت حیف است کہ صاحب بحر سندے پیش نکرد و سند موارد برا ے معنی سوم متعلق از (باز ایستادن) است نہ (ایستادن) و سند معنی (باز ماندن) بیان کردۂ صاحب

انند ہم پیش نہ شد ما نکلہ بحث این بر (ایستادن
باران کہ نیم کہ می آید (اردو) دیکھو استادن۔
ایستادنِ باران استعمال۔ بقول واژہ
(۱) بہ معنی باز ماندن بارش باشد چنانکہ وحید
گوید ؎ کجا ز دیدۂ من ضبط گریہ می آید ؛ کہ
ایستادن باران بدست مردم نیست ؛ و فرماید
کہ مولوی جامی در نفحات در جا ہائے متعدد
ایستادن باران بمعنی (۲) آمدن باران نیز
نوشتہ چنانکہ در حال باب فرغانی گوید (نثر)
"یکی در آمد و گفت اے باب دعا کن تا باران
آید۔ دعا کرد و در زمان باران ایستاد و ہفتۂ دیگر ہمان
مرد آمد و گفت دعا کن تا باز ایستد دعا کرد و
باز ایستاد" صاحبان بحر و بہار و انند ہمزبان
وارستہ **مولف** گوید کہ از کلام طاہر وحید
معنی دوم ہم توان گرفت او میگوید کہ چون
قیام باران بدست مردم نیست ضبط گریہ
ہم بدست دیدۂ ما نباشد و از حسن بیانش یعنی
بے اختیاری در قیام باران معنی بلیغ بی اختیاری
در بند شدن باران ہم پیدا میشود حاصلش
اینکہ گریہ در اختیار من نیست چنانکہ قیام
باران در اختیار کسے نیست اندرینصورت
ہر دو سند نظم و نثر لکار معنی دوم می خورد
و برائے معنی اوّل (باز ایستادن باران)
در سند نثر موجود است۔ وارستہ از بلاغت
طاہر وحید کارے نگرفت کہ از کلامش معنی
اوّل پیدا کرد معلوم میشود کہ محققین ہندی
نژاد معنی سوم را بر مصدر (ایستادن)
از ہمین سند پیدا کردہ اند و صاحب انند
کہ ہمدرانجا معنی (باز ماندن) آوردہ سند
او ہم ہمین شعر طاہر وحید باشد۔ معاصرین
عجم تائید خیال ما میکنند (اردو) (۱)
بارش بند ہونا۔ (۲) بارش ہونا۔

ایستیدن بقول انند بحوالۂ فرہنگ
فرنگ بالکسر لغت فارسی است (۱) بہ معنی

ایستادن و (۲) بمعنی آغاز نمودن ۔ دیگر کسے از محققین مصادر فارسی ذکر این نکرد مولف عرض کند کہ اگر سند استعمال پیش شود تو انیم عرض کرد کہ امالۂ استادن است مجرد بیائش اعتبار معنی دوم را نشاید تا آنکہ استعمالش بنظر نیاید (اردو) (۱) دیکھو ایستادن کے تمام معنے (۲) دیکھو آغاز فرمودن۔

(الف) **ایستی کردن** | استعمال (الف)
(ب) **ایستی کردہ** | مصدر ے است

مرکب کہ وجودش از (ب) ثابت میشود و (ب) بقول صاحب رہنما کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار نوشتہ ۔ بہ معنی قدرے توقف کردہ ۔ مولف عرض کند کہ (ب) اسم مفعول الف یا ماضی معطوف باشد (اردو) (الف) ذرا توقف کرنا ۔ (ب) خفیف توقف کیا ہوا ۔ ٹھہرا ہوا ۔ یا توقف کرکے ۔ ٹھہر کر۔

اِیسو اوسو استعمال ۔ بقول صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار آوردہ بہ معنی این جانب و آن جانب و این طرف و آن طرف است مولف عرض کند کہ مخفف این سو و آن سو باشد کہ نون را از ہر دو لفظ و واو عطف را حذف کردند (اردو) اِدہر اُدہر ۔ بقول امیر اِس طرف اُس طرف آپ فرماتے ہین کہ کئی جگہہ اس کا استعمال ہوتا ہے (۱) آس پاس ۔ ارد گرد ۔ چار طرف ۔ (فقرہ امیر) اِدہر اُدہر دیکھا کسی کو نہ پایا (۲) یہان وہان ۔ ایسی ویسی جگہہ (فقرہ امیر) تم ہمیشہ اِدہر اُدہر چیز ڈالدیتے ہو اور پھر ڈھونڈتے پھرتے ہو (۳) دونون طرف ۔ دہنے بائین ۔ (نسیم) قربان ہو رہی ہے مری جان اِدہر اُدہر ۔ وان رخ پہ ہے جو زلف پریشان

اِدھر اُدھر ؛ (۴) پراگندہ منتشر تتر بتر (فقرۂ امیر) "سب کاغذات ترتیب سے رکھے ہوے تھے تمنے لیکر اِدھر اُدھر کر دئے"

ایش بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر وشین معجمہ لغت فارسی است بہ معنی جاسوس صاحب ہفت گوید کہ بکسر اوّل بمثناۃ تحتانی رسیدہ وشین منقوطہ زدہ جاسوس را گویند صاحب ضمیمہ برہان فرماید کہ بحرکت مجہول است وذکر معنی بالا کند دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ این مخفف ایشہ باشد کہ بزیادت ہاے ہوز در آخری آید ما صراحت ماخذ را در ممدودہ بر آیشتنہ بیان کردہ ایم انچہ محققین بالا معنی دوم را حذف کردہ اند جزین نباشد کہ استعمال این بہ معنی دوم آیش از نظرشان نگذشتہ باشد یعنی ندارد (اردو) جاسوس ۔ دیکھو آیشتنہ کے پہلے معنے ۔

ایشا بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر لغت فارسی است کہ مخفف ایشان است **مولف** عرض کند کہ دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد وحیف است کہ سند استعمال ہم پیش نشد ولیکن خلاف قیاس نیست کہ فارسیان در اکثر لغت این را بحذف نون آخر نوشتہ اند ومعاصرین عجم در گفتگو ہم اظہار نون کم کنند (اردو) دیکھو ایشان ۔

ایشان بقول برہان بروزن خویشان ضمیر است نسبت بذوی العقول حاضر بطریق تعظیم وجمع نیز استعمال کنند ۔ صاحب ناصری ذکر معنی بالا کردہ فرماید کہ ضد اوشان کہ برغائب اشارہ بود ۔ خان آرزو در سراج نسبت این فرماید کہ صیغۂ جمع است ومفرد آن (این) واین را در محل تعظیم گویند والّا اینہا (ظہوری ۵) بہ نیک وبد سر وکار

نمی خواہم باغیارش ؛ با ایشان کینہ گر روز محبت برمنی تابد ؛ (انوری ۵) آصف کہ زسیر قلمش تیغ سکون یافت ؛ حاتم کہ ز دست کرمش کان بسر آمد ؛ اوصاف تو در نسبت آوازۂ ایشان ؛ وصف نفس عیسی و آواز خر آمد ؛ (ہم او گوید ۵) تا مجلس و دیوان فلک را ہمہ وقتی ؛ ناہید زن مطربہ و تیر دبیر است ؛ در مجلس دیوان تو صد با و چو ایشان ؛ تا نام صریر قلم و نالۂ زیر است ؛ بہار نسبت این گوید کہ ضمیر جمع غائب است و گاہے بجہت تعظیم بر ضمیر واحد غائب نیز آرند لیکن ہمین لفظ فقط و فرماید کہ اینان در موضعی استعمال می یابد کہ تعدد در مرجع متحقق بود نہ فرضاً کہ یک کس را من حیث التعظیم قائم مقام جماعت گردانیدہ باشند و بعضی از محققین می فرمایند کہ لفظ ایشان در محل تعظیم و اینان در محل تحقیر مستعمل می شود و این محل نظر است (میر معزی ۵) بندگان در خدمت او چون خداوندان شدند ؛ از بس اکرام خداوندی کہ با ایشان کند ؛ و در قصیدہ دیگر آوردہ ۵ بدان حصار کہ ایشان مقام ساختہ اند ؛ ز آب و خاک ندارند ہیچگونہ خبر ؛ اگر کہ صاعقہ بارید چرخ بر سرشان ؛ کہ آب ایشان خون گشت و خاک خاکستر ؛ پس ارجاع ضمیر ایشان بطرف مخالفان و بندگان دلالت صریح دارد بر تحقیر نہ تعظیم ایشان پس تخصیص ایشان در محل تعظیم صحیح نباشد و نیز باید دانست کہ ایشان را بالف و نون جمع آوردن پر نامانوس و بے محاورہ می نماید چنانچہ درین عبارت علامی شیخ ابو الفضل (نثر) "کہ بر مکامن خواطر بالغان و مشتریان و فنون آرایش و نکوہش ایشانان کالا را نظارہ کردہ سخنے چند با خود در میان آورد" لیکن در توجیہہ آن میتوان گفت کہ چون

بالغان فرقہ ایست وضمیر ایشان لائق است کہ باو راجع شود وہمچنین مشتریان نیز گروہی ایست
وبطرف آنہم لائق است ضمیر ایشان بگردانند پس چون بطرف این ہر دو فرقہ ارجاع
ضمیر مطلوب باشد ضمیر جمع بجمع آوردن لائق بود چہ فارسیان برائے تثنیہ ہم صیغہ جمع می آرند
(خواجہ جمال الدین سلمان ؎) غمزہ وچشم تو شوخ اند ولے آمدہ اند ؛ ابروان تو بہ
پیشانی از ایشان برسر ؛ کذا افادہ الاستاد وحق آنست کہ تا لفظ آمدہ نباشد استعمال
نباید کرد وشیخ خود سند است کہ تتبع بسیار کردہ برائے اثبات کلام او مستند نمی باید و
معہذا ازین قبیل است لفظ ناکسانان درین بیت حکیم سوزنی ؎ اندر ایام تو برخوان
غرور روزگار ؛ ناکسانان کس شدہ خوردند در لوزینہ سیر ؛ (انتہی کلامہ) صاحب
اند ہمزبان بہار۔ صاحب تحقیق القوانین گوید کہ آن برائے واحد غائب وایشان برائے
جمع غائب موضوع است واستعمال لفظ اوشان بجائے ایشان اگرچہ صحیح بود لیکن
مستحسن نباشد ولفظ شان مخفف ایشان است (الخ) **مولف** عرض کند کہ بخیال ما
ایشان مرادف انیان باشد واوشان مرادف آنان وشک نیست کہ ایشان و
اوشان ہر دو از ضمائر غائب باشد ولیکن ایشان برائے کسانے است کہ بیان
شان قریب است واوشان برائے کسانے کہ بیان شان بعید است وبہ تحقیق ما
شان مخفف ایشان نیست چنانکہ صاحب تحقیق گفتہ وصاحب برہان ہمچنین نوشتہ
بلکہ شان بمعنی (کسان غائب) ومن وجہ تخصیص دارد با اوشان ومخفف اوشان توان
گفت نہ مخفف ایشان وحق آنست کہ لفظاً مخفف ہر دو می نماید کہ اشارہ این وآن در

یعنی ایشان مخفف این شان و مرادف اینان و اوشان مخفف آن شان که مبدل آن شان و مرادف آنان باشد۔ ہرگاہ این و آن را دور کنیم۔ شان باقی ماند پس چگونہ درست باشد کہ شان را مخفف (مجرد۔ ایشان) گوئیم بخیال ما شان فی الحقیقت مرادف الف و نون جمع باشد۔ خیال (خان آرزو در سراج بر اوشان) ہو ید ماست و جا دارد کہ ایشان را من وجہ ضمیر نسبت ذوی العقول حاضر مجلس گیریم نہ مخاطب چنانکہ صاحب برہان اشارہ آن در آغاز این بحث کردہ و شک نیست کہ فارسیان ایشان را برائے واحد بر سبیل تعظیم استعمال کنند و ہرگاہ استعمالش برائے جمع آید تعظیم باقی نماند۔ آنانکہ ایشان را مخصوص بہ تعظیم جمع و اینہا را بدون تخصیص دانند۔ غور کامل نکردہ اند و درین خصوص ما با صاحب بہار عجم اتفاق داریم۔ عجب است از خان آرزو کہ او عالیش۔ مخالف خیال ماست۔ و حق آنست کہ استعمال ایشان برائے تثنیہ و جمع تخصیصے بہ تعظیم ندارد و مرادف اینان و اینہاست۔ و استعمال این یکے آنست کہ ایشان را فاعل گیریم چنانکہ "ایشان چنین می فرمایند" و دیگر آنکہ ایشان را مفعول قرار دہیم چنانکہ "ایشان را نمی پسندم" و بہ ایشان میگوئیم "سوم آنکہ ایشان را مضاف الیہ قرار دہیم چنانکہ کتاب ایشان (اردو)

(۱) یے۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم اشارہ۔ یہ کی جمع۔ اینہا۔ ایشان۔ محاورہ حال مین (یہہ) جمع کے لیئے ہی مستعمل ہے۔ انہون۔ بقول امیر کبیر اول۔ فاعل کے لئے تعظیماً آتا ہے۔ جیسے (فقرہ امیر) انہون نے کیا کہا تہا جو آپ نے ایسی سخت بات کہہ ڈالی

(۲) انہین۔ (فقرہ امیر) یہہ بڑے ذات شریف ہین انہین کوئی کم نہ سمجھے" (الخ)

(۳) انکی۔ انکے۔ جیسے ان کی بات درست نہیں ہے "۔ ان کے اطوار اچھے نہیں ہیں "۔ انکی کتاب بہت خوشخط ہے۔

ایشتی بقول شمس بکسر الف وشین معجمہ لغت فارسی است وآن اسمی است کہ مدح زنان گویند چون بی بی چنانکہ بعربی ستی گویند (حکیم انوری ۵) بندہ ایشتی دعا ہمی گوید ؛ بدعاے شبت ہمی جوید ؛ **مولف** عرض کند کہ تحریف کاتبین بیش نیست کہ ایشی را کہ بدون فوقانی بود ایشتی نوشت و در مصرع اول سند ہم۔ این ہمان است کہ بر ایشی می آید بالف وتحتانی وشین معجمہ وتحتانی آخرہ (اردو) دیکھو ایشی۔

ایشک آقاسی استعمال۔ بہار گوید کہ در ترکی داروغۂ دیوان خانہ را گویند چہ ایشک بہمزہ وتحتانی وشین معجمہ وکاف تازی فضاے دروازہ وآقاسی سردار را گویند لیکن از فرہنگ ترکی اشک بدون تحتانی معلوم شدہ ظہیرا ے تفرشی گوید (نثر) ایشک آقاسیان جبار با عصاے مرصع بنظم ونسق بزم خسروی استادہ "۔ وبقول وارستہ (ایشیک آقاسی) بہ تحتانی دوم وچہارم ودہم لفظ ترکی است بہ معنی داروغہ دیوانخانہ وبہ نقل فقرۂ ظہیرا ے تفرشی (کہ بالا مذکور شد) فرماید کہ ایشک بدون تحتانی دوم نیز از فرہنگ ترکی معلوم شد۔ صاحب انند ہمزبان بہار **مولف** عرض کند کہ ایشک بکسر الف و تحتانی ساکن وکسر شین معجمہ واشک بدون تحتانی ہر دو لغت ترکی است مرادف یکدیگر کہ بقول صاحب کنز بہ معنی عتبہ آمدہ کہ بمعنی آستان است وبقول صاحب لغات ترکی ایشک بہ تقدیم کسرۂ الف وکسرۂ شین معجمہ بمعنی دروازہ ودربار و۔ این لفظ مرکب را محققین ترکی ذکر نکردہ اند

وجزین نیست کہ فارسیان بترکیب خود وضع کردہ اند بمعنی داروغۂ دربار یا مہتمم دربار باشد شک نیست کہ ہر دو لغت ترکی است۔ و معاصرین عجم ہمین عہدہ دار را (ایشک آقاسی باشی) گویند کہ می آید و (آقاسی) درمدود گذشت۔ قلب اضافت باشد۔ (اردو) منتظم دربار کو فارسیون نے۔ ایشک آقاسی کہا ہے جسکے ہاتھ مین عصاے مرصع ہوتا ہے اور اوس کی مثال بادشاہ دکن کے دربار مین بہالدار ہے۔

ایشک آقاسی باشی | استعمال۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ کہ بمعنی داروغۂ دربار شاہی است مولف عرض کند کہ اکثر اسامی عہدہ ہای خدمتیان دربار شاہی الی الآن در ترکی زبانست ازہمین قبیل است این عہدہ ہم کہ مرکب است ازہر سہ لفظ ترکی وکاتب رہنمای سہولت (ایشیک) را بدو تحتانی نوشتہ۔ تسامحش بیش نیست و جا دارد کہ تحتانی دوم را علامت کسرۂ شین معجمہ گیریم و ما برلغت گذشتہ تحقیق این کردہ ایم کہ محققین ترکی بعد شین معجمہ تحتانی را ننوشتہ اند و ایشک در ترکی زبان بمعنی عتبہ یعنی آستان و دربار و دروازہ آمدہ و آقاسی بجایش گذشت کہ در ترکی بمعنی داروغۂ دربار است و باشی بقول بہار زبان ترکی بمعنی سردار ہمچون توپچی باشی و ملا باشی و قحبہ باشی پس درین لغت مرکب قلب اضافت باشد یعنی اصل این (باشی آقاسی ایشک) معنیش سردار داروغۂ دربار۔ بہار بذیل (ایشک آقاسی) سندے کہ از کلام نصیر آبادی آوردہ کہ در احوال علی بیک نوادۂ علی قلی خان شاملو نوشتہ بکار مامی خورد (نثر) جدّ مشارالیہ در زمان شاہ عباس ماضی دیوان بیگی و ایشک آقاسی باشی دیوان بود۔ (اردو)

افسر داروغۂ دربار۔ بہالداروں کا افسر بھی کہہ سکتے ہیں۔ اس لئے کہ لغت گذشتہ میں یہہ صراحت ہوئی ہے کہ (ایشک آقاسیون) کے ہاتھہ میں ایک مرصّع عصا بھی رہا کرتا ہے۔

ایشہ بقول برہان (۱) بروزن معنی بیشہ وجنگل باشد و (۲) جاسوس و (۳) چاپلوس را نیز گفتہ اند۔ صاحب مؤید بحوالۂ ادات وشرفنامہ ولسان الشعراء فرماید کہ بروزن شیشہ جاسوس کردار و چاپلوس را گویند۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ باول مکسور و یاے مجہول وشین منقوطہ مفتوحہ و ہاے مختفی است و بر معنی اول و دوم قناعت کردہ از شہیدی سند آوردہ

۲ درکوے تو چو ایشہ ہمی کردم نگاہ ۔ دزدیدہ تا کمرت بہ بینم بہ بام بر ۔ صاحب شمس معنی اول را ترک کردہ نسبت معنی دوم گوید کہ جاسوس کردار باشد و نسبت معنی سوم فرماید کہ چاپلوسی را گویند خان آرزو در سراج ذکر معنی اوّل کردہ بحوالۂ برہان معنی دوم وسوم را آوردہ فرماید کہ این تصحیف است صحیح بدین معنی انیشہ است بنون چنانکہ گذشت صاحبان جامع وانند و ہفت ہمزبان برہان

مولف عرض کند کہ بہ معنی اوّل مخفّف ابیشہ کہ مزید علیہ بیشہ باشد یاے موحّدہ حذف شد و نسبت معنی دوم و سوم عرض می شود کہ مخفّف آیشہ کہ در ممدودہ گذشت وصراحت ماخذ بر آیشتنہ کردہ ایم (اردو)

(۱) دیکھو اغریوس (۲ و ۳) دیکھو آیشتنہ کا نمبر (۱ و ۲)

ایشہ یار استعمال۔ بقول برہان (۱) نام روزسی ام است از ماہہاے ملکی و (۲) خطاب بہ کلانتر وشہر یار ہم۔ صاحب ناصری ہم بحوالۂ برہان ذکر این کردہ

فرماید کہ در فرہنگہا نیافتم صاحبان جہانگیری و جامع برمعنی اوّل قانع و اند و ہفت ہمزبان برہان۔ خان آرزو در سراج ذکر ہر دو معنی کردہ و نسبت معنی اوّل فرماید کہ وجہ تسمیۂ آن ظاہر نیست **مولّف** عرض کند کہ در ترکی زبان آبی ماہ را گویند کہ ترجمہ آن قمر است و بمعنی شہر نیز۔ فارسیان این را با شہریار مرکّب کردہ روز رویت ماہ نو را خواندہ باشند و مخفّف (ماہ شہریار تو) و مستعمل شد برائے سلخ ماہ بسبیل مجاز۔ و معنی دوم حقیقی است چنانکہ در سلطنت حیدرآباد و کن ہم فرمانروا را بہ (سرکار) مخاطب کنند و نیز ہمین خطاب بہ حکّام سلطنت کہ مقرر کردۂ پادشاہ اند (اردو) (۱) ہر شمسی مہینہ کی آخر تاریخ کو فارسی مین (ای شہریار) کہتے ہین (۲) سرکار۔ پادشاہ یا حکّام سلطنت کو اسی لفظ سے مخاطب کیا جاتا ہے اور (جہان پناہ) کا خطاب مخصوص ہے پادشاہ کے ساتھہ۔

اے شہ لب جوے | اصطلاح۔ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر لغت فارسی است بہ معنی صعوہ کہ طائرے است معروف **مولّف** عرض کند کہ دیگر کسے از محقّقین فرس ذکر این نکردہ و حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و اگر سند استعمال این بنظر آید تو انیم عرض کرد کہ کنایہ باشد کہ این جانور را بہ شاہ لب جوے مخاطب کردہ اند۔ جائے کہ آب لطیف باشد آشیان سازد و نغمہ ہاے گوناگون می سراید حق آنست کہ در نغمہ سرائی نام بلبل شنیدہ ایم و این طائر را موصوف بدان صفت دیدہ ایم در خانہ باغ ما بکثرت یافتہ میشود (اردو) ممولا۔ بقول آصفیہ ہندی۔ اسم مذکر۔ ایک چھوٹے سے پرند کا نام جو چڑیا کے برابر ہوتا ہے اس کے پیٹ پر

کالی کالی دھاریاں ہوتی ہیں اور اپنی دُم کو زمین پر مارتا رہتا ہے۔ صعوہ۔ سیرچہ۔ جھانپو۔ دھوبن۔

ایشی بقول برہان باثانی مجہول بروزن خویشی وصف زنان است ہمچو بی بی وبیگم وبیگم۔ صاحب رشیدی فرماید کہ بکسر الف وشین معجمہ اُی است کہ در مدح زنان گویند چون بی بی چنانکہ بعربی ستّی گویند (انوری ۵) بندہ ایشی دعا ہمی گوید ؎ بدعاے شبنم ہمی جوید ؎ صاحب ناصری آوردہ کہ وصف زنان است ہمچو بی بی وبیگم وبیگم کہ ترکی است یعنی بزرگ من وبذکر شعر بالا فرماید کہ بعضی (بندہ ستّی) نوانده اند کہ در عربی بمعنی بی بی آمدہ است۔ صاحب جہانگیری ذکر این کردہ ونسبت شعر مذکور فرماید کہ حکیم انوری در مثنوی ہجو قاضی کیرنک نظم کردہ وسند دیگر از کلام حکیم سوزنی آوردہ (۵) تا نغم ودرد ما اے شہ شادی فزاے ؎ پرخون بر لبط کند ایشی بیگانہ شاے ؎ آنکہ بروے وبہ برہست چو خورشید وماہ ؎ دخت علی ناے آنکہ ہست عطا از خدا ے ؎ صاحبان سروری وجامع وسراج واند وہفت ہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ صاحب لغات ترکی گوید کہ ایشی بالکسر بمعنی جوان کار آمدنی وصاحبان کنز ومؤید کہ محقق ترکی زبانند ذکر این نکردہ اند وصاحب کنز مجرد ایش را بدون تحتانی بہ معنی صنعت وعمل وشغل نوشتہ۔ جادارد کہ فارسیان این را بزیادت یاے نسبت باایش کہ بالا مذکور شد بلقب زنان استعمال کردہ باشند۔ اندرین صورت مفرس باشد۔

(اردو) بی بی۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مونث۔ بول چال میں (بیوی) کلمۂ تعظیم جب کسی عورت کا نام عزت کیساتھ لینا منظور ہوتا ہے تو اس کے نام کے اوّل

مین بھی یہ لفظ استعمال کیا جاتا ہے **مولف** عرض کرتا ہے کہ اسی طرح بیگم بھی نام کے آخر پر بڑھایا جاتا ہے یا صرف بی بی یا بیگم سے مخاطب کیا جاتا ہے۔

ایشیم بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بکسر اول وثالث لغت فارسی است بہ معنی ازار وشلوار وتنبان دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ حیف است کہ سند ے پیش نشد معاصرین عجم بر زبان ندارند اگر سند استعمال بدست آید توانیم عرض کرد کہ اسم جامد فارسی قدیم باشد مخفی مباد کہ فارسیان ایشمہ چرم وپوست خامی راگویند کہ بزور دست مالش رسانیدہ باشند۔ کذا فی البرہان۔ پس عجبے نیست کہ ازہمین لغت بہ زیادت الف وصلی وتحتانی دوم بعد شین معجمہ وحذف ہاے ہوز از آخر بہ اے ازار وشلوار لغتے ساختہ باشند واللہ اعلم (اردو) دیکھو ازار کے تیسرے معنے۔

ایطا صاحب انند بحوالۂ مطلع السعدین ومنتخب آوردہ فرماید کہ بالکسر وطاے مہملہ لغت عرب است بمعنی پائمال کردن ومکرر کردن قافیہ وآن بر دو قسم است (۱) ایطاے خفی و (۲) ایطاے جلی۔ خفی آنست کہ تکرار ظاہر نباشد چون دانا وبینا وآب وگلاب وجلی آنست کہ تکرار ظاہر باشد چون زیباتر وخوشتر وستمگر وافسونگر وزرین وسیمین وگریان وخندان وگفتن وشنیدن ویاران وعزیزان واین عیب فاحش است۔ صاحب غیاث ہم ذکر این کردہ (انوری ۵) کہ مکرر بود ایطاے درین قافیہ چون ضروری است شہا پردۂ این نظم بدر ؛ **مولف** عرض کند کہ لغتے خاص برای معنی اصطلاحی۔ ورفارسی زبان نیافتیم ازینجاست کہ این لغت عربی را درین کتاب

جا دادیم کہ فارسیان بضرورت ہمین لغت را استعمال کنند (اردو) ایطا۔ بقول امیر عربی۔ اسم مذکر۔ لغوی معنی پائمال کرنا اور اصطلاح عروض مین تکرار قافیہ کو کہتے ہین یہہ فن شاعری مین عیب ہے ؎ کہکے معیوب قوانی مین یہہ اے عرش غزل ؛ ہمکو ابیات کا ایطا یہی جتایا تو نے ؛ اس کی دو قسمین ہین۔ ایطاے جلی و ایطاے خفی جس مین قافیہ کی تکرار خوب واضح ہو وہ ایطاے جلی ہے جیسے اس شعر مین (ورد ؎) مدرسہ یا دیر تہا یا کعبہ یا بتخانہ تہا ؛ ہم سبہی مہمان تہے وان تو ہی صاحب خانہ تہا ؛ اور اسی طرح یاران و دوستان۔ دردمند و حاجتمند فسونگر و ستمگر وغیرہ مین بہی جلی ایطا ہے اور یہہ قسم معیوب تر ہے اور جن قافیون مین تکرار کیطرف ذہن فورا منتقل نہو وہ ایطاے خفی ہے جیسے اس شعر مین (ناسخ ؎) معطر ان کے نہانے سے بسکہ آب ہوا ؛ حباب بحر ہر اک شیشۂ گلاب ہوا۔ اور علی ہذا القیاس دانا و بینا وغیرہ مین بہی ایطاے خفی ہے۔

(الف) **ایغدہ** | بقول برہان بکسر اول و ضم غین نقطہ دار بروزن بیہدہ بہ معنی سبکسار و بیہودہ گوے باشد و فرماید کہ باین معنی بفتح اول ہم آمدہ است۔ صاحب سروری فرماید کہ بکسر ہمزہ و فتح غین و دال مہملہ باشد و از شمس فخری سند آرد ؎ تا نباشد ایغدہ مانند خاموش و صبور ؛ تا بدہ نبود بنزد ہیچکس چون بیہدہ ؛ با دد حکمش بدہ بر بیہدہ کار دو بہر ؛ دشمنش خوار و خجل و ائم بسان ایغدہ ؛ صاحب رشیدی گوید کہ بکسر الف و فتح غین معجمہ و دال است۔ صاحبان جامع و ناصری در

بیان اعراب متفق با برہان ۔ صاحب شمس فرماید کہ بقول بعض بحذف یا ہم آمدہ و بحوالۂ تنجری فرماید کہ بروزن میکدہ باشد و از استادے سند آرد ؎ اے اینده سرے بچہ کار آیدت ترا ؎ دریاب آتش و سخن بیہدہ مگو ؎ خان آرزو در سراج فرماید کہ بیاے مجہول و فتح غین و دال و در برہان بروزن بیہدہ بضم غین آوردہ بمعنی سبکسار و بیہودہ گوے کہ ہرزہ چانہ نیز گویند و بفتح اوّل نیز گفتہ اند و در جہانگیری بجاے غین قاف گفتہ و آن تصحیف است ۔ صاحبان انند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ آلغدہ بمعنی خشمگین و حریص در چیزہا در ممدودہ گذشت و بمقصورہ ہم کہ اشارۂ آن ہمدرانجا مذکور و بجایش ہم ذکرش کردہ ایم و آلغدہ بہ ممدودہ و غین معجمہ ہم بدین معنی آمدہ پس جا دارد کہ فارسیان لام را بہ تحتانی بدل کردہ اینغدہ را مجازاً بمعنی بیہدہ و بیہودہ گوے و سبکسار استعمال کردہ باشند و اللہ اعلم و باشد کہ انہم بمعنی خشمگین باشد کہ ہمین معنی در ہر دو شعر بالا درست می شود ۔ سیّما در شعر ثانی معنی خشمگین بہتر از بیہودہ گو (اینغدہ سری) بہ معنی خشمناکی بلحاظ معنی مصرع دوم بسیار بہتر است و بوسیلۂ سند ثانی باید

(ب) **اینغدہ سری** | بہ معنی خشمناکی قائم کنیم ۔ ممدودہ و مقصورہ چیزے نیست کہ نتیجۂ لب و لہجۂ مقامی است و اختلاف اعراب ہم وابستۂ استعمال است و بس ۔ فتأمّل و جا دارد کہ اینغدہ را کہ بباے فارسی بجایش گذشت ۔ اینغدہ بہ تحتانی کردہ باشند و این کارسازی کاتبین و عدم توجہ محققین بشین نیست و حیف است ازین کہ ہمین شعر اوّل اللہ بسند اینغدہ بباے فارسی ہم نقل شدہ است (ا ر د و) (الف) بیہودہ اور بیہودہ گو

کہہ سکتے ہین اور بلحاظ معنی خشمگین دیکھو آلغدہ (ب) خشمناکی غضبناکی مونث غضیل پن۔ مذکر

الیغر بقول بہار روانند بفتح اوّل و ثالث و سکون رائے مہملہ لغت فارسی است بہ معنی اسپ (رکنائے مسیح ؎) ہر کس رہ قرب لی مع اللہ برد ٭ اوّل پے این عروس دلخواہ برد ٭ آن الیغر تیز کند گردونا گاہ ٭ کز شوق بپائے مادیان راہ برد ٭ صاحب موید این را بذیل لغات ترکی آوردہ فرماید کہ بکسر یکم و سوم معجمہ بمعنی کشتن است **مولف** عرض کند کہ خطائے اوست ما خبر داریم کہ مقصود او ازگشن است کہ بمعنی فحل و نر آمدہ کاتب مطبع گشن را کشتن نوشت لاحول ولا قوۃ الّا باللہ۔ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبانست الیغر را بفتح اوّل و کسر غین معجمہ بمعنی اسپ نر آوردہ و از کلام رکنائے مسیح ہم معنی اسپ نر پیدا است پس فارسیان لغت ترکی را بہ معنی حقیقیش استعمال کردہ اند۔ تصفیۂ اختلاف اعراب از سند مذکور نمیشود و جز این نیست کہ فارسیان در اعراب لغت زبان غیر تصرف کردہ باشند امّا صاحب لغات ترکی ذکر این نہ کرد و الیغری بیائے تحتانی در آخرہ بہ معنی اسپ نر نوشت اند ازینصورت جا دارد کہ الیغر را مفرّس گیریم کہ فارسیان بجذف تحتانی و تصرف اعراب استعمالش کردہ اند۔ معاصرین عجم بر زبان ندارند (اردو) نر گھوڑا۔ مذکر

الیغری بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتح اوّل و کسر ثالث لغت فارسی است بہ معنی جماع کردن حیوانات دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ ما بر الیغر صراحت این کردہ ایم کہ صاحب لغات ترکی الیغری را بمعنی اسپ نر نوشت و صاحب کنز کہ ہم محقق ترکی زبان است مجرّد الیغر را بدون تحتانی بہ معنی اسپ نر

آورد پس بخیال ما تحقیق آخر الذکر صحیح باشد
مخفی مباد کہ صاحب موید بر لغت الیغر معنی
گشن آورده و گشن در فارسی زبان بقول
صاحب غیاث بمعنی فحل و نر و گشنی بالضم و نون
مکسور بقولش جفتی نر با ماده پس ہم بریں قیاس
عجبے نیست کہ فارسیان الیغر را کہ بمعنی اسپ نر
بود بزیادت یاے مصدری الیغری کردند
و بمعنی جماع کردن حیوانات استعمال ساختند
اندریں صورت باید کہ این را مفرس گیریم
حیف کہ سند استعمال پیش نشد (اردو)
حیوانات کا جماع کرنا جسکو عربی مین سفاد کہتے
ہین ۔ جفتی ۔ بقول آصفیہ (فارسی) اسم مونث
نر ماده کا باہم ملنا ۔ نر کا ماده پر چڑھنا ۔

الیغدن بقول ہفت بکسر اول بمثناة
تحتانی رسیده و ضم غا و فتح دال ابجد و نون
زده بہ معنی الیغده بضم غین منقوط است کہ
بیہوده گوئی و سبکساری باشد و فرماید کہ

در فرہنگی بفتح اول ہم بدیدن آمد دیگر کسے
از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** عرض
کند کہ ما بر لغت الیغده صراحت ماخذش
کرده ایم و خیال ما انیست کہ تصحیف کاتبین
این را بدین صورت آورده ۔ غین معجمہ را
فانوشتنده ہاے ہوز را نون ۔ اگرچہ
تبدیل غین معجمہ بہ فا می آید چنانکہ غلیو و فلیو
ولیکن تبدیل ہاے ہوز بنون بنظر نیامد
و معنی بینہ صاحب ہفت ہم متقاضی آنست
کہ نون آخر را غلط دانیم اگر الیغدی بتحتانی
آخرہ می بود فی الجملہ با معنی بیان کردہ اش
مطابق می شد بالجملہ مجرد بیان محقق ہندی
نژاد بلا وجود سند استعمال اعتبار را نشاید
(اردو) بیہودہ گوئی ۔ مونث ۔

الیغده بقول برہان با فا بر وزن و معنی
الیغده است کہ بیہودہ گو و سبکسار باشد
کہ ہرزہ چانہ گویند ۔ صاحب جہانگیری فرماید

که با اوّل بکسور و یاے مجهول و فا و وا ل
مفتوح و ها ے مخفی است ۔ صاحب موید
فرماید که بهمزهٔ مکسور و یا و فاے ساکن و
وا ل مفتوح است و بحوالهٔ ادات گوید
که بیاے فارسی است و فرماید که بعض
گویند که باے عربی است به معنی بیهوده
گوے و بسیکسار ۔ صاحب جامع همزبان
برهان ۔ صاحب انند هم ذکر این کرده
سندے که از کلام شمس فخری پیش کرده است
همان است که بر (ایغده بغین معجمه) گذشت
للّٰه العجب چه قدر آسانی است که یک شعر

را یکے از محققین براے ایغده پیش میکند
و دیگرے باستناد ایغده می گیرد
غین را به فا بدل کردن مشکلے نیست که
فارسیان غلیور را فلیو کرده اند ۔ خان آرزو
در سراج بر لغت ایغده ذکر تصحیف این هم کرده
و همین لغت بباے فارسی بعوض تحتانی و به غین
و فاے سوم به همین معنی گذشت و سندے
که از کلام استادے در انجا مذکور است همان است
که بر (ایغده بغین معجمه) نقل شد بالجمله جا دارد
که این را مبدّل ایغده گوییم و خدا می داند
که حقیقت حال چیست (اردو) دیکهو ایغده

(الف) **ایقاع** | بقول انند بحوالهٔ فرهنگ فرنگ بالکسر و غین معجمه در آخر لغت
فارسی است بمعنی (۱) مرد بسیکسار و بیهوده گو و (۲) جاسوس و (۳) متّهم را
نیز گویند و فرماید که بجاے غین معجمه قاف هم آمده دیگرکسے از محققین فرس ذکر این
نکرد **مولّف** عرض کند که محقّق نازک خیال حرف سوم را ذکر نکرد که فاست یا قاف
سلسلهٔ ردیف لغت البتّه تصدیق قاف میکند و ----------

(ب) **ایقاق** | به قاف آخر هم بمعنی هرزه گوے آورده و از فرهنگ و صاف استناد

کردہ۔ و ایفاغ بہ فاے سوم و غین آخرہ بقولش لغت عربی است بہ معنی غمّاز و غنودہ و بہلول۔ صاحب غیاث نسبت ایفاغ بہ فا و غین معجمہ گوید کہ در مدار الافاضل بمعنی غمّاز و غنودہ و بہلول آمدہ و شارح دیوان حافظ بہ معنی روستاے و قطب علی بمعنی شوخ نوشتہ (انتہی) اگرچہ لغت زیر بحث را اسم جامد فارسی زبان گفتن آسان است ولیکن شان لغت برخلاف آن است۔ اگر سند استعمال بدست آید تو انیم عرض کرد کہ فارسیان ہمان لغت عربی را کہ بہ فاے سوم بود بہر سہ معنی خاص استعمال کردند کہ مجاز معنی حقیقی است و تصحیف در کتابت فارا قاف کرد واللہ اعلم (اردو) (الف) (۱) دیکھو ایغدہ (۲) دیکھو آیشتنہ کے پہلے معنی (۳) متہم۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ وہ شخص جس پر تہمت لگائی گئی ہو (ب) دیکھو ایغدہ۔

اے قناعت تو انگرم گردان کہ ورا ے تو ہیچ نعمت نیست

مقولہ۔ صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی و محلّ استعمال ساکت **مولف** عرض کند کہ فارسیان این را در مدح قناعت استعمال کنند مقصود آنکہ قناعت نعمتے است کہ قانع را تونگر می گرداند و مستغنی می کند (اردو) قناعت بڑی دولت ہے" صاحب محبوب الامثال نے اسکا ذکر کیا ہے۔

ایقون بقول برہان بکسر اوّل و سکون ثانی و قاف بواو رسیدہ و بنون زدہ بہ لغت رومی گلی است بغایت بدبوے و گندہ و بعربی ورد المنتن خوانند و رنگ آن برنگ گل سرخ ماند۔ صاحبان اند و ہفت ہمزبان برہان۔ صاحب

محیط ایقون را ترک فرمودہ و بر ورمنتن فرماید کہ بضم میم وسکون نون وکسر تاے فوقانی وسکون نون ثانی اسم عربی است کہ قسمی از گل سرخ باشد کہ دران بوے نیست و آنرا بیونانی انقون گویند وبہندی بہانٹل وسدا گلاب۔ گرم و خشک است وبیخ آن محرّق زبان مثل عاقرقرحا (الخ) **مولف** عرض کند کہ مبدّل انقون باشد کہ فارسیان بقاعدۂ خود نون را بہ تحتانی بدل کردند چنانچہ اونج اویج۔ پس بلحاظ تبدیل این را مفرّس توان گفت کہ در لغت رومی نون بعوض تحتانی است۔ صاحب برہان غور نکردہ کہ ایقون را ہم لغت رومی گفتہ ما ذکر انقون بجایش کردہ ایم (اردو) دیکھو انقون۔

ایک (۱) بقول ہفت بکسر اوّل بمثناۃ تحتانی رسیدہ وکاف زدہ شرارۂ آتش را گویند دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این معنی نکرد **مولف** عرض کند کہ (۲) صاحب ناصری ہمین لغت را نام ولایتے از پارس گفتہ باے حالِ برادّعاے صاحب ہفت سندے پیش نہ شد واز محققین فارسی کسے با او نیست اگر سند استعمال پیش شود تو انیم عرض کرد کہ ہم جا مد فارسی قدیم باشد (ابلگ) بہ ہمین معنی گذشت۔ جا دارد کہ بہ تصحیف کاتبین ہمان ابلگ بدین صورت نقل شد واللہ اعلم (اردو) (۱) دیکھو ابلگ (۲) پارس کی ایک ولایت کا نام۔

ایکاش لفظی است کہ از ان تمنّا و آرزو را اظہر کنند چنانکہ ظہوری فرماید

ے کفن پروانہ را از پردۂ فانوس می بافند
مزارش را کسے ایکاش در پاے لگن بندد

وتحقیقش آنکہ کاش بقول برہان کلمہ ایست از اسمائے تمنّی و ترجّی کہ خواہش و آرزو و حسرت باشد و در محلّ طلب چیزے بطریق آرزو گویند و آنے حرف ندا باشد و زائد ہم چنانکہ بجایش ذکر کردہ ایم بالجملہ این مرادف حیف باشد (اردو) ایکاش اردو مین مستعمل ہے۔ اگرچہ صاحب آصفیہ نے اسکو ترک فرمایا ہے مگر لفظ کاش کے ذیل مین اسیر کے کلام سے جو سند پیش کی ہے اوس مین اس کا استعمال موجود ہے چنانچہ فرماتے ہین۔ کاش۔ فارسی کلمۂ تمنّا۔ خدا ایسا کرے۔ کیا اچھا ہو۔ کیا اچھی بات ہے۔ حسرت۔ خواہش۔ آرزو ان سب موقعون پر بولتے ہین (اسیر) ؎ روز محشر کو گناہون کا نہ کھٹکا رہتا ۔ کہین ایکاش جو ہوتی نہین سزائین ہوتین ۔

ایکدش بقول انند کہ بحوالۂ غیاث آوردہ بکسر اوّل و یاے تحتانی غیر ملفوظ و سکون کاف عربی و کسر دال و شین معجمہ بلغت فارسی است بمعنی (۱) دو چیز ہم آمیختہ و (۲) کسیکہ مادر و پدرش چینی و رومی و فرنگی و ہندی باشند و (۳) اسپ مخنّث یعنی اسپیکہ از جفتی اسپ ترکی و تازی پیدا شدہ باشد و صاحب غیاث این را بحوالۂ جہانگیری آوردہ فرماید کہ این لفظ ترکی است۔ صاحب موید این را بدیل لغات ترکی نوشتہ گوید کہ ہمان اکدش مذکور۔ **مولف** عرض کند کہ مزید علیہ اکدش یعنی یاے تحتانی بعد الف بطور علامت کسرہ باشد بقاعدۂ ترکی۔ صاحب کنز این را بکاف فارسی و بہ معنی حصان مخصّی آوردہ و صاحب لغات ترکی بالف مکسور و کسر کاف عربی نوشتہ گوید کہ کسے کہ مادرا و ہندی بود و انچہ از دو جنس پیدا آید۔ ما صراحت کامل این

بر اکدش - بدون تحتانی کردہ ایم - بخیال ما این شامل باشد بر ہمہ معانی آن

(اردو) دیکھو اکدش -

اشتی غرق شو منم ہم بجہنم مثل صاحب خزینۃ الامثال کلمۂ این بجائے آنے آوردہ ولیکن بہ تحقیق ما آنے در ابتدا صحیح است فارسیان این مثل بحق کسے زنند کہ باعث بر بادی دیگر شدہ باشد مقصود آنست تو بر باد شدی و مارا ہم با خود بردی -

(اردو) خود ڈوبا سو ڈوبا ہمکو بہی ڈبویا" خود مرا ہمکو بہی لے مرا" دکن مین ان دونون کہاوتون کا استعمال اوس مقام پر ہوتا ہے جب کہ کوئی شخص کسی کو بُرے کام کا اغوا دے اور اوس کو اپنا شریک بنائے اور آخر پر خود بہی مبتلاے مصیبت ہو اور دوسرے کو بہی مبتلا کرے امیر مینائی نے فرمایا ہے "آپ ڈوبے تو ڈوبے اور کو بہی لے ڈوبے" جب کوئی اپنے ساتہہ دوسرے کو بہی مصیبت مین پہنسائے اسوقت یہ مثل بولتے ہین -

ایگ بقول برہان بکسر اوّل وسکون ثانی وکاف فارسی ولایتی است از ولایات فارس صاحب سراج ہم تصریح فرماید کہ بکاف فارسی است واز ہم الخط صاحب جامع کاف عربی مفہوم میشود مولف گوید کہ این ہا نسبت بکاف عربی گذشتہ ازین ہر دو یکی را اصل گیریم و دیگر را مبدل آن کہ کاف عربی بفارسی بدل شود ہمچون کند و گند حیف است کہ محققین بالاصراحت مزید این نکردند (اردو) دیکھو ایک -

ایگ بادن بقول صاحب برہان ایگ معلوم و بائے ابجد بالف کشیدہ و واو مفتوح بنون زدہ نام کتابی است در مذہب مغان و کیش آتش پرستان و فرماید کہ باین معنی بجائے بائے ابجد میم و بجائے واو دال ہم بنظر آمدہ و ہیچ تصریح نکردہ کہ

کاف فارسی است یا عربی۔ صاحبان جہانگیری وہفت ہم ذکر این کردہ اند وہیچ تصریح نکردہ اند
کہ کاف فارسی است واز رسم الخط صاحب جامع کاف فارسی مفہوم میشود
خان آرزو در سراج فرماید کہ بکاف فارسی و بای موحدہ بالف کشیدہ و او مفتوح
و نون نام کتابے در مذہب گبران ونسبت تبدیل حروف کہ ذکرش بالا گذشت فرماید
کہ تصحیف باشد مولف عرض کند کہ وجہ تسمیہ این جزین نباشد کہ بمعنی ایمان باشند گان
ملک ایگ باشد یعنی مذہب ومشرب ایگیان۔ مبدل (ایگ باور) و باور بقول محققین
بمعنی قبول وتصدیق سخن واستوار وراست آمدہ وصاحب کنز گفتہ کہ باور در فارسی
بمعنی صادق وصحیح وایمان آمدہ پس رائے مہملہ را بہ واو بدل کردہ باون کردند
چنانکہ تارو تان (اردو) ایگ باون فارسی مین ایک کتاب کا نام ہے جو آتش
پرستون کی مذہبی کتاب ہے۔

ایگر بقول برہان بفتح اوّل وسکون ثانی وکاف فارسی مفتوح بر اے قرشت زدہ
نام دوائیست کہ بہ اگر شہرت دارد وبعربی وج وبیونانی اقارون خوانند سفید و
سطبر وگرہ دارمی باشد۔ صاحب جامع فرماید کہ دوائے است کہ بترکی اگر وبعربی
وج گویند۔ صاحبان انند وہفت ہمزبان برہان۔ صاحب محیط بر (اگر ترکی)
فرماید کہ اسم وج وبر (وج) فرماید کہ اسم ترکی آن ایگر است واسم رومی اش اقارون
مولف عرض کند کہ بقول صاحب محیط لغت ترکی است ومحققین ترکی ازین
ساکت وبقول ساطع اگر بد بمعنی لغت سنسکرت باشد وجا دارد کہ فارسیان تحتانی

زائدہ بعد الف زیادہ کردہ باشند ہمچون استاد و ایستادما ذکر خواص این ہر اگر د
(اودی) کردہ ایم (اردو) دیکھو اگر کے تیسرے معنے ۔

اے گل بتو خرسندم تو بوی کسی داری

مقولہ ۔ صاحب خزینۃ الامثال ذکر این کردہ
ولیکن از بیان معنی ومحل استعمال سکوت
ورزیدہ مولف گوید کہ فارسیان این مقولہ
را برائے اظہار محبت معشوق زنند دیگر
ہیچ (اردو) گل سے مین خوش ہون کہ
محبوب کی بو رکھتا ہے ۔ یہہ فی البدیہہ مصرع
حضرت جلیل جانشین حضرت امیر مینائی مرحوم
کا ہے ۔ جب ہمکو اس مقولۂ فارسی کے
مقابل کوئی مقولہ اردو زبان کا نہین ملا
تو آپ نے اس کا ترجمہ فی البدیہہ مصرع

کے ذریعہ سے فرما دیا ۔ مصرع ذیل یہی
اسی کا ترجمہ ہے ۔ ع کسی گلرو کی بو آتی
ہے گل سے ۔

ایگ ماون بقول جامع بر وزن نیک
زادن نام کتابی است در مذہب آتش پرستان
صاحب برہان بذیل ایگ باون ذکر این
کردہ چنانکہ گذشت ۔ صاحب سراج بذیل
ایگباون فرماید کہ بعضی بجاے موحدہ میم و بجاے
واو دال گفتہ اند اغلب کہ تصحیف باشد ۔
صاحب ہفت ہم بذیل ایگباون ذکر این کردہ
وما ہمدرانجا ذکر این کردہ ایم (اردو) دیکھو ایگباون

ایل بقول برہان ومؤید بکسر اوّل وسکون ثانی مجہول ولام (ا) بلغت سریانی
یکے از نامہاے خداے تعالی است جلّ جلالہ ۔ صاحب جامع فرماید کہ بیونانی یکے
از نامہاے حق تعالی باشد وبقول صاحب منتہی الارب نام باری تعالی است
بعبرانی ۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ

فرماید کہ باوّل مکسور و یاے معروف اسمی است از اسماے حق تعالی **مولف** عرض کند کہ فارسیان قدیم این لغت را از سریانی یا عبرانی یا یونانی گرفتہ باشند و این قدر متحقق است کہ لغت فارسی زبان نیست ۔ صاحب سوا راسبیل ہمزبان صاحب منتہی الارب است (اردو) اللہ بقول امیر ۔ عربی ۔ اسم مذکر ۔ اسم ذات واجب الوجود (اسیر ۵) مفلسی مفلس کی منعم کی بجا ہے منعمی ۔ مصلحت سے کب کوئی خالی ہے کام اللہ کا ۔ (۲) ایل بقول برہان بزبان ترکی بہ معنی مردمان وجماعت باشد و بہ معنی دوست وموافق ورام نیز کہ نقیض وحشی است ۔ صاحب جامع گوید کہ ترکی قبیلہ و طائفہ را گویند و بقول انند بکسر اوّل و یاے مجہول در ترکی زبان بہ معنی مردمان وقوم وجماعت وسال ودرست وموافق ورام ہم ۔ صاحب ہفت ہمزبان برہان وصاحب رشحہا بحوالہ سفرنامہ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ فرماید کہ بمعنی قوم وقبیلہ و خیل وذات وصاحب یول چال تصریح فرماید کہ لفظ ترکی است وفرماید کہ جمع این الفاظ آمدہ **مولف** عرض کند کہ صاحب کنز کہ محقق زبان ترکی است بہ معنی ولایت و بلد قناعت کردہ و بقول صاحب لغات ترکی بہ تفخیم کسرۂ ہمزہ وسکون یاے حطی ولام بمعنی مردم وبتوفیق کسرۂ ہمزہ بمعنی مطیع وبقولش الچہ بمعنی سال وبادی آید ایل بہمزۂ دوم است وآیل بالفتح بہ معنی فرزند وولایت (الخ) مارا از ہمہ معانی این لغت کہ بزبان ترکی است سروکارے نیست ۔ معاصرین عجم ہمین لغت ترکی را بہ معنی قوم وقبیلہ استعمال می کنند (اردو) قوم بقول آصفیہ ۔ عربی ۔ اسم مونث

فرقہ خاندان ۔ خیل ۔ دودمان ۔ قبیلہ ۔ (عربی) اسم مذکر ۔ خیل ۔ فرقہ ۔ خاندان

(۳) ایل بقول برہان ہیل را ہم میگویند کہ قافلۂ صغار باشد ۔ صاحب جامع فرماید کہ بمعنی ہیل و قافلہ ۔ صاحب محیط ذکر ایل نکرد و بر آیلا فرماید کہ اسم الاچی است

مولف عرض کند کہ ماذکر خواص این بر الاچی کردہ ایم و خیال ما انیست کہ ایل مبدل ہیل است کہ الف بہ ہاے ہوز بدل شود چنانکہ ہپیون و اپیون و ہمنباز و انباز ۔ انچہ بعض محققین ہیل را مرادف ایل بہ الف و باے موحدہ قرار دادہ اند چنانکہ بجایش گذشت نتیجۂ کم التفاتی شان بر ماخذ باشد ۔ کہ تصحیف کاتبین تحتانی را موحدہ کردو انچہ صاحب محیط ایلار ا بدنبمعنی آوردہ تصحیف کتابت بیش نیست کہ ایلا بہ باے فارسی بزبان سنسکرت ہیل راگویند و ذکرش بر الاچی کردہ ایم پس ہمان آپلا (بباے فارسی) رابجاے دیگر ایلا بہ تحتانی نوشت یا جا دارد کہ ایلا بزبان ہندی مخفف ایلاچی باشد (اردو) دیکھو الاچی ۔

(۴) ایل ۔ بقول برہان بکسر اوّل و فتح ثانی مشدّد گاؤ کوہی راگویند و گویند کہ چون بیمار شود بینی خود را بر سوراخ مار نہد و بنفس مار را بجانب خود کشد چنانکہ مقناطیس آہن را چون مار را بخورد و شفا یابد و بعربی بقر الوحش خوانند و بعضی گویند کہ ایل گوسفند کوہی است و خون او علاج کسے است کہ زہر با دادہ باشند و بضم اوّل ہم گفتہ اند ۔ صاحب ہفت ہنر بان برہان ۔ صاحب جامع فرماید کہ باین معنی لغت زبان عرب است ۔ صاحب انند ہم تصریح کند کہ ایل بمعنی گوزن

و بزکوہی عربی است مولف عرض کند کہ باتفاق محققین لغت عرب این لفظ باین معنی عربیت تسامح صاحب برہان است کہ این را لغت فارسی خیال کرد (اردو) پہاڑی مکائے ۔ مونث ۔

ایلا بقول برہان وسراج بروزن زیبا (ا) نام پہلوانے بودہ از ترکستان ۔ صاحب جامع فرماید کہ نام پہلوانے بود تورانی ۔ صاحب ناصری بحوالۂ برہان ذکر این کردہ وصاحب جہانگیری در خاتمہ کتاب بذیل تفاسیر ند و پاژند آوردہ گوید کہ باول مکسور و یاے معروف نام یکے از مبارزان افراسیاب ترک است کہ او را ایدا (بہ دال مہملہ ۔ عوض لام) نیز گویند (اردو) ایلا فارسی زبان مین ایک پہلوان کا نام ہے جو افراسیاب سے نبرد آزما ہوا تھا ۔

ایلات قالموق استعمال ۔ بقول صاحب روزنامہ کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ بہ معنی قوم قالموق است مولف عرض کند کہ برمعنی دوم ایل ذکر ایلات کردہ ایم کہ جمع ایل است بہ معنی قبیلہ ہا و اقوام و این تصرف معاصرین عجم باشد کہ لغت ترکی ایل را گرفتند و بقاعدۂ عربی جمع آن ایلات آوردند ۔ پس درینجا اضافت ایلات بسوے قالموق باشد و قالموق را محقق بالا صراحت نکرد بخیال ما ہمان قلماق باشد کہ مملکتیست و ذکرش بر ایلاق می آید ۔ قلماق را معاصرین عجم قالموق گویند بہ لام سوم و میم چہارم (اردو) قبائل قلماق ۔ مذکر ۔ اور قلماق ایک مملکت کا نام ہے ۔

ایلاق بقول برہان بروزن قیماق (۱) نام شہریست از ختا و قلماق - صاحب جامع فرماید کہ بروزن بیلاق نام شہریست از خطا - صاحب سروری بحوالۂ ادات ذکر این کردہ فرماید کہ بفتح ہمزہ وسکون یاے حطی نام شہریست - صاحب مؤید بدیل لغات فارسی ذکر این کردہ **مولف** عرض کند کہ لغت ترکی یافتہ میشود کہ صاحب کنز این را بمعنی بطّال آوردہ وصاحب لغات ترکی بمعنی جاے تابستان نوشتہ - وجہ تسمیۂ این شہر معلوم نہ شد کہ چرا باین نام موسوم شد وجزین نباشد کہ مقام سرد باشد کہ در تابستان ہمدرانجا بسر کنند وحقیقت این معنی از معنی سوم ظاہر میشود - (استاد منوچہری) اگر خان را بترکستان فرستد مہر گنجوری ٭ پیادہ از بلاساغون دواند تا بایلاقش ٭ (اردو) ایلاق فارسی مین ایک شہر کا نام ہے جو ملک خطا مین واقع ہے - مذکر -

(۲) ایلاق - بقول برہان نام درختی ہم ہست - صاحب سروری بحوالۂ اثر قمامی ذکر این کردہ - صاحبان موید وجامع وانند وہفت ہم ذکر این کردہ اند اما صاحب محیط ذکر این نکرد **مولف** گوید کہ ترک این بر این اجمال تفوّق داشت - بخیال ما این ہمان درخت باشد کہ صاحب جامع الادویہ نامش آیلا نوشتہ فرماید کہ درختی کہ برگ آن دراز وثمرش مثل تمر ہندی شیرین اوگرم وتر شش اوسرد - مقوی اعضاے مفتح ریاح غلیظ وفساد صفرا - اکثر ہنود استعمال این کنند - غیر سمی - سرد باشد - اسم این در السنۂ غیر بیان نکرد وصراحت نکرد کہ ایلاق لغت کدام زبان است محققین اوّل الذ

این را فارسی قرار داده اند - بظاہر لغت ترکی زبان یافتہ میشود - صاحب لغات ترکی این را بمعنی جاے تابستان نوشتہ - جا دارد کہ این درخت موسوم شد بنام شہر ایلاق کہ بر معنی اوّل گذشت واللہ اعلم (اردو) ایلاق فارسی مین ایک درخت کا نام ہے جسکا اردو نام متحقق نہو سکا -

(۳) ایلاق - بقول انند بحوالۂ فرہنگ وصاف بالکسر در ترکی جاے سرد را گویند کہ سلاطین بوقت گرمی آنجا روند باحشم خود و بعربی مصیف خوانند - صاحب بول چال فرماید کہ ترکی است بمعنی مقام سرد سیر و مقامی کہ دران موسم گرما بسر کنند - صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کند و فرماید کہ مقامات سرد را گویند کہ گرمی در انجا گذارند و بمعنی ہواے سرد نیز آید **مولف** عرض کند کہ باین معنی ییلاق بدوتحتانی ہم آمدہ چنانکہ صاحب غیاث آوردہ و این ضد قشلاق کہ بقول صاحب غیاث بالکسر جاہاے گرم را گویند کہ زمستان دران بسر برند و این لفظ ہم ترکی است و صاحب لغات ترکی ایلاق را بمعنی جاے تابستان آوردہ مقصودش جز این نباشد کہ جائے کہ تابستان در انجا بسر کنند (اردو) ایلاق فارسی مین اُس سرد مقام کو کہتے ہین جہان موسم گرما بسر کرتے ہین ٹھنڈا مقام - سرد مقام - مذکر -

ایلاوس | بقول برہان بکسر اوّل وضم واو و سکون سین بے نقطہ بلغت یونانی قسمی از قولنج است و آن مہلک می باشد - صاحبان انند و ہفت ہمزبان برہان - صاحب سوار السبیل فرماید کہ بیونانی ایلیوس گویند و آن در دیست ردی و مہلک

کہ در امعاے دقاق حادث شود فارسیان استعمال ہمین لفظ کنند (اردو) قولنج کی قسم کا ایک درد ہے جسکو یونانی مین ایلاوس کہتے ہین - صاحب آصفیہ نے قولنج کا ذکر فرمایا ہے - قولنج (یونانی معرب کولنج) اسم مذکر - وہ درد جو قولون انتڑی مین پیدا ہوتا ہے - ایک قسم کا درد شکم -

ایلاول بقول برہان بفتح اوّل وکسر واو بروزن دریادل نام کوہی است صاحبان جامع وجہانگیری وسراج واننداہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ صراحت مزید ووجہ تسمیۂ این بیان نہ شد (اردو) فارسی مین ایلاول ایک خاص پہاڑ کا نام ہے - مذکر -

ایلچی بقول صاحب ضمیمۂ برہان بہ معنی رسول وپیغامبر باشد - صاحب انند بحوالۂ فرہنگ وصاف فرماید کہ بالکسر وکسر جیم فارسی - لغت ترکی است بمعنی پیامبر ورسول وقاصد وبفارسی پیک وپیامبر باشد چہ ایل بہ معنی پیام است وچی افادۂ معنی فاعلی کند یعنی پیامدار یا پیغام گذار - صاحب سوار السبیل بر لفظ ایلچی فرماید کہ ایلچی در ترکی سفیر وقاصد راگویند **مولف** عرض کند کہ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبانست ذکر این کردہ ومجرد ایل بمعنی ولایت وبلاد گفتہ وایل بقول صاحب لغات ترکی بمعنی مطیع آمدہ اما ہر دو محققین ترکی ایل را بہ معنی پیام نہ نوشتہ اند وکلمۂ چی را ہم ترک کردہ اند - صاحب برہان نسبت کلمۂ چی می فرماید کہ مخفف چیز است وچون در آخر کلمات ترکی افزایند بمعنی صانع وفاعل آنچیز شود وہمچو لشماقچی - معاصرین عجم ایلچی بہ معنی

پیامبر بزبان دارند (اردو) ایلچی - بقول امیر - ترکی - قاصد (رندہ) بولا مرغ نامہ بر کو کر کے ذبح ٭ یہ سزا ہے ایلچی کے واسطے ٭

ایلچی راچہ زوال | مقولہ - صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از بیان معنی و محل استعمال ساکت **مولف** عرض کند کہ این مقولہ ایست کہ فارسیان نسبت پیامبر استعمالش کنند مقصود آنست کہ اگر پیام ملک کہ بزبان پیامبر بمقابل ملک رسید ناگوار خاطرش ہم شود پیامبر را نقصانے نمیرسد زیرا کہ او فریضۂ خدمت خود ادا کردہ است و کفیل مضمون و نتیجۂ آن نیست (اردو) ایلچی کو زوال نہین - بقول امیر - مقولہ - پیام کے نفع و ضرر سے پیام رسان محفوظ رہتا ہی (اشک) ایلچی پر بھی سناہی کہین دنیا مین زوال بے سبب میرے کبوتر سے ہی پر خاش تہین ٭

ایلچی کبیر | استعمال بقول رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار سفرا روس و انگلینڈ و روم و فرانس را گویند **مولف** عرض کند کہ مرکب توصیفی است - (اردو) روس اور انگلینڈ اور روم و فرانس سے ہر ایک کے سفیر کو معاصرین عجم ایلچی کبیر کہتے ہین جسکے معنے بڑے ایلچی کے ہین (ندکر)

ایلخ | بقول صاحب رہنما کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار آوردہ بہ معنی رمہ اسپان باشد - صاحب بول چال ہم ذکر این کردہ و صاحب انند بحوالۂ غیاث این را آوردہ فرماید کہ بکسر اوّل و یاے رسم الخط و سکون لام و خاے معجمہ لغت ترکی است بمعنی گلّہ اسپان و فرماید کہ از بعض ترکان ایلخی بزیادت یا در آخر مسموع گردیدہ **مولف** عرض کند کہ بقول صاحب لغات ترکی ایلقی بہ قاف و ایلغی بہ غین معجمہ - گلّۂ اسپان را گویند

نمیدانیم کہ صاحب غیاث و امثالہ ایلخ و ایلخی را بہ خاے معجمہ چگونہ ترکی گفت و از کجا این معنی را آورد۔ صاحبان کنز و لغات ترکی ہر دو ازین دو لفظ آخر الذکر ساکت صاحب لغات ترکی ایلغ را بالغین معجمہ بدون تحتانی آخر بمعنی فرس آوردہ۔ بخیال ما تصحیف کتابت بیش نیست کہ صاحب رہنما بعوض غین معجمہ خاے معجمہ نقل کردیا فارسیان غین معجمہ را بہ خاے معجمہ بدل کردند ہمچون تاغ و تاخ و چرغ و چرخ و اینہم تصرف فارسیان است کہ ایلخ را بمعنی رمۂ اسپان استعمال کردند بدون تحتانی آخر پس جز ین نیست کہ این مفرس باشد (اردو) گھوڑون کا گلہ۔ مذکر۔

ایلخان بقول برہان باخاے نقطہ دار بروزن فیلبان (ا) لقب سلاطین مغول است ہمچنانکہ قیصر از سلاطین روم و خاقان از چین۔ صاحب سروری فرمایدکہ نام ملوک مغول مرکبہ باشد و خان آرزو در سراج فرمایدکہ لقب سلاطین مغول چنانکہ قیصر روم و خاقان چین و رای ہندوستان و شاہ ایران و خان توران۔ صاحبان جامع و امثالہ ہفت ہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ این مفرس باشد کہ فارسیان ایل را کہ بترکی بمعنی ولایت است بالفظ خان مرکب کردند کہ بقول صاحب کنز در فارسی زبان امیر و پادشاہ را گویند و ہم این لفظ مرکب را بصراحت نوشتہ کہ فارسی است۔ صاحب برہان ذکر لفظ خان کردہ فرمایدکہ پادشاہان ختا و ترکستان را گویند چنانکہ شاہان روم را قیصر و چین را فغفور نامند پس بتحقیق ما اصل این خان ایل بود۔ مرکب اضافی و بقلب اضافت ایلخان شد۔ شک نیست کہ این مفرس باشد مخفی مباد کہ خان بقول صاحب لغات ترکی در ترکی زبان

ہم لقب پادشاہ است و فرماید کہ گاہے برامیر بزرگ نیز اطلاق کنند اندرین صورت ہم ایلخان را مرکب فارسی خیال کنیم از ہر دو لغت ترکی و بدینوجہ مفرس گوئیم کہ محققین ترکی این مرکب را فارسی گفتہ اند (اردو) فارسی مین ایلخان قوم مغل کی بادشاہوں کا لقب ہے۔ جیسے قیصر بادشاہان روم کا اور خاقان چین کے سلاطین کا لقب ہے۔

(۳) ایلخان۔ بقول صاحب شمس بکسر و بالام موقوف نام ممدوح بندگی شیخ شیرازی رحمۃ اللہ علیہ و صاحب سراج نسبت این فرماید کہ در نسخہ ابراہیمیہ وارد شدہ کہ ایلخان نام پادشاہی است کہ ممدوح سعدی بود و قوسی گوید کہ این تفسیر نہایت سقیم است چہ ایلخان لقب تولیخان پسر چنگیز خان است زیرا کہ چنگیز خان حکومت ایل والوس خود را باو دادہ بود و بعد از تولی ایلخان مخصوص ہلاکو خان شد و تا ہلاکو در مغلستان بود بر سم عم و پدر ایلخان بودہ و این خطاب با و مخصوص تا آنکہ با یران آمد و ہمان لقب با و باز ماند بعد از و اولاد او را ایلخانی می گفتند یعنی منسوب بہلاکو خان و در دیوان شیخ سعدی ہرگز نیافتیم کہ مدح ہلاکو گفتہ باشد بلکہ ممدوح او سعد بن زنگی و ابو بکر بن سعد اند و اگر مدح کسے از ایلخانیہ گفتہ باشد چگونہ تواند بود کہ تفسیر ایلخان بہ ممدوح سعدی کنند (انتہی) **مولف** عرض کند کہ ہرگاہ بر معنی اول مذکور شد کہ ایلخان لقب سلاطین مغول است۔ عیبے ندارد کہ سعد بن زنگی و ابو بکر بن سعد۔ (ممدوحین شیخ شیراز) را ایلخان گوئیم و انچہ خان آرزو این لقب را با حکومت ایل مخصوص کند باشد کہ ایل نام سلطنتے ہم باشد و لیکن ہرگاہ بہ تحقیق رسید کہ

ایل بترکی زبان بمعنی مطلق ولایت ہم آمدہ وایلخان لقب سلاطین مغول گردیدہ اندرین صورت اعتراض خان آرزو باقی نمی ماند (اردو) شیخ سعدی کے ممدوح کا نام ایلخان تھا۔

ایلخی بقول صاحب ضمیمۂ برہان (۱) گلۂ اسپ را گویند۔ صاحب انند فرماید کہ بالکسر وکسر خاے معجمہ لغت ترکی است بمعنی رمہ وگلۂ اسپان و صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار این را آوردہ فرماید کہ بمعنی گلۂ بزرگ اسپان است صاحب بول چال این را مرادف ایلخ قرار دہد **مولف** عرض کند کہ مابر ایلخ صراحت کافی کردہ ایم واشارہ این ہم ہمدرانجا گذشت (اردو) دیکھو ایلخ۔ (۲) ایلخی۔ بقول صاحب روزنامہ کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ بمعنی جاے بچہ کشی دیگر کسے ذکر این نکردہ **مولف** عرض کند کہ ماصراحت ماخذ این بر ایلخ کردہ ایم وجزین نیست کہ این مجاز معنی حقیقی است کہ بر ایلخ گذشت (اردو) چارپایوں کی بچہ کشی کا مقام مذکر۔

ایلدانہ بقول صاحب ضمیمۂ برہان باثانی مجہول ودال ابجد بروزن فیلخانہ بیل راگویند کہ قافلۂ صغار باشد۔ صاحب مؤید بحوالۂ قنیہ فرماید کہ بالکسر بالام موقوف الاچی بزرگ باشد۔ صاحب محیط این را ترک کردہ **مولف** گوید کہ ماذکر ماخذ این بر معنی دوم ایل کردہ ایم وجزین نیست کہ این مبدل ہیلدانہ باشد وذکر خواص این بر الاچی گذشت (اردو) دیکھو ایل کے دوسرے معنی اور الاچی۔

ایلدگز بقول برہان بکسر اول ودال

بے نقطہ و کاف فارسی وسکون ثانی و ثالث وزاے نقطہ دار نام پادشاہی است مشہور گویند کہ این لغت ترکی است ۔ صاحب مؤید این را بذیل لغات ترکی آوردہ فرماید کہ بالکسر باکاف فارسی نام پادشاہے و فرماید کہ بدون تحتانی الدگز ہم گویندش ۔ صاحب سروری ہمزبان شان مؤلف عرض کند کہ ۔ وگز با دال مہملہ و کاف فارسی وزاے ہوز بقول صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است یعنی بحر و ایل بہ معنی ولایت ۔ بجایش مذکور پس عجبے نیست کہ حکومت بحری ہم بدست اختیار آن پادشاہ باشد کہ لقبش ایلدگز شد ۔ حیف است کہ محققان بالاتفصیل مزید نکردند (اردو) ایلدگز مشہور پادشاہ کا نام ہے ۔

ایلقی | بقول صاحب ضمیمۂ برہان مرادف ایلخی مؤلف عرض کند کہ دیگر کسے از محققین فارسی زبان ذکر این نکرد و سندے پیش نشد ۔ معاصرین عجم برزبان ندارند و ما حقیقت این برایلخ بیان کردہ ایم (اردو) دیکھو ایلخ ۔

ایلک | بقول برہان وجامع وسروری بفتح اوّل بروزن نغزک (ا) نام شہریست در ترکستان منسوب بخوبان و فرماید کہ بکسر اوّل نیز آمدہ و بقول صاحب رشیدی و ناصری بالکسر و فتح لام و یاے مجہول ملکی است در ترکستان بحُسن معروف (ہندو شاہ ۵) بیاے خسرو خوبان ایلک ؎ کہ بے تو جان شیرین گشت مہلک ؎ (اثیر الدین اومانی ۵) زہرہ مشّاطہ عروس حشمت و جاہ تو باد ؎ تا فلک آرایش خوبان ایلک میکند ؎ خان آرزو در سراج فرماید کہ بیاے مجہول بروزن پیلک و بعضی بفتح اوّل نیز گفتہ اند اوّل صحیح است نام شہرے حسن خیز در ترکستان بحسن معروف ۔ صاحبان انند ہفت

ہم ذکر این کردہ اند **مولف** عرض کند کہ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است
این را بالفتح الف وکسر لام آوردہ گوید کہ بہ معنی احسان باشد و بقول صاحب لغات
ترکی بالکسر وسکون تحتانی وسکون لام وکاف بمعنی آبادان و ہرد و محققین بالا ذکرے
از اسم شہر نکردند۔ جادارد کہ شہرے بدین نام موسوم باشد و تصرف فارسیان
در حرکات حروف چیز دیگیست و در وجہ تسمیۂ این معنی آخر الذکر را دخل است و باشد کہ بر
اول کہ بترکی زبان بقول صاحب کنز بمعنی ولایت و بلد آمدہ کاف تصغیر زیادہ کردند
انچہ صاحب ناصری این لغت را ترکی گفتہ من وجہہ درست است (اردو) ایلک فارسی
مین ایک ملک کا نام ہے جو ترکستان مین واقع ہے اور جہان کے لوگ حُسن مین مشہور ہین۔
(۲) ایلک ۔ بقول برہان ورشیدی وناصری نام پادشاہ یغما ہم ہست کہ ترکستان باشد
صاحب سروری بذکر معنی اول فرماید کہ امّا ازین بیت استاد ابو الفرج ؎ تا ایلک
وخان قبلۂ یغما و تتار ند ٭ جز درگہ تو قبلہ مبادا ایلک وخان را ٭ چنان مستنبط میشود کہ نام پادشاہ یغماست کہ
شہریست حسن خیز و فرماید کہ مسعود سعد نیز مؤید این معنی گوید ؎ بر بزمگاہ تو شاہان وخسروان خدام ٭
بہ بزمگاہ تو خانان وایلکان حجاب ٭ و نیز فرماید کہ از بیت لامعی جرجانی ؎ نہ راحت یابد
از بیمش ہمی ایلک بفرغانہ ٭ نہ لذّت یابد از ہوش ہمین قیصر بقسطنطین ٭ مستفاد میشود کہ ایلک
نام پادشاہ فرغانہ باشد۔ صاحب سراج بذکر این فرماید کہ صحیح ہمان نام شہر است
و ایلک لقب سلاطین آنجا نیست بلکہ ہر صاحب ایل و الوس را ایلک گویند (انتہی) و بقول
صاحب جامع نام پادشاہ ایلک شہر باشد **مولف** عرض کند کہ محققین ترکی از نیمعنی ساکت

باباخان آرزو اتفاق داریم (اردو) ایلک - بادشاہان ایلک کا لقب ہے - مذکر -
(۳) ایلک - بقول صاحب رشیدی بمعنی سردار و سرخیل نیز چون مقابله خان واقع شود
وبسند خود همان بیت استاد ابوالفرج پیش میکند که برمعنی دوم گذشت و مثال ثانی از
کلام مسعود سعد آورده که آنهم برمعنی دوم مذکور شد - صاحب سراج بذکر این فرماید که
صحیح همان نام شهر است و ایلک لقب سلاطین آنجا نیست بلکه هر صاحب ایل و الوس را
ایلک گویند و خان بادشاه را گویند که چندین ایلک فرمان بردار او باشند و از کلام
ابوالفرج همان سند پیش کند که برمعنی دوم گذشت - صاحب شمس همزبان رشیدی دیگر کسی
از محققین فارسی ذکر این نکرد **مولف** عرض کند که محققینے که ذکر معنی دوم کرده اند
اهل زبانند - پس بمقابلهٔ شان انمعنی را پیدا کردن قابل غور است و از هر دو اسناد
مذکورهٔ بالا هر دو معنی پیدا میشود اما از کلام مسعود سعد که برمعنی چهارم می آید تائید انمعنی
میشود (اردو) دیکھو ارخون کے دوسرے معنے -
(۴) ایلک - صاحب سروری فرماید که بر بنده و چاکر و وشاق هم اطلاق کنند
(مسعود سعد ۵) کدام خان که بنود است پیش تو ایلک ؟ کدام میر که او نیست نزد تو
سرهنگ ؟ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مولف** عرض کند که ازین سند تصدیق
معنی سوم میشود پس دعوای صاحب سروری بلا دلیل است (اردو) بنده
بقول آصفیه - فارسی - اسم مذکر - غلام - داس - پابند - نوکر - چاکر - ملازم - فرمانبردار
ایلوچ بقول صاحب شمس بروزن محمود و بجیم فارسی لغت فارسی است (ا)

شربتی است از قند سفید و (۲) نیز بواو فارسی حلوائیست مانند قرص آفتاب بغایت نرم فارسیان قند را ایلوج کرده اند دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد **مولف** گوید که ویلانج بالام والف ونون وجیم وحرکت غیر معلوم بقول برہان وسراج بمعنی مطلق حلوا جاوارد که ایلوج را مبدل ویلانج گیریم که الف به واو بدل شود همچون وارنج وآرنج وتاغ وتوغ وجیم عربی به فارسی هم چنانکه کاج وکاج ونون حذف هم شود چنانکه ایشان وایشا واین وای ولیکن استعمال این نه بر زبان معاصرین عجم است ونه در کلام متقدمین ومتاخرین یافته شد ونه محققین فارسی ذکر این کرده اند ونه سند استعمال پیش شد پس مجرد بیان صاحب شمس اعتبار را نشاید (اردو) (۱) قند سپید کا شربت۔ مذکر (۲) ایک خاص قسم کا نرم حلوا۔ مذکر۔

ایلول بقول برہان بروزن معقول بلغت سریانی نام ماه دوازدهم از سال رومیان باشد وآن بودن آفتاب است درین زمان از اواسط برج سنبله تا اواسط برج میزان۔ صاحب مویّد بحوالهٔ شرفنامه گوید که مدت ماندن آفتاب در برج سنبله که رومیان یک ماه شمرند وبهندش بهادون خوانند وبحوالهٔ قنیه فرماید که آخرین ماه خریف است بزبان رومیان۔ صاحب سروری فرماید که نام ماه اول از سال رومیان چنانکه امیر مختاری گوید ؎ از فتح باد ونصرت مرواد وتیر تو ؛ وز نخبت باد ودولت ایلول وآب تو ؛ وبقول صاحب سوار السبیل لفظ سریانی است وآن مطابق ماه ستمبر باشد۔ صاحبان انند وبول چال هم ذکر این کرده اند (اردو)

ایلول سریانی زبان مین ایک مہینہ کا نام ہے جو ماہ ستمبر کے مطابق ہے۔ مذکر۔

ایلی بقول انند بحوالۂ فرہنگ وصاف بالکسر لغت فارسی است بہ معنی اطاعت و فرمانبرداری دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ ما معنی دوم را برلغت ایل ذکر کردہ ایم کہ در ترکی زبان بمعنی مطیع ہم آمدہ پس فارسیان یاے مصدری در آخرش زیادہ کردہ بمعنی اطاعت استعمالش کردند کہ مفرس باشد (اردو) دیکھو اطاعت۔

ایلیا بقول برہان وجامع بروزن کیمیا بلغت سریانی کہ لغت ترسایان باشد (۱) نام امیر المومنین علی علیہ السلام و (۲) نام یکی از پیغمبران بنی اسرائیل و (۳) نام شہریست کہ ایلیای پیغمبر منسوب است بآن شہر و (۴) نام بیت المقدس ہم و (۵) بعضی گویند نام اصلی خضر علیہ السلام و (۶) نام یکے از فتح ہاے عمر خطاب رض و (۷) معنی آن صدیق اکبر است صاحب شمس گوید بکسر اوّل بروزن کیمیا قبلۂ پیشینیان و آن مسجدیست در شام و آن را بیت المقدس خوانند و نام پیغمبرے و نیز نام شہرے کہ بنام آن پیغمبر خوانند و آن از جملۂ مفتوحات عمر بن خطاب است (رضی اللہ تعالی عنہ) و بحوالۂ حل اللغات فرماید کہ نام حضرت علی کرم اللہ وجہہ و نام بیت المقدس و ایلیا بن ملکا نام خضر علیہ السلام نیز و فرماید کہ بکسر و بغیر ہمزہ نام شہر قدس خلیل اللہ و صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بذیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ فرماید کہ با اوّل مکسور سہ معنی دارد اوّل نام حضرت امیر المومنین علی رضی اللہ عنہ و ایشان را ایلیلا نیز خوانند دوم بیت المقدس را نامند سوم نام حضرت خضر است و او را ایلیاے بن ملکات نیز گفتہ اند۔ صاحب سروری

آوردہ کہ نام نامی حضرت علی کرّم اللہ وجہہ و نام بیت المقدّس و نام یکے از پیغمبران بنی اسرائیل ۔ صاحبان انند وہفت ہم ذکر این کردہ اند **مولّف** عرض کند کہ بظاہر عبارت صاحب برہان معلوم میشود کہ ایلیا بہفت معنی آمدہ چنانکہ صراحتش بالا گذشت ولیکن تحقیق آنست کہ درحقیقت ایلیا را بیش از چہار معنی نباشد (۱) معنی حقیقی آن صدیق اکبر و (۲) نام حضرت علی رضی اللہ عنہ و این مجاز معنی اوّل باشد چنانکہ استادے فرماید (ه)

درین معنی کہ گفتی بگیتا ہم ؛ بہ پیغمبر بحق ایلیا ہم ؛ و (۳) نام بیت المقدّس و اینہم مجاز باشد چنانکہ حکیم اسدی فرماید (ه) بدانگہ کہ ضحاک شد بادشا ؛ ہمی خواند آن خانہ را ایلیا ؛ و (۴) نام پیغمبر خضر علیہ السّلام کہ از پیغمبران بنی اسرائیل است چنانکہ شیخ شیراز فرماید ه

بحق ایلیا ادریس ویحیی ؛ باسمعیل واسحاق وعیسی ؛ پس معنی دوم وپنجم برہان ہمان یک معنی چہارم ماست ومعنی سوّم وچہارمش ہمان یک معنی سوّم ما ومعنی ششمش چیزے نیست زیرا کہ ہمان بیت المقدّس است کہ بزمانہ خلیفۂ دوّم فتح شد (اردو) (۱) صدیق اکبر لفظی معنون مین ۔ بڑا سچّا ۔ نہایت سچّا ۔ نہایت راستگو ۔ عربی ۔ صفت (۲) ایلیا سریانی زبان مین حضرت علی کرّم اللہ وجہہ کا لقب ہے ۔ علی ۔ بقول آصفیہ ۔ عربی ۔ خلیفہ چہارم کا نام جو رسول مقبول کے داماد اور چچازاد بہائی تہے ۔ (۳) بیت المقدّس ۔ بقول آصفیہ ۔ عربی ۔ اسم مذکّر ۔ مسجد اقصی کا دوسرا نام ۔ یروشلیم کا عبادت خانہ جو شام یعنی ایشیای روم مین واقع اور قوم یہود کا قبلہ ہے ۔ مکّہ سے پیشتر اور انبیا کا یہی قبلہ رہا ہے ؛ اس مقدّس مکان کو داؤد علیہ السّلام نے قوم بنی اسرائیل کے قلت طاعون کے

عذاب شدید سے نجات پانے کے شکریہ مین جبکہ ستر ہزار آدمی طعمۂ اجل ہو چکے تھے بنوا لی
بعض مورخون کا بیان ہے کہ حضرت داؤد نے صرف سنگ مرمر سے اس کی بنیاد ڈالی اور
حضرت سلیمان نے اس کی تعمیر شروع کی اس کے بارہ برج تھے جو سونے چاندی اور
بیش قیمت جواہرات سے جگمگا رہے تھے جب بخت نصر اس پر قابض ہوا تو وہ تمام چاندی
سونا اور جواہرات اکھڑوا کر اپنے ملک بابل مین لے گیا حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے زمانہ
مین پھر اس مسجد کی تعمیر اور مرمت ہوئی (م) خضر۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر
ایک پیغمبر کا نام جن کا معجزہ یہ تھا کہ جہان بیٹھتے وہان سبزہ نمودار ہو جاتا یا جس جگہ سے
گزر جاتے وہ جگہ ہمیشہ سرسبز و شاداب رہتی چنانچہ اسی وجہ سے یہہ لقب پڑ گیا کیونکہ
خضر بمعنی سبز و سبزہ کلام عرب مین آیا ہے۔

ایم بقول برہان و جامع و ہفت بروزن جیم مردے را گویند کہ زنش مردہ باشد
صاحب شمس فرماید کہ ایم بالفتح و ایوم بفتحتین لغت فارسی است بمعنی بیزن شدن مرد و
بیمرد شدن زن و صاحب انند فرماید کہ ایّم بہ تشدید تحتانی بروزن کیّس زن بے
شوہر (بکر باشد یا ثیبہ) و مرد بے زن (کتخدا باشد یا نہ) خان آرزو در سراج بنسبت
این فرماید کہ بروزن جیم مرد زن مردہ کہ بعربی عزب خوانند و تحقیق آنست کہ بہ تشدید
تحتانی است بروزن قیّم بہ معنی مذکور و لفظ عربی است۔ صاحب منتخب کہ محقق لغات
عرب است می فرماید کہ ایّم بالفتح بے زن بودن مرد و بے شوہر بودن زن و
بالفتح و کسر یاے مشدد مرد بے زن و زن بے شوہر (الخ) **مولف** عرض کند کہ

تصرّف فارسیان است کہ این را بہ مردِ زن مردہ مخصوص کردہ اند (اردو) رنڈوا بقول آصفیہ - ہندی - اسم مذکّر - مرد بے زن - وہ مرد جس کی بیوی مرگئی ہو -

ایما بقول صاحب آصفی بحوالۂ منتخب وبہار بمعنی اشارہ **مولّف** گوید کہ بالکسر لغت عرب است بہ معنی اشارہ کردن چنانکہ صاحب منتخب ذکر کردہ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر استعمال کنند و با مصادر فارسی ہم مرکّب کردہ اند چنانکہ در ملحقات می آید (ظہوری ؎) ہمزبانیش دوش رسمی بود ٭ آفت انداز رمز وایما ماند ٭ (ولہ ؎) اگر لنگر شود صد کوہ تمکین کشتی دلرا ٭ بیک ایما کشاند گردش چشمے بگردانش ٭ (اردو) ایما - بقول امیر - عربی - اسم مذکّر - اشارہ - حکم (صبا ؎) ایما ہے عاشقوں سے یہی چشم یار کا ٭ وہ ترک ہی نہیں جو نہ کھیلے شکار روز ٭

ایما رفتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی سکوت ورزیدہ **مولّف** عرض کند کہ بمعنی واقع شدن اشارہ چنانکہ ظہوری گوید ؎ رفتہ خواہد بود ایمائے درنگے از وصال ٭ ہجر را درکشتن من اینقدر تعجیل نیست ٭ نثر ابو الفضل اکبرآبادی "وانکہ ایمائے رفتہ بود کہ التجا نمودن شاہرخ مرزا و فرزندان محمد حکیم مرزا (اردو) دیکھو اشارہ شدن -

ایماق بقول بہار بالفتح وقاف الوس را گویند و ایماقات جمع و فرماید کہ این لفظ غیر فارسی است (فوقی یزدی ؎) کلید قفل جماع است زر و لے کو زر ٭ سراغش از چہ بلد گیرم و کدام ایماق ٭ صاحب انند گوید کہ بضمّ اوّل و سکون یاے تحتانی

لغت ترکی است بمعنی تبار و قبیلہ باید دانست کہ الوس بضمتین و واو غیر ملفوظ و سین مہملہ ساکن در ترکی قوم را گویند۔ کما فی الغیاث **مولف** عرض کند کہ بقول صاحب لغات ترکی آویماق بتقدیم ضمہ ہمزہ و سکون تحتانی و فتح میم بالف و سکون قاف تبرکی زبان قبیلہ را گویند پس تصرف فارسیان است کہ بحذف واو و بتبدیل حرکات بمعنی مذکور استعمال کردہ اند۔ بخیال ما مفرس است (اردو) قبیلہ۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ گروہ۔ ایک دادا کی اولاد۔ خیل۔ فرقہ۔ زمرہ۔ جتھا۔ ٹولی۔ (دیکھو ایل)

ایما کردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی ساکت **مولف** گوید کہ بمعنی اشارہ کردن باشد چنانکہ وحشی یافتی فرماید ۵ سینۂ ماہی و پشت گاؤ باہم داشت راہ پیکان را تا دست او ایما بہ بلیمان کردہ است ۵ غمزہ از شوخی بقصد فصد من ایما کردہ ۵ خون رگ در گردن مژگان نشتر زن بماند ۵ (اردو) ایما کرنا دیکھو ابرو کشیدن کے پہلے معنے۔

ایمان بقول بہار بمعنی گرویدن و یعدی بالباء و ایمن گردانیدن و یعدی بنفسہ و فرماید کہ بالفظ آوردن و تازہ کردن بصلۂ با و بالفظ برافشاندن بنفسہ مستعمل۔ صاحب انند گوید کہ بالکسر گرویدن و ایمن گردانیدن و امان دادن و فرماید کہ این ماخوذ از امن است صاحب موید فرماید کہ گرویدن و بے بیم گردانیدن و در شرع تصدیق بدل و اقرار بزبان وحدانیت خدائے تعالی را و حقیت پیغمبر علیہ السلام را **مولف** عرض کند کہ لغت عرب است بالکسر بروزن اکرام بقول صاحب منتخب بمعنی گرویدن و ایمن گردانیدن و امان دادن۔ فارسیان این را بمعنی حاصل بالمصدر بمعنی شرعی استعمال کنند و تبرکیہ

مصادر فرس ہم کہ در ملحقات می آید و انچہ بہار تخصیص سہ مصادر میکند قلت تلاش اوست (ظہوری ؎) شعلۂ عشق بت از عقل برآوردہ دمار ٭ چشم زخمی نرساند رشر رش ایمان را ٭ (ولہ ؎) رشتۂ باید چہ در کفر و چہ در ایمان بکف ٭ گر گرہ نکشود از تسبیح زنار سے بخر ٭ (انوری ؎) تا ہیچ نسب بود ز ایمان ٭ در دیدۂ مردمی حیا را ٭ (اردو) ایمان - بقول امیر - عربی - اسم مذکر - یقین کرنا - امن دینا - شریعت اسلام مین دل سے خدا پر یقین لانا اور زبان سے اوس کی خدائی اور توحید کا اقرار کرنا - دین دھرم - (ذوق ؎) زاہد شراب پینے سے کافر ہوا مین کیون ٭ کیا ڈیڑھ چلّو پانی سے ایمان بہ گیا ٭

ایمان آوردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی ساکت **مولف** عرض کند کہ (۱) بمعنی قبول کردن اسلام بصفت ایمان متصف شدن باشد مرادف اسلام آوردن کہ گذشت و (۲) بہ معنی تسلیم کردن و یقین دانستن (صائب ؎) از تماشاے تو چون خلق نیارند ایمان ٭ کافر است آنکہ ترا بیند و بے دین نشود ٭ (حافظ ؎) دیدہ نادیدہ باقبال تو ایمان آورد ٭ مرحبا اے بہمہ لطف خدا ارزانی ٭ (اردو) ایمان لانا یا لے آنا بقول امیر - (۱) دین اسلام قبول کرنا - مسلمان ہونا (آتش ؎) برہمن کہتے ہین تیرا مصحف رخ دیکھکر ٭ کفر سے باز آئیے ایمان لانا چاہئے ٭ (۲) ماننا - برحق جاننا - کسی پر یقین لانا - (مومن ؎) اگر مشہور ہوا فسانہ اپنی بت پرستی کا ٭ برہمن کیا عجب ایمان لے آئین بنارس مین ٭

(داغ ؎) سمجھے معجزہ ایمان نہ لائین لوگ
اس پر ؛ خدا کرے غلطی کچھ مرے سخن مین
رہے ؛

ایمان افشاندن استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی ساکت
مولف گوید کہ بمعنی نثار کردن ایمان باشد
(صائب ؎) بیا در جلوہ اے سرو روان
تا جان بیفشانم ؛ بپیشتان زلف کافر کیش
تا ایمان بیفشانم ؛ بہار ہمین سند را برائے
ایمان بر افشاندن ذکر کردہ و بجائے
بیفشانم بر افشانم نوشتہ و صاحب آصفی
ہم شعر مذکور را موافق بہار نقل کردہ و
مصدرش ایمان افشاندن قائم کردہ
ولیکن در دیوانے کہ پیش ماست ردیف غزل
(بیفشانم) است و خندان و ریحان قافیہ
آن (اردو) ایمان کو فدا کرنا - نثار کرنا -

ایمان باختن استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کردہ و لیکن از بیان معنی
سکوت ورزیدہ مولف گوید کہ بمعنی از
دست دادن ایمان باشد (کاتبی نیشاپوری
؎) اے دل سرگشتہ بے خانمان ؛ باختی
از بہر تن ایمان جان ؛ (اردو)
ایمان کھونا -

ایمان بردن استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی ساکت
مولف عرض کند کہ بمعنی خلل انداختن
در ایمان و زائل کردن ایمان و کافر
کردن و خراب ساختن ایمان باشد
(عزین اصفہانی ؎) برہمن زادۂ زنار
بندے بر دا ایمانم ؛ کہ سودا میکنم با کفر
زلفش دین و دنیا را ؛ (اردو) ایمان لیجانا
ایمان مین خلل ڈالنا - کافر بنا دینا - کافر کردینا

ایمان بریدن استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کردہ و لیکن از بیان معنی ساکت

مولف عرض کند کہ بہ معنی سلب و زائل کردن ایمان باشد مرادف ایمان بردن کہ گذشت (زلالی خوانساری ؎) چہ زلفی کافرے ایمان بریدہ ٭ سیاہی پاے بر مصحف کشیدہ ٭ (اردو) ایمان کو سلب کرنا۔ زائل کرنا۔

ایمان پذیرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی سکوت ورزیدہ مولف عرض کند کہ بمعنی ایمان را درست داشتن و قدر ایمان کردن۔ (حزین اصفہانی ؎) نے کفر پذیرد سر زلف تو نہ ایمان ٭ در بندگی عشق تو شد طاعت مایہ ٭ (اردو) ایمان کو درست رکھنا۔ ایمان کی قدر کرنا۔

ایمان تازہ کردن استعمال بہار بذیل ایمان ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی ساکت مولف عرض کند کہ بمعنی تازہ کردن یعنی تجدید ایمان چنانکہ مومن دم واپسین ایمان خود را تازہ کند (صائب ؎) بیا و تازہ کن ایمان بنو بہار امروز ٭ کہ شد قیامت موعود آشکار امروز ٭ (انوری ؎) ایمنی باشندۂ جاہت چو دمسازی گرفت ٭ فتنہ را گفتند ایمان تازہ کن کاخر دم است (عرفی ؎) صنم گفتم دلا جان تازہ کردی ٭ مبارکباد ایمان تازہ کردی ٭ (اردو) ایمان کو تازہ کرنا کہہ سکتے ہین جیسے موت کیوقت ہر مومن کیا کرتا ہے۔

ایمانِ حقیقی استعمال۔ مرکب توصیفی است بقول صاحب بحر در اصطلاح متصوفہ تصدیق بوحدانیت حق است بے شائبہ تشکل۔ صاحب شمس بذکر معنی بالا فرماید کہ این وقتی میسر شود کہ از فناے خود ببقاے حق متحقق گردد و عین وحدت شود (اردو) ایمان حقیقی۔ صوفیہ کی اصطلاح ہے جسکے معنے یہ

ہین کہ وحدانیت حق کی اسطرح تصدیق کی جاے کہ اس مین شکل وصورت کا شائبہ نہو

ایمان دادن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز بیان معنی ساکت **مولف** گوید کہ بمعنی عطا کردن ایمان و سپرد کردن آن باشد (شفائی اصفہانی ؎) جبریل گر ایمان دہد شش مفت نگیرد ؎ در عشق تو آن برہمنی کز سر دین خاست ؎ (اردو) ایمان عطا کرنا - دینا بخشنا -

ایمان داشتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز بیان معنی ساکت **مولف** گوید کہ (۱) بمعنی یقین داشتن و یقین کردن و (۲) ایمان را قائم وبر قرار داشتن - مخفی مباد کہ داشتن بقول صاحب بحر بمعنی نگاہبانی کردن ہم آمدہ (عرفی ؎) چنان از بے زری شاد است عرفی ؎ کہ پنداری بزر ایمان ندارد ؎ (ظہوری ؎) آنکہ خواہد داشت فردا رحمتش ایمان ما ؎ گشتہ وصفش آفتاب مطلع دیوان ما ؎ (اردو) (۱) یقین کرنا - (۲) ایمان کو قائم رکھنا - برقرار رکھنا -

ایمان ربودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی سکوت ورزیدہ **مولف** گوید کہ مرادف ایمان بردن باشد کہ گذشت (حزین اصفہانی ؎) زکف بربودہ ایمان حزین را زلف اوزاہد ؎ مگو از سبحہ دیگر کافر زنارے مارا ؎ (اردو) دیکھو ایمان بردن -

ایمان سپردن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز بیان معنی ساکت **مولف** عرض کند کہ بمعنی بخشیدن ایمان وعطا کردن آن باشد مرادف ایمان دادن (حزین اصفہانی ؎) بخود نسپردم

در عاشقی ہر چند ایمانے ؛ ز دست اندازی
آن زلف کافر کیش می ترسم (اردو)
دیکھو ایمان دادن ۔

(الف) **ایمان فروختن** | استعمال صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی ساکت مولف عرض کند کہ بہ معنی بیع کردن ایمان و بے ایمان و کافر شدن حزین اصفہانی ؎ رنج تو بود راحت ما دل فتادگان ؛ اے زہد مژدہ باد کہ ایمان فروختیم ؛ و ازین مصدر است ۔

(ب) **ایمان فروشی** | کہ حاصل بالمصدر الف باشد چنانکہ ظہوری فرماید ؎ ببازار سودا ے ہند و نژاد ؛ گشادیم دکان ایمان فروشی ؛ (اردو) (الف) ایمان کو بیچنا ۔ ایمان فروخت کرنا (ب) ایمان فروشی کہہ سکتے ہین ۔

ایمان کردن | استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر کردہ از بیان معنی ساکت مولف گوید ساختن ایمان باشد چنانکہ کفر را ایمان کردن (نظیری نیشاپوری ؎ ہیچ اکسیر تاثیر محبت نرسد ؛ کفر آوردم و در عشق تو ایمان کردم ؛ (اردو) ایمان کر دینا ۔ ایمان بنالینا جیسے کفر کو ایمان بنا دیا ۔

ایمپراطور | بقول صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ بکسر الف و سکون تحتانی و میم و باے فارسی و راے مہملہ بالف کشیدہ و ضم طاے مہملہ زبان لاطینی شہنشاہ را گویند ۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد ۔ معاصرین عجم بر زبان دارند ۔ (اردو) شہنشاہ یا شہنشہ بقول آصفیہ ۔ فارسی ۔ اسم مذکر ۔ (شاہان شاہ کا مخفف) شاہون کا شاہ ۔ بادشاہون کا بادشاہ ۔ شہریار ۔ بڑا بادشاہ ۔ جسکے ماتحت اور بادشاہ بہی ہون ۔

ایمۃ الاسماء استعمال ۔ بقول صاحب بحر و بہار اسماے سبعۂ الٰہیہ کہ عالم و قادر و حی و مرید و سمیع و بصیر و متکلم است ۔ صاحب شمس فرماید کہ بالفتح اسماے سبع را گویند چنانکہ الٰہ و عالم و مرید و قادر و سمیع و بصیر و متکلم و فرماید کہ این اسماے سبعہ اصول مجمع اسماے الٰہی اند **مولف** عرض کند کہ مرکب اضافی است بقاعدۂ عربی و معنی لفظی این اما مان اسما و مراد از اصول کل اسماے الٰہی صاحب اند ہم ذکر این کردہ با تفصیل بیان کردۂ صاحب بحر عجم متفق و فرماید کہ اصطلاح عربی است (اردو) ائمۃ الاسماء ۔ فارسی مین اللہ تعالی کے سات نامون کو کہتے ہین جو بقول بعض عالم و قادر و حی و مرید و سمیع و بصیر و متکلم ہے ۔

ایمد بقول برہان و جامع بروزن ابجد (۱) گاو آہن را گویند و آن آہنی است کہ زمین را بدان شیار کنند و بعضی گویند کہ (۲) ایمد چوبی است کہ گاو آہن را بران نصب کنند و زمین را بشگافند و آن را بعربی سنہ خوانند ۔ صاحب جہانگیری فرماید کہ باول مفتوح بیاے تحتانی زدہ و میم مفتوح با دال زدہ آہن پارۂ سر تیز است کہ بر سر قلبہ نصب کنند و بدان زمین را شیار کنند ۔ صاحبان جامع و ناصری این را مرادف آیمر بہ راے مہملہ گویند **مولف** عرض کند کہ بخیال ما اسم جامد فارسی قدیم است بہ دال مہملہ در آخر و انچہ بذال معجمہ بہین معنی می آید مبدل این کہ دال مہملہ بذال معجمہ بدل شود ہمچون آدر و آذر و استاد و استاذ و عجبے نیست کہ اہل عرب ہمین اسم جامد فارسی زبان را تعریباً بذال معجمہ خواندہ باشند حیف است کہ محققین عرب

ذکر این نکردہ اند و انچہ ہمین لفظ بہ را ے ہملہ عوض دال ہملہ می آید غیر از تصحیف بنا شد کہ دال ہملہ با را ے ہملہ یا بالعکس آن اصلا بدل نمیشود - وجا دارکہ آیمر را بہ را ے ہملہ ہم اسم جامد گیریم بالجملہ این ہمان است کہ حقیقتش بر آہن حفت و آہن گاو در ممدودہ گذشت (اردو) (۱) دیکھو آہن گاو - (۲) ہل کی وہ لکڑی جس کی نوک پر پہال نصب کرتے ہین -

ایذ بقول رشیدی چوبے کہ بر گردن گاو نہند و آن را خیش نیز گویند و آہنے را کہ بر ان چوب نصب کنند و زمین بدان بشگافند (آہن ایذ) گویند و بعربی سنہ خوانند اما در سامی بذال معجمہ گفتہ و بعضی بہ را ے ہملہ گفتہ اند - صاحب شمس ہمزبان رشیدی و صاحب سروری بذیل ایمر فرمایدکہ اما در سامی فی الاسامی - ایذ بذال معجمہ بہ معنی آن چوبے آمدہ کہ بر گردن گاو نہند و آن را خیش نیز گویند (الخ) صاحب سراج ہم بذیل ایمر تصحیح این نمودہ چنانکہ قولش بذیل ایمر می آید **مولف** عرض کند کہ ما صراحت این بر لغت گذشتہ کردہ ایم کہ بدال ہملہ گذشت و اختلافے کہ در معنی این پیدا ست ہمان اختلاف بر لغت خیش ہم موجود پس ایذ را چوبے گیریم یا (آہن پارۂ سر تیز کہ مرادف است بہ آہن گاو) تحقیق ما بر ایمر می آید کہ بہ را ے ہملہ می آید - (اردو) دیکھو ایمر -

ایمر بقول برہان بفتح اول بروزن خنجر آہن سر تیزے را گویند کہ بر چوبہ قلبہ نصب کنند و بدان زمین را شیار کنند و فرمایدکہ بکسر اول ہم آمدہ است - صاحب

رشیدی این را مرادف ایمذ (بذال معجمہ) قرار دادہ و بقول صاحب جامع مرادف ایمد (بدال مہملہ) صاحب سروری بحوالۂ شرفنامہ ذکر این کند و فرماید کہ گاو آہن باشد و صاحب موید بحوالۂ شرفنامہ فرماید کہ بفتح یکم و سوم۔ آن آلتی آہنی است کہ بزرگران و کدیوران زمین بدان شیار کنند و اہل ہند آن را پھال گویند۔ صاحب شمس ہنربان مؤید۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بفتح اوّل و میم بروزن خنجر در اکثر کتب۔ آہن سرتیزے کہ بر چوب قلبہ نصب کنند و زمین شیار کنند و صواب آنست کہ ایمذ است بذال معجمہ نہ بدال مہملہ و آن چوبے است کہ بر گردن گاو نہند و خیش نیز گویند و آہنے کہ بر ان نصب کنند آن را (آہن ایمذ) گویند و بعربی سکّہ خوانند کما فی السامی فی الاسامی۔

مؤلف عرض کند کہ حیف است کہ خان آرزو ہم با محققین حقیقت ناشناس نقل عبارت کرد نمیداند کہ قلبہ را چوبے است و بر طرف زیرینش آہن سرتیز کہ بوسیلۂ آن زمین را شیار کنند پس اگر آن چوب را فارسیان ایمد۔ یا۔ ایمذ یا۔ ایمر۔ گفتہ باشند جا دارد و اگر آہن سرتیز را گفتہ باشند کہ بہ طرف زیرین آن چوب نصب میشود ہم عیبے نیست واز (آہن ایمذ) اگر ہمین آہن سرتیز مراد باشد متحقق میشود کہ ایمد یا ایمذ یا ایمر نام ہمان چوب است کہ آہن سرتیز بطرف زیرینش نصب میکنند ولیکن این چوب را بر گردن گاو نمی نہند و ہمین چوبست کہ با آہن سرتیز مرکب شدہ موسوم می شود بہ قلبہ و چوبے کہ بر گردن گاو نہند آن چیزے دیگر است کہ با قلبہ تعلق ندارد فارسیان این را جوغ و توغ گویند و ہندیان جوا نامش نہند و بمحاورۂ عرب نیر نام است بکسر نون و سکون تحتانی و رائے مہملہ در آخر۔

پس قابل غور است کہ آیذ یا آیذ یا آیر چوبے را چگونہ نوانیم گفت کہ برگردن گاو نہند۔ تحقیق ما انیست کہ آیذ بدال مہملہ مبدل آیذ بہ ذال معجمہ ہمان چوب است کہ بطرف زیر بینی (آہن گاو) نصب کردہ میشود و فارسیان مجموعۂ این ہر دو را ہم آیذ و آیذ گفتہ باشند بسبیل مجاز و آنانکہ مجرد آہن سر تیز را آیذ و آیذ گفتہ اند آنہم بمجاز باشد۔ باے حالِ بسبیل استعمال آیذ و آیذ مراد ف آہن جفت و آہن گاو است و بس۔ بار ثبوت این کہ بہ معنی چوبے ہم باشد کہ بر گردن گاو نہند بر گردن محققین بالا ست فتامل و آیر بہ برای مہملہ بخیال ما تصحیف است کہ کاتبین دال مہملہ را را اے مہملہ کردند یا اینکہ اسم جامد فارسی زبان باشد بہ رای مہملہ ہم و تعلق ندارد با آیذ و آیذ کہ تبدیل دال مہملہ و ذال معجمہ بارای مہملہ نیامدہ (اردو) دیکھو آہن جفت۔

ایمن بقول بہار (ا) بمعنی بے ترس و فرماید کہ این در اصل آمن بر وزن ضامن است کہ فارسیان با مالہ و فتح میم استعمال کردہ اند و بالفظ شدن و نشستن مستعمل و نفی آن بلفظ نا (میر معزی ۵) قمر ز قبضۂ شمشیر نست نا ایمن ؛ زحل ز پیکر پیکان نست نا پروا ؛ صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ اصل این آمن صیغہ اسم فاعل از امن۔ الف را امالہ کردہ ایمن ساختند چون حسیب و کتیب و آمن اسم فاعل بمعنی مامون اسم مفعول است مثل عامر بمعنی معمور و اشرف مازندرانی بفتح میم می آرد و میگوید ۵ مرد را نقش مراد از خصم ایمن میکند ؛ موم صاحب مہر کار قفل آہن میکند ؛ صاحب غیاث گوید کہ بالکسر و میم مکسور بمعنی بیخوف و بیدہشت امالہ

آمن بکسر میم کہ اسم فاعل است از امن و آمین بالکسر و میم مفتوح بمعنی بیخوف تر و این امالۂ آمن است بفتح میم کہ اسم تفضیل از امن است **مولف** عرض کند کہ مفرس باشد کہ فارسیان از امالہ تصرفے کردہ اند و بقول صاحب اند استعمال آمین بزبان عرب نیست (اردو) امین - بقول امیر - عربی - محفوظ بیخوف (ناسخ ۵) و لین امین ہو نہ خوانخوار و جو دشمن ہے ضعیف ؛ مورچہ دیکھو تو کہا جاتا ہے کیا تلوار کو ؛

ایمن آباد اصطلاح - بقول صاحب ضمیمۂ برہان و بحر و مؤید و شمس (۱) جاے امن - بہار بحوالۂ عنصر و انش آرد کہ (۱) محل امن و (۲) بہشت و (۳) کعبۃ اللہ و فرماید کہ ایمن آباد بمعنی معمورۂ امین است از عالم خرم آباد کہ بعد ازین بیاید پس ترکیب محمول بر قلب و آباد بمعنی معمورہ باشد و اگر بمعنی ایمنی آباد گفتہ شود پس ایمن بہ معنی ایمنی بود بر قیاس خاموش و فراموش کہ بہ معنی خاموشی و فراموشی ہم آمدہ (خواجہ نظامی ۵) بنو د اعتمادش دران مرز و بوم ؛ کہ ہست ایمن آباد رومی بہ روم ؛ (ولہ ۵)

خردمند را نیکوئی از داد است ؛ پناہ خدا ایمن آباد است ؛ (میر خسرو ۵) خدا را بدرماندگی یاد کرد ؛ حصار دعا ایمن آباد کرد ؛ (میر حسن دہلوی ۵) ایمن آباد است مارا عشقت از ہر آفتے ؛ ما ہیان بحر بین از شست طفلان جستہ اند ؛ **مولف** عرض کند کہ معنی دوم و سوم مجاز باشد برسبیل کنایہ (اردو) (۱) امن کا مقام مذکر - (۲) دیکھو ادریس خانہ (۳) کعبہ - بقول آصفیہ - عربی - اسم مذکر - بیت اللہ کا نام - مکہ - بیت الحرام - قبلہ - وہ مربع عمارت جو عرب میں اہل اسلام کا

ایک مقدس اور متبرک مقام ہے جہاں ہر سال حج ہوتا ہے (امیر ؎) سجدے کرتے ہیں طاق ابرو میں ؎ ہمنے کعبہ بنایا ہے ؎

ایمن بودن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی ساکت مولف گوید کہ بمعنی بے بیم بودن (انوری ؎) برتو واقف نشود عقل کل از ہیچ قیاس ؎ وز تو ایمن نبود خصم تو از ہیچ قبل ؎ (صائب ؎) آفتا بیکہ بود ایمن از آسیب زوال ؎ قرص نانیست کہ بر سفرۂ درویشان است ؎ (ظہوری ؎) ظہوری در خطر خود نیفگندی خطر ہوا ری ؎ کہ ایمن بودن صید حرم باشد حرام اینجا ؎ (اردو) بیفکر رہنا - بیخوف ہونا -

ایمن ساختن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ واز بیان معنی ساکت - مولف گوید کہ بمعنی بے ترس و بے بیم گردانیدن است (رفیع قزوینی ؎) افتادگیم ساختہ از حادثہ ایمن ؎ ہرگز ندہد تاب کسے پنجہ پارا ؎ (ظہوری ؎) فکرت عشرت زبردہ بحجر زغم خویش ؎ ایمنم ساز کہ خاطر خطرستان گشتہ است (اردو) بیفکر کرنا -

ایمن شدن استعمال - صاحب آصفی ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی ساکت مولف گوید کہ بمعنی بے ترس و بے بیم شدن است (حافظ ؎) ایمن مشو زعشوۂ دنیا کہ این عجوز ؎ مکارہ می نشیند و محتالہ می رود ؎ (ظہوری ؎) از غم ہجر اگر شوم ایمن ؎ خطر شادی وصال بلاست ؎ (صائب ؎) ایمن از کجروان نتوان شد بہیچ حال ؎ خط برزمین زرفتن خود مار میکشد ؎ (انوری ؎) با آنکہ مہر نوح تو اندر سفینہ شد ؎

ایمن شود زغرقۂ طوفان روزگار ؛ (اردو) بیفکر ہونا ۔

ایمن کردن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ وازبیان معنی سکوت ورزیدہ ۔ **مولف** گوید کہ مرادف ایمن ساختن کہ گذشت (حافظ شیرازی ؎) زخوف ہجرم ایمن کن اگر امید آن داری ؛ کہ ازچشم بداندیشان خدایت درامان دارد ؛ (انوری ؎) دین تازی رازبیم ترکتاز چنیان ؛ چون حریم ایمن بدان تیغ مہند کردہ اند ؛ (اردو) دیکھو ایمن ساختن ؛

ایمن گردیدن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ وازبیان معنی ساکت **مولف** گوید کہ مرادف ایمن شدن کہ گذشت (جناب اصفہانی ؎) ایمن ازگرمی خورشید قیامت گردد ؛ آنکہ درسایۂ دیوار تو خوابش ببرد ؛ (اردو) دیکھو ایمن شدن ۔

ایمن گشتن استعمال ۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ وازبیان معنی ساکت **مولف** عرض کند کہ مرادف ایمن گردیدن وایمن شدن کہ گذشت (حافظ شیرازی ؎) نگارمے فروشم عشوۂ داد ؛ کہ ایمن گشتم ازفکر زمانہ ؛ (ظہوری ؎) اگرچہ ازخطر مرگ گشتہ ام ایمن ؛ بصد کشندگی حسرت آرزوے توہست ؛ (اردو) دیکھو ایمن شدن ۔

ایمن نمودن استعمال ۔ مرادف ایمن ساختن وایمن کردن کہ گذشت (صائب ؎) زانتقام حق ایمن نمود دشمن را ؛ زخصم ہرکہ بزور خود انتقام کشید ؛ (اردو) دیکھو ایمن ساختن ۔

ایمنی صاحب آصفی بحوالۂ بہار فرمایدکہ بمعنی بے خوف بودن است **مولف** گوید کہ درنسخ موجودۂ بہار این لفظ موجود نیست

(۱۱۱۱)

وحقیقت این جزین نیست که یاے مصدری
بر لفظ امین زیادہ کردہ اند و معنی این
بے خوفی است (انوری ؎) دانکہ باقی
بہ بد دادن جاہش بود ؛ نعمت امینی
امروز نہ درحال بقاست (ولہ ؎)
چون سدّ امینی لکد چرخ رخنہ کرد ؛ آن رخنہ
را بہ تیغ وبراے التیام داد ؛ (اردو)
بے خوفی - بیفکری -

امینی جستن استعمال - صاحب آصفی
ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی ساکت
مولف عرض کند کہ بے خوفی خواستن
باشد (خسرو دہلوی ؎) امینی امّت
از انگونہ جست ؛ کامن خود از امنۂ خود
بشست ؛ (اردو) دیکھو بیخوفی چاہنا ؛

امینی خواستن استعمال - صاحب
آصفی ذکر این کردہ از بیان معنی ساکت
مولف گوید کہ مرادف امینی جستن کہ گذشت
(خسرو دہلوی ؎) عدل تو چون امینی
دہر خواست ؛ نرگس رعنا ز زمین خفتہ
خاست ؛ (اردو) دیکھو امینی جستن -

امینی یافتن استعمال - صاحب آصفی ذکر این
کردہ واز بیان معنی سکوت ورزید **مولف** گوید کہ امنی
بیخوفی حاصل کردن ست وبیخوف شدن (فردوسی طوسی ؎)
زبس لابہ وہر سوگند بند ؛ بر و امینی یافت شہ از گزند
(انوری ؎) خون کاہنا بر بخت کان سخاش ؛ کوہ از ان یافت
امینی ز خناق ؛ (اردو) بیفکر ہونا - بیفکری حاصل کرنا -

ایمہ بقول برہان بفتح اوّل بروزن خیمہ (ا) بمعنی اکنون و این زمان و این دم
باشد - صاحب ناصری بحوالۂ برہان ذکر این کردہ فرماید کہ بقول صاحب رشیدی
مخفف انیمہ واز خلّاق المعانی حکیم خاقانی سند آرد ؎ ایمہ دوران چو سر ایمہ سر است
نسبت جور بدوران چہ کنم ؛ صاحبان جہانگیری و سروری و جامع و انند و ہفت

وبہار ہم ذکر این کردہ **مولف** عرض کند کہ جا دارد کہ این را اسم جامد فارسی زبان گوئیم ولیکن از حقیقت این چیزے کہ بفہم ما می آید عرض میکنیم کہ مبدل اینہ باشد بہائے نسبت بمعنی منسوب بہ این و مراد از ایدون و اکنون و این زمان نون بہ میم بدل شد ہمچون کجین و کجیم و صاحب کنز کہ محقق زبان ترک است فرماید کہ مہ بالفتح در ترکی ترجمۂ کلمۂ عربی (ہاک وہو ذا) باشد پس جا دارد کہ فارسیان آمی کہ مخفف این است بران زیادہ کردہ استعمال کردہ اند چنانکہ (این دون) را (ایدون) کردند پس آخر اقوی است اند رینصورت باید کہ این را مفرس گوئیم و بہ تحقیق ما از ہمین سند حکیم خاقانی کہ مذکور شد آیمہ بمعنی (این ہمین) باشد کہ بعربی (ہا) گویند چنانکہ (ہاہو معی) پس معنی اکنون کہ بیان کردۂ محققین است قابل غور۔ (اردو) دیکھو اکنون اور ہمارے خیال کے لحاظ سے اس کا ترجمہ (یہہ دیکھہ)

(۲) ایمہ۔ بقول برہان بمعنی ہرزہ و یاوہ و بیہودہ را نیز گویند۔ صاحب سروری بحوالۂ تحفہ آردکہ یاوہ باشد کہ یافہ نیز گویند و از کلام خلاق المعانی سند آرد ؎ ایمہ گمو کہ آسمان اہل برون نمید ہد ؛ اہل چو نامد از عدم چیست گناہ آسمان جناب حکیم فردوسی الف ؎) تو ایمہ سخن چند گوئی ہمی ؛ گل زہر خیرہ چہ بوئی ہمی ؛ و فرماید کہ اگرچہ معنی مرقوم برائے این لغت بعنوانیکہ در بیت مذکور و دیگر ابیات استادان واقع شدہ پر مناسبت ندارد اما چون در تحفہ و دیگر نسخ باین معنی آمدہ و معنی دیگر بنظر نرسیدہ بود بنا برین بہمان طریق نوشتہ شد۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ در ابراہیمی

کہ آیمہ و یاوہ مرادف اند و بحوالۂ قوسی گوید کہ لفظ آیمہ را درین بیت حمل بر معنی یاوہ نمودن ۔ ما صدق ہمان معنی است چہ جاے مواضع دیگر زیرا کہ در انجا قطعاً بدین معنی نسبت نمی توان کرد چنانکہ ہم خاقانی گوید (ب ۵) ایمہ نہ بغداد جاے شیشہ گران است ؛ بہر گلاب طرب فزاے صفاہان ؛ و امثال این بیت کہ از حد بیرون است در کلام فضلا وقوع یافتہ و تفسیر آن بیاوہ عین یاوہ است اما تحقیق آیمہ آنکہ لفظی است دال بر معنی استفہام و بلفظ آخر ازان تعبیر توان کرد بنا براین تفسیر معنی ہر دو بیت صحیح میشود و نیز می توان گفت کہ ایمہ مخفف این ہمہ باشد غایتش در بعض موارد مناسبت تمام ندارد (انتہی کلام القوسی) و باز فرماید کہ درین نظر است بچند وجہ اوّل آنکہ معنی استفہام در بیت اوّل خاقانی بہیچ وجہ درست نمی شود چراکہ جمع نہی کہ ہم انشاست یا استفہام کہ نیز انشاست در یک جملہ از اغرب غرایب و تجویز آن از مثل قوسی نہایت بعید و مخفف این ہمہ چہ قسم درست باشد زیرا کہ آیمہ بفتح اوّل روایت است و این ہمہ بکسر اوّل و بہر تقدیر تسلیم بمعنی این ہمہ در بیت خاقانی درست نمی شود (خاقانی ج ۵) بس مگو کایمہ ہمہ آدمی اند ؛ آدمی نیست کہ شیطان شیم است ؛ و نیز درین بیت سیف اسفرنگی (د ۵) گوہر عزم شکستہ شد ز فراقت ؛ ایمہ بصد پارہ شد کدام شکستہ ؛ پس قول رشیدی نیز کہ مخفف این ہمہ بمعنی یاوہ گفتہ درست بنا شد و صحیح بمعنی این چنین و ہمچنین بود و بحوالۂ جہانگیری گوید کہ در بیت اسفرنگی بمعنی اکنون گفتہ لیکن بفتح و در بیت اوّل خاقانی بہ معنی این چنین

گفتہ اما بکسر و این تفرقہ بیجا ست بلکہ خطا زیرا کہ در شعر اسفرنگی بہ معنی اکنون درست نمی شود و صحیح بہمان معنی اینچنین است و لفظی است علحدہ ۔ مخفف (این ہمہ نیست (انتہی کلام) صاحب ناصری فرماید کہ در بعضی فرہنگہا بمعنی ہرزہ و بیہودہ آمدہ ۔ صاحب شمس گوید کہ بفتح یکم و دوم و سوم در فارسی بیہودہ و یاوہ گو را گویند ۔ صاحبان رشیدی و جہانگیری و جامع و انند و بہار ہم ذکر این کردہ اند مولف عرض کند کہ محققین ہند تژاد را نمیرسد کہ بر خلاف زبامدانان روند ۔ صاحب برہان را واگذاریم اما از صاحب سروری و جامع قطع نظر نتوان کرد کہ فارسی ۔ زبان مادری ایشان است و ہر دو آیمہ را بہ معنی یاوہ گفتہ اند اگر ما خذ این معلوم نہ شود تو انیم گفت کہ اسم جامد است سند (الف) از فردوسی بدعوی شان دلیل باشد کہ ایمہ سخن در مصرع اولش بہ معنی (یاوہ سخن) باشد و ہمین معنی چسپان تر و مناسب تر است از دیگر معانی و سند (ب) از خاقانی متعلق بہ معنی اول بیان کردہ ماست کہ ترجمہ آن در عربی (ہا) باشد و این سند را برائے معنی یاوہ آوردن خطائے ماست و سند (ج از خاقانی) متعلق است بہ معنی چہارم کہ مرادف این باشد کہ می آید در مصرع اولش (ایمہ ہمہ) بمعنی اینہمہ باشد و سند (د از سیف اسفرنگی) متعلق است بمعنی سوم کہ مرادف اینچنین می آید و خان آرزو را ہم درین معنی کلام نیست ۔ مختصر اینست کہ بر اختلاف معانی اسنادیش شدہ بر خلاف اصل مقصد بحث کردن ایمگی است و ابلہی و شک نیست کہ بقول محققین تبریزی و کاشانی آیمہ بمعنی یاوہ آمدہ (اردو) یاوہ بقول آصفیہ ۔ فارسی ۔ صفت ۔ بیہودہ ۔ لغو ۔ پوچ ۔ ہرزہ ۔ نامعقول ۔ لچر ۔

(۳) ایمہ - بقول برہان بکسر اوّل یعنی این چنین وہمچنین است - صاحب رشیدی گوید که بفتح الف ومیم بمعنی این چنین وفرماید که ظاہر مخفف (این ہمہ) باشد بہار گوید که از بہت سیف الدین اسفرنگی بمعنی این چنین مستفاد میشود (و نقلش در بحث معنی دوم بر (د) گذشت) وبقول ناصری وجہانگیری وسروری وجامع وشمس ہم تصدیق معنی این چنین می شود و صاحب سراج ہم بصحّت این معنی اعتراف دارد **مولف** عرض کند که معنی اوّل اصلی است چنانکه از ماخذش پیداست ودیگر معانی مجاز آن باستثنائے معنی دوم وتحقیق ما این است ایمہ را بمعنی این چنین گیریم نہ همچنین که فرق نازک این ہر دو را صاحب برہان از دست داده است (اردو) ایسا - بقول امیر - ہندی - (ایدرش سے بگڑ کر بنا ہے جو سنسکرت میں انہیں معنوں میں ہے) اسقدر - اتنا - فقرہ امیر "ایسا مارا که ادھ موا کر دیا" - (برق ۵) اس بادہ کش کا جسم ہے ایسا لطیف وصاف ؛ زنّار پر گمان ہے موج شراب کا ؛

(۴) ایمہ - بقول بہار بالفتح بمعنی این که اسم اشارہ بقریب است - صاحب انند ہمزبان بہار وسند این ہمان است که از کلام خاقانی (ج) در بحث معنی دوم گذشت (اردو) دیکھو این

ایمہ دار استعمال - صاحب انند بحوالۂ غیاث بر ایمہ گوید که انچہ در کوا غذ اراضی واملاک نویسند که ایمہ داران پرگنۂ فلان) غلط است بجائے آن یمہ داران صحیح باشد

بدون الف اوّل چہ یمہ بکسر تحتانی وفتح میم در ترکی خوراک وروزینہ را گویند وایمہ بکسر الف ویائے تحتانی غیر ملفوظ وفتح میم ہم باین معنی آید واین تفاوت از تفاوت لہجہ

بعض ترکان استعمال مؤلف عرض کند کہ نمیدانیم کہ چون وجود آیمہ را ہم بہ معنی بیمہ تسلیم کردہ است پس چرا بر استعمال ایمہ داران حرف می نہند صاحب لغات ترکی ذکر یمہ بہ تفخیم کسرۂ یا و فتح میم و ہاے وقفی بہ معنی خوراک کند فارسیان الف وصلی در اولش زیادہ کردہ (ایمہ داران) معاشداران را گفتہ اند چنانکہ از فرامین شاہان سلف کہ بزبان فارسی است تصدیق این میشود ۔ پس آیمہ دار در فارسی زبان بہ معنی معاشدار باشد (اردو) معاشدار ۔

این بقول صاحب ضمیمۂ برہان (۱) ضد آن باشد ۔ صاحبان موید و شمس ہم ذکر این کردہ اند ۔ بہار فرماید کہ اسم اشارہ بقریب چنانکہ آن اسم اشارہ ببعید و فرماید کہ جمع ہر دو بالف و نون و ہا و الف نیز می آید و نیز فرماید کہ ہرگاہ کلمہ آیا در یا بر بالفظ این یا آن مقارن شود حرکت ما قبل الف خود شائع است و سکونش جائز ۔ (بابا فغانی ؎) بکوے درد نوشان می فشانم قطرۂ اشکے ؎ کہ از این خاک بوے مردم آزادی می آید ؎ (ابو طالب کلیم ؎) یک مرغ فارغ البال در این چمن ندیدم ؎ در قید دام اگر نیست در بند آشیانست ؎ صاحب انند فرماید کہ بالکسر لغت فارسی است مؤلف عرض کند کہ (بر اسماے اشارہ) اشارۂ این ہم کردہ ایم ۔ اسم اشارہ بقول صاحب تحقیق القوانین آنست موضوع بود بنا بر تعین مشار الیہ یعنی چیزے کہ بطرف اش اشارہ کردہ شود و چون مشار الیہ یا واحد باشد یا جمع و ہر یک از اینہا یا بعید بود یا قریب لہذا مقرر است

لفظ آن برائے مشار الیہ واحد بعید و این برائے مشار الیہ واحد قریب ولفظ آنہا و آنان برائے جمع مشار الیہ واحد بعید ولفظ اینہا و اینان برائے جمع مشار الیہ قریب لیکن استعمال آنہا و اینہا در ذوی العقول وغیر ذوی العقول بہر دو واقع است برخلاف آنان و اینان کہ در ذوی العقول مستعمل فقط و فرماید کہ باعتبار معنی حقیقی اشارۂ مشار الیہ باید کہ حسی باشد یعنی مشار بیکی از اعضائے ظاہری پس بعضی جا غیر حسی و متصور در ذہن بودنش بر سبیل مجاز باشد برخلاف مرجع ضمیر کہ آن بحسب حقیقت مشار یا اشارۂ ذہنی است نہ حسی و ہمین است در ضمیر و اسم اشارہ فرق معنوی و جائیکہ لفظ آن و چنان یا لفظ این و چنین ہم آیند در آنجا باید کہ لفظ لاحق را بمعنی مانند گیرند یا لفظ سابق را زاید شمارند چنانکہ (حزین ع) دل آن چنان و سینۂ سوزانم اینچنین ؛ (اردو) یہہ - بقول آصفیہ - ہندی - اسم اشارہ ایک لفظ ہی جو اشارۂ قریب کیواسطے آتا ہے - آس - سامنے کا - حاضر - موجود - جیسے یہہ مرد - یہہ عورت - یہہ بیل - یہہ کبوتر وغیرہ (غالب ۵) کیون رد قدح کرے ہے زاہد ؛ مے ہے یہہ مگس کی قے نہین ہے ؛

(۲) این بقول صاحب ضمیمۂ برہان بمعنی شک ہم آمدہ است - صاحبان موید و شمس بمعنی شکر نوشتہ اند **مولف** عرض کند کہ نمیدانیم کہ کاتب ضمیمۂ برہان شکر را شک نوشتہ است یا کاتبین موید و شمس شک را شکر کردہ اند - حیف است کہ ہر سہ محققین بالا از سند این ساکت و محققین دیگر انیعنی را ذکر نکردہ اند - معاصرین عجم

ہم بر زبان ندارند و در کلام متقدمین و متاخرین ہم استعمال این بدین معنی ندیدیم۔ مخفی مبادکہ این بفتح الف وسکون تحتانی ونون غنہ در ہندی زبان کلمہ ایست کہ برائے تعجب واستفہام وتنبیہ وتہدیدی آید اگر مقصود محققین بالا ازہمین استعمال باشد کہ ازان من وجہ شک ہم پیدا میشود۔ جا دارد وشک نیست کہ ماہمین کلمہ را در تقریر معاصرین عجم شنیدہ ایم وخیال ما این بود کہ سکونت ہند ایشانرا تعلیم این محاورۂ ہند کردہ است وقول شان است کہ در فارس ہم مستعمل۔ پس جزین بنا شد کہ فارسیان از کلمات ہندی این را گرفتہ اند وبہ تصرف خفیف در معنی مفرس کردہ (ارد و) این۔ بقول امیر۔ ہندی۔ ایک کلمہ ہے جو مختلف مقامات پر استعمال کیا جاتا ہے (۱) تعجب کی جگہ جیسے "محمد عاقل نے حیران ہوکر پوچھا" این کیونکر گئین کہاں گئین (۲) استفہام کی جگہ جیسے "این کیا کہا" **مولف** عرض کرتا ہے کہ یہہ استفہام شبہ و شک کی حالت مین ہے اور استعمال فارسی کا ترجمہ ہے (۳) تنبیہہ وتہدید کی جگہ جیسے "این تم نہین مانتے" "این تم کیا کرتے ہو"

(۳) این۔ بقول بہار بمعنی از برائے این مثل ازین۔ صاحب انند ہمزبان بہار۔ **مولف** عرض کند کہ صاحب موید گوید کہ (این ضد آن یعنی اتمام اشارت قریب است وہم از بہر کنایت (از نجہان) بود) مقصود موید جزین نیست کہ این کنایہ باشد از (از نجہان) کہ ذکرش بر معنی نجم می آید۔ پس صاحب بہار عجم از ہمین عبارت صاحب موید معنی (از بہر) پیدا کردہ باشد پس فارسی دانان واد تلاش طبیعت او وہند ایجاد او ست

وہم او بسند وعوا ے خود فرماید کہ مثل (ازین) یعنی بدنیوجہ کہ (ازین) بمعنی (از برا ے این) آمدہ خیال او انیست کہ (این) ہم معنی (از برا ے) دارد۔ فتامّل فی تأمّلہ بخیال ما کم غوری اوست و آین بمعنی (از برا ے این) ہرگز نباشد معاصرین عجم خندہ می زنند و محقّقین فرس ازین معنی سکوت ورزیدہ اند (اردو) اسلئے۔ اسواسطے۔

(۴) این۔ بقول بہار بمعنی چنین و از کلام ظہوری سند دہد (ے) عالی ہمّت بنا ے پستی نکند ؛ این طرح بچیز در از دستی نکند ؛ برخاستہ اند گاہ و ماہی بفغان ؛ چنگین ہستا بنا زمین نشستی نکند ؛ دیگر کسے از محقّقین فرس ذکر این نکرد۔ **مولّف** عرض کند کہ از سند پیش کردہ اش آین بمعنی چنین ظاہر میشود ولیکن آنانکہ ذوق محاورۂ فارسی دارند بخیال شان رآ۔ بعد لفظ طرح محذوف است و آین بمعنی اوّلش (اردو) ایسی ایسا۔ دیکھو ایسہ۔

(۵) این۔ بقول موئید کنایہ از ین جہان بود دیگر کسے از محقّقین فرس ذکر این معنی نکرد **مولّف** عرض کند کہ در ہمۂ مرکّبات کہ برسبیل کنایہ در ملحقات آین بمعنی دنیا می آید کلمۂ این داخل است و ہمین است چیزے کہ صاحب موئید را در غلط انداخت ورنہ مجرد آین بمعنی دنیا نیست و بنا شد حیف است کہ سندے پیش نکرد (اردو) دنیا۔ مونث

این آبگون پل	اصطلاح۔ بقول صاحب ہفت بکسر اوّل بمثناۃ تحتانی رسیدہ و نون زدہ اشارہ بفلک است دیگر کسے از محقّقین فرس ذکر این نکرد **مولّف** عرض کند کہ کنایہ باشد حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) دیکھو آسمان

پہلے معنے - امیر نے تشبیہات آسمان مین پل کا ذکر فرمایا ہے (ناسخ ۵) افق سے تا افق بس ایک ہی سطحہ ہے پانی کا ؛ ہمارے اشک کا دریا ہے عالم آسمان پل ہے ؛

این آتش ور | استعمال - بقول - صاحب شمس لغت فارسی است کنایہ از دنیا دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ بہ واو باشد نہ دال مہملہ - انجوف خطا طان صراحت این کردہ ایم و ور بقول برہان بہ واو مفتوح افادۂ معنی صاحب وخداوند - و دارندہ کند پس معنی لفظی این (این صاحب آتش) باشد - کنایہ لطیف نیست و تا آنکہ سند استعمال پیش نشود اعتبار را نشاید معاصرین عجم بر زبان ندارند - (اردو) دنیا - مونث -

اینان | بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر لغت فارسی است کہ جمع این باشد بہار و انند بذیل کلمۂ آین ذکر این کردہ - **مولف** عرض کند کہ ما ہم صراحت این در بحث آین کردہ ایم چنین نیست کہ الف ونون جمع بر آین زیادہ کردہ اند مخصوص است برائے ذوی العقول مقابل آنان - (اردو) یہہ لوگ - اسم اشارۂ قریب کی جمع - صاحب آصفیہ نے یے کا ذکر فرمایا ہے یہ کی جمع - لیکن محاورۂ حال مین (یے) متروک ہے -

این بارگاہ | اصطلاح - بقول ہفت بکسر اوّل بمثناۃ تحتانی رسیدہ وسکون نون وموحدۂ تحتانی بالف کشیدہ وراے مہملۂ ساکن وکاف پارسی بالف کشیدہ وہاے مدورۂ زدہ (۱) اشارہ بسوے فلک - صاحب انند فرماید کہ لغت فارسی است بمعنی (۲) این جہان و (۳) اشارت بسوے سینۂ زنان نیز معنی اوّل را

ترک کردہ ۔ صاحب موید ذکر این ہر سہ معنی کردہ
مولف عرض کند کہ استعارہ باشد بہر سہ
معنی کہ بارگاہ بقول برہان خیمۂ پادشاہان
وسلاطین آمدہ پس اشارہ اش بسوے
فلک و دنیا و پستان زنان نظر بتشبیہ بلندی باشد
وبس حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد
(اردو) (۱) دیکھو آسمان کے پہلے معنے ۔
(۲) دیکھو اچاک (۳) عورتون کی چھاتیان
صاحب آصفیہ نے پستان کا ذکر فرمایا ہے۔
فارسی ۔ اسم مونث ۔ چھاتی ۔ چوچی ۔ امیر نے
تشبیہات آسمان مین خیمہ کا ذکر فرمایا ہے
(ناسخ ۵) تیرے رہنے کو ای رفیع القدر
خیمۂ آسمان بلند ہوا ؛

این باغ اصطلاح ۔ بقول ہفت
کنایہ از دنیا ست ۔ صاحبان موید و
شمس ہم ذکر این کردہ اند ۔ **مولف**
عرض کند کہ استعارہ باشد کہ وجودش یعنی
حقیقی موجود است و نظر بر نیرنگی دنیا تشبیہ
استعارہ باشد (اردو) دیکھو اچاک ۔

این بہ بیداری است یارب یا بخواب
مقولہ ۔ صاحبان خزینۃ الامثال وامثال
فارسی ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ساکت
مولف عرض کند کہ این مصرعے است
از بیت مشہور ملا حسین واعظ کاشفی (صاحب
انوار سہیلی) کہ صورت مقولہ گرفتہ ۵ اینکہ می بینم
بہ بیداریست یارب یا بخواب ؛ خوشیتن را در
چنین نعمت پس از چندین عذاب ؛ فارسیان
این را بجائے استعمال کنند کہ خلاف توقع
چیزے بدست آید کہ حصول آن تعجب خیز
باشد (اردو) جب خلاف توقع کوئی
کامیابی ہوتی ہے تو فرط مسرت اور تعجب
کی حالت مین اہل دکن کہتے کہ "الٰہی خواب
تو نہین ہے"

این بیک انگشت او بستہ است مقولہ

بقول وارستہ وبحر یعنی بہ کمتر توجہ او سرانجام شود **مولف** عرض کند کہ مقصود ازین آنست کہ این کار وابستہ بیک انگشت اوست یعنی بیک ایما و اشارۂ انگشت او درست شود (اردو) دکن مین کہتے ہین "یہ تیرے اشارہ کا محتاج ہے" "تیرے ایک اشارہ پر کام نکلتا ہے" اسی طرح "انگلی ہلے تو بلا ٹلے" "انگلی ہلے تو بیڑا پار" "انگلی ہلے تو سب کچھ ہو جاتا ہے"

این پردہ اصطلاح - بقول صاحب موید (۱) کنایہ از آسمان و (۲) حجاب نفس - صاحب ہفت برمعنی اوّل قانع - صاحب شمس فرماید کہ (۳) کنایہ از دنیا باشد و معنی اوّل و دوم را ترک کردہ **مولف** عرض کند کہ استعارہ باشد حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) (۱) دیکھو آسمان کے پہلے معنے (۲) پردۂ دل - مذکر - جس سے وہ پردہ مراد ہے جو پہیڑے اور دل کے درمیان ہوتا ہے امیر نے تشبیہات آسمان مین پردۂ نیلگون کا ذکر فرمایا ہے -

این پردۂ دیرسال اصطلاح - بقول موید وہفت (۱) سپہر و (۲) دہر را گویند صاحب شمس ہمزبان موید **مولف** عرض کند کہ کنایہ باشد - حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) (۱) دیکھو آسمان کے پہلے معنے (۲) زمانہ دیکھو اچاک

این پردۂ نیلگون اصطلاح - بقول صاحب ہفت بکسر ہمزہ بمثناۃ تحتانی رسیدہ ونون زدہ پردۂ نیلگون معلوم - اشارہ بفلک است - صاحب موید ہم ذکر این کردہ **مولف** عرض کند کہ استعارہ باشد ومعنی لفظی این پردہ اینست کہ ہمرنگ نیلاست واز انکہ پردۂ نیلگون بہ معنی حقیقی ہم موجود است پس بہ تشبیہ نیلگونی فلک - فلک را استعارۃ

(این پردۂ نیلگون) توانیم گفت۔ حیف است
کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) دیکھو
آسمان کے پہلے معنے۔ دیکھو (این پردہ)

این پردۂ ہفت رنگ | اصطلاح۔
بقول صاحب ہفت بکسر اوّل بمثناۃ تحتانی
رسیدہ و نون زدہ (پردۂ ہفت رنگ)
معلوم (۱) کنایہ از فلک است و (۲) زمانہ
را نیز گویند۔ صاحب شمس گوید کہ بالکسر و بایا
و کاف فارسی است و تبرک معنی اوّل ذکر معنی
دوم کردہ فرماید کہ (۳) دنیا را نیز گویند۔ صاحب
موید ہم ذکر این کردہ و بر معنی دوم و سوم
قانع **مولف** عرض کند کہ بخیال ما استعارہ
باشد و معنی لفظی این پردۂ کہ ہفت رنگ
دارد وجودش بمعنی حقیقی مسلّم۔ پس بہ معنی
اوّل اشارہ بہ ہفت آسمان و بہ معنی دوم
اشارہ بہ نیرنگی زمانہ باشد و بمعنی سوم ہمان
معنی دوم کہ زمانہ و دنیا ہر دو یکی است

(اردو) (۱) دیکھو آسمان کے پہلے معنے
(۲) و (۳) دیکھو اچاک۔

این پشت کوز | اصطلاح۔ بقول ہفت
بکسر اوّل بمثناۃ تحتانی رسیدہ و نون زدہ
و ضم بائے پارسی و سکون شین منقوطہ و
کسر مثناۃ فوقانی و ضم کاف بواو رسیدہ و در آخر
ہوز زدہ کنایہ از فلک است۔ صاحبان
موید و شمس ہم ذکر این کردہ اند **مولف**
عرض کند کہ این استعارہ باشد بتشبیہی کہ
فارسیان صورت ظاہری فلک را خمیدہ
گیرند و معنی حقیقی این یعنی کسے کہ پشت او دوتا
بحال خود است ازین است کہ ما این را کنایہ نہ گفتیم
حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو)
دیکھو آسمان کے پہلے معنے۔

این پنج گنج | (اصطلاح) بقول موید
حواس خمسہ را گویند۔ صاحب ہفت فرماید
کہ کنایہ است از حواس خمسہ **مولف** عرض کند

که پنج گنج معروف از گنج ہاے حقیقی غیر موجود است
ازینجاست که این را استعارۃً گرفته اند حیف است
که سند استعمال پیش نه شد (اردو) حواس خمسه
کہہ سکتے ہین - صاحب آصفیہ نے حواس کا
ذکر فرمایا ہے - عربی - اسم مذکر - حاسّہ
کی جمع - انداے مدرکہ - قوتین - وہ قوّت
جو حس کرتی ہے آپ ہی فرماتے ہین حواس
گنتی مین دس ہین پانچ ظاہری جیسے قوّت
باصرہ - سامعہ - شامّہ - لامسہ - ذائقہ
اور پانچ باطنی - جیسے حسّ مشترک - خیال
وہم - حافظہ - متصرّفہ -

این پنج گنج باد آورده (اصطلاح)
بقول موید حواس خمسہ را گویند - صاحب
ہفت گوید که اشارہ بحواس خمسہ است ماصرا
این را اصطلاح (این پنج گنج) کرده ایم
حیف است که سند استعمال پیش نه شد -
وصفت آخرین زائد از ضرورت است

و دیگر کسے از محققین فرس ذکر این نکرد -
(اردو) دیکھو این پنج گنج -

این پیرزن اصطلاح - بقول موید دنیا
را گویند - صاحب ہفت فرماید که اشارہ
بدنیاست **مولف** گوید که استعارہ باشد
حیف است که سند استعمال پیش نه شد
(اردو) دیکھو اچاک -

اینت بقول برہان بکسر اوّل وسکون
ثانی ونون وفوقانی (ا) بمعنی اینت بفتح نونست
یعنی ترا این چنانکه گویند (اینت می رسد)
یعنی ترا این میرسد - صاحب سراج فرماید
که بیاے معروف ونون موقوف وفوقانی بمعنی
این ترا ست - صاحبان ناصری وانند
وہفت ہم ذکر این کرده اند **مولف** عرض
کند که متاخرین استعمال این کرده اند
بفتح نون وبسکون آن ہر دو چنانکه "اینت
کافی است" وحالا معاصرین عجم استعمال

نمی کنند و (این بتو) بر زبان شان است
(اردو) یہہ تمکو۔ جیسے یہہ تمکو کانی ہے۔
(۲) اینت بقول برہان بمعنی زہی و پہ پہ
صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی خہ خہ و لفظ
تحسین نیز می آید۔ خان آرزو در سراج
گوید کہ بمعنی زہی و خہ خہ کہ کلمہ تحسین است
مولف عرض کند کہ صاحب ہفت نسبت
حلیہ لفظ فرماید کہ بکسر اوّل و سکون یاے
حطّی و نون و شناۃ فوقانی زدہ باشد
پس جزین نیست کہ اسم جامد فارسی زبان
گیریم یا مفرّس۔ ترکیب این و تاے ضمیر
مخاطب و این بقول صاحب لغات ترکی
بہ تفخیم کسرۂ ہمزہ و کسر یاے حطّی و سکون
نون بہ معنی روشن۔ آمدہ پس اینت بمعنی حقیقی
روشنست۔ اشارہ باشد براے تحسین و
آفرین۔ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔
(اردو) زہی۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔
کلمۂ تعجب و تحسین۔ واہ وا۔ کیا کہنا ہے۔
(۳) اینت بقول ناصری گاہی افادۂ
معنی طعن و ملامت می کند (حکیم سنائی ؎)
اندران میدان کہ خود را اندر اندازد بجہود ؛
و ندران مجلس کہ بت رامی بسوزد برہمن ؛
اینت بے ہمّت شکرفے کو برون ناید زجان ؛
وانت بید ولت سوارے کو فرو ناید زتن ؛
(حکیم خاقانی ؎) جرم زشاگرد و بس عتاب
براستاد ؛ اینت براستاد از کیاے
سپاہان ؛ (حکیم سنائی ؎) اینت بے ہمّت
کہ در بازار صدق و معرفت ؛ روے
از عیسی بگرداند و سمّ خر گرفت ؛ (انوری
؎) نوحہ زار ہمی کردم و میگفتم واے ؛
اینت بے بیمی و باسیم ہمی آید بار ؛
مولف گوید کہ بمقام تف و حیف استعمال
شدہ دیگر ہیچ (اردو) تف بقول آصفیہ
۔ اردو۔ اسم مذکر۔ زوف۔ لعنت۔

ملامت - کلمۂ نفرین - اور حیف بقول آصفیہ عربی اسم مذکر - دریغ - افسوس - ہائے -

این تخم واین زمین مثل - صاحبان خزینۃ الامثال وامثال فارسی ذکر این کردہ اند واز معنی ومحل استعمال ساکت **مولف** عرض کند کہ فارسیان اگر از خاندان بزرگ نااہلے را بینند گویند (پناہ بخدا این تخم واین زمین) ہمچنان اگر از خاندان ارازل نامورے پیدا میشود گویند کہ (سبحان اللہ این تخم و این زمین) (اردو) دکن مین کہتے ہین "سبحان اللہ یہہ خاندان اور یہہ شیطان" یہ اس موقع پر کہا جاتا ہے جب کہ کسی شریف خاندان سے کوئی ظالم پیدا ہو - اسیطرح کہتے ہین "خدا کی قدرت شیطانون مین فرشتہ پیدا ہوا" یہہ اس موقع پر کہتے ہین جب کہ ایک ہلکی قوم اور خاندان مین ایک نامور شخص پیدا ہو -

این ترک سلطان شکوہ اصطلاح - بقول موید وشمس وانند وہفت اشارہ بآفتاب عالمتاب **مولف** گوید کہ سلطان شکوہ اسم فاعل ترکیبی است بہ معنی کسیکہ شان وشکوہش مثل ملوک وسلاطین باشد معنی لفظی این ترکے کہ شکوہ سلطان دارد وکنایہ باشد از آفتاب کہ مجرد وجودش عالمی را روشن کند - حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) دیکھو آفتاب کے دوسرے معنے -

این تنگ نشیمن نہنگ اصطلاح بقول صاحب شمس بالکسر وبا ہر دو کاف فارسی (۱) فلک راگویند وفرماید کہ بقول البعض (۲) بمعنی دنیاست **مولف** عرض کند کہ نشیمن بقول برہان کہ بر لفظ نشیم نوشتہ جا ومقام نشستن است مطلقاً وآشیانۂ مرغ نیز ونہنگ بقولش بروزن پلنگ جانوریست آبی بصورت سوسمار کہ طول بدنش تا شصت

گزیده شد - معنی لفظی این ننگے که نشیمن او
تنگ باشد و عادتاً نهنگ را که جانوری است
طویل نشیمن بزرگ باید پس فارسیان دنیا
را کنایتاً این نام نهاده اند که من وجه موافق
به قیاس است و برائے فلک درست نیست
باے حالِ طالب سند استعمال باشیم که
مجرد بیان صاحب شمس کنایه را روشن
نمیکند (اردو) دیکھو اچاک -

اینجا بمعنی این مقام و این منزل مرکب
از کلمهٔ این و لفظ جا - به معنی در اینجا مستعمل
و مقابل آنجا باشد که در حمد و ده گذشت
چنانکه انوری فرماید ؎ چون نهم سر در زمین
اینجا چنان دانم که پاے ؛ از ره رفعت
بر اوج آسمان آورده ام ؛ (اردو)
یہان - بقول آصفیه - هندی - تابع فعل
اینجا - اس جگه - ادهر - اس مقام پر -

اینجا حسب ننگنجد و اینجا نسب نه باشد

مقوله - صاحبان خزینة الامثال و امثال
فارسی ذکر این کرده اند ولیکن از بیان معنی
ساکت و صاحب محبوب الامثال در آخرین
بجاے (نباشد) (نماند) نوشته **مولف**
عرض کند که مقصود ازین آنست که در دنیا
حسب و نسب بکار نمی آید بلکه هنر ذاتی -
(اردو) بقول صاحب محبوب الامثال (ع)
آدمی وہ ہے کہ جس نے یان ہنر پیدا کیا ؛
دکن مین کہتے ہین "نسب سے کسب بھلا"

اینجا مقام دم زدن جبرئیل نیست

مثل - صاحبان خزینة الامثال و امثال
فارسی ذکر این کرده اند ولیکن از بیان معنی
ساکت **مولف** عرض کند که فارسیان چون
رفعت و شان حکم پادشاه بیان کنند که دیگر کسی
یکسر مو بر خلاف آن نمی تواند کرد این مثل را
زنند اگرچه معنی حقیقی این متعلق به شان
کبریائی است ولیکن به بیان جبروت حکمران

(۱۹۴۴)

صورت مثل گرفتہ (اردو) یہان کسیکو دم مارنے کی مجال نہین ؛ دکن مین یہہ اس مقام پر کہا جاتا ہے جبکہ فرمان شاہی کی تعمیل ہوئی ہو۔ صاحب آصفیہ نے (دم مارنیکی بات نہین) کا ذکر کیا ہے۔ یعنی خاموشی وصبر اختیار کرنے کی جاے ہے۔

اینجا موش بعصا راہ می رود مقولہ صاحبان خزینۃ الامثال وامثال فارسی ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ساکت مولف عرض کند کہ فارسیان چون دشواری امرے ونزاکت مقامی بیان کنند این مصرع را آرند مقصود آنکہ دشواری این مقام بغایتی است کہ اگر موش ہم درین راہ درآید بدون عصا راہ رفتن نمی تواند پس کار باحتیاط وحزم کردن لازم است۔ وقدم درین کار باحتیاط نہادن اولی (اردو) بڑے بڑے لوگ یہان پہونک پہونک کر قدم رکھتے ہین ؛ دکن مین یہ مقولہ اُس مقام پر استعمال کیا جاتا ہے جہان ہر قسم کے اندیشے ہون اور احتیاط سے کام کرنیکی ضرورت ہو۔ صاحب آصفیہ نے (پہونک پہونک کر پاون رکھنا) (پہونک پہونک کر قدم رکھنا) کا ذکر فرمایا ہے بہ معنی کمال احتیاط سے چلنا۔

این جامہ را بر قامت فلانی بریدہ اند مثل۔ بقول بہار یعنی لیاقت این کار ہمین او دارد وبس چنانکہ درین بیت مجرد ؎

ہر کس کہ لاف گوشہ نشینی زند خطاست ٭
این جامہ را بقامت عنقا بریدہ اند ٭ (سلیم)

؎ لباس فقر بر اندازۂ من است سلیم ٭
کہ جامہ ایست کہ بر قد من بریدہ خدا ٭

صاحب انند ہمزبان بہار۔ صاحب بحر این را (این جامہ بر ابر قامت فلانے بریدہ اند) آوردہ ودر معنی متفق باہا

(اردو) وہی اس کام کے لئے پیدا ہوئے ہین "بس یہ انہین کا کام ہے" وہ اسی کام کیلئے پیدا ہوے ہین "اون سے بہتر کوئی یہہ کام نہین کرسکتا" یہ انہین کا حصہ ہے"

این جبّہ ہزار میخ اصطلاح - بقول صاحب شمس کہ بذیل (این حصن ہزار میخ) آوردہ بمعنی فلک است وبعضی گویند کہ جبّہ درویشان باشد دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ معنی لفظی این تعلق بافلک ندارد وخرقہ درویشان را تواں گفت کہ باپارہ ہاے رنگارنگ

می دوزند حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد وکنایہ لطیف ہم نیست (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے اور بقول بعض گدڑی - بقول آصفیہ - ہندی - اسم مونث - دلق - خرقہ - فقیرون کا جُبّہ جس مین بہت سے پیوند رنگ برنگ کے لگے ہوے ہوتے ہین - ژندہ - بادامہ - پیوند لگا ہوا پرانا جامہ - گودڑی - گودڑ کا لباس (آتش ؎) وہ لعل لب ہے میرے شہنشاہ حسن کا ؎ سودے مین جس کے بکتی ہے گدڑی فقیر کی ؎

اینجو بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر وضمّ جیم تازی وسکون واو لغت فارسی است وآن نام پادشاہ خوارزم است دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ انجو بقول صاحب کنز بکسر الف وسکون نون وضمّ جیم عربی تبرکی زبان بمعنی لولو وجواہر آمدہ زیادت تحتانی باظہار مکسرہ باشد وصاحب کنز ذکر این ہم کردہ (اردو) اینجو فارسی مین ایک پادشاہ کا نام جو خوارزم کا والی تہا

اینجیدن بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالکسر لغت فارسی است بمعنی (۱) ریزہ ریزہ

کردن نان را و (۲) تباہ و ضائع نمودن کرم چیز را و (۳) برانگیختن و (۴) پریشان نمودن ۔ دیگر کسے از محققین مصادر ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ انجیدن بمعنی ریزہ ریزہ کردن و بیرون کشیدن بجاے خود ش گذشت و دیگر معانی بالا بر سبیل مجاز باشند اگر سند استعمال پیش شود تو انیم عرض کرد کہ فارسیان یاے تحتانی بعد الف زیادہ کردہ اند ہمچو آستادن و ایستادن (اردو) (۱) روٹی چورنا ۔ صاحب آصفیہ نے چورنا کے ذیل مین اس کا ذکر فرمایا ہے (۲) کیڑون کا کسی چیز کو ضائع کرنا اور ریزہ ریزہ کرنا ۔ تباہ کرنا (۳) برانگیختہ کرنا ۔ ابھارنا ۔ (۴) پریشان کرنا ۔

این چاہ بقول ہفت بکسر اوّل بمثناۃ تحتانی رسیدہ و سکون نون و جیم فارسی بالف کشیدہ و ہاے مدوّرہ زدہ اشارہ بدنیاست ۔ صاحب شمس ہم بذیل (این دائرہ) ذکر این کردہ **مولف** عرض کند کہ استعارہ باشد کہ دنیا ہم ہمچون چاہے محلّ خطر است (اردو) دیکھو اچاک ۔

این چاہ و این ریسمان مثل ۔ صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ساکت **مولف** گوید کہ چون کسے لاف امرے زند فارسیان این مثل را زنند و گویند "بسم اللہ کارے بکن و انچہ لافش میزنی ثبوتش دہ" مرادف (ہمین گو و ہمین میدان) کہ بجایش می آید یعنی ہر گاہ چاہ و ریسمان ہر دو موجود است اکنون کار با ختیار تست کہ آب بر داری و ثابت کنی کہ اہل آن باشی (اردو) جو کہتے ہو کر دکھلاؤ ۔ دکن مین مستعمل ہے صاحب محاورات ہند نے لکھا ہے "ہمین گوے ہمین میدان" "ترت ابھی امتحان"

ایچنین | بمعنی ہمچو این - مثل این ظہوری
گوید ؎ شد کار من زدیدۂ تر مشکل ایچنین ؛
پاے کسے نرفتہ فرو در گل ایچنین ؛ و این لفظ
مرکب است از (این) کہ بجایش گذشت و چنین
کہ بہمین معنی باشد چنانکہ ذکرش بجاے خودش
می آید مقابل آنچنان - صاحب تحقیق القوا
فرماید کہ جائیکہ لفظ آن وچنان یا این وچنین
بہم آید در انجا باید کہ لفظ لاحق را بمعنی مانند
گیریم یا لفظ سابق را زاید شماریم (اردو) ایسا۔
بقول آصفیہ۔ صفت - مانند اس قسم کا۔
اس طرح کا -

ایچنین سان | (اصطلاح) بقول بہار
بہ معنی اینگونہ (میر معزی ؎) بود دستور
ومشیر پدرت خواجہ نظام ؛ فخر ملک است
کنون پیش تو دستور ومشیر ؛ ایچنین سان
کہ وزیر است پسر پیش پسر ؛ ہمبران سان
کہ پدر پیش پدر بود وزیر ؛ **مولف**
گوید کہ از (ایچنین سان) معنی (مثل این زمان
وچنانکہ درین عہد) پیدا می شود (اردو)
جیسا کہ اسوقت جیسا کہ اس زمانہ مین -

این حصن ہزار میخ | (اصطلاح)
بقول صاحب ہفت وشمس فلک را گویند
صاحب موید بحوالۂ قنیہ فرماید کہ اشارہ
بسوے فلک باشد وبعضی گویند کہ اشارہ
بسوے شب (انتہی) **مولف** عرض کند
کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد
واین کنایہ باشد ومراد از ہزار میخ سیارگان
(اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے - امیر نے
تشبیہات آسمان مین حصار - حصار فیروزہ
حصار کبود - حصار معلق کا ذکر کیا ہے -

این خاک تاریک | (اصطلاح)
بقول ہفت وشمس (۱) اشارہ بسوے
زمین و (۲) قالب بشر - صاحب موید
برمعنی دوم قانع **مولف** عرض کند کہ طالب

سند باشیم وبخیال ما کنایہ باشد ومناسب ترا است کہ دنیا را گوئیم (اردو) (۱) زمین مونث - (۲) انسان کا قالب - انسانکا بدن - جسم - مذکر -

این خاک تیرہ (اصطلاح) بقول موید وشمس وہفت وانند اشارہ بسوے قالب بشر است **مولف** عرض کند کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد - کنایہ باشد ومراد ف معنی دوم اصطلاح گذشتہ (اردو) دیکھو این خاک تاریک کے دوسرے معنے -

این خاکدان (اصطلاح) بقول بہار وانند کنایہ از دنیا دمیرزا صائب ؎ بیک ہوا نبود چون کمان دو خانہ او ۔ خوشا کسے کہ ازین خاکدان چو تیر گذشت **مولف** عرض کند کہ بخیال ما استعارہ باشد (اردو) دیکھو اچاک -

این خاک گون (اصطلاح) بقول ہفت بکسر ہمزہ بمثناۃ تحتانی رسیدہ ونون زدہ وخاک گون معلوم - کنایہ از فلک است دیگر کسے از اہل لغت ذکر این نکرد - **مولف** عرض کند کہ معنی حقیقی این چیزے کہ رنگ خاکی دارد وبہ معنی اصطلاحی استعارہ باشد - حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے -

این خانہ تمام آفتاب است مثل - صاحبان خزینۃ الامثال وامثال فارسی واحسن ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ساکت **مولف** عرض کند کہ فارسیان این مثل را در مدح خانوادۂ زنند کہ ہر فرد آن لائق وفائق باشد یا حسین وخوبرو وغیر ذالک وگاہے بطور ہجو ملیح ہم بحالت زشت روئی وحمق وغیرہ کہ در جمیع افراد این یافتہ شود (اردو) یہی فارسی مثل اردو میں

مستعمل ہے جناب امیر مینائی مغفور نے اسکو امیر اللغات مین لکھا ہے یعنی گہر کا ہر شخص لائق و فائق اور قابل تعریف ہے کبھی واقعی تعریف اور کبھی ہجو ملیح کے طور پر کہتے ہین۔

این خشن ہزار میخ (اصطلاح) بقول ہفت بکسر اول وسکون ثناۃ تحتانی ونون زدہ وفتح خاے منقوطہ وشین قرشت ونون زدہ بمعنی آسمان است۔ صاحب موید بذیل (این خشن ہزار میخ) بحوالہ ادات ذکر این ہم کردہ فرماید کہ مرادف اوست ونیز فرماید کہ بدانکہ اطلاق لفظ خشن بر سپہر در کلام خاقانی نیز آمدہ چنانکہ (ع) تیر باران سحر دارم سپر چون نفگند ۔ این کہن گرگ خشن بارانی از غوغاے من ۔ یعنی فلک زیرا کہ آن درشت است وہزار میخ کنایہ از ستارگان است ونیز ہزار میخ نوعے از اسلحہ کہ ہمچو سیاہہ میشود و مانند دلق و خرقۂ درویشان و می تواند بود کہ لفظ خشن از خطاے کاتب باشد (انتہی کلامہ) **مولف** عرض کند کہ در کلام خاقانی اطلاق لفظ خشن بر سپہر نیست بلکہ (گرگ کہن خشن بارانی) فلک را گفتہ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے۔

این خم آہن گون (اصطلاح) بقول موید کنایہ از آسمان است دیگر کسے ذکر این نکرد **مولف** عرض کند کہ موافق قیاس باشد حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے۔ امیر نے تشبیہات آسمان مین خم اور خم لاجورد کا ذکر کیا ہے (ناسخ ع) میکشور وز ازل سے مین وہ صاحب ظرف ہون ۔ جس کے اک پیمانہ سے خالی خم گردون ہوا ۔

این خیلگی کاریست مقولہ۔ بقول وارستہ وبہار وبحر وانند یعنی عظیم کاریست

وشکل امرے (خان خالص ۵) ہر کسے
با بیقراران برنمی آید بزور پکشتن ما خیلگی کارِ ست
سیا بیم ما ۔ (اردو) یہ بہت مشکل کام ہے۔

این دامگاہ (اصطلاح) بقول مؤید
وہفت کنایہ از دنیا باشد ۔ صاحب شمس بذیل
(این کارگاہ) ذکر این کرد ہ **مولف** عرض
کند کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد
(اردو) دیکھو اچاک ۔

این دائرہ (اصطلاح) بقول شمس
کنایہ باشد از دنیا دیگر کسے از اہل لغت ذکر
این نکرد ۔ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد
وبخیال ما استعارہ باشد نہ کنایہ (اردو)
دیکھو اچاک ۔

این دائرۂ دیرپاے (اصطلاح)
بقول مؤید (۱) دہر ۔ واین را دیرپاے
گفتہ است بہ نسبت موجودات دیگر کہ درست
از حیوانات و نباتات وبحوالۂ شرح مخزن

فرماید کہ این دائرہ (۲) اشارت بفلک است
بہ سبب طول مدت وخلقت آدمی ۔ گویند
از آفرینش آسمان وزمین بر قول حکما و
اصحاب زیج وصاحب کفایہ یک لک ہشتاد
ہزار چہار صد ونود وشش سال است
وبر قول حکماے ہندی ہشت لک ونود
ہزار وچہار صد ونود وپنج سال است وہر
فلک تا قیامت خواہد بود بدین سبب دیرپاے
گفت وبحوالۂ تنزیل آوردہ کہ بعض میگویند کہ
انچہ فرود فلک قمر است عالم کون وفساد است
وانچہ بالاے فلک قمر است عالم بقا وثبات
وبعد چہل ونہ ہزار سال قیامت عظمی میشود
ودر قیامت عظمی زمین بیکبار در زیر آب فرو رود
وآب محیط خاک گردد وبعد از مدتے آن
نیمہ دیگر کہ در آب بود پیدا آید (تم کلام التنزیل)
ومنقل این فرماید کہ ازین لازم نمی آید کہ
آسمان جاوید خواہد ماند میتواند کہ بعد از

چند گاہ یک قیامتی این چنین آید کہ آسمان ہم نماند چنانچہ از قرآن ہم معلوم میشود واذا السماء انفطرت واذا السماء انشقت و مانند آن در قرآن بسیار است و روز قیامت را نداند مگر خدائے تعالی (انتہی) صاحبان اند وہفت ہمزبان موید۔ صاحب شمس برمعنی اول قانع مولف عرض کند کہ دیر پا صفت دائرہ باشد وعیبے ندارد اگر از فلک و دنیا کنایہ گریم۔ (اردو) (۱) دیکھو اچاک۔ (۲) دیکھو آسمان کے پہلے معنے۔ امیر نے تشبیہات آسمان مین دائرہ مینا کا ذکر کیا ہے۔

این دختر (اصطلاح) بقول شمس سہ ستارہ کہ متصل یکدیگر بنات النعش اند دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد مولف عرض کند کہ بخیال ما غلطی کاتب مطبع باشد کہ (این سہ دختر) را کہ می آید (این دختر) نوشت دیگر ہیچ (اردو) دیکھو این سہ دختر۔

این دژ روئین (اصطلاح) بقول موید وہفت کنایہ باشد از فلک مولف عرض کند کہ دژ بکسر اول وسکون ثانی بقول برہان قلعہ وحصار را گویند وروئین بقولش با ثانی مجہول و یاے حطی بروزن روزین ہر چیز را گویند کہ از فلزات ساختہ باشند (انتہی) یعنی بزیادت تحتانی و نون نسبت در آخر روے کہ یکے از فلزات است آہن یا قلعی گداختہ روئین شد یعنی منسوب بہ یکے از فلزات مذکور پس (این دژ روئین) یعنی این قلعہ مسی یا این قلعہ قلعی گداختہ باشد وچون فلک مشابہ قلعہ ایست وہمرنگ قلعی گداختہ بنائر علیہ فارسیان فلک را (این دژ روئین) گفتند برسبیل کنایہ۔ حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے۔

این دست را مباد بآن دست احتیاج

مقولہ ۔ صاحبان خزینہ و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از بیان معنی و محل استعمال سکوت ورزیدہ **مولف** عرض کند کہ چون فارسیان کسے را در عالم احتیاج بینند بہ ندمت احتیاج این مقولہ را استعمال کنند و این دعائے است کہ خداوند کریم کسے را محتاج نکند (اردو) دکن مین کہتے ہین " خدا کسیکو محتاج نکرے "

این دعا از من و از جملہ جہان آمین باد

مقولہ ۔ صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت **مولف** عرض کند کہ فارسیان چون برائے ممدوحے دعا کنند بہ ختم دعا این مقولہ را استعمال کنند (اردو) جب کسی کے حق مین کوئی دعا دیتا ہے تو ختم دعا پر حاضرین مجلس سے کہتا ہے کہ آمین کہو (خزین ع) پن دعا مانگون تم کہو آمین ؛

این دغل دوستان کہ می بینی
نگسانند گر دشیرینی۔

مقولہ ۔ صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی ذکر این کردہ اند و از بیان معنی و محل استعمال ساکت **مولف** عرض کند کہ فارسیان این مقولہ را در مذمت دوستان دغاباز و ناراست میزنند کہ اعتماد بر ایشان نباید کرد (اردو) دکن مین کہتے ہین " دسترخوان کے بلاؤن سے بچو " یعنی ان دوستون سے پرہیز کرو جو خود غرض اور جھوٹے ہین ۔ نیز کہتے ہین " خود غرض دوستون کو منہ نہ لگاؤ "

این دو خواہر (اصطلاح) بقول مؤید اشارہ بسوے دو ستارہ است کہ عرب آن را اختا سہیل گویند ۔ صاحب ہفت ہم ذکر این کردہ و صاحب شمس این را بذیل

این دو دختر آوردہ کہ می آید **مولف** عرض کند کہ حیف است کہ سند استعمال این پیش نہ شد۔ بخیال ما این استعارہ باشد (اردو) این دو خواہر فارسی ہین اُن دو ستارونکو کہتے ہین جن کو عربی مین اختاسہیل کہتے ہین۔

این دو دختر (اصطلاح) بقول شمس دو ستارہ کہ عرب آن را اختاسہیل گویند مراد ف این دو خواہر کہ گذشت دیگر کسے از اہل لغت ذکر این نکرد (اردو) دیکھو این دو خواہر۔

این دو رنگ (اصطلاح) بقول شمس و موید بالکسر و با کاف فارسی یعنی روزگار ابلق۔ صاحب ہفت گوید اشارہ بہ روزگار است کہ روز و شب با شد **مولف** عرض کند کہ از لیل و نہار زمانہ دو رنگی او پیدا است پس کنایہ باشد از دنیا (اردو) دنیا۔ مونث۔ زمانہ۔ مذکر۔

این دو رنگی و رومی (اصطلاح) بقول شمس (۱) کنایہ از روز و شب و (۲) پیری و جوانی و (۳) نیک و بد انیز گویند۔ صاحب موید و ہفت بر معنی اول و دوم قانع **مولف** عرض کند کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد و بخیال ما استعارہ باشد بہ تشبیہ سیاہ و سپید کہ زنگی سیاہ رنگ است و رومی سپید رنگ۔ مثل روز و شب و (پیری و جوانی باعتبار موے) مجرد بیان صاحب شمس نسبت معنی سوم اعتبار را نشاید۔ (اردو) (۱) رات دن۔ لیل و نہار۔ مذکر۔ (۲) جوانی بڑہاپا (۳) نیک و بد۔ مذکر۔

این دو سہ چنیر (اصطلاح) بقول ہفت بکسر اول و سکون مثناۃ تحتانی و نون و ضم دال ہملہ بہ واو رسیدہ و کسر سین ہملہ و ہاے مدورہ زدہ و فتح جیم پارسی و سکون

نون وفتح موحدہ تحتانی وراے مہملہ زدہ کنایہ از افلاک است ۔ صاحب موید فرماید کہ افلاک راگویند **مولف** عرض کند چنبر بقول برہان محیط دائرہ راگویند مطلقاً اعم از چنبر دف وچنبر گردن وافلاک وغیرہ وبہ معنی حلقہ ہم آمدہ است پس این دو سہ چنبر بمعنی این دو سہ حلقہ باشد وکنایہ باشد از افلاک زیرا کہ آنہم بصورت حلقہ ومحیط بر زمین است لفظ دو سہ براے تعداد نیست بلکہ براے اندازۂ قلت است بہ معنی چند حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) دیکھو افلاک

(الف) این دو سہ ویرانہ (اصطلاح) بقول شمس (۱) اقالیم سبعہ و (۲) حواس خمسہ رانیز گویند دیگر کسے از اہل تحقیق فارسی ذکر این نکرد بلکہ صاحبان موید وہفت.... **(ب) این دوسہ ویرانہ دہ** را بہ معنی اول ذکر کردہ اند حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد ۔ نسبت معنی دوم مجرد بیان صاحب شمس اعتبار را نشاید وجز این نیست کہ این را استعارہ گیریم ومراد از (دوسہ) بیان قلت است بہ معنی چند ۔ (اردو) (الف وب) (۱) ہفت اقلیم ۔ بقول آصفیہ اسم مونث ۔ سات ولایت ۔ کل دنیا ۔ (دنیا کی وہ تقسیم جو حکماے سابق نے سات مشہور بیابانوں یا اون خطوط سے کی ہے جن سے ربع مسکون کا عرض معلوم کیا جاتا ہے اور زمین کے سات حصہ کر دئے ہیں مگر اب زمین کل پانچ بڑے براعظموں پر تقسیم کی گئی ہے) (۲) دیکھو این پنج گنج ۔

این دو کلہ دار (اصطلاح) بقول اند وموید وہفت بہ کاف تازی لغت فارسی است کنایہ از مہر وماہ باشد صاحب شمس این را (این دو کلمہ دار) نوشتہ وغلطی کتابتش بیش نیست کہ کلہ را

بزیادت میم کلہ نوشت مولف گوید کہ کلہ دار مخفف کلاہ دارہست و کلاہ دار یعنی صاحب تاج یعنی بادشاہ پس این کنایہ خلاف قیاس نیست ولیکن حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) آفتاب - مذکر - دیکھو آفتاب کے دوسرے معنے - چاند - مذکر -

این دو مریخ ذنب فعل وزحل سیما (اصطلاح) بقول موید بحوالہ قنیہ اشارہ بسوے دو حلقہ زاولانہ است دیگرے از اہل لغت ذکر این نکرد مولف گوید کہ زاولانہ بقول برہان بند آہنی است کہ بر پاے ستوران دگر یزپایان گذارند (الخ) پس بدینوجہ کہ بند آہنی جفت باشد وآن را بر دو پاے انسان می گذارند فارسیان آزاد و مریخ نام نہادند و (ذنب فعل) و (زحل سیما) صفت درخوست (اردو) بیڑیاں - صاحب آصفیہ نے بیڑی کا ذکر کیا ہے - ہندی - اسم مونث جولان - زنجیر پا - سلاسل - وہ لوہے کی زنجیر جو مجرموں کے پاؤں میں ڈالتے ہیں -

این دو منزل (اصطلاح) بقول موید شمس وہفت اشارہ بدنیا وعقبیٰ مولف عرض کند کہ کنایہ ایست مرادف دو جہان بخیال ما عالم عدم و وجود را این نام مناسب تر بود زیرا کہ منزل - مقام سکونت دائمی نباشد وعقبیٰ را منزل گفتن قابل غور - حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) دنیا و آخرت - مونث -

این دہ دیوان (اصطلاح) بقول موید وہفت اشارہ بدنیا مولف عرض کند کہ اگر دہ را بالفتح گیریم از قبیل دہ روزہ باشد کہ دنیاے دہ روزہ گویند یعنی کم مدت وغیر بقا - یعنی مقامی کہ چند تا دیوان دارد وبس واگر بالکسر خوانیم قلب اضافت باشد بمعنی این دیوان دہ - ومقصود از تحقیر و

کنایہ از دنیا۔ حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) دیکھو اچاک۔

این دہ ویران (اصطلاح) بقول مؤید وہفت بکسر دال مہملہ اشارہ بدنیا مؤلف عرض کند کہ دنیا را کہ آبادیش غیر مستقل است وفانی تحقیراً دہ ویران نام کردند و این استعارہ باشد و مرکب توصیفی حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) دیکھو اچاک

این دہ ویرانہ (اصطلاح) بقول مؤید وہفت (۱) اشارہ بدنیا و (۲) قالب زہاد را نیز گویند۔ صاحب شمس ہم بذیل این دائرہ ذکر این کردہ و در بیان معنی متفق با مؤید مؤلف گوید کہ وجہ تخصیص بہ زہاد ہیچ معلوم نہ شد اہل تحقیق مجرد (دہ ویران) را یعنی دنیا و قالب انسان آوردہ اند کہ بجا بیش می آید۔ باے حالی مرکب اضافی است بہ معنی دہے کہ از ویرانہ باشد یا مرکب توصیفی بہ معنی دہے کہ منسوب بہ ویران است یعنی مراد از (دہ ویران) مقصود از تحقیر و بہر دو صورت کنایہ باشد برائے دنیا و قالب انسان۔ حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) (۱) دیکھو اچاک (۲) آدمی کا بدن۔ آدمی کا جسم۔ مذکر۔

این را بکسے گو کہ ترا نشناسد مقولہ۔ صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی واحسن ومحبوب الامثال ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ساکت مؤلف عرض کند کہ فارسیان این مقولہ را بجا کسے زنند کہ بہ لاف گزاف حرف زند در مجلسے کہ مجلسیان از عادت او خبر دارند (اردو) یہہ داؤ پیچ اُن سے کرو جو تمہیں نہیں جانتے۔ صاحب محبوب الامثال نے اس کا ذکر کیا ہے۔

این را نیامدہ ام (مقولہ) بہار گوید یعنی این را ے من نیست مثلاً چند نفر

باہم نشستہ باشند وہمہ بگویند کہ امروز بباغ
می رویم ویکے از ان بیاید وبگوید کہ این را
نیامدہ ام وفرماید کہ از اہل زبان تحقیق
پیوستہ ۔ صاحب اند ہمزبان بہار **مولف**
عرض کند کہ مرادف (از برائے این نیامدہ ام
مقصود از انکار و اظہار اختلاف باشد
معاصرین عجم ہم برزبان دارند (اردو)
مین اسلئے نہین آیا ہون ۔ یعنی مین وہ کام
نہ کرونگا جو آپ کرنا چاہتے ہین ۔

این روزگار رفتگان (استعمال)
بقول شمس کنایہ از بے دولتان و دیگر کسے
از محققین فارسی زبان ذکر این نکرد **مولف**
گوید کہ روزگار بمعنی زمانہ ونیز بمعنی شغل و
نوکری بجائے خودش می آید ۔ پس جا دارد
کہ روزگار رفتگان مفلسان را گوئیم ۔ معاصرین
عجم برزبان ندارند وسند استعمال پیش نہ شد
و در اکثر لغات بے تحقیقی صاحب شمس اظہر من الشمس است

بیچارہ ندانست کہ ضرورت اسم اشارہ با
این نبود کہ بدون آن ہم معنی لفظی پیدا می شد
وجز این نیست کہ ایجاد بندہ باشد باتمہید
کنایہ (اردو) یہہ بے روزگار لوگ ۔

این روم وحبش (اصطلاح) بقول
شمس وہفت بمعنی (۱) روز وشب و (۲) سپید
وسیاہ و (۳) روے وموے ۔ صاحب
موید بحوالۂ قنیہ ذکر این کردہ وبرمعنی دل قانع
مولف گوید کہ جا دارد کہ بہ معنی اول ودوم
این را مرادف (این دوزنگی و رومی)
گیریم کہ بجایش گذشت وبرائے معنی سوم مشتاق
سند باشیم (اردو) (۱) دن رات (۲)
سپید وسیاہ (۳) چہرہ اور بال ۔

این زال ابرو (اصطلاح) بقول
موید وہفت کہ بحوالۂ قنیہ آوردہ اشارہ است
بسوے آسمان **مولف** گوید کہ کنایہ باشد
کہ ابروے سپید از ہلال دارد وزال در اینجا

مجازاً بمعنی سپید۔ باید که بدون اضافت خوانیم (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنی۔

این زال رعنا اصطلاح۔ بقول مؤید اشارت بسوے دنیاست **مؤلف** گوید که کنایه باشد دیگر هیچ نظر بر کهن سالی دنیا آنرا بزال تشبیه دادند و بدین وجه که رعنائی او مسلّم است بنظر دنیاداران که زیبا و خوشنما است (زال رعنا) گفتند (اردو) دیکھو اچاک۔

این زال عقیم اصطلاح۔ بقول مؤید دنیا را گویند صاحب انند بحوالهٔ فرهنگ فرنگ این را آورده فرماید که بزاے هوّز لغت فارسی است و کنایه باشد از دنیا صاحبان شمس و هفت هم ذکر این کرده اند **مؤلف** گوید که زال بمعنی پیرزن است و عقیم بمعنی نازاینده دنیاداری که این زال را میگیرد نتیجهٔ او بے حاصلی است که بار و ربنی شود از اینجاست که فارسیان بر سبیل کنایه دنیا را بدین اسم مرکّب موسوم کردند (اردو) دیکھو اچاک

این زال مستحاضه اصطلاح۔ بقول مؤید و انند و هفت دنیا را گویند **مؤلف** عرض کند که زال بمعنی پیرزن مستحاضه بقول صاحب منتهی الارب زنے که خون آید او را از رگ عاذل نه از حیض و بقول صاحب غیاث بالضم زنیکه او را زیاده از ایام حیض خون آید انتهیٰ و ظاهر که زن مستحاضه ناپاک باشد بسبب کثرت سیلان خون پس فارسیان بر سبیل کنایه دنیا را بدین نام موسوم کردند (اردو) دیکھو اچاک

این زمان استعمال بمعنی این وقت و این ساعت و ترجمهٔ الحال و مقابل آنزمان و مرادف اکنون که بجایش گذشت (عرفی ؎) فتاد چشم تو بیمار و ترک عشوه گرفت ز پشت پاے برآرد سر این زمان نرگس ز

(اردو) دیکھو اکنون۔

این زن اصطلاح۔ بقول مؤید دنیا را گویند دیگر کسی از محققین فارسی ذکر این نکرد حیف است کہ سندے پیش نشد وجز این نسبت کہ استعارہ باشد (اردو) دیکھو اچاک۔

این زور اصطلاح۔ بقول شمس اشارہ بہ دنیاست **مؤلف** گوید کہ زور بہ زاے ہوز مضموم بقول منتخب بالضم بمعنی دروغ وچون دنیا ہم ناراست است برسبیل کنایہ بدین نام موسم کردند بدون سند استعمال مجرد بیان صاحب شمس از اعتبار ساقط۔ (اردو) دیکھو اچاک۔

این سادہ دشت اصطلاح۔ صاحب ہفت فرماید کہ عالم ناسوت را مانند زیرا کہ درین عالم ہیچ نیست ہرچہ ہست دران عالم است وبقول بعض گوید کہ آسمانِ دنیا را مانند کہ درین ہیچ ستارہ نیست وستارگان ہمہ در فلک البروج اند وآن فلک ہشتم باشد دیگر کسے از اہل لغت ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ کنایہ باشد وبس۔ قلب اضافت (اردو) عالم ناسوت بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ دنیاے فانی۔ عالم اجسام اور بقول بعض پہلا آسمان جس پر قمر ہے۔

این سبز طاؤس اصطلاح۔ بقول مؤید فلک را گویند صاحب ہفت ہمزبانش **مؤلف** گوید کہ استعارہ باشد وبس۔ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنی۔ امیر نے تشبیہات آسمان مین طاؤس آبگون۔ طوطی طاؤس پر۔ کا ذکر کیا ہے۔

این سبز طشت اصطلاح۔ بقول مؤید اشارت بسوی فلک است صاحب ہفت ہم ذکر این کردہ **مؤلف** عرض کند کہ کنایہ (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنی۔

امیر نے تشبیہات آسمان مین طشت کبود
کا ذکر فرمایا ہے۔

این سبو گر نشکند امروز فردا بشکند مثل۔ صاحبان خزینۃ الامثال واشال فارسی ومحبوب الامثال ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ومحل استعمال ساکت

مؤلف عرض کند کہ چون فارسیان بینند کہ سعی در اخفاے رازے وچیزے می کنند کہ بد باشد این مثل را زنند وبجائی کہ اسباب خرابی را جمع بینند ہم این را استعمال کنند۔

(اردو) بقول صاحب محبوب الامثال "بکرے کی مان کب تک خیر منائیگی" "کاغذ کی ناؤ آج نہ ڈوبی کل ڈوبیگی"۔

این ستم کدہ اصطلاح۔ بقول بہار و انند اشارہ بدنیا (میرزا صائب ؎)

جنون دوری من بیش میشود از سنگ
بدین ستمکدہ حاصل فلاخن است مرا

مؤلف

عرض کند کہ کنایہ باشد کہ دنیا جاے ستم است۔

(اردو) دیکھو اچاک۔

این سرش و آن سرش استعمال بہار گوید کہ در اصطلاح کشتی گیران است کہ کہنہ سوار حریف غالب را گوید (این سرش کن و آن سرش کن) یعنی این طرف و آن طرف بگردان تا از پا در آید و فرماید کہ این از اہل زبان بتحقیق پیوستہ وارستہ وصاحبان بحر و انند ہم ذکر این بمتابعت بہار کردہ اند

مؤلف عرض کند کہ این سر و آن سر۔ بمعنی این سو و آن سو باشد دیگر ہیچ و مخصوص باکشتی گیران نباشد بہر جا و موقع مناسب استعمال این می شود و ضرورت نداشت کہ این را باشین ضمیر بیان کنیم۔ (اردو) اِدہر اور اودہر۔

این سر و آن سر استعمال بقول بحر و بہار و وارستہ و انند یعنی ازین سر تا آن سر۔

(میر نجات ۵) خوش بود گوشۂ زندان بمن
زندانی ۔ این سرو آن سرگلزار بگل ارزانی ۔
(اردو) اس سرے سے اوس سرے تک۔

این سگ نشیمن نهنگ اصطلاح۔ بقول مؤید کنایہ باشد از فلک دیگر کسے از اہل لغت ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و بخیال ما قلب اضافت (این نهنگ سگ نشیمن) باشد و کنایہ از فلک کہ بظاہر همچو سگے است بی خطر و فی الحقیقت نهنگ خطرناک و (سگ نشیمن) اسم فاعل ترکیبی است (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنی

این سواد اصطلاح۔ بقول مؤید بمعنی این جہان **مؤلف** گوید کہ صاحب شمس (این سوار) برائے قرشت بہمین معنی آوردہ است تحریف کاتبین بیش نباشد کہ سواد بالفتح لغت عربست بقول منتخب بمعنی دہ ہائے شہر و بقول صاحب غیاث حوالی شہر و نواحی آن پس جز این نیست کہ این استعارہ باشد (اردو) جہان۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ دنیا۔ عالم۔ پرتھی۔ سنسار۔ جگت۔ گیتی۔ **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ یہہ فارسی زبان کا لفظ ہے۔ جو اردو مین مستعمل ہوا ہے۔

ایینسه بقول برہان بکسر اول وسکون ثانی و فتح ثالث وسین بے نقطہ ہر چیز بستہ را گویند کہ بدشواری واشود و دیر حل گردد و فرماید کہ ظاہرا این لغت با انیسہ کہ با نون و یاے حطی است تصحیف خوانی شدہ باشد و اصل این لغت انبستہ بروزن برجستہ است چنانچہ در بیان ہمزۂ با نون گذشت صاحب جامع فرماید کہ با سین چو ہمزہ ہر چیز بستہ کہ بدشواری منحل و کشادہ گردد گویا انبستہ و مشتبہ شدہ صاحب ہفت ہم ذکر این کردہ

مؤلف عرض کند اگر سند استعمال این پیش شود توانیم عرض کرد کہ بدل بعض انیسہ باشد وحالا رجحان ما ہم بسوے تصحیف است۔ (اردو) دیکھو انبستہ۔

این سہ جوہر اصطلاح۔ بقول صاحب شمس جوہر حیوانی و نباتی و کانی۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد مؤلف عرض کند کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد اگر پیش شود توانیم عرض کرد کہ کنایہ باشد۔ (اردو) جوہر حیوانی و نباتی و جمادی۔ مذکر

این سہ دختر اصطلاح۔ بقول مؤید وہفت کنایہ از سہ ستارہ کہ متصل بہ بنات النعش است مؤلف عرض کند کہ مقصود شان خرین نباشد کہ سہ ستارہ کہ متصل بہ نعش است آنرا فارسیان (این سہ دختر) گفتہ اند و ترجمۂ (بنات النعش) واستعارہ باشد (اردو) بنات النعش عربی۔ مؤنث۔ اُن تین ستارون کو کہتے ہین جو نعش کے شرق اور شمال مین واقع ہین اور نعش اون چار ستارون کا نام ہے جو قطب شمالی کے قریب چارپائی کی شکل مین ہین (غالب ۵) تھین بنات النعش گردون دن کو پردے مین نہان ہے شب کو اون کے جی مین کیا آیا کہ عریان ہوگئین۔

این سیلگاہ اصطلاح۔ بقول مؤید وہفت کنایہ از دنیا۔ مؤلف گوید کہ معنی لفظی این رہگذر سیل آب وجاے سیل آب است کہ ہر کجا گذرد نقصان جان و مال کند پس فارسیان کنایۃً دنیا را بدین اسم موسوم کردہ اند حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو اچاک۔ دنیا۔ مؤنث۔

اینش بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بالفتح بمعنی معشوقہ را گویند و صراحت کند کہ لغت فارسی است ولیکن محققین فارسی ازین ساکت ۔شک نیست کہ این لغت ترکی است بفتح اول وکسر نون بمعنی (آنش بدون تحتانی) و آنش بمعنی نزلہ چنانکہ صاحب گنز آوردہ ۔ اگر سند استعمال پیش شود و استعمال فارسی بدین معنی متحقق شود توانیم عرض کرد کہ بمعنی معشوقہ مفرس باشد کہ معشوقہ ہم بلاے جان عاشق است (اردو) معشوقہ بقول آصفیہ ۔عربی۔ اسم مؤنث ۔محبوبہ ۔پیاری ۔

این شاہد رخ زرد اصطلاح ۔بقول مؤید کنایہ (۱) ازمی زعفرانی و (۲) آفتاب نیز صاحب ہفت ہم ذکر ہر دو معنی کردہ و صاحب انند این را (این شاہد زرد رخ) آوردہ فرماید کہ کنایہ باشد از شراب **مؤلف** عرض کند کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) (۱) می زعفرانی یا زعفرانی شراب کھ سکتے ہیں (مؤنث) (۲) آفتاب بنگر

این شش در اصطلاح ۔بقول شمس وہفت ومؤید اشارہ بدنیاست باعتبار شش جہت **مؤلف** عرض کند کہ استعارہ باشد (اردو) دیکھو اچاک ۔

این شمع یہودی وش اصطلاح بقول مؤید وہفت بحوالۂ قنیہ می زعفرانی راگویند وبقول شمس اشارہ بی وبقول انند کنایہ از شراب **مؤلف** عرض کند کہ رنگ یہودیان ہم سرخ وسپید وحدت شمع ہم در مزاج شراب موجود پس خراین نیست کہ این کنایہ باشد حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد ۔ (اردو) دیکھو این شاہد رخ زرد ۔

این شیرین اصطلاح ۔بقول شمس

نام معبّری است (انوری ۵) خواب خرگوش بداندیش تو خوش چند انست ؛ کابن سیرین قضا دمنزدش در تاویل ؛ مؤلف عرض کند کہ (ابن سیرین) از اکابر تابعین است و ماہر در علم تعبیر خواب بود ۔ صاحب غیاث ذکر این کردہ است ۔ این است حالت تحقیق محققین ہند کہ صاحب شمس یک نقطہ را بر حرف دوم زیادہ کرد و سین مہملہ را بہ شین معجمہ بدل فرمود و سلسلۂ ردیف الفاظش کاتب مطبع را برائت می بخشند کہ قصور صاحب شمس است نہ کاتب للہ العجب بضمن تحقیق چہ قدر تصحیف راہ یافتہ است ما بیان این واقعہ را بر ترک لغت مرجح خیال کردیم تا تحقیق جویان از حقیقت حال خبردار شوند (اردو) ابن سیرین اکابر تابعین سے ایک شخص گزرا ہے ۔

این طارم اصطلاح ۔ بقول مؤیّد فلک را گویند صاحب ہفت فرماید کہ اشارہ بہ فلک دنیا است مؤلف عرض کند کہ طارم بقول برہان بروزن آدم خانہ را گویند کہ از چوب سازند ہمچو خرگاہ وغیرہ و بام خانہ را نیز گویند و معنی گنبد ہم آمدہ است پس فلک را بین نظر بر بلندی فلک استعارۃً فلک را بدین نام استعمال کردند (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنی اسیر نے تشبیہات آسمان مین طارم اخضر ۔ طارم فیروزہ ۔ طارم نیلگون کا ذکر کیا ہے ۔

این طاق نیلوفری اصطلاح ۔ بقول ہفت اشارہ بفلک قمر است ۔ دیگر کسی ذکر این نکرد مؤلف عرض کند کہ طاق بقول برہان بروزن ساق معروف است کہ آن محراب و ایوان و عمارت و پل و رودخانہ باشد و بقول صاحب غیاث بنا خمیدہ و صاحب برہان ذکر (طاق نیلوفری) کردہ

فرماید کہ بمعنی طاق لاجوردی است کہ کنایہ از آسمان باشد (نظامی ۵) چنان بستی این طاق نیلوفری را کہ اندیشہ را نیست زو برتری را (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے۔ آمیر نے تشبیہات آسمان کو طاق نیلوفری کا ذکر فرمایا ہے۔

این طبقات اصطلاح۔ بقول مؤید و ہفت اشارہ بسوے افلاک **مؤلف** عرض کند کہ استعارہ باشد کہ ہر یک فلک طبقہ را ماند حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو افلاک۔

این طلل اصطلاح۔ بقول شمس بفتح طاے مہملہ (۱) دنیا و (۲) فلک دنیا را گویند صاحب ہفت فرماید کہ بکسر اول بمعنی تحتانی رسیدہ و نون زدہ و طلل باطاے حطی معلوم۔ اشارہ بدنیا و فلک دنیاست صاحب مؤید بر معنی اول قانع **مؤلف** عرض کند کہ طلل بفتحتین بقول منتخب شخص ہر چیزے نشان خانہ و سراے ویران شدہ کہ بجا ماندہ باشد۔ پس دنیا ہم بنظر اہل عرفان ویران است و خراب و عمارت فلک ہم غیر آبادی نماید بنا علیہ ہر دو را بر سبیل کنایہ بدین نام موسوم ساختند حیف است کہ سند استعمال پیش نشد۔ (اردو) (۱) دیکھو اچاک (۲) پہلا آسمان۔ مذکر۔

این ظلل اصطلاح۔ بقول مؤید باظاے معجمہ مضموم یعنی آسمانہا و زمین ہا صاحب شمس بذیل (این طلل) کہ بطاے مہملہ گذشت فرماید کہ باظاے معجمہ مضموم آسمان و زمین را گویند **مؤلف** عرض کند کہ ظلل بضم اول و فتح ثانی لغت عرب است کہ جمع ظلہ باشد و ظلہ بقول منتخب بالضم و تشدید لام بمعنی سائبان و آنچہ سایہ کند و ہر چہ بدان از حرارت و برودت پناہ برند

پس آسمانہا را کہ مثل سائبان اند ظلل گفتن درست است امّا زمین ہا را این ظلل گفتن محل تامّل حیف است کہ سند استعمال این پیش نہ شد و آنچہ صاحب شمس بمعنی واحد آوردہ تسامح او پیش نیست (اردو) آسمانین اور زمینین۔

این عدت دار اصطلاح۔ بقول شمس وہفت بکسر اشارہ بسوے خمی است کہ سرش ہنوز نکشادہ و می آن نخوردہ باشند **مؤلف** عرض کند کہ عدت لغت عرب است بالکسر و دال مشدد و بعدہ فوقانی بقول صاحب منتہی الارب ایام حیض یا طہر زن و مدت سوگ زن بمرگ شوی پس معنی لفظی (عدت دار) زنے کہ در عدت باشد و فارسیان بہ مشابہت آن خمی را کہ سرش باز نکردہ باشند استعارۃً بدین اسم موسوم کردند کہ از دخل و تصرف می کشان محفوظ است چنانکہ زن بزمانۂ عدت۔ (اردو) شراب کا وہ خم جو کھولا نہ گیا ہو۔ مذکر۔

این عدت دار بکر اصطلاح۔ بقول مؤید و انند اشارہ بسوے خم است کہ سرش ہنوز نکشادہ باشد صاحب شمس فرماید کہ اشارہ بسوے آن خم است کہ سرش ہنوز بجوش نیامدہ **مؤلف** عرض کند کہ تحقیق (عدت دار) بر لغت گذشتہ گذشت و بکر بالکسر لغت عربست بقول منتخب بمعنی زن دوشیزہ و معلوم است کہ زن بعد طلاق یا موت شوہر تا زمانۂ معین عدت دار است و بکر صفتش یعنی عدت دار باکرہ پس فارسیان خم سربند را استعارۃً (عدت دار بکر) گفتند دیگر ہیچ (اردو) دیکھو این عدت دار۔

ایفت بقول برہان و جامع بفتح ثالث بروزن میرفت بمعنی حاجت از کسے خواستن و استدعاے مطلبی نمودن۔ صاحبان انند و ہفت ہم ذکر این کردہ و خان آرزو

در سراج فرماید که صاحبان تحقیق این را اگرچه بمعنی حاجت از کسی خواستن نوشته اند ولیکن آنفت بمده گذشت مؤلف عرض کند که آنفت به ممدوده نیامده و صاحب سراج هم نیاورده نمیدانیم که در اینجا چگونه حواله اش می دهد البته (انفت) بمقصوره - بدون تحتانی) بجایش مذکور شد که بمعنی نقصان وخسارت وزیان است پس جا دارد که بزیادت تحتانی این را بمعنی احتیاج ومحتاجی گیریم که حاصل بالمصدر باشد از حاجت خواستن اندرین صورت این معنی را بر سبیل مجاز من وجهٍ تعلّق باشد با معنی (الفت) باختلاف اعراب وخیال ما اینست که همین معنی در سند فخاری هم خوشتر می نماید که بر انفت گذشت وجز این نیست که در آنجا بعوض معنی احتیاج ومحتاجی - معنی نقصان مرقوم شد - باری حالِ این مفرّس است از لغت عرب (انفته) که بقول منتخب بالفتح بمعنی ننگ وعار آمده واحتیاج ومحتاجی مجاز اوست وتصرّفی در اعراب شده از اینجاست که این را مفرّس گفته ایم وزیادت تحتانی درین لغت از قبیل استاد و استاد باشد وبس - (اردو) احتیاج - محتاجی - مؤنث -

این قبای مُعلّم اصطلاح - بقول غنت بکسر اول بمثناة تحتانی رسیده ونون زده وبفتح قاف بمعنی فلک دنیا باشد وبعضی مراد از هشتم فلک گیرند - صاحب مؤیّد فرماید که آسمان دنیا را گویند صاحب شمس ذکر این کرده ولیکن از بیان معنی ساکت مؤلف عرض کند که سهو کتابش بیش نباشد وقبا بالفتح لغت عرب است بقول منتخب بمعنی جامهٔ معروف وصاحب منتهی الارب گفته که علم بفتحتین بمعنی نشان

جامہ باشد پس (قبائے معلم) قبائی باشد
کہ بران نقش ونگار کردہ باشند وظاہر
است کہ فلک ہم نقش ونگار از ستارگان
دارد پس فارسیان برسبیل استعارہ فلک
را بدین اسم موسوم کردہ باشند وتخصیص فلک
دنیا یا فلک ہشتم قابل غور است شتاق سند
ہاشیم (اردو) پہلا آسمان۔ آٹھواں
آسمان۔ مذکر۔

اینقدر مقابل آنقدر باشد کہ گذشت
یعنی باین مقدار۔ مرکب است از این
و قدر و قدر بقول صاحب منتخب لغت
عرب وبفتحتین بمعنی اندازہ (انوری ؎)
چہ کنم باز گیرم از تو مدیح ؛ بندہ را آخر
اینقدر بصر است ؛ (عرفی ؎) ہست
ہشیاری آسودہ دلان قابل راز ؛ اینقدر
ہست کہ بیہوشی ازان بیشتر است ؛
(اردو) اسقدر۔ آمیر نے اتنا

(۱۹۷۷)

کے ذیل مین اس کا ذکر فرمایا ہے۔
مقدار بتانے کے لئے۔ (آتش ؎) رُو
اسقدر کہ آبروے ابر تر رہے ؛ اتنا نہ ہنس
کہ برق کبھی خندہ زن نہو۔ (غالب ؎) اب
جفا سے بھی ہین محروم ہم اللہ اللہ ؛ اسقدر دشمن
ارباب وفا ہو جانا ؛

این قلعہ کہربا گون اصطلاح۔ بقول
شمس دینار اگویند صاحب ہفت فرماید
کہ کنایہ از دنیاست باین اعتبار کہ مردمان
را ہمچو کاہ ربا بجانب خود می کشد یا ہمچو کہربا
زیباست مؤلف گوید کہ کہربا بقول
غیاث مُہرہ باشد زرد رنگ چون آن
را بر جرم سودہ بکاہ قریب کنند کاہ را
بخود می کشد (الخ) حیف است کہ سند
استعمال پیش نہ شد (اردو)
دنیا۔ بقول آصفیہ۔ اسم مؤنث۔ جگ۔ سنسار
جہان۔ جگت۔ عالم۔ دہر۔

اینک بقول برہان و جامع و ناصری بفتح ثالث بروزن میرک (۱) مصغر این است که اشارت بقریب و نزدیک باشد صاحب مؤید بحوالۂ قنیہ گوید که مصغر این چنانکه آنک مصغر آن و صحیح آنست که اینک بمعنی این زمان یعنی زمان حال و زمانیکه اندک و لطیف است (الخ) و فرماید که اینک با یاے فارسی لفظی است علیحده موضوع براے این معنی زیرا که اگر مصغر این بودی استعمال آن عام نگشتے در هر مشارٌ الیه حاضر (مولوی معنوی ؎) چون سنکر مرگ است او گوید که اجل کو کو ؛ مرگ آیدش از ششش سو گوید که منم اینک ؛ (ظهوری ؎) دل به تحقیق خبر پاے زسر ساخته بود ؛ اینک از پیش کسے رو بقفا می آید ؛ (ولہ ؎) سجدۂ دائمی بود تمناے جبین ؛ کرده پیری مدد اینک بخمیدن رفتم ؛ (انوری ؎) اے از ان برتر که در طیّ زبان آید ثنات ؛ طوطی معنی منم اینک زبانم ابکم است ؛ (عرفی ؎) اے کفر و دین حلال کنندم که می برم ؛ اینک زدیر و کعبه سلامی بکوی دوست ؛ **مؤلف** عرض کند که بتحقیق ما از معاصرین عجم (اینک) ترجمۂ (ها مو) باشد بمعنی (این بین) و (ببین این را) و جز این نباشد که کاف تشبیهه گیریم بمعنی (مثل این) یا کاف نسبت بمعنی (منسوب به این) صاحب کنز که محقق ترکی زبانست ذکر این کرده است و طرز بیانش مصدق خیال ماست و صراحت کند که کلمۂ فارسی زبانست (**اردو**) یعه دیکهه۔

(۲) اینک بقول برہان بضم ثالث آبله را گویند که از بدن اطفال برمی آید صاحب جامع همزبان برہان صاحب ناصری بذکر این معنی فرماید که این قول برہان است

نہ دیگران صاحب اند ہمزبان ناصری مؤلف گوید کہ آنک درحمدودہ بہمین معنی گذشت و آن اسم جامد فارسی زبان باشد و این مبدّل آن با مالہ کہ الف دوش بہ تحتانی بدل شد ہمچون اکدش و یکدش (اردو) دیکھو آنک۔

(۳) اینک بقول مؤیّد حنجرہ را گویند کذا فی بعض اللغات دیگر کسی از محققین فارسی ذکر این نکرد مؤلف عرض کند کہ حنجرہ بالفتح حلقوم را گویند کذا فی المنتخب۔ طالب سند استعمال باشیم و بحالت وجود سند توانیم عرض کرد کہ فارسیان این را از لغت سنسکرت آنک بقاعدۂ تبدیل کہ بر معنی دوم مذکور شد مفرّس کردہ اند و آنک بقول صاحب ساطع بمدودہ بزبان سنسکرت جسم و تن را گویند۔

(اردو) حلقوم۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکّر۔ حلق۔ گلو۔ نرخرہ۔

این کار از تو آید و مردان چنین کنند مقولہ۔ صاحب خزینۃ الامثال و احسن ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و محلّ استعمال ساکت مؤلف عرض کند کہ فارسیان بحق کسے این مقولہ را استعمال کنند کہ کارنمایان کند و مستحق ستایش باشد (اردو) یہی فارسی مقولہ اردو مین بھی مستعمل ہے۔ بقول امیر۔ کیا کہنا ہے یہہ کام تمھین سے ہوسکتا ہے اور مرد ایسا ہی کرتے ہین۔ بیشتر طنز کی جگہہ بولتے ہین۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ دکن مین کسی شخص کی عمدہ کارگزاری اور نمایان خدمت کے موقع پر کہتے ہین "یہہ آپ ہی کا کام تھا"

این کارخانہ اصطلاح۔ بقول مؤیّد و شمس وہفت و انند مراد از دنیا باشد مؤلف

عرض کند کہ استعارہ کارخانہ وبس حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو اچاک۔

این کار دولت است کنون تا کرا رسد مقولہ صائب خزینۃ الامثال

و امثال فارسی ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت مؤلف عرض کند کہ چون خدمتی خاص و اعلیٰ ترین عہدۂ۔ خالی شود فارسیان این مقولہ را استعمال کنند مقصود آن باشد کہ ببینیم کہ این عہدۂ جلیلہ کدام کس عطا می شود (اردو) جب کوئی جلیل القدر خدمت خالی ہوتی ہے تو دکن مین کہتے ہین "خدمت تو بہت بڑی ہے دیکھئے کون بازی لیجاتا ہے" یعنے وہ خدمت کون پاتا ہے۔

این کارگاہ اصطلاح۔ بقول مؤید و شمس و انند و ہفت کنایہ از دنیاست مؤلف عرض کند کہ استعارہ ایست و حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو اچاک۔

این کاسہ اصطلاح۔ بقول مؤید مراد از (۱) فلک و (۲) زمین و (۳) دنیا و (۴) آفتاب باشد صاحب شمس بر معنی اول و دوم و چہارم قانع و صاحب ہفت بر معنی اول و دوم۔ مؤلف عرض کند کہ کاسہ بقول محیط المحیط مرادف کاس لغت مولد است عربی نیست و کاس بقول منتہی الارب جام باشراب را گویند و صاحب منتخب فرماید کہ جام شراب و بمعنی مطلق جام نیز آمدہ (انتہیٰ) پس فلک و زمین و آفتاب را بہ تشبیہ کاسہ استعارہ توان گرفت ولیکن تشبیہ کاسہ با دنیا محل نظر جز این کہ دنیا شامل است بران ہر سہ حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد

(اردو) (۱) دیکھو آسمان کے پہلے معنی (۲) دیکھو ارتا (۳) دیکھو اچاک۔ (۴) دیکھو آفتاب کے دوسرے معنے۔ امیر نے تشبیہات آسمان مین کاسہ کا ذکر فرمایا ہے (ذوق ۵) پوچھین گر مجھ سے می عیش ہوئی کب سے تلخ ؎ کہون جسدن سے فلک کاسہ زہراب ہوا ؎ کاسۂ سرنگون۔ کاسہ پشت بھی کہا ہے اور آفتاب کی تشبیہات مین قدح۔ کاسہ (صبا ۵) اون کے روی آتشین کے عشق کا یہہ جوش ہے ؎ کاسۂ خورشید بنتا ہے حباب شیر صبح ؎

اینک بسر راہ رود خوش بسلامت مقولہ۔ صاحبان خزینۃ الامثال واشال فارسی ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف گوید کہ چون از فارسیان کسے با مخاطب خود ناخوش شود واز مجلس برخیزد واین مقولہ را استعمال می کند ومی رود (اردو) خانہ آباد دولت زیاد" صاحب آصفیہ نے اس کا ذکر کیا ہے اور فرمایا ہے کہ دعا۔ دولت وافر اور گھر معمور۔ تم اپنے گھر خوش ہم اپنے گھر خوش" مؤلف کی راے مین آپنے کافی صراحت نہین فرمائی ہے کہ یہہ مقولہ کس موقع پر استعمال کیا جاتا ہے دکن مین جب کوئی شخص کسی مجلس یا مخاطب سے بگڑ کر اوٹھ کہڑا ہوتا ہے اور ناراضی سے جانے لگتا ہے تو اس مقولہ کا استعمال کرتا ہے۔

این کبود حصار اصطلاح۔ بقول مؤید کنایہ از آسمان اول۔ صاحب ہفت فرماید کہ اشارہ بہ آسمان دنیاست۔ صاحب شمس گوید کہ آسمان را گویند۔ مؤلف عرض کند کہ کبود بر وزن جسود

بقول غیاث بمعنی نیلگون و حصار بالکسر بقول منتخب بمعنی قلعہ و چون آسمان ہم بصورت قلعہ است و رنگش نیلگون لہٰذا فارسیان باین اسم موسوم کردند مخفی مباد کہ کبود حصار را قلب اضافت حصار کبود گیرم بمعنی این قلعۂ نیلگون۔ حیف کہ سند استعمال پیش نشد و تخصیص و تعمیم معنی منحصر است بران (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے۔ امیر نے تشبیہات آسمان مین کبود حصار کا ذکر فرمایا ہے۔

این کبود وش اصطلاح۔ بقول مؤید وشمس با کاف فارسی و دال موقوف فلک را گویند صاحب ہفت فرماید کہ بمعنی فلک اول است **مؤلف** عرض کند کہ کبود بمعنی نیلگون و وش بقول برہان بفتح اول و سکون ثانی بمعنی شبہ و مانند است ہمچو شاہ وش و ماہ وش پس معنی لفظی این نیلگون صورت باشد و کنایہ از فلک حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و تصفیۂ تعمیم و تخصیص معنی بدون آن دشوار و بخیال ما وجہ تخصیص پیدا نیست۔ (اردو) دیکھو این کبود حصار۔

این کُرہ اصطلاح۔ بقول مؤید و شمس بہ معنی فلک است **مؤلف** گوید کہ کرہ۔ بقول غیاث بضم اول و تخفیف رائے مہملہ بمعنی گوے کہ بدان بازی کنند و ہر چیز مدور و گرد کہ مثل گوے باشد (انتہیٰ) پس اگر سند استعمال پیش شود استعمال (این کرہ) بمعنی فلک۔ استعارہ باشد (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے۔ امیر نے تشبیہات آسمان مین کُرہ کا ذکر فرمایا ہے (ناسخ ؎) تصور ہے جو اک خورشید رو کا ہ کرہ دل کا شال آسمان ہے ؎

این کرۂ وہم سوز اصطلاح۔ بقول مؤید

وہفت کنایہ باشد از فلک مؤلف گوید که اگر سند استعمال پیش شود توانیم عرض کرد که کنایہ باشد۔ مخفی مباد که (وہم سوز) دریجا اسم فاعل ترکیبی وصفت گرہ واقع شدہ۔ (اردو) دیکھو این گرہ۔

این کعبتین بے نقش اصطلاح۔ بقول مؤید وشمس وہفت کنایہ از ماہ و آفتاب صاحب انند این را (این کعبتین دو نقش) آوردہ فرماید کہ مہر و ماہ را گویند مؤلف عرض کند کہ کعبتین بقول غیاث دو پانسہ باشند کوچک از استخوان مربع شش پہلو کہ بر پہلوی ہر یک پانسہ از یک تا شش عدد نقش کنند و بدان نرد بازند۔ (انتہی) پس (بے نقش) یا (دو نقش) دریجا صفت کعبتین است زیرا کہ در مہر و ماہ نقش کعبتین نیست و اگر (دو نقش) را صحیح خیال کنیم بجز این نباشد کہ آن نشان و داغ سیاہ مقصود باشد کہ در مہر و ماہ موجود۔ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد۔ (اردو) آفتاب و مہتاب۔ مہر و ماہ۔ چاند سورج۔ نگر۔

اینک من و تو ہر انچہ دانی می کن مقولہ۔ صاحبان خزینۃ الامثال وامثال فارسی ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی ومحل استعمال ساکت۔ مؤلف گوید کہ معنی این مقولہ ہمین قدر است کہ من و تو ہر دو موجود اند پس ہر چہ خواہی بکن فارسیان این مقولہ را بجائی استعمال می کنند کہ میان دو کس نزاع باشد و یکی از آنہا دیگری را مخصر علیہ گرداند (اردو) مین بھی ہون اور آپ بھی جو مناسب ہو کیجئے۔

این کوچۂ باستان اصطلاح۔ بقول ہفت کنایہ از دنیا باشد صاحب مؤید این را (این کوچۂ پاستان) بہاے فارسی آوردہ۔

مؤلف عرض کند کہ باستان بقول برہان (کہ در لغات بائے عربی آوردہ) بروزن داستان کہنہ و گذشتہ و قدیم و دیرینہ را گویند و صاحب غیاث بائے فارسی را غلط خیال میکند و بخیال ما دعوی او بے دلیل باشد کہ بائے عربی بہ فارسی بدل شود چنانکہ تب و تپ۔ پس معنی لفظی این۔ گوچہ قدیم است و کنایہ از دنیا حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد (اردو) دیکھو اچاک۔

این کوز اصطلاح۔ بقول مؤید کنایہ از فلک باشد صاحب شمس ہم بذیل این پشت کوز کہ گذشت ذکر این کردہ **مؤلف** گوید کہ مراد از مخفف (این کوز پشت) کہ می آید (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنی۔ امیر نے تشبیہات آسمان مین کوزہ پشت کا ذکر فرمایا ہے۔

این کوز پشت اصطلاح۔ بقول انند و مؤید و ہفت (۱) کنایہ از آسمان باشد و بقول مؤید (۲) دنیاے دون **مؤلف** عرض کند کہ معنی دوم را بدون وجود سند تسلیم نتوانیم کرد (اردو) (۱) دیکھو آسمان کے پہلے معنی اور (این کوز) (۲) اچاک۔

این کوے ہفتاد راہ اصطلاح بقول مؤید و انند و ہفت کنایہ از دنیاست۔ **مؤلف** عرض کند کہ معنی لفظی این۔ این کوچہ ہفتاد راہ و باعتبار ملل متفرقہ کہ بقول محققین زائد از ہفتاد است کنایہ شد از دنیا و ہفتاد در اینجا برائے اظہار کثرت است وبس (اردو) دیکھو اچاک۔

اینکہ مرکب است از (این) کہ اسم اشارہ قریب است و (کہ) کہ برائے بیان باشد مقابل (آنکہ) کہ در ممدودہ گذشت بہ معنی (اینکس کہ) و (این چیز کہ) (انوری ۵) اینکہ رحمت کم کنی۔ نوعی زتشویر است

(۱۵ ط ۵)

از آنکہ ؎ نقدہاے بس نقایہ است این
و ناقد بس بصیر ؎ (ملا حسین واعظ کاشفی
۵) اینکہ می بینیم بہ بیداریست یارب
یا بخواب ؎ خویشتن را در چنین راحت
پس از چندین عذاب ؎ (اردو)
یعنی کہ۔ یعنی جو۔

این کہن گرگ اصطلاح۔ بقول مؤید
و شمس بالکسر و باکاف فارسی فلک را
گویند۔ صاحب ہفت این را (این کہنہ
گرگ) آوردہ **مؤلف** عرض کند کہ ہر دو
درست است۔ سند این از کلام خاقانی
بذیل (این خشن ہزار میخ) گذشت۔
(اردو) دیکھو آسمان کی پہلے معنی۔

این کہنہ طاق اصطلاح۔ بقول مؤید
و شمس و ہفت کنایہ باشد از فلک **مؤلف**
گوید کہ طاق لغت عرب است بمعنی بناے
خمیدہ و محراب پس فارسیان کہن طاق
یا طاق کہنہ فلک را گفتہ اند بر سبیل تشبیہ
و این استعارہ باشد نہ کنایہ (اردو)
دیکھو آسمان کے پہلے معنے۔ امیر نے
تشبیہات آسمان مین طاق خضرا۔ طاق
فیروزہ رنگ۔ طاق مکلی۔ طاق
منقش۔ طاق نیلوفری کا ذکر فرمایا ہے

این گل پرورده اصطلاح۔ بقول
مؤید و شمس و انند کنایہ از قالب بشر
مؤلف عرض کند کہ بکسر کاف فارسی
باشد یعنی پروردۂ گل قلب اضافت۔
(اردو) آدمی کا قالب۔ انسان کا کالبد
۔ مذکر۔

این گل دیگر شگفت مثل۔ صاحبان
خزینۃ الامثال و امثال فارسی و احسن
ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی
و محل استعمال سکوت ورزیدہ **مؤلف**
گوید کہ چون امرے بر خلاف توقع حادث

شود فارسیان این مثل را زنند۔
(اردو) یہی فارسی مقولہ اردو میں
بھی مستعمل ہے بقول آمیر کوئی نئی بات
واقع ہونے پر کہتے ہیں (وزیر ؎)
ہنس کے بولا وہ گل تر این گل دیگر
شگفت ؛ دانۂ گوہر کف رنگین میں
جب گلگون ہوا ؛

این گوہر نیم سُفت اصطلاح۔ صاحب
مؤید فرماید کہ در کلام خواجہ نظامی (۱) اشارت
بسوے سکندر نامہ است ؎ تو دانی کہ
این گوہر نیم سُفت ؛ چہ گنجینہا دارد اندر
نہفت ؛ و فرماید کہ نیم سُفت نیم چکیدہ را
گویند بدینکہ سُفتن مرادف تراویدن است
و تراویدن۔ رفتن آب بالا اندک اندک
و چکیدن بنرمی و آہستگی و سخن نیز اندک
اندک فراہم می آید بعدہٗ بآہستگی در تحریر
و تقریر می آرند و نیم سُفت کہ گفتہ یا

بدین جہتہ گفت کہ بیان استعداد خود می کند
کہ تمام استعداد خود درین ریختم با این ہمہ
اینچنین مشکل فہم شدہ است اگر تمام استعداد
خرج میکردم ازین ہم زیادہ تر مشکل شدی
یا بیان مشقت خود می کند بنابران کہ گفتہ
بزرگان است کہ سخن را با سخن ضم کردن
قطرۂ از خون جگر کم کردن است پس میگوید
درین کتاب نیمی خون جگر صرف کردم یعنی
مشقت بسیار نمی کردم می گوید کہ از نیمۂ خونا
جگر شدہ است و یا نیم سُفتہ بمعنی نیم گفتہ
است بدینکہ سکندر نامۂ بری و دیگر سکندر نامۂ
بحری است پس گویا نیمی گفتہ شدہ است
و سُفتن بمعنی گفتن بسیار آمدہ است بدین
جہتہ کہ ع سخن گفتن و بکر جان سُفتن است
؛ (انتہی) مؤلف عرض کند کہ گوہر نیم سُفت
بمحاورۂ فارسی کلام سر بستہ و مغلق و کلامی را
گویند کہ تمام قواعد و قوانین و صنایع و بدایع

سخن در آن صرف نشده باشد - صاحب بحر عجم ذکر این کرده و این بحذف های هوز آخر است و معنی (نیم سفته) و (نیم سفت) نیم سوراخ کرده و ناتمام که صفت گوهر باشد گویند که گوهر سفته بهتر از نیم سفته و گوهر نیم سفته بهتر از ناسفته پس نظامی گنجوی بر سبیل استعارة تصنیف خود را گوهر نیم سفته گفت و (۲) علیهذا اگر استعارة چیز دیگر را گوئیم که همین باشد و من حیث التشبیه درست بود (اردو) (۱) سکندر نامه - (۲) هر قیمتی چیز - مؤنث -

این گوی و این میدان مثل - صاحبان خزینة الامثال و امثال فارسی ذکر این کرده اند ولیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت - مؤلف عرض کند که چون کسی لاف سرپنجگی زند یا دعوی چیز دیگر کند فارسیان این مثل بحق او زنند مقصود آن باشد که گوی و میدان هر دو پیش تست پس چوگان بازی کن تا ثابت شود که ذوق این داری و این مرادف (این چاه و این ریسمان) باشد که بجای این گذشت بعض معاصرین عجم (همین گوی و همین میدان) هم گویند (اردو) دیکھو (این چاہ و این ریسمان)

این لعاب لعل اصطلاح - بقول شمس کنایه از (۱) می انگوری و (۲) آفتاب را نیز گویند صاحب مؤید و هفت برمعنی دوم تابع مؤلف گوید که لعاب بقول منتخب بالضم لغت عربست بمعنی آب دهن و آب غلیظ که از دارو ها خیسانیده برآید مثل لعاب بذر قطونا وغیره پس ازین لغت مرکب کنایه می انگوری گرفتن بر سبیل تشبیه درست باشد ولیکن معنی دوم قابل غور - مخفی مباد که بقول منتخب لعاب الشمس مانند تار ها ست که در شدت گرما پیدا میشود پس جاداشت که ازین اصطلاح - لعاب الشمس را کنایه گیرند

باجملہ مشتاق سند استعمال باشیم بمعنی دوم۔
(اردو) (۱) انگوری شراب۔ مؤنث (۲) دیکھو آفتاب کے پہلے معنے۔

این مدر اصطلاح۔ بقول مؤید بحوالۂ قنیہ (۱) اشارت بسوے زمین است و (۲) نہی از دریدن نیز یعنے این را مدر مؤلف عرض کند کہ مدر لغت عربست بقول منتخب بفتحتین کلوخ راگویند فارسیان بطور استحقار کرۂ زمین را این مدر نامند این است حقیقت معنی اول۔ صاحبان ہفت وشمس ہم ذکر این کردہ اند (اردو) (۱) دیکھو ارتا۔ (۲) مت پھاڑ (پھاڑنا) کے مصدر سے نہی۔

این مردہ باین شیون نمی ارزد مثل۔ بقول بہار یعنے این کار باین محنت سزاوار نیست دیگر کسے ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ ما این مثل را بالفظ (زہد بعد لفظ شیون) شنیدہ ایم کہ مصرعی است معروف نمیدانیم کہ مال کیست فارسیان چون سعی کسے را بہ کارے بے فائدہ بینند این مثل را زنند یعنی اینقدر سعی سزاوار این کار خفیف نیست (اردو) جب کسی بے نتیجہ کام مین کوشش کیجاتی ہے تو دکن مین کہتے ہین "بے کار محنت کرتے ہو۔ ناحق کوشش کرتے ہو"

این مشدد اصطلاح۔ بقول مؤید کنایہ باشد از دنیا دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ تشدید بالفتح بقول منتخب لغت عرب است بمعنی استوار کردن وبر کسے سختی کردن (الخ) پس مشدد بہ کسر دال مہملہ اسم فاعل ہمین مصدر است بمعنی سختی کنندہ وبدین سبب کہ دنیا جفاکار و بے رحم است بدین اسم موسومش کردند بر سبیل کنایہ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد۔ (اردو) دیکھو اچاک۔

این مطبخی باغ اصطلاح۔ بقول مؤید و

ہفت (۱) کنایہ از آفتاب عالم تاب باشد صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ ذکر این کردہ فرماید کہ (۲) کنایہ از دنیاست **مؤلف** عرض کند کہ مطبخی بمعنی باورچی وطباخ است وچون آفتاب عالمتاب ہم در باغ دنیا کار مطبخی انجام می دہد یعنی تمازت او خیرہا را پختہ گرداند لہذا فارسیان ۔ (این مطبخی باغ را از آفتاب عالمتاب کنایہ کنند اندرین صورت باید کہ مطبخی را مضاف گیریم بسوے باغ کہ آفتاب ثمرات باغ را از تموز خود پختہ کند۔ آنچہ صاحب انند بمعنی دنیا آوردہ محل نظر است طالب سند باشیم (اردو) (۱) دیکھو آفتاب کے دوسرے معنے (۲) دیکھو اچاک۔

این مہد اصطلاح ۔ بقول مؤید بحوالۂ ادات بمعنی این ہوا ے زمین دیگر کسے از اہل تحقیق ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ مہد بالفتح لغت عرب است بقول منتخب بمعنی گہوارہ وزمین وصاحب منتہی الارب ہم ذکر این کردہ وچون زمین دائماً متحرک است پس برائے اہل زمین بمنزلۂ گہوارہ جادارد کہ این را بر سبیل استعارہ بمعنی دنیا استعمال کنند حیف است کہ صاحب مؤید برادعاے خود سندے پیش نکرد (اردو) دیکھو ارتا

این مُہردہان روزہ داران اصطلاح ۔ بقول انند بحوالۂ بہار کنایہ از آفتاب است ولیکن در بہار نیافتیم **مؤلف** عرض کند کہ خاقانی در تحفۃ العراقین خطاب بآفتاب کردہ فرماید کہ (ع) اے مہردہان روزہ داران ۔ گردۂ آفتاب را بمہر تشبیہ می دہد وچون آفتاب غروب شود روزہ داران افطار کنند ومہرے کہ بر دہان شان بود باقی نماند پس ہمین است وجہ کنایہ (اردو) دیکھو آفتاب کے دوسرے معنے۔

اینند بقول برہان و جامع و جہانگیری بروزن رینوند (۱) بمعنی اند است و آن عددے باشد مجہول میان سہ و نہ و آن را بعربی بضع خوانند و فرماید کہ بمعنی چندان و چندین ہم آمدہ است صاحب رشیدی فرماید کہ بکسر الف و فتح نون اول و سکون دوم شمار مجہول۔ مرادف (اند) و (ایند) صاحب ناصری فرماید کہ عددے بود مجہول کہ آنرا (اند و ایند) گویند کہ بدہ نمی رسد صاحب سروری فرماید کہ بروزن بینند شمار مجہول را گویند و بحوالۂ ادات آردکہ۔ (اند و اینند) بمعنی عدد مجہول است کہ میان سہ و دہ باشد۔ خان آرزو در سراج آوردہ کہ بمعنی شمار مجہول از دو تا نہ و بقول جہانگیری عددے مجہول کہ بدہ رسیدہ باشد (ناصر خسرو ؎) از خورد و بزرگ و فتن بیہودہ ہرسوئی ؎ اینند سال بودنت ہمرستورہ ؎ (استاد رودکی ؎) جہان اینست و چونینست تا بود ؎ و ہٰ چونین بود اینند یارا ؎ (اردو) دیکھو اند کے پہلے معنے۔

(۲) اینند۔ بقول برہان سخن عجیب و سخن از روے شک و ریب را نیز گویند صاحب جامع ہمزبان برہان صاحب رشیدی بحوالۂ شمس فخری فرماید کہ بمعنی مطلق سخن گفتن باشد صاحب سروری ہم بحوالۂ فخری ذکر این کردہ فرماید کہ بمعنی مطلق سخن گفتن است۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ بعضے بمعنی سخن گفتن نیز آوردہ اند۔ صاحبان انند و ہفت ہمزبان برہان۔ **مؤلف** عرض کند کہ اینمعنی بہ مجاز باشد و ہمین خیال بر معنی چہارم اند ہم ظاہر کردہ ایم و برائے معنی مطلق سخن گفتن طالب سند

باشیم وظاہر اغیر از تسامح اہل تحقیق چیزے بنظر نمی آید (اردو) دیکھو آمد کے چوتھے معنے۔
(۳) اینند۔ بقول سروری بمعنی امید داشتن۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد مؤلف عرض کند کہ مرادف آمد بمعنی ششمش حیف است کہ سند استعمال این پیش نشد۔ (اردو) دیکھو آمد کے چھٹے معنے۔
(۴) اینند۔ بقول رشیدی بمعنی اندایش باشد صاحب سراج ہم ذکر این کردہ مؤلف عرض کند کہ اگر سند استعمال این پیش شود تو انیم عرض کرد کہ اسم جامد فارسی زبان است معاصرین عجم بر زبان ندارند و مجرد قول دو محققین ہند نژاد بدون سند اعتبار را نشاید (اردو) دیکھو اندایش۔
(۵) اینند۔ بقول سروری و رشیدی و سراج کہ بحوالۂ فرہنگ آوردہ نام درختے نیز باشد کہ مہک نیز گویند و بتازی سوس و بیخ آن را اصل السوس گویند۔ مؤلف عرض کند کہ مرادف آمد بمعنی ستومش (اردو) دیکھو آمد کے تیسرے معنی

این نشیمن تنگ اصطلاح۔ بقول ہفت بکسر اول بمثناۃ تحتانی رسیدہ و نون زدہ و (نشیمن تنگ) معلوم۔ اشارہ بدنیاست مؤلف عرض کند کہ کنایہ باشد کہ عرصۂ دنیا برائے ہر کس تنگ است و مہلت کم (اردو) دیکھو اچاک۔

این نقرہ گیران اصطلاح۔ بقول مؤید (۱) کنایہ از طالبان دنیائے فانی (۲) بمعنی شراب خواران کہ می بہ پیالہ خورند و (۳) بمعنی قجبگان نیز مستعمل۔ صاحب ہفت بذکر معنی اول و سوم نسبت معنی دوم گوید کہ بمعنی می خواران باشد کہ در پیالہ

نقرہ می خورند **مؤلف** عرض کند کہ ظاہرا
طالبان دنیا و ارادہ جمع مال اند و می خوارانِ
اکثر در پیالۂ نقرہ می خورند و قحبگان
ہم قحبگی را وسیلۂ جمع مال کردہ اند کنایہ
خوب نیست برائے ہر سہ معنی طالب سند باشیم
(اردو) (۱) طالبان دنیا۔ دنیاداران
کہہ سکتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے طالب
دنیا کا ذکر فرمایا ہے۔ جو اس کا واحد ہے
۔عربی۔ دنیادار۔ لالچی۔ حریص۔ مذکر۔
(۲) میخوار۔ شراب خوار جو چاندی کے
پیالونمین شراب پیتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے
شراب خوار کا ذکر فرمایا ہے۔ فارسی شرابی
۔میخوار۔ بادہ نوش (۳) فاحشہ عورتین یا
قحبائین۔ مؤنث۔ کہہ سکتے ہین۔ صاحب آصفیہ
نے فاحشہ اور قحبہ کا ذکر فرمایا ہے۔

این نہ اصطلاح۔ بقول شمس و ہفت
(۱) اشارہ بفلک و (۲) نہ سوراخ و
نہ راہ کہ در قالب بشر است دو چشم و دو
گوش و دو پرۂ بینی و یک دہان و دو
فرود **مؤلف** گوید کہ بضم نون دوم استعارہ
باشد حیف است کہ سند استعمال پیش نہ شد
بخیال ما معنی نہ فلک باشد نہ مجرد فلک۔
(اردو) (۱) دیکھو آسمان کے پہلے معنے۔
(۲) وہ نو سوراخ جو آدمی کے جسم مین ہین۔

این نہ صحیفہ اصطلاح۔ بقول شمس کنایہ
باشد از افلاک۔ دیگر کسے از اہل لغت ذکر
این نکرد **مؤلف** گوید کہ بضم نون دوم
بمعنی نہہ کتاب باشد و استعارہ از نہہ طبقات
آسمان۔ فارسیان کنایۃً اوراق فلک
ہم گویند کہ ہر طبقہ را بہ ورقے استعارہ کنند
(اردو) دیکھو افلاک۔

این نہنگ اصطلاح۔ بقول مؤید
(۱) کنایہ باشد از دنیا زیرا کہ ہمہ را فرو
می برد صاحب ہفت بذکر معنی مذکور فرماید

که (۲) فلک را هم گفته اند مؤلف عرض کند که استعاره باشد نه کنایه و باعتبار تشبیه مناسب تر است بادنیا۔ (اردو) (۱) دیکھو اچاک۔ (۲) دیکھو آسمان کے پہلے معنے

این و آن بقول صاحب ضمیمهٔ برهان و بحر (۱) بمعنی حاضر و غائب و قریب و بعید صاحب مؤید فرماید که اشارت بقریب و بعید و نیز برای تعمیم و صاحب هفت گوید که اشاره بقریب و بعید (انوری ۵) تزویر این و آن نه همانا بدل کند ؎ اقرار روزگار به انکار روزگار ؎ (ظهوری ۵) با خیال این و آن بیدار بختان را چه کار ؎ خاطم در خواب به افسانهٔ نسیان کجاست ؎ (ولہ ۵) ظهوری از ثنای این و آن قطع سخن اولی ؎ روم کنجی بریدن در زبان لابه گر چنیم ؎ مؤلف گوید که هر دو اسم اشارهٔ قریب و بعید بمعنی حقیقی خود است و بضرورت

برای لف و نشر هم مستعمل (اردو) یہ اور وہ۔ اسم اشارۂ قریب و بعید۔

(۲) این و آن۔ بقول ضمیمهٔ برهان کنایه از دنیا و آخرت صاحبان مؤید و بحر و هفت هم ذکر این کرده اند (اردو) دنیا و آخرت سے کنایہ

(۳) این و آن۔ بقول مؤید در مرض بمعنی شکر و نمک نیز بدیدن آمده صاحب بحر هم بدون تخصیص مرض ذکر این کرده مؤلف عرض کند که بدون سند استعمال۔ این معنی را تسلیم نکنیم (اردو) شکر و نمک اردو مین شکر مؤنث ہے اور نمک مذکر۔

(۴) این و آن۔ بقول مؤید بحوالهٔ مؤید الفوائد کنایه از جهان و روزگار صاحب هفت بحوالهٔ مؤید ذکر این کرده مؤلف عرض کند که حیف است که سند استعمال پیش نه شد و ظاهر اتسامح محققین بالاست دیگر هیچ که جهان و روزگار هر دو یکی است و جزین نباشد

که معنی دوم است وبس (اردو) دیکھو این و آن کے دوسرے معنے۔

این ویران اصطلاح۔ بقول شمس که بذیل (این زور) ذکر این کرده اشارہ بدنیاست دیگر کسے از اہل لغت ذکر این نکرد **مؤلف** گوید که کنایہ باشد (اردو) دیکھو اچاک۔

اینہا بقول چراغ (۱) جمع این باشد بہار و انند بذیل (این) ذکر این کرده **مؤلف** عرض کند که جمع اسم اشارہ قریب باشد برائے ذوی العقول وغیر ذوی العقول ہر دو چنانکه صاحب تحقیق القولین ذکر این کرده (محمد قلی سلیم ؎) چند اغیار را نکو گوئی ؛ از تو اینہا نکونی باشند (اردو) یہہ لوگ اسم اشارۂ قریب کی جمع۔ ذوی العقول کے لئے اور یہہ غیر ذوی العقول اور ذوی العقول دونوں کیلئے

(۲) اینہا۔ بقول بہار گاہے بمعنی این قسم و این نوع ہم استعمال می یابد (باقر کاشی ؎) باقر چہ ابہرزہ کند ترک عشق کس ؛ اینہا مکن مکن مکن اے بے ہنر مکن ؛ صاحب چراغ ہم ذکر این کرده و صاحب انند ہم بذیل (این) این را آورده **مؤلف** گوید که از سند باقر کاشی بمعنی چنین مستعمل ولیکن معاصرین عجم بدین معنی بر زبان ندارند (اردو) ایسا بقول امیر۔ ہندی۔ (ایداش سے بگڑکر بنا ہے جو سنسکرت مین انھین معنون مین ہے) اسطرح۔ یون۔ یہہ۔ فقرۂ امیر مین نے ایسا سنا ہے کہ آج دونون بھائیون مین چلگئی۔

(۳) اینہا۔ بقول بہار بمعنی وغیرہ و مانند آن (سید حسین خالص ع) فرہاد و کوہ کندن و اینہا فسانہ است ؛ صاحب انند ہم بذیل (این) ذکر این کرده **مؤلف** گوید که معاصرین عجم حالا بر زبان ندارند (اردو) بقول آصفیہ

عربی۔ اور سوا اس کے غیر ذالک۔ اور بھی علی ہذا القیاس۔

اینہمہ بقول صاحب ضمیمۂ برہان بروزن اینہمہ بمعنی اینست و آن چیزی باشد کہ دیر واشود و دیر حل گردد **مؤلف** گوید کہ مزید علیہ اینست بزیادت ہاے ہوز بر خلاف قیاس و تا آنکہ سند استعمال پیش نہ شود اعتبار را نشاید کہ از محققین فارسی کسے با او نیست و معاصرین عجم بر زبان ندارند (اردو) دیکھو اینہمہ

این ہفت اوراق اصطلاح۔ بقول مؤید و ہفت کنایہ از سبع سموات است **مؤلف** گوید کہ از قبیل (این نہ صحیفہ) کہ گذشت۔ بخیال ما استعارہ باشد (اردو) سات آسمان مذکر۔ امیر نے تشبیہات آسمان مین ورق لاجورد کا ذکر کیا ہے۔

اشارہ بسوے ہفت کشور صاحبان انند و ہفت ہمزبان مؤید **مؤلف** گوید کہ استعارہ باشد وبس (اردو) ہفت اقلیم۔ بقول آصفیہ فارسی۔ وعربی۔ اسم مؤنث سات ولایت۔ کل دنیا فرماتے ہین کہ دنیا کی وہ تقسیم جو حکماے سابق نے سات مشہور ستارون یا اون خطوط سے کی ہے جس سے ربع مسکون کا عرض معلوم کیا جاتا ہے کیونکہ انھون نے ربع مسکون کے عرض کو خط استوا سے نوے درجہ تخمینہ کیا ہے اور اس مین تیس درجے قطب شمالی کی سمت سے خارج کر کے اقالیم سبعہ کا ساٹھ درجے

این ہفت بنا اصطلاح۔ بقول مؤید کنایہ باشد از افلاک دیگر کہ ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ بخیال ما استعارہ از ہفت آسمان (اردو) دیکھو این ہفت اوراق۔

این ہفت جزیرہ اصطلاح۔ بقول مؤید

عرض رکھا ہے اور اسی کے موافق زمین کے سات حصے کر دئیے گئے ہیں مگر اب زمین کل پانچ براعظموں پر تقسیم کی گئی ہے

این ہفت خم اصطلاح۔ بقول مؤید و مؤلف گوید کہ استعارہ باشد کہ آسمان را تشبیہاً خم گفتند و خم بقول برہان بالفتح طاق ایوان و مانند آن و بالضم ظرفی باشد بزرگ کہ در آن شراب و دوشاب و امثال آن کنند و گنبد و عمارات را نیز گفتہ اند (اردو) سات آسمان۔ مذکر۔ امیر نے تشبیہات آسمان میں خم لاجورد کا ذکر فرمایا ہے۔

این ہفت رواق اصطلاح۔ بقول صاحب ہفت کنایہ از سبع سموات است صاحب مؤید بدیل (این ہفت اوراق) ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ رواق بقول منتخب لغت عربی است بالکسر والضم بمعنی خانہ کہ بر یک ستون ساختہ باشند و سقف خانہ و پردہ کہ در کشیدہ باشند از سقف خانہ و اول شب و ابر (انتہیٰ) پس بخیال ما این استعارہ باشد (اردو) سات آسمان مذکر۔ امیر نے تشبیہات آسمان میں (نیلی رواق) کا ذکر کیا ہے۔

این ہفت صحیفہ اصطلاح۔ بقول صاحب مؤید فرماید کہ اشارہ بسوے سبع سموات است صاحب مؤلف عرض کند کہ وجہ نظر اینست کہ نزد حکما نہ آسمانست ہفت از ان مخصوص برائے سیارات سبعہ و ہشتم برائے ثوابت کہ آنرا فلک ثوابت و فلک ہشتم گویند و نہم را فلک اطلس نامند زیرا کہ بر وہیچ ستارہ نیست و در اصطلاح شرع فلک ہشتم را کرسی و فلک نہم را عرش نامند پس (این ہفت صحیفہ

استعارہ باشد از سموات سبعہ عرش و کرسی
در آن داخل نیست مخفی مباد کہ صحیفہ لغت
عرب است بقول منتخب بمعنی کتاب و از نیکہ
فلک ہم مثل کتابے است باعتبار طبقات
فارسیان استعارۃً ہفت افلاک را این ہفت
صحیفہ گفتند (اردو) سات آسمان مذکر

این ہفت نقطہ اصطلاح۔ بقول مؤید
وانند و ہفت اشارہ بسبعہ سیارہ باشد
مؤلف عرض کند کہ بہ تشبیہ نقطہ باسیارہ
استعارہ باشد (اردو) دیکھو انجم گردون پیمائے

این ہم آثار پیری است مقولہ۔
صاحبان خزینۃ الامثال و امثال فارسی
ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و
محل استعمال ساکت **مؤلف** عرض کند
کہ فارسیان استعمال این مقولہ بحق کبرسنان بر
ہر موقع لغزش شان کنند یعنے بہر خطائیکہ
از پیران سرزند گویند کہ این ہم آثار پیری
است ۔ و مرادف این است (پیری و صد
عیب) کہ بجاے خود ش می آید یعنے استعمالش
ہم بہ ہمچنین مواقع می شود (اردو) جب کسی
بڈھے سے کوئی غلطی یا خطا ہوتی ہے تو دکن میں
کہتے ہیں "بڈھاپے کا منہ کالا" پیری و صد
عیب" کا بھی استعمال ہے ۔ صاحب محاورات
ہند نے لکھا ہے "پیری و صد عیب چنین
گفتہ اند" یعنے بڑھاپا سو عیب کے برابر ہے ۔

این ہم اندر عاشقی بالاے غمہاے دگر (مثل) صاحبان
خزینۃ الامثال و
امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند
ولیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت
مؤلف عرض کند کہ چون کسے را مصیبتی بہ
مصیبت یا آفتی بر آفت پیش آید یا آنکہ
صرف بر صرف لاحق شود فارسیان این
مثل را بحق او زنند مقصود آنست کہ صبر
بر این ہم باید کرد ۔ (اردو) یہی فارسی

مقولہ اردو مین بھی مستعمل ہے بقول آمیر
مصیبت پر مصیبت یا صرف مین صرف بیش
آنیکی جگہہ کہتے ہین کہ جہان بہت کچھہ
بہگت چکے وہان یہہ بھی سہی ۔

این ہمہ بقول بہار و انند (۱) بمعنی اینقدر
(میرخسرو ؎) خاک زر روئے شدہ پر زعفران
؎ خندہ نہ با این ہمہ در ارغوان ؎ مؤلف
گوید کہ سند پیش کردۂ بہار برائے (با این ہمہ)
بکار می خورد و بخیال ما معنی اینقدر درین
لفظ یافتہ نمی شود و بہ تحقیق ما معنی است کہ
بر نشان عرض می شود (اردو) اس قدر ۔
آمیر نے ایسا کے ذیل مین اس کا ذکر فرمایا
ہے (غالب ؎) اب جفا سے بھی ہین
محروم ہم اللہ اللہ ؎ اسقدر دشمن ارباب
وفا ہو جانا ؎

(۲) این ہمہ بمعنی این تمام چنانکہ انوری
فرماید ؎ زر روزگار خوش است اینہمہ
جز آنکہ لبم پر ز دستبوس نہاد ندر روزگار
جداست ؎ (مقولۂ مشہور) اینہمہ شکل از
برائے اکل ۔ (اردو) یہہ تمام
۔ یہہ سب ۔

این ہمہ آوردۂ تست مقولہ بقول
انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ یعنے باعث وقوع
اینہمہ توئی دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این
نکرد مؤلف گوید کہ این مقولہ جزویست
از مثل مشہور (اے باد صبا اینہمہ آوردۂ
تست) کہ بجایش گذشت و فارسیان جز بر
این مثل را بر زبان ندارند و مثل کامل را
می زنند تسامح صاحب انند و فرہنگ فرنگ
است کہ این را آورد (اردو) دیکھو اے
باد صبا این ہمہ آوردۂ تست ؎

این ہمہ از پے آن است کہ زر می خواہد مقولہ صاحبان خزینہ و محبوب الامثال
ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و محل

استعمال ساکت مؤلف عرض کند کہ مرادف
" این ہمہ شکل از برائے اکل " باشد فارسیان
چون کسے رابینند کہ بہ طرق مختلفہ حاضرین
را محظوظ می کند این ہر دو مقولہ را بحق او
استعمال کنند (اردو) این ہمہ شکل
از برائے اکل " اردو مین مستعمل ہے دکن
مین کہتے ہین " بھروپ کرے پیٹ بھرے " صاحب
محبوب الامثال نے اس فارسی مثل کے مقابلہ مین
لکھا ہے " روپیہ سے سب کام نکل سکتے ہین "
ہماری رائے مین یہ ترجمہ قابل غور ہے۔

این ہمہ ترسیدہ است کہ ہندوانہ در کونش می غلطد مقولہ بقول بحر یعنے از بیم و ترس کونش آنقدر پارہ شدہ کہ ہندوانہ در آن می غلطد۔ مخفی مباد کہ ہندوانہ بقول بہار بمعنی تربز است و (ہندوانہ در کون غلطیدن) بقول بحر بمعنی بسیار ترسیدن و بقول بہار کنایہ از نکال پارہ شدن کون بود مؤلف گوید کہ فارسیان این مقولہ را بحق کسے استعمال کنند کہ بسیار ترسناک شدہ باشد (اردو) گانڈ پھٹکر حوض ہو گئی ہے " یعنے نہایت ڈر گیا ہے۔ صاحب آصفیہ نے اس کے مصدر کا استعمال فرمایا ہے۔ بازاری زبان ہے۔

این ہمہ شکل از برائے اکل مقولہ۔ مرادف (اینہمہ از پے آنست کہ زرمی خواہد (اردو) دیکھو " اینہمہ از پے آنست کہ زرمی خواہد "

این ہمہ نیست استعمال۔ بقول بہار اے چندان مہلک نیست (سید غلام نبی نسیم بخاری ۵ رباعی) اے چارہ گران لطف شما خواہد کشت ؛ گر درد امان داد دوا خواہد کشت ؛ زخمی کہ رسید بر دلم اینہمہ نیست ؛ این دو ختن زخم مرا خواہد کشت ؛ صاحبان بحر و اند ہمزبان بہار۔ مؤلف

(۱۴۴۶)

گوید که معاصرین عجم بر زبان ندارند و معنی لفظی این چیزے نیست و چندان نیست باشد و معنی مهملک نبودن پیدا می شود از قرینهٔ مصرع چهارم - (اردو) چندان مہملک نہیں ہے -

این یتیم اصطلاح - بقول شمس (۱) کنایه از حضرت رسالت پناه صلی الله علیه وآله وسلم و (۲) آفتاب نیز - صاحب ہفت برمعنی دوم قانع **مؤلف** گوید که یتیم لغت عربست بقول منتخب بمعنی طفل بے پدر از آدمے و بچهٔ بے مادر از حیوان و نفیس و یگانه از مروارید و چون پدر آنحضرت صلعم در صغر سنی رحلت فرمود لهذا آنحضرت را فارسیان باین نام خوانند و آفتاب را این یتیم گفتن هم استعاره ایست نظر بر یکتائیش اما مشتاق سند استعمال این می باشیم (اردو) (۱) آنحضرت صلی الله علیه وآله وسلم (۲) آفتاب

اے وا استعمال - بقول بہار کلمهٔ تاسف است و فرماید که وا ے وحیف و دریغ با حرف ندا نیز استعمال کنند اعم از انکه محل ندبه باشد یا غیر ندبه اول چنانکه معز فطرت گوید ؎ نالهٔ انگشتی زند گر بر لب خاموش من ؛ آسمان فریاد بردارد که اے وا گوش من ؛ و ثانی چنانکه درین مصرع که مادهٔ تاریخ فوت همایون پادشاه است ع ایوا ے پادشاه من از بام او فتاد ؛ و نیز فرماید که گاهی بعد از وے لفظ مصیبتا نیز آرند چنانچه درین بیت میرزا صائب ؎ ایوا مصیبتا که شد خرج مردگان ؛ چون حافظ مزار سراسر کلام من ؛ صاحب بحر فرماید که مرادف اے حیف باشد صاحب انند هم ذکر این کرده **مؤلف** عرض کند که اشارهٔ این بر کلمهٔ آے گذشت که زائد باشد (زیب النسا ؎) صد غنچه شگفت الا دل من ؛ اے وا دل من اے وا دل من ؛ (اردو)

ایواے ۔ دیکھو اے حیف ۔ (میر ع) اے	واے یہہ بلا زدہ دل مبتلا ہوا ؛

ایوار بقول برہان با ثانی مجہول بروزن دیوار وقت عصر باشد کہ نماز دیگرش نیز گویند چنانکہ شبگیر صبح را خوانند و فرماید کہ راہ رفتن وقت عصر را ایوار کردن و وقت صبح را شبگیر نمودن گویند صاحب رشیدی فرماید کہ بفتح الف بمعنی وقت عصر است چنانکہ شبگیر وقت سحر ۔ صاحب سروری بحوالۂ فرہنگ ذکر این کردہ فرماید کہ بروزن دیوار بمعنی وقت عصر باشد و شبگیر بمعنی صبح ۔ صاحب جہانگیری مشعر با برہان فرماید کہ با واو مکسور و یاے مجہول است ۔ اتفاق صاحب جامع و ناصری برین است کہ وقت عصر قریب بغروب کہ نماز دیگرش گویند سفر و حرکت آنوقت را ایوار و صبح و سحر را شبگیر گویند (ناصری ۵) آوخ نرسیدیم بہ شبگیر و بہ ایوار ؛ در سایۂ ہمسایۂ دیوار بدیوار ؛ و بقول وارستہ ایوار بہمزۂ مکسورہ وقت عصر و رفتن بر وقت مذکور نیز و نیز فرماید کہ مجد الدین علی قوسی نوشتہ کہ ایوار مقابل شبگیر است و این ہر دو لفظ مصطلح مسافران باشد چون قافلہ وقت پسین براہ افتد گویند ایوار کردو اگر وقت سحر براہ افتد گویند شبگیر کرد پس ایوار داخل کردن پارۂ از روز است بشب و شب گیر عکس آن لیکن در محاورہ مطلق بر رفتن راہ در روز مستعمل است چنانکہ شرف الدین علی یزدی گوید (فقرہ) چاشتگاہ ایوار کردند (سالکاے یزدی ۵) فلک با دیدۂ بیدار با ایوار و شبگیر است ؛ تو با این پاے خواب آلودہ خواہی قطع منزلہا ؛ بہار متفق با وارستہ (اشرف ۵) بروزار روزہ میگیری بروشب زندہ داری کن ؛ مگو ایوار دارد راہ دین شبگیر ہم دارد ؛ (ولہ ۵) براہش گرد رآیم خوانگاہے

می‌ہند بالین ؎ ظہوری کوشش شبگیر در ایوار می چینیم ؎ خان آرزو در سراج فرماید کہ ایوار بر وزن دیوار لیکن مشہور بفتح اول است و در کتب معتبرہ نیز بفتح و ظاہر این تفاوت بنا بر لہجۂ جاہاست از عالم چرا کہ بکسر اول و فتح ہر دو آمدہ و آن در اکثر نسخ بمعنی وقت عصر است چنانکہ شبگیر سحر را گویند و تحقیق آنست کہ این اصطلاح مسافران است و ایوار و شبگیر۔ رفتن پیش از شام و پیش از صبح باشد چنانکہ گویند فلانے ایوار کرد و فلانے شبگیر نمود (ہاتفی گوید ؎) شب قیر گون روز کافور رنگ ؎ ز ایوار و شبگیرش آمد بہ تنگ ؎ و در این بیت پندار رازی ؎ تو گر شبگیر بر تو ران نہی زین ؎ بآنان کے رسی کا یوار رانند ؎ یگانہ مجاز است پس معنی اوقات مذکورہ محل نظر است و اگر صحیح می بود طعام در ایوار خوردیم و آب در شبگیر خوردیم بمعنی ہر دو وقت درست می بود و آن ہرگز نیامدہ و غیر از رفتن مستعمل نمی شود **مؤلف** گوید کہ اسم جامد فارسی زبان باشد و جاوارد کہ مفرس گیریم کہ یَر بہ تحتانی مضموم و سکون رائے مہملہ بقول صاحب لغات ترکی بمعنی روان شو و یورَق بفتحتین ضمۂ یا و سکون رائے مہملہ بقولش مصدر ترکی است بمعنی روانہ شدن و وَار بقول صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است بمعنی بَر و ہم آمدہ پس آے در اول این حرف ندا است و معنی لفظی ایوار (روانہ شو اے فلان) باشد بای حال وجود مصدر ترکی و صیغۂ امرش بدین معنی تائید خیال ما می کند کہ فارسیان این را مفرس کردہ اند بمعنی اصطلاحی۔ پس مقصود فارسیان از ایوار رحیل سر شام است و بس کہ بعد عصر باشد (اردو) بعد عصر سر شام کوچ۔ مذکر۔ روانگی۔ مؤنث۔

ایوار کردن استعمال۔ صاحب برہان بذیل ایوار فرماید کہ راہ رفتن وقت عصر را (ایوار کردن) گویند صاحبان جامع وجہانگیری ہم بذیل ایوار ذکر این کردہ اند۔ وارستہ ذکر ماضی این کردہ چنانکہ فرماید چون قافلہ وقت پسین براہ افتد گویند ایوار کرد صاحب سراج ہم ماضی این را آوردہ فرماید کہ ایوار رفتن پیش از شام است چنانکہ گویند فلانی ایوار کرد بہار و اند ہمزبان وارستہ مؤلف گوید کہ صراحت ماخذ بر ایوار کردہ ایم (ظہوری ؎) کردم ایوار نالہ میخواہم ؎ کہ بہ شبگیر آہ برخیزم ؎ (اردو) بعد عصر قریب شام کوچ کرنا روانہ ہونا۔ سفر پر جانا۔

ایواز بقول برہان بروزن شیراز بمعنی آراستہ و پیراستہ باشد صاحب جامع ہمزبان برہان صاحب جہانگیری فرماید کہ باول مکسور و یاے مجہول بمعنی آراستہ آمدہ و از حکیم سوزنی سند آرد و صاحب جامع از ہمین استناد کند ؎ بہاے یاسمن و چکریم فرصت امروز ؎ کہ دوستیم دوبلخی شراب داد ایواز ؎ صاحب ناصری بذیل (ایورہ) فرماید کہ در جہانگیری ایواز و ایوازہ باول مکسور و یاے مجہول بمعنی آراستہ آوردہ۔ صاحب سراج فرماید کہ بزاے تازی بروزن شیراز بمعنی آراستہ و پیراستہ و ایوازہ بزیادت ہا نیز بہمان معنی و ایوزہ و ایوز مخفف آن و بعضے بہ راے مہملہ گفتہ اند پس صحیح ابراز است بیاے موحدہ کہ براز مخفف آنست بمعنی آراستہ صاحبان اند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند مؤلف عرض کند کہ ابراز بالکسر و سکون باے موحدہ بقول محققین عرب مصدر ریست بمعنی باز کشادن نامہ راہ و زر خالص گرفتن و بیرون کردن و بقول مغتب بیرون آوردن

(انتہی) پس حاصل بالمصدرش عیان و روشن توان گرفت عجبی نیست کہ فارسیان این را مجازاً بمعنی آراستہ و پیراستہ استعمال کردہ باشند اندرینصورت مقرس باشد۔ را مہملہ بہ واو مبدل شود چنانکہ برمر و برمو و کلار و کلاو و تبدیل موحدہ بہ تحتانی غیر از تصحیف مبنا شد کہ کاتبان چابک دست این قسم تصرفہا کنند و جا دارد کہ آیواز را اسم جامد فارسی زبان گیریم

(اردو) آراستہ پیراستہ یا آراستہ و پیراستہ بقول آمیر۔ استعمال مین دونو ایک دوسرے کے مرادف بمعنی مزین ہین مگر نظر دقیق حکم کرتی ہے کہ آرایش کی چیزین بڑہانے سے جو تزئین ہوا وسکو آراستگی کہتے ہین اور ناخوش آیندہ چیزین دور کرنے سے جو زینت ہوا وس کو پیراستگی کہتے ہین۔ **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ ہم اس ترجمہ کی تکمیل ایوازہ پر کرین گے۔

ایوازہ بقول برہان با ثانی مجہول بر وزن شیرازہ بمعنی ایواز است کہ آراستہ و پیراستہ باشد صاحب جامع ہمزبان برہان صاحب جہانگیری ہم ذکر این کردہ و صاحب ناصری بحوالۂ جہانگیری این را آوردہ۔ خان آرزو در سراج بذیل ایواز مرادفش قرار دادہ **مؤلف** گوید کہ صراحت ماخذ بر ایواز گذشت و جز این نیست کہ ہاے ہوز در آخر ایواز زیادہ کردہ اند ہمچون ستمگار و ستمگارہ (اردو) دیکھو ایواز۔ لیکن شراب وغیرہ کی صفت مین عمدہ یا دو آتشہ وغیرہ کا استعمال ہوگا نہ آراستہ و پیراستہ

ایوان بقول برہان و جامع و ہفت و ناصری بروزن کیوان (۱) صفہ و طاق باشد صاحب ناصری باتفاق برہان صراحت مزید کند کہ بالفتح لغت فارسی و بالکسر معرب است و بقول شمس طاق و نشست گاہ پارسی است مہار گوید کہ بالفتح صفہ بزرگ و بالکسر

عربی است یا معرب و فرماید کہ بالفظ فرو افتادن بصلۂ بر مستعمل (نظامی ۵) رو بدرگاہ نیاز آر کہ ایوان غرور پا عاقبت بر سر مغرور فرومی آید؛ صاحب غیاث بحوالۂ شروح نصاب آوردہ کہ ایوان بالکسر و یاے معروف نشستگاہ بلند کہ بران سقف باشد و بحوالۂ منتخب گوید کہ بالکسر صفۂ بزرگ کہ ظاہر امعرب ایوان است کہ در فارسی بفتح مستعمل میشود۔ صاحب رہنماے سہولت بحوالۂ سفر نامۂ ناصر الدین شاہ قاچار ذکر این کردہ فرماید کہ صفہ و پیش نشین را گویند کہ بہندی چبوترہ باشد مؤلف گوید کہ اگرچہ بعضے از اہل لغت ایوان را بمعنی عام گرفتہ اند چنانکہ بر معنی سوم ذکرش می آید و بعضے این را مخصوص کردہ اند بہ سائبان در چنانکہ بر معنی دوم ولیکن فی الحقیقت ایوان در فارسی زبان حصۂ منزل است کہ داخل خانہ بہ تخصیص می سازند کہ کرسی آن از کرسی مکان بلند و سائبانے با او مخصوص کہ مقام نشست صاحب خانہ باشد و چون بر منزل اوّلین ساختہ شود شہ نشین نام دارد و چون بر منازل بالا خانہ تعمیرش کنند ایوانش گویند کہ از حدّ دیوار خانہ بالاے شارع عام برمی آید و ایوان نشین بوسیلۂ آن از ہر دو طرفش تا دور تماشا می کند۔ شکل ہر دو محرابی۔ اسم جامد فارسی زبان است بالفتح (اردو) شاہ نشین و شہ نشین بقول آصفیہ اسم مؤنث وہ برآمدہ جو آگے نکلا ہوا ہو جس پر اکثر بادشاہ بیٹھکر لوگوں کو درشن دیا کرتے تھے۔ اور دالان کے اندر کا وہ اونچا دالان جس کے چھوٹے چھوٹے در ہوتے ہیں۔

(۲) ایوان۔ بقول ناصری بمعنی طاق در نیز آمدہ صاحبان برہان و جامع فرمایند کہ

بمعنی مطلق طاق باشد چنانکہ گذشت۔ صاحبان انند وہفت ہم ذکر این کردہ اند۔
مؤلف عرض کند کہ طاق بقول منتخب بنائے راگویند کہ خمیدہ وکج سازند چون محراب
پس طاقِ در بمعنی بنائے باشد کہ پیشِ در سازند تا از بارش وامثال آن محفوظ ماند
(اردو) چھجا۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ وہ آگے بڑھا ہوا چھت کا حصہ جو
کڑیوں یا سلون کا ہوتا اور بارش کی حفاظت کے واسطے یا دھوپ کے بچاؤ کے لئے
لگایا جاتا ہے۔ پس طاقِ در سے دروازے کا چھجا مراد ہے۔
(۳) ایوان۔ بقول ناصری عمارتی راگویند کہ شکل آن محرابی وہلالی بودہ باشد وفرماید کہ
این معنی ازین بیت حکیم فرخی استنباط می شود کہ گفتہ ؎ ہمی بصورت ایوان تو فرود آید
ہمہ نو وغرض آن تا ازو کنی ایوان ؛ صاحب شمس بحوالۂ تاج آرد کہ بمعنی خانۂ پیش کشادہ
وبلند است وبحوالۂ دستور گوید کہ بمعنی کوشک وسراپردہ باشد صاحب غیاث بحوالۂ شروحِ
نصاب وغیرہ گوید کہ بمعنی کوشک ودالان بزرگ آید۔ صاحب انند ہم بحوالۂ ناصری ذکر
این کردہ (ظہوری ؎) فتاد کنگرِ ایوان کبرو ناز بلند ؛ نگشتہ آہ وفغان کسے کمند اینجا
(ولہ ؎) گرچہ ندارد کمند کنگرِ ایوان وصل ؛ نالۂ شبگیر را تا رسیدن دہم (صائب
؎) ہست زندانی پر از وحشت بچشم عارفان ؛ پیش طاق آن دو ابرو قصر وایوان
بہشت ؛ (انوری ؎) ہر کہ سر بر خاک ایوانت نہد از روے قدر ؛ پایش از
تحت الثریٰ بر اوج کیوان آمدہ است ؛ **مؤلف** عرض کند کہ در اینجا معنی عام است
مطلقاً یعنی منزل بلند ومعنی اول ودوم خاص باشد چنانکہ بجایش مذکور شد (اردو)

ایوان۔ بقول امیر فارسی۔ اسم مذکر۔ محل۔ مکان (کیف ۵) حباب بحر ہستی تھے ہوئے نابود ہستی سے ؎ کہاں اب طاق کسریٰ ہے کہاں ایوان فریدون کا ؎ (۴) ایوان۔ بقول ناصری کنایہ از آسمان ہم ہست واز استاد سے سند آرد ۵ جور ازین برکشیدہ ایوانست ؎ کہ در و مشتری و کیوانست ؎ (انوری ۵) چون شمع روز روشن از ایوان آسمان ؎ ناگہ در اوفتاد بدریاے قیروان ؎ صاحب انند ہمزمان ناصری۔ **مؤلف** عرض کند کہ در شعر اول (این برکشیدہ ایوان) و در شعر دوم (ایوان آسمان) مستعمل است اگر مجرد ایوان را آسمان گیریم استعارہ باشد نہ کنایہ (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے۔

ایوان راطرح کردن استعمال۔ بمعنی بنیاد ایوان افگندن باشد (عرفی ۵) این مزاریست کہ صد چون تو در و مدفون است ؎ کہ تو امروز بروطرح کنی ایوان را ؎ مخفی مباد کہ در اینجا ایوان بمعنی سوم است۔ (اردو) مکان کی بنیاد ڈالنا۔

ایوان زرکاری اصطلاح۔ بقول صاحب ضمیمۂ برہان کنایہ از آسمان باشد دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ فارسیان فلک را ایوان گفتہ اند و (زرکاری) صفت اوست نظر بر ستارگان فلک (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے امیر نے تشبیہات آسمان میں ایوان سیمابی اور گنبد زرنگار کا ذکر کیا ہے۔

ایوان زنگاری اصطلاح۔ بقول بحر آسمان را گویند صاحب مؤید فرماید کہ اشارہ بفلک قمر است صاحب ہفت ہمزبان مؤید **مؤلف** عرض کند کہ زنگاری بتخفانی نسبت است فارسیان فلک را زنگاری گفتہ اند و این کنایہ باشد (اردو) دیکھو آسمان کے

(۱۹۷۰)

پہلے معنے ۔ امیر نے تشبیہات آسمان مین خیمۂ زنگاری ۔ سپر زنگاری کا ذکر کیا ہے ۔

ایوانس بقول برہان بفتح اول وسکون ثانی وثالث بالف کشیدہ ونون مکسور سین بے نقطہ زدہ نام شہرے باشد از فرنگ و در آن شہر کلیسائی است کہ ہر سال در وقت تحویل آفتاب بہ برج جدی سار بسیار می آیند و ہر یک را زیتونی در منقار بود و مجموع زیتونہا را در ان کلیسا می ریزند گویند آنقدر زیتون جمع می شود کہ ساکنان آنجا را تمام سال کافی است و نیز گویند کہ در صد فرسنگی آنجا درخت زیتون نیست ۔ صاحب جامع ہم ذکر این کردہ و صاحبان اند و ہفت ہم این را آوردہ اند (اردو) ایک شہر کا نام ایوانس ہے ۔

(۱۹۷۱)

ایوان ساختن استعمال ۔ تعمیر ایوان کردن چنانکہ عرفی گوید (ے) خدا را خانقاہ کہنۂ صوفی برندان دہ کہ ایوانہا بسازند و بیارایند محفلہا ۔ (اردو) ایوان بنانا ۔

ایوان سیمابی اصطلاح ۔ بقول صاحب ضمیمہ برہان کنایہ از آسمان است صاحبان بحر و ہفت ہمزبان او صاحب مؤید فرمایند کہ اشارہ است بفلک قمر مؤلف عرض کند کہ موافق قیاس است نظر بہ رنگ فلک (اردو) دیکھو آسمان کے پہلے معنے ۔ امیر نے تشبیہات آسمان مین ایوان سیمابی کا ذکر فرمایا ہے ۔

ایوان طراز استعمال ۔ بقول بہار از عالم انجمن طراز (طالب آملی ے) اے شاہد خیال تو ایوان طراز چشم ۔ وقف حریم ناز تو فرش نیاز چشم ۔ صاحب اند ہمزبان او صاحب بحر فرماید کہ از عالم انجمن آرا باشد مؤلف گوید کہ طراز

بفتح اول بقول برہان بروزن نماز بمعنی نقش ونگار وزیب وزینت آمدہ وبخیال ما اسم مصدر طراز یدن است وطراز یدن بقوش بفتح اول پیراستن وآراستن ونقش ونگار کردن وساختن چیزہا باشد پس (ایوان طراز چشم) درین شعر بمعنی قایم کنندہ وزیب وزینت دہندۂ ایوان چشم است بالجملہ (ایوان طراز) اسم فاعل ترکیبی است (اردو) ایوان کو زینت دینے والا۔ ایوان بنانے والا۔ ایوان قائم کرنے والا

ایوان کیف | اصطلاح۔ بقول چراغ بفتح و سکون تحتانی ونون وفتح کاف وسکون تحتانی وفا نام جائیست از ایران چنانچہ از کتب تواریخ واہل زبان بتحقیق پیوستہ وآرستہ بحوالۂ عالم آرائے عباسی نواب وحید الزمانی فرماید کہ معمورہ ایست نزدیک بلدۂ طہران بہار ہم بحوالۂ عالم آرائے عباسی ذکر ایں کردہ فرماید کہ نام جائی است در ایران واز زکی ندیم سند آوردہ ؎ چو می در منزل ایوان کیف آسا یشے داری ؎ اگر زادرہے باخود زبرگ تاک برداری ؎ صاحب بحر ہم بحوالۂ چراغ وواراستہ این را آوردہ مؤلف عرض کند کہ معنی لفظی این کیفیت ایوان دارندہ۔ اسم فاعل ترکیبی است وعجبی نیست کہ این معمورہ خاص بالائے کوہ یا زمین بلند واقع باشد کہ بدین نام موسوم شد (اردو) ایوان کیف ایک آبادی کا نام ہے جو طہران کے قریب واقع ہے۔

ایوان ماہ | اصطلاح بقول بحر وضمیمۂ برہان وہفت کنایہ از فلک قمر باشد کہ آسمان دنیاست صاحب انند گوید کہ (ایواہ ماہ) بالکسر لغت فارسی است بمعنی آسمان دنیا مؤلف عرض کند کہ

جز این نباشد کہ بر زبان عجم (ایواماہ) باشد بحذف نون چنانکہ در بسیاری از لغات فارسی این قسم حذف بنظر آمدہ چنانکہ ایشان را ایشا و این را ای کردہ اند یا ناواقفان ماخذ بہ تصحیف کتابت نون را بہ ہا بدل کردند کہ بر خلاف قیاس است باقی حال مجرد بیان صاحب انند اعتبار را نشاید و دیگر کسے از محققین فارسی (ایواہ ماہ) را نہ نوشت بہ خیال ما (ایوان ماہ) مرکب اضافی است کنایہ از فلک اول کہ مقام قمر است (اردو) پہلا آسمان مذکر

ایواے بقول بہار کلمۂ تاسف است مرادف آیوا کہ بجایش گذشت و بخیال ما میرزا علیہ آیوا بزیادت تحتانی در آخر ہمچون جا و جاے پا و پاے و صراحت معنی ہمدرانجا مذکور۔ (میرزا صائب ۵) قالب تہی ز دیدن ویرانہ کردۂ ایوا ے اگر نگاہ تو افتد بروے گنج ایوا (ظہوری ۵) از ہیچ دلی رم نکند مہر غزالان ایوا ے اگر رام تو آرام برآید (ولہ ۵) صاحب جمال راہ نیابد بہیچ دل ایوا ے اگر ز خاطر صاحب نظر رود ایوا (اردو) دیکھو اے وا۔

ایوب بقول صاحب ضمیمۂ برہان (ا) نام پیغمبرے است کہ بصفت صبر معروف است صاحب منتہی الارب گفتہ کہ نام پیغمبر یست و آن معرب است بروزن دیجور زیراکہ در اصل ایوب بودہ و بحقیقت لفظ عجمی است مؤلف گوید کہ فارسیان ہمین معرب را استعمال کنند و اصل لفظ عجمی را بر زبان ندارند (اردو) ایوب بقول امیر۔ ایک پیغمبر علیہ الصلوٰۃ والسلام کا نام ہے۔ جو مصیبتوں اور بلاؤں پر نہایت صابر و شاکر تھے (اسیر ۵) روز خلقت صبر کے خالق نے دو حصے کئے ایک مجھکو ایک

بخشا حضرت ایوب کو ؛

(۲) ایّوب - فارسیان استعمال این استعارۃً بمعنی دل کردہ اند چنانکہ عرفی گوید ؎ ناصبوری شرط گر کند عرفی دلم عیبش مکن ؛ ناصبوری شرط اصلاحست ایّوب مرا ؛ (اردو) دل - دیکھو آئینۂ خاکیان کے تیرے معنے

ایورہ بقول رشیدی بحوالۂ ادات بفتح الف وضم وفتح یاو رائے مہملہ بمعنی آراستہ باشد صاحب سروری ہم بحوالۂ ادات الفضلا این را آوردہ فرماید کہ بفتح ہمزہ و واو ورائے مہملہ بمعنی آراستہ باشد و صاحب ناصری بحوالۂ رشیدی فرماید کہ بفتح اوّل وضم یا و فتح رائے مہملہ آمدہ صاحب شمس در بیان اعراب متفق با ناصری صاحب انند ہم ذکر این کردہ صاحب برہان بذیل ایوزہ این را آوردہ مرادفش قرار دادہ مؤلف گوید کہ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و ما صراحت کامل بر (ایواز) کردہ ایم (اردو) دیکھو ایواز -

ایوز بقول برہان وجہانگیری وہفت بکسر اول وسکون ثانی و واو مفتوح بزائے نقطہ دار زدہ بمعنی ایواز است کہ آراستہ و پیراستہ باشد صاحب سراج بذیل ایواز ذکر این کردہ فرماید کہ مخفف ایواز باشد و ما از صراحت ماخذ ہمہ را آنجا بحثے کردہ ایم (اردو) دیکھو ایواز -

ایوزہ بقول برہان وجہانگیری وہفت بروزن ہیزہ بمعنی ایوازہ کہ آراستہ و پیراستہ باشد و فرماید کہ باین معنی با رائے بے نقطہ ہم آمدہ است مؤلف گوید کہ صراحت ماخذ این بر ایواز کردہ ایم - (اردو) دیکھو ایواز -

ای وقت تو خوش کہ مقولہ صاحبان

وقت ماخوش کردی خزینۃ الامثال و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند ولیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت **مؤلف** عرض کند کہ فارسیان بحق کسے استعمال این مقولہ کنند کہ از کلامش یا از تحریرش لطفے حاصل کردہ باشند (اردو) یہی فارسی مقولہ اردو مین بھی مستعمل ہے ۔بقول امیر جب کوئی شخص کسیکو اچھی خبر سناتا یا اور کسی بات سے خوش کرتا ہے تو اوسے دعا دینے کے طور پر کہتے ہین۔

ایومن بقول برہان بفتح اول وضم ثانی وسکون ثالث ومیم مکسور بنون زدہ بلغت ژند و پاژند چشم را گویند کہ بعربی عین خوانند ۔ صاحب جہانگیری در خاتمۂ کتاب بدیل لغات ژند و پاژند ذکر این کردہ فرماید کہ باول مفتوح و واو معروف چشم باشد ۔ صاحب ناصری بحوالۂ برہان ذکر این کردہ و صاحبان انند و ہفت ہم **مؤلف** گوید کہ اسم جامد فارسی قدیم است و حالا بر زبان معاصرین عجم متروک (اردو) آنکہ ۔بقول امیر ۔ہندی ۔ آکش ۔سنسکرت چشم ۔ (فارسی) عین (عربی) آئی (انگریزی) دیکھنے کا عضو (مؤنث) (آتش ۵) سرمے نے میرے یار کی جادو سے بھری آنکھ ۔ دیوانہ ہوا جس نے کہ دیکھی وہ پری آنکھہ ؂

ایہام لغت عربی است بالکسر بروزن اکرام بقول منتخب در غلط وگمان انداختن و باصطلاح ارباب معانی آوردن کلمہ ایست کہ دو معنی داشتہ باشد یکے قریب و یکے بعید و ارادہ کردن معنی بعید از آن کلمہ ایہام است صاحب مؤید بدیل لغات عربی ذکر این کردہ فرماید کہ بمعنی بگمان افگندن و نام صنعتے از بدائع کہ

آن را ذوالمعنیین خوانند۔ صاحب غیاث بحوالۂ کشف و مجمع الصنایع آرد کہ بالکسر در غلط انداختن و در شک افگندن و نام صنعت شعری و آن چنان باشد کہ در شعر لفظ ذو معنیین آرند یعنے لفظے ذکر کنند کہ دو معنی داشتہ باشد و معنی بعید مراد باشد صاحب انند بحوالۂ مطلع السعدین و ارستہ گوید کہ ایہام بالکسر لغت عرب بمعنی در غلط انداختن و در شک افگندن۔ و نام صنعت شعری و آن چنان باشد کہ در شعر لفظ ذو معنیین آرند یکے قریب و دوم بعید کہ ذہن سامع بمعنی قریب انتقال کند و معنی بعید مراد متکلم باشد و ہمین ما بہ التمیز است میان ذو المعنیین و ایہام (قاضی سیستانی ۵) تیغی کشیدہ بر سرم آن سیمبر رسید ؛ گفتم کہ چیست گفت کہ عمرت بسر رسید ؛ (میر شمس الدین فقیر گوید ۵) گم کردۂ بتے را در کوچۂ خرابات ؛ اے خضر راہ مستان بنما بمن خدا را ؛ (انتہی) صاحب حدائق البلاغہ بذیل ادماج فرماید کہ فرق در ایہام و ادماج آنست کہ در آنجا لفظی می آرند کہ دو معنی یا بیشتر داشتہ باشد و اینجا مجموع کلام مفید ہر دو معنی می شود و لیکن ذکر ایہام علیحدہ نکرد

مؤلف عرض کند کہ معنی اصطلاحی این در موضوع ما داخل است کہ برائے آن اصطلاحی خاص در فارسی زبان نیست از اینجاست کہ ما ذکر این کردہ ایم (اردو) ایہام۔ بقول امیر۔ عربی۔ مذکر۔ لغوی معنی وہم مین ڈالنا۔ اصطلاح شاعری مین اس صنعت کو کہتے ہین کہ۔ شعر مین ایک ایسا لفظ لاے جسکے دو معنی ہون ایک معنی اس مقام سے قریب ہون دوسرے بعید مگر شاعر کی مراد معنی بعید ہون

اور معنی قریب صرف حسن کلام اور رعایت شاعرانہ کا فائدہ دیتے ہوں معنی قریب اسی اعتبار سے کہا جاتا ہے کہ اس لفظ کو شعر کے بعض اور لفظ سے مناسبت ہوتی جیسا اس شعر میں (آباد ۵) ہے رنگ کب گلوں میں جو ہے بوئے یار میں ہے اک عندلیب کیا ہے میں کہدوں ہزار میں ۲ ہزار کے دو معنی ہیں ایک تو بلبل کو کہتے ہیں اور دوسرے شمار کا عدد ہے ہرچند اس جگہ معنی اول کو بسبب رعایت گل و عندلیب کے قربت ہے مگر شاعر کو مقصود معنی ثانی ہیں جس کو رعایت معنوی کے اعتبار سے کوئی لگاؤ کسی لفظ سے نہیں ہے۔

ایہقان بقول برہان باہا و قاف بروزن پہلوان خردل صحرائی است و آن رستنی باشد کہ بعربی جرجر خوانند گویند اگر آب آن را بگیرند و در پائے درخت انار ترش ریزند انار آن درخت شیرین گردد۔ صاحب مؤید این را بدیل لغات عربی آوردہ بحوالۂ قنیہ فرماید کہ بالضم و بالفتح و ضم ہا جرجیر بیابانی کہ آنرا بہندی ترمرا گویند و بحوالۂ تاج گوید کہ مندلو دشتی باشد صاحب جامع فرماید کہ بروزن احمقان خردل صحرائی را گویند۔ صاحبان انند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب محیط فرماید کہ بفتح اول جرجیر بزی است و بر جرجیر گوید کہ بکسر اول و سکون ثانی و کسر جیم و سکون یائے تحتانی و رائے مہملہ اسم عربی است بیونانی اودیمن و سریانی کرکیرا و بفارسی کیکر و گلچ و کہرک و بہندی ترمرا نامند و آن صحرائی و بستانی می باشد صحرائی آنرا عرشاد و ایہقان نامند و بستانی را بقلۂ عائشہ و بشیرازی کہرک گویند مؤلف عرض کند

که همان آنداو است که بجایش گذشت۔ صاحب آنند این را لغت فارسی نوشته و صاحب مخزن الادویه که پابند لغات عرب است ذکر این نکرده و به تحقیق ما هم لغت فارسی است (اردو) دیکھو انداو۔

ردیف بائے موحدہ

ب یعنے بائے مکتوبہ برخلاف بائے ملفوظہ بقول آنند حرف دوم حروف تہجی است و بحساب ابجد عدد این دو باشد بهار گوید که بائے تازی بحذف الف هرگاه بالفظ دیگر ملحق گردد بے اعتبار حرکت لفظ مابعد خود دائما مفتوح باشد خواه آن لفظ اسم باشد خواه فعل الا بائے تازی در امر که عند الفتح والکسر لفظ مابعد مکسور می باشد و عند الضم آن مضموم مؤلف عرض کند که در عربی و فارسی و اردو دو مین حرف باشد از حروف تہجی و این را بائے ابجد و بائے موحدہ و بائے تازی هم گویند و بقول غیاث به بائے مسمّی موسوم است و این همه اسما از برائے آنست که بائے فارسی و مکتوبی ملتبس نشود و در رسم الخط گاهے این را متصل لفظ مابعد می نویسند چنانکه (برائے) و گاهے منفصل و اندرینصورت در کتابت بائے مخفی آوردن ضرور است چنانکه (بیعقوب) و ماهر قدر که جستیم کلیه این بدست نیامد که در رسم الخط اتصال موحده بالفظ مابعد بکدام حالت لازم است و اینقدر متحقق شد که در فتح جمل موحده را جدا نوشتن ممنوع است مطلقا و این برچند قسم آمده (۱) بمعنی مع و این بیشتر افادهٔ معنی مصاحبت کند (منظهر ۵) چو کم عمرے بهم عمرے بگلشن شادی آید مرا بے اختیار ایام طفلی یاد می آید ۵ و گاهے افادهٔ معنی الصاق هم و بعضے این را بائے

اتصال ہم گویند (جامی ؎) می نالم از جدائی تو دمبدم چونے ہ وین طرفہ تر کہ از تو نیم یکنفس جدا ہ پس دمبدم دریں جا بمعنی دم متصل دم است۔ صاحب تحقیق القوانین ذکر این کردہ (اردو) سع دیکھو (با) کے پانچوین معنی۔

(۲) بقول غیاث بمعنی باوجود (شیخ شیراز ع) بعصیان در رزق برکس نہ بست ہ صاحب تحقیق القوانین بذیل قسم اول ذکر این کردہ چنانچہ فرماید کہ گاہے آن با یعنی (با بمعنی مع) متضمن معنی باوجود ہم باشد چنانکہ درین قول حزین ؎ سرت گردم باین بے التفاتی ہ چرا بسیار می خواہد ترا دل ہ (اردو) دیکھو (با) کے ساتوین معنے۔

(۳) بقول غیاث بمعنی طرف وجانب چنانکہ (ع) بکوی او ندہم طفل اشک را رخصت ہ یعنے بسوے کوی او (ع) بملک عجم رغبت شاہ خاست ہ صاحب تحقیق القوانین ہم ذکر این کردہ واز عرفی شیرازی سند آوردہ (؎) زہے صفاے عمارت کہ در تماشایش ہ بدیدہ باز نگردد نگاہ از دیوار ہ یعنے بسوے دیدہ۔ (اردو) دیکھو (با) کے نوین معنے

(۴) بقول غیاث بمعنی مقدار چنانکہ بجو یعنے بمقدار جو۔ شیخ شیراز (؎) بجو می ستاند زدہقان پیر ہ بمن می فروشد بدیوان میر ہ (شیخ شیراز ؎) اگر بر رفیقان نباشی شفیق ہ بصد سنگ بگریزد از تو رفیق ہ یعنے بمقدار صد سنگ۔ صاحب تحقیق القوانین ذکر این کردہ (اردو) مقدار۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ اندازہ۔ شمار۔

(۵) بقول غیاث بمعنی برائے (عراقی ؎) بطواف کعبہ رفتم بحرم رہم ندادند ہ کہ برون در چہ کردی کہ درون خانہ آئی ہ بطواف درین شعر بمعنی برائے طواف است (حافظ شیراز

(۵) اگر بسیر چمن میروی قدم بردار ؛ کہ ہمچو رنگ حنامی رود بہار از دست ؛ صاحب تحقیق القوانین ہم ذکر این کردہ (اردو) واسطے۔ بقول آصفیہ۔ لئے۔ برائے۔ دیکھو از برائے

(۶) بقول غیاث برائے تقابل باشد چنانکہ (ے) بابداری لعلت یکے نخواہد بود ؛ اگر ہزار عقیق از زمین شود پیدا ؛ (بابداری) در اینجا بمعنی (مقابل آبداری) باشد (اردو) دیکھو (با) کے گیارہویں معنے۔

(۷) بقول غیاث برائے توافق باشد و بقول تحقیق القوانین بمعنی موافق (دانش ے) شاید بمدعاے تو گویم حکایتے ؛ یکبار عرض حال مرا می توان شنید ؛ پس (بمدعا) درین شعر بمعنی موافق مدعاست (اردو) موافق۔ بقول آصفیہ۔ عربی (تابع فعل) حسب۔ برحکم۔

(۸) بقول غیاث برائے قرب باشد و بقول صاحب تحقیق القوانین بمعنی نزدیک چنانکہ درین قول (نوعی ے) یکروز صبا بوے گلے برد بہ یعقوب ؛ بگریست کہ این نکہت پیراہن ماینست ؛ پس بہ یعقوب درین شعر بمعنی نزد یعقوب و پیش یعقوب باشد (اردو) نزدیک بقول آصفیہ۔ فارسی (تابع فعل) قریب۔ پاس۔ نیرے۔ دھورے۔

(۹) بقول غیاث برائے سبب باشد چنانکہ (ے) بجرم عشق توام می کشند و غوغائیست ؛ تو نیز بر سر بام آکہ خوش تماشائیست ؛ پس (بجرم) درین شعر بمعنی (بسبب جرم) است۔ صاحب تحقیق القوانین بدیل (ب بمعنی از) فرماید کہ این با جائے متضمن معنی سبب بود و درین صورت بباے تعلیل موسوم گردد چنانکہ امید گوید (ے) بآب دیدہ

زبس پائے درگل است مرا ہم سفر زکوے تو بیار شکل است مرا ہم یعنے بسبب آب دیدہ (انتہیٰ) (اردو) سبب۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ موجب۔ باعث۔ وجہ۔ واسطہ۔ کارن۔ خاطر۔ لئے۔ واسطے۔ علت۔

(۱۰) بقول غیاث۔ برائے تشبیہ باشد چنانکہ (ے) لطفش بہار شاد مانیست ہا قہرش بسموم مہرگانیست ہا پس (بہ بہار) درین شعر بہ معنی (مثل بہار) باشد صاحب تحقیق القوانین فرماید کہ بمعنی مانند باشد کہ بہائے تشبیہ موسوم گردد چنانکہ درین قول صائب (ے) بوے سرزلف تو بشنیدائی من نیست ہا آوازۂ حسن تو برسوائی من نیست ہا (اردو) دیکھو آرد کے تیرے معنے۔

(۱۱) بقول غیاث بمعنی عوض و بقول تحقیق القوانین بمعنی مقابل و عوض باشد چنانکہ درین قول حافظ (ے) پدرم روضۂ رضوان بدو گندم بفروخت ہا ناخلف باشم اگر من بجوے نفروشم ہا پس (بجوے) درین شعر بمعنی (مقابل جوے) است (اردو) دیکھو بآ کے بارہویں معنے۔

(۱۲) بقول غیاث برائے قسم باشد و صاحب تحقیق القوانین فرماید کہ بائے قسم کہ متضمن بمعنی قسم بود چنانکہ درین قول ہلالی (ے) منم و زعشق دردی کہ اگر بکوہ گویم ہا بخدا کہ نرم گردد دل سخت سنگ خارا ہا پس (بخدا) درینجا بمعنی قسم بنام خدا باشد (اردو) بقول آصفیہ (ب) اردو میں بھی قسم کے لئے آتی۔ جیسے بخدا۔ واللہ باللہ وغیرہ۔

(۱۳) بقول غیاث برائے تیمن و توسل چنانکہ (رباعی) یارب بر رسالت رسولان الثقلین

یارب بغرا کنندۂ بدر و حنین ؛ عصیان مرا و حصّہ کن در عرصات ؛ نیمی بحسن بخشش و نیمے بحسین ؛ پس (بر رسالت) و (بغرا کنندہ) بمعنی (بہ تیمّن و توسّل رسالت و غرا کنندہ) باشد (اردو) وسیلہ۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ ذریعہ۔ واسطہ۔

(۱۴) بقول غیاث۔ برائے استعانت صاحب تحقیق القوانین بذیل (ب بمعنی از) فرماید کہ این با جائے مفید معنی استعانت بودہ و درین صورت بائے استعانت موسوم گردد سعدی فرماید (ے) پیرے کہ زجائے خویش نتوان برخاست ؛ الّا بعصا کیش عصا برخیزد ؛ (یعنے بمدد عصا) (انتہیٰ) (اردو) دیکھو با کے تیرہویں معنے۔

(۱۵) بقول غیاث بمعنی زیر چنانکہ بہ تیغ بمعنی زیر تیغ صاحب تحقیق القوانین ہم ذکر این کردہ چنانکہ درین قول نظامی (ے) چنین تا بمقدار ہفتاد مرد ؛ بہ تیغ آمد از رومیان در نبرد ؛ یعنی تا باندازۂ ہفتاد مرد از رومیان تہ تیغ شدند و فرماید کہ ممکن است کہ در نجا مدخول بالفظ ضرب مقدر باشد پس برین تقدیر آن با بمعنی در بود (انتہیٰ کلامہ) مؤلّف گوید کہ ہیچ ضرورت ندارد کہ ضرب را مقدر گیریم۔ (اردو) نیچے۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ (تابع فعل) تلے۔ تحت۔ زیر۔

(۱۶) بقول غیاث برائے آغاز۔ صاحب تحقیق القوانین فرماید کہ بائے ابتدا کہ مفید معنی ابتدا باشد چنانکہ درین قول باذل (ے) بنام خداوند بسیار بخش ؛ خرد بخش و دین بخش و دینار بخش ؛ یعنے ابتدا میکنم این کتاب را بدو نام خداوند بسیار بخشندہ و فرماید کہ ازین تفسیر اشارت است برین معنی کہ بائے ابتدا در حقیقت بائے استعانت است و بسبب متعلق

بودنش بفعل مقدر مشتمل بر معنی ابتدا مجاز آبدان اسم موسوم گردید (اردو) دیکھو آبا کے تیرہوین معنے ۔

(۱۷) بقول غیاث بمعنی رخ و سمت چنانکہ ع بگردن فتد سرکش تند خو ہ صاحب انند ہمزبان او (اردو) بَل بقول آصفیہ ۔ ہندی ۔ مذکر ۔ رخ ۔ سمت ۔ پہلو جیسے "ہاتھ کے بَل ۔ سر کے بَل "

(۱۸) بقول غیاث بائے اضافی و آن معانی اضافی دہد و صاحب تحقیق القوانین بدیل (ب بمعنی برائے) فرماید کہ این نوع با بعضے جا افادۂ معنی اضافت دہد چنانکہ درین قول رفیع (ے) کسے بزادۂ خود خصم نیست حیرانم ہ کہ سنگ بہرچہ گردید دشمن مینا ہ یعنے ہیچکس خصم زادۂ خود نیست ۔ (اردو) کا ۔ بقول آصفیہ حرف اضافت یہ لفظ اُردو مین تعلق نسبت ۔ لگاؤ ۔ ملکیت ۔ قبضہ وغیرہ ظاہر کرنے کے واسطے آتا اور حرف اضافت کا کام دیتا ہے ۔ بشرطیکہ مضاف مذکر ہو کیونکہ اردو مین تذکیر و تانیث بلحاظ مضاف ہوا کرتی ہے اور مضاف الیہ کے مذکر یا مؤنث ہونے سے کچھ واسطہ نہین ہوا کرتا ۔ الخ ۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ اگر مضاف مؤنث ہو تو حرف کی سے کام لیا جاتا ہے ۔ جیسے مضاف مذکر کی مثال (زید کا گھر) اور مضاف مؤنث کی تمثیل (زید کی ٹوپی)

(۱۹) بقول غیاث و انند بمعنی لائق چنانکہ صائب گوید (ے) صائب کنون کہ درد بدرمان نماندہ است ہ آن بہ کہ راہ چارہ و تدبیر نسپریم ہ یعنے درد کار بہلاکت رسانیدہ

لائق درمان نمانده (اردو) لائق۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ (تابع فعل) واجب۔ سزاوار۔ قابل۔ شایان۔ زیبا۔ مناسب۔ جوگ۔ موزون۔

(۲۰) بقول غیاث بمعنی آز چنانکہ (ے) بتن بو یا کند گلہائے تصویر نہالی را ؛ بپا بیدار سازد خفتگان نقش قالی را ؛ یعنے از تن و از پا (حافظ فرماید ے) حافظ بخود نپوشید این خرقہ می آلود ؛ اے شیخ پاکدامن معذور دار ما را ؛ اے از خود نپوشیدہ صاحب تحقیق القوانین ہم ذکر این کردہ و از صائب سند آوردہ (ے) نماند نالہ دلِ دردپیشۂ ما را ؛ بسنگ سرمہ شکستند شیشۂ ما را ؛ مؤلف گوید کہ جا دارد کہ این را بمعنی چہاردہم متعلق کنیم ولیکن در کلام حافظ شیراز معنی آز بہتر از استعانت است (اردو) دیکھو با کے پندرہویں معنے۔

(۲۱) بقول غیاث و انند بمعنی در چنانکہ ع دشنام بمن دادی۔ شکر بدہان تو ؛ یعنے شکر در دہان تو۔ صاحب تحقیق القوانین فرماید کہ بائے موحدہ بمعنی در کہ بہائے ظرفیت موسوم گردد چنانکہ درین قول غنی (ے) فراغتی بہ نیستان بوریا دارم ؛ مباد راہ درین بیشہ شیر قالی را ؛ و فرماید کہ ہر جا کہ بائے استعلا بر لفظ بر و بائے ظرفیت بر لفظ در مقدم شود باید کہ از ہر دو با معنی گیرند و بر و در را برائے تزئین کلام یا بضرورت شعر زائد شمارند و بعضے ذکر بر و در را بر سبیل تغییر دانستہ ہر یک با را بائے مفسرہ نامند چنانکہ درین قول جامی (ے) بتن در پوش عنبر بوی جامہ ؛ بسر بر بند کافوری عمامہ ؛ (اردو) دیکھو با کے چودہویں معنے۔

(۲۲) بقول غیاث بمعنی بر۔ صاحب تحقیق القوانین فرماید کہ بائی کہ بمعنی بر می آید بجائے استعلا نامیدہ شود چنانکہ درین قول صائب (ع) ہیچ ہمدردی نمی یابم سزائے خویشتن ؛ می نہم چون بید مجنون سر بپائے خویشتن ؛ (اردو) اوپر۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ حرف ظرف۔ اونچا۔ بالا۔ فوق۔ بلند۔ نیچے کے خلاف۔

(۲۳) بقول غیاث بمعنی را۔ صاحب تحقیق القوانین ہم ذکر این کردہ واز واعظ سند آوردہ کہ در حمد گوید (ع) عطا کردہ از گنج انعام خویش ؛ بدل یا دخویش و بلب نام خویش ؛ (اردو) دیکھو با کے دسویں معنے۔

(۲۴) بقول غیاث زائدہ باشد و فرماید کہ آن[1] در اول اسمائے حروف بمفتوح می آید[2] و در ابتدائے افعال اکثر جا مکسور و بعض جا مضموم چنانکہ (مصرع) بہ تنہا ندانست روے رہی ؛ (مصرع) بجز این نکتہ کہ حافظ زتو ناخوشنود است ؛ (مصرع) و ربختی بمیرد اندر غار ؛ مؤلف گوید کہ بہار در آغاز بیان کلیۂ این بیان کردہ و مقننین فارسی متفق با او کہ بائے موحدہ کجا مکسور می باشد و کجا مضموم و مفتوح۔ (اردو) اردو میں بائے زائد مستعمل نہیں ہے۔

(۲۵) صاحب قانون دستگیری گوید کہ با برائے تعدیہ ہم آید بمعنی فعل لازم را متعدی گرداند چنانکہ (گذشتم نزید) یعنے بردم آنرا و (فلانے بمن رفت) یعنے مرا ہم برد۔ و فرماید کہ صاحب تحفہ و جامع نوشتہ کہ بائیکہ بمعنی را آید آنرا بائے تعدیہ گویند الخ مؤلف عرض کند کہ ما بر معنی بست و سوم ذکر این کردہ ایم ولیکن مثالی کہ صاحب

قانون دستگیری برائے بائے تعدیہ پیش کردہ کہ بالا مذکور شد تسامح اوست زیرا کہ (گذشتم بزید) بمعنی گذشتم برزید۔ باشد نہ بمعنی (بردم آنرا) و معنی بیان کردہ اش پیدا میشود از (گذشتم بازید) فتامل۔ حیف است کہ از محاورۂ زبان کار نگرفت (اردو) دیکھو با کے دسویں معنے۔

(تبدیل ب) باید دانست کہ بائے موحدہ بدیگر حروف تبدیل ہم می یابد (۱) بائے فارسی چنانکہ تب و تپ و (۲) بدال مہملہ چنانکہ بالان و دالان و (۳) بفا چون زبان و زفان و (۴) بکاف عربی چون بوشاسب و کوشاسب و (۵) بقول غیاث و انند بکاف فارسی نیز چون بالہ و گالہ و (۶) بمیم چون غرب و غرم و (۷) بواو چنانکہ آب و آو و نبشتن و نوشتن (۸) بہائے ہوز چنانکہ بوش و ہوش و بیدخ و ہیدخ۔

ردیف بائے موحدہ با الف ممدودہ

باب افتادن استعمال بقول بہار بمعنی در آب فرو افتادن باشد صاحب انند ہمزبان بہار مؤلف گوید کہ متعلق است بمعنی اول افتادن کہ بجایش گذشت۔ و موحدہ بمعنی بست و یکمش کہ ہمدرانجا مذکور شد و بہمین معنی باشد (افتادن آب و در آب) (اردو) پانی مین گرنا۔

باب انداختن مصدر اصطلاحی بقول صاحب ضمیمۂ برہان و بجر کنایہ از دور کردن و بدور انداختن مؤلف گوید کہ بمعنی فراموش کردن و بر زبان نیاوردن

که حاصل معنی مذکور است فارسیان گویند
که "نیکی کن و آب انداز" یعنے ذکرش
بزبان میار و فراموش کن و خواهان عوض
مشو - ازین مقوله عجم مصدرے بجاے
خودش می آید - و این مرادف (در آب
انداختن) است و موحده در اینجا بمعنی
بست و نکیش که گذشت و انداختن بمعنی
دوّمش که مذکور شد حاصل اینست که
چیزیکه در آب انداز مذضائع می شود
و آبش می برد و باز بدست نیاید پس از
همین معنی حقیقی کنایتہً معنی دور کردن
پیدا می شود (اردو) دور کرنا بقول
آصفیه الگ کرنا - القط کرنا - جدا کرنا -
خارج کرنا - ہٹانا - (رشک ۵) چشکوہ
دل نالان حضور کرتے ہین ؛ ہم اس فساد کو
پہلو سے دور کرتے ہین ؛ مولّف عرض
کرتا ہے کہ فارسیون کے استعمال کے لحاظ سے اسکا
ترجمہ بھول جانا - زبان پر نہ لانا -

باب اندر شکر دارد مقوله - صاحب
فرہنگ رشیدی فرماید یعنے گداز ان
است صاحب مؤیّد بحوالۂ شرفنامہ ہمرہانش
و فرماید که این بیان تعجّب می کند سبب
اجتماع ضدّین و آن آب و شکر آب است
یعنے شکر کنایہ از لب است و از آب
آب دہان خواستہ و مقصود آن است
که در آب شکر دارد چہ شکر در آب نماند
و بگداز د - صاحب انند نقل بر دار مؤیّد -
صاحب سروری در ضمیمہ فرماید یعنے گداز ان
است وضعیف می شود (سراج الدین راجی
۵) میان لاغر چرا نبود که گوئی می کشد دائم
؛ لبش باریک چون نبود باب اندر شکر دارد
؛ مؤلّف گوید که (باب اندر) بمعنی در آب
باشد و (شکر دارد) بمعنی خودش - پس
مقصود ازین مقوله - شربت است و بس

شاعر گوید کہ لبش نازک چرا نبود کہ در ولطافت شربت پیدا و ہمہ تن شربت است یعنے شکر لبش با آب دہنش صورت شربت پیدا کردہ و جسم شکر باقی نماند کہ فی الجملہ درشتی داشت (اردو) شکر گھل گئی ہے۔ شربت بن گیا ہے۔

باب حمام ضیافت کردن مصدر اصطلاحی۔ بقول بہار و بحر و وارستہ (۱) در ایران رسم است کہ چون کسے در حمام باشد و آشنائے از قفا دارد شود آب گرم بر پایش ریزد و این را ضیافت حمام گویند۔ **مؤلف** گوید کہ اہل تمیز در حمام با کسے ملاقات نمی کنند و دوستان بے تکلف البتہ داخل حمام می روند پس صاحب حمام برسبیل تمسخر آب گرم بر پائے شان می ریزد و این سزائے دخل در حمام است و فارسیان این را ضیافت حمام نام نہادند (شفیع اثر ؎) بہم اہل جہان گرمی کنند از گریۂ مردم ؛ بپائے یکدگر ریزند گاہے آب حمامی ؛ (مسیح کاشی ؎) بیا کہ گر نکنم تر دماغت از جامے ؛ کنم ضیافت خشکی بآب حمامی ؛ (اردو) ایران مین قاعدہ ہے کہ جب کوئی بے تکلف دوست حمام مین بغرض ملاقات صاحب حمام جاتا ہے تو وہ گرم پانی دل لگی کے طور پر اوس کے پانون پر چھڑکتا ہے۔

باب دادن اصطلاح۔ بقول بحر و بہار بمعنی (۱) در آب فرو بردن باشد **مؤلف** گوید کہ بمعنی غرق کردن چیزے یعنے آن چیز را حوالۂ آب کردن است و (۲) بمعنی مطلق تباہ و برباد کردن و درہم و برہم ساختن چیزے است و این مجاز معنی اول باشد و سند این در ملحقات می آید (ظہوری ؎) می توانم داد جیحون

بلکہ عمان را بآب ہ تنسیل گریہ را با آنکہ طوفان
کم شد است ہ صاحب انند ہمزبان شان۔
(اردو) (۱) ڈبونا۔ بقول آصفیہ۔ غوطہ دینا
۔غرق کرنا (۲) تباہ کرنا۔ برباد کرنا۔ برہم ودہم کرنا

باب دادن امید مصدر اصطلاحی بمعنی غرقاب
کردن امید وکنایہ ازدل دور کردن امید
ونا امید شدن باشد (ظہوری ے) امید
آمدنت را بآب خواہم داد ہ اگرچنین برہ انتظار
می گریم ہ (اردو) امیدون پر پانی پھیرنا۔
ضایع کرنا۔ امید دل سے دور کرنا۔ نا امید ہونا

باب دادن بنا مصدر اصطلاحی۔ بمعنی
حوالہ آب کردن بنا۔ یعنے آب در بنا کردن
تباہ وبرباد کردن ومنہدم ساختن آن
باشد (میرزا بیدل ے) بیدل زآبرو طلبی
دست شستہ ایم ہ کین آبرو بنائے جہان را
بآب داد ہ (لاادری ے) بہرکجا کہ خوری
باده تن بخواب مده ہ بنائے خانۂ ناموس را
آب مده ہ (اردو) عمارت ڈہانا۔ عمارت
منہدم کرنا۔

باب راندن مصدر اصطلاحی۔ بقول
خان آرزو در چراغ بمعنی فریب دادن است
(سلیم ے) خراب آنکہ مراخواہد از شراب کند
ہ زاہلی است کہ راند آب ماہی را ہ وفرماید
کہ ہرچند درین بیت معنی حقیقی نیز درست
می شود اما ہنوز اشارتے بمعنی مجازی است
وطرف لطف ہمانست و امثلۂ این در اشعار
متاخرین بسیار است (انتہی) صاحبان
بہار و انند و بحر ہمزبانش۔ مؤلف گوید کہ
بخیال ما (راندن آب) و (آب راندن)
ہر دو بمعنی فریب دادن نیامده ومعنی حقیقی
این غرق کردن است وبس مقصود شاعر
اینست کہ کسے کہ مارا از شراب خراب کردن
میخواہد۔ مثال آنست کہ ماہی را خواہد کہ در
آب غرق کند واین محال است زیرا کہ

(۱۹۷۳)

مسکن او آب باشد و او در آب مثل اہل بر غرق نمی شود پس آنچہ خان آرزو معنی فریب دادن بمجاز پیدا کردہ تسامح اوست فتاتل (اردو) دیکھو آب دادن ۔

(۱۹۷۴) **آب رسانڈن بنا** مصدر اصطلاحی (۱) مرادف (آب دادن بنا) باشد کہ گذشت ۔ (ابوطالب کلیم ۵) بنائے میکدہ را محتسب آب رسانڈ ؛ بنائے صومعہ شیخ جہان برباست ؛ (۲) عمق بنیاد را تا آب رسانڈن و عمیق کردن بنا (امیر خسرو ۵) آب کند گرچہ بنا را خراب ؛ زود فتد گر نرسانی آب ؛ (اردو) (۱) دیکھو (آب دادن بنا) (۲) بنیاد مکان کو زیادہ عمیق کرنا۔ پانی تک پہنچا دینا تاکہ خوب مضبوط رہے ۔

(الف) **آب رسانڈن بنیاد** مصادر
(ب) **آب رسانڈن بنیاد خانہ** اصطلاحی

وارستہ نسبت (ب) گوید کہ (۱) کنایہ از محکم و استوار کردن از جہت عمیق کردن بنا و (۲) خراب کردن نیز۔ حاجی قدسی در حمد الٰہی کہ در ضمن آن مدح شاہی گفتہ گوید (۵۲) بگوش عطایش رسانڈ این خطاب ؛ کہ بنیادِ کان را رسانڈ بآب ؛ مؤلف گوید کہ (الف) مرادف (آب رسانڈن بنا) باشد ولیکن این را مخصوص بہ خانہ کردن درست نباشد و از کلام قدسی (بنیاد کان) پیداست و این اصطلاح مخصوص بہ بنیاد عمارت نیست از اینجاست کہ (الف) را قائم کردہ ایم (اردو) دیکھو (آب رسانڈن بنا)

(۱۹۷۵) **آب رسانڈن خانہ** مصدر اصطلاحی بمعنی خراب و ویران کردن خانہ باشد یعنی رسانڈن آب بخانہ و غرق کردن خانہ در آب (صائب ۵) بآب از اشک شادی می رسانم خانۂ زین را ؛ اگر افتد بدست من عنان شہسوار من ؛ (ولہ ۵) میرسانڈ

خانۂ چشم نظر بازان آب ؛ مردم چشمش بہ مژگان سیہ عیار وار ؛ (محسن تاثیر ۵) بود زگریہ پشیمانیم بجا تاثیر ؛ کہ زود خانۂ صبر مرا آب رساند ؛ (ابوطالب کلیم ۵) سر شک خانۂ بنیائیم رساندہ آب ؛ بجا کہ پائے توچشم امید ہا دارد ؛ (صائب ۵) بہر دل مومن من چہ خواہد کرد ؛ رخی کہ خانۂ آئینہ را آب رساند ؛ (ولہ ۵) نغمۂ در جوش آرد چون من دیوانہ را ؛ می رساند ناخن مطرب آب این خانہ را ؛ (اردو) مکان کو ڈبو دینا۔ غرق کر دینا۔ ڈہا دینا۔ گرا دینا۔

آب رسانیدن بنا (مصدر اصطلاحی) بقول بہار (۱) محکم و استوار کردن از جہت عمیق کندن بنا و (۲) کنایہ از خراب و ویران کردن۔ (عبداللہ وحدت قمی ۵) رسانی چون بنائی را بآب افزون شود محکم ؛ کسے باید کہ دل بر ربط صافی طینتان بندد ؛ (خان آرزو ۵) زبسکہ جوش بود بے تو گریۂ مارا ؛ بنا رساند بآب آشیان عنقارا ؛ خان آرزو در چراغ برمعنی دوم قانع۔ صاحب بحر بذیل (آب رسیدن بنیاد) ذکر این کردہ فرماید کہ متعدی (آب رسیدن بنا) باشد و بذیل (آب رسیدن بنا) ذکر ہر دو معنی لازمش کردہ صاحب آنند ہمزبانش مؤلف گوید کہ ہمان است کہ ذکرش بر (آب رسانیدن بنا) گذشت و سند خان آرزو ہم متعلق بدوست (اردو) دیکھو آب رسانیدن بنا۔

آب رسانیدن بنیاد مصدر اصطلاحی بقول بہار مرادف (آب رسانیدن بنا) بہر دو معنی صاحب آنند ہمزبان بہار خان آرزو در چراغ برمعنی دوم قانع (ابوطالب کلیم ۵) بدل کردم بمستی عاقبت زہد ریائی را ؛ رسانیدم

باب ازمین می بنیاد تقوی را ہاد و سند معنی اول پیش نشد مؤلف گوید عیبی ندارد شک نیست که این مرادف (باب رساندن بنیاد) است که گذشت (اردو) دیکھو (باب رساندن بنیاد)

باب رسیدن بنا مصدر اصطلاحی - بقول بحر و بہار و انند (۱) محکم و استوار شدن از جہت عمیق کردن بنا و (۲) بمعنی خراب شدن نیز آمدہ (صائب ؎) بنائے عمر مسیح و خضر باب رسید ہا ہنوز تشنۂ خونست تیغ قرگانش را مؤلف گوید کہ لازم (باب رساندن بنا) است بہر دو معنیش - (اردو) (۱) عمارت کا استوار ہونا - (۲) عمارت کا خراب ہونا گرنا

باب رسیدن بنیاد مصدر اصطلاحی - بقول بحر و بہار و انند مرادف باب رسیدن بنا بہر دو معنیش (نعمت خان عالی ؎) نیست محکم گر رسد بنیاد دنیا تا بہ آب ہا چون حباب این خانہ بے بنیاد می دانیم ما مؤلف عرض کند کہ لازم (باب رساندن بنیاد) باشد بہر دو معنی - (اردو) دیکھو باب رسیدن بنا -

باب رسیدن بنیاد خانہ مصدر اصطلاحی - بقول وارستہ کنایہ از محکم و استوار شدن از جہت عمیق کندن و بلند شدن ہمان مثال آوردہ کہ بذیل (باب رسیدن بنا) گذشت مؤلف گوید کہ لازم (باب رساندن بنیاد خانہ) باشد و مرادف (باب رسیدن بنا) ترک معنی دوم محل نظر (اردو) دیکھو باب رسیدن بنا -

باب رسیدن خانہ مصدر اصطلاحی - بمعنی خراب و ویران شدن خانہ باشد (صائب ؎) مرا آب رسد خانۂ شکیب و قرار ہا ز درد دیدۂ ہر کس پر آب می گردد (ولہ ؎) چندین ہزار خانہ دل می رسد بآب تا از میان گرد برآید سوار ہا (اردو) مکان گرجانا

(۱۱۷۶)

(۱۹۷۷) **باب رسیدن کوزہ** مصدر اصطلاحی بمعنی لائق آب شدن کوزہ و این مخصوص باب کوزہ نیست بلکہ برائے ہر چیز از مصدر (رسیدن) اینمعنی پیدا می شود کہ بقول صاحب موارد رسیدن بمعنی لائق و سزاوار بودن آمدہ (صائب ؎) بے تب و تاب بجوہر شرابی نرسد ہیچ تا بآتش نرود کوزہ آبی نرسد ہیچ (اردو) کوزہ کا پانی کے لائق ہونا۔

باب روان انداز مقولہ۔ صاحب مؤید فرماید یعنے دور مکن کذا قیل۔ صاحب ہفت ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ مقولہ فارسیان (باب انداز) است و این از مصدر ریست کہ گذشت (اردو) دور کر۔ پھینکدے۔

(۱۹۷۸) **باب بر و ساختن** استعمال۔ بمعنی موافقت کردن با آبرو چنانکہ صائب فرماید (؎) ز جیب بحر سبک سر برآورد چو حباب ہمہ دہن ز آب گہر گر با بر و سازد ہیچ مخفی مباد کہ ساختن بمعنی موافقت کردن آمدہ (اردو) آبرو سے موافقت کرنا۔

باب زدن مصدر اصطلاحی بمعنی دست و پا زدن در آب و مراد از (۱) شناوری کردن باشد و (۲) فرود آمدن آب۔ و خود را آب زدن و افگندن آب۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر ماضی این کردہ گوید کہ "آب زدہ بود" یعنے در آب شنا کردہ بود و "باید باین آب زد" یعنے درین آب فرود آمدن ضروری است "و باین رود خانہ باید زد" یعنے درین رود فرود آمدن لازمی است (اردو) (۱) تیرنا۔ بقول آصفیہ۔ شناوری کرنا۔ پیرنا۔ (۲) پانی مین اُترنا۔ پانی مین کودنا۔

باب کشیدن مصدر اصطلاحی۔ بقول بحر و بہار۔ در آب غوطہ دادن مؤلف

گوید کہ مراد از شستن است بآب و پاک و صاف کردن (طالب آملی ؎) خرقۂ زاہد نگردد پاک از نیل ریا ۔ جبرئیلش گر بآب زمزم و کوثر کند ۔ (محمد قلی سلیم ؎) خوش آن حریف کہ ہمچون حباب می دائم ۔ ببادہ دامن آلودہ را بآب کشد ۔ (اردو) پانی مین غوطہ دینا ۔ پانی مین دھونا ۔

بآب و دانۂ خویش ساختن مصدر اصطلاحی بقول انند بحوالۂ بہار عجم لغت فارسی است بمعنی قناعت و توکل نمودن (قلندر ؎) بچشم ژرف نگاہان عزیز تر باشد ۔ ہر آنکہ ساخت چو گوہر بآب و دانۂ خویش ۔ مؤلف گوید کہ معنی لفظی این موافقت کردن بآب و دانہ ۔ حیف است کہ در نسخ موجودۂ بہار عجم نیافتیم و بقاعدۂ فارسی خلاف قیاس نیست و سند پیش کردہ شد

بائش پارہ گیر اندن مصدر اصطلاحی ۔ بقول بہار بدنبال کسے متصل شدید معنی لطیفی دارد ۔ (اردو) قناعت کرنا ۔ توکل کرنا ۔

بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را مقولہ صاحب محبوب الامثال ذکر این کردہ ولیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت مؤلف عرض کند کہ این مصرعی است از شعر خواجۂ حافظ شیراز (؎) ز عشق ناتمام ما جمال یار مستغنیست ۔ بآب و رنگ و خال و خط چہ حاجت روئے زیبا را ۔ فارسیان این مقولہ را برائے خوبرویان استعمال کنند ۔ مرادف (حاجت مشاطہ نیست روئے دلارام را) باشد (اردو) نہین محتاج زیور کا جسے خوبی خدا نے دی ۔ صاحب محبوب الامثال نے اسکا ذکر کیا ہے "حاجت مشاطہ نیست روی دلارام را" دکن مین مستعمل ہے ۔ خوبصورتون کے لئے صاحب محاورات ہند نے بھی اس کا ذکر کیا ہے

وعنید برگماشتن۔ سعید اشرف گوید (ے) شاطرے شوخی فرستادہ است و ما را خواندہ است ؎ یار چون شمعم بہ آتشپارۂ گیراندہ است ؎ (ولہ ے) بایدم چون شمع استادن بیکپا تا بصبح ؎ کو بآتشپارۂ گیراندہ ما را ہمچو شمع ؎ و بقول بحر و وارستہ تعیین کردن محصل است و سزاول شدید بدنبال کسے و فرماید کہ بلے آتشپارہ بمعنی شوخ و شنگ بسیار است۔ صاحب انند ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ آتشپارہ در اینجا بمعنی اول اوست کہ بجایش گذشت و گیراندن متعدی بدو مفعول است پس معنی لفظی این گرفتار کنانیدن ذریعۂ شوخ و شنگ باشد و کنایہ از تعیین سزاول و محصل (اردو) کسی چلتے پرزے کو کسی پر سزاول متعین کرنا۔

باآتش گرفتن آمدہ بود مقولہ۔ بقول بحر یعنے جاگرم ناکردہ رفت مبالغہ است از زود برگشتن۔ بہار از طالب آملی سند آرد (ے) برفت جان بشتابی کہ در تن آمدہ بود ؎ گمان بری کہ بہ آتش گرفتن آمدہ بود ؎ صاحب انند بذکر این فرماید کہ ازین قبیل (آمد و آتش گرفت و رفت) مؤلف گوید کہ مقولۂ آخرین را در ممدودہ ذکر کردہ ایم و این بمعنی (زود برگشت) باشد کہ ہر کہ برائے آتش گرفتن می آید زود برمی گردد تا بکار و بار خود مشغول شود۔ در زمانۂ سلف مطبخیان چون می خواستند کہ مطبخ را گرم کنند زحمت چقماق بر نمی داشتند و بجائے دخان از و بلند می دیدند میرفتند و پارۂ از آتش می گرفتند و زود برمی گشتند تا اوائل عصر ما ہمین طریقہ را مرعی دیدہ ایم کہ صبح پیرزنان برائے آتش پارۂ بخانۂ ما میرسیدند ذریعۂ آتش افروختن اینقدر وسیع نبود چنانکہ درین

روزہا کہ الآن حاجت بچقماق ہم باقی نماندہ است (اردو) آگ لینے آیا تھا۔ اردو میں (آگ لینے آنا) بمعنی آتے ہی پلٹ جانا۔

باآخر آمدن استعمال۔ بقول بہار مرادف بسر آمدن باشد (حافظ ؎) نفسم باآخر آمد نظرم ندید سیرش ٭ بجز این نماند ما را ہوسی و آرزوئی ٭ صاحب انند ہم ذکر این کردہ **مؤلف** عرض کند کہ بمعنی انجام پذیرفتن است وختم شدن بمعنی لفظی (اردو) آخر ہونا۔ بقول امیر ختم ہونا۔ پورا ہونا (ناسخ ؎) کرون نالے ہوئی آخر شب وصل ٭ طلوع صبح ہے وقت اذان ہے ٭

باآرام دل بودن استعمال۔ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی آسودہ حال بودن است دیگر کسے از محققین مصادر فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ مرادف آسودہ حال بودن باشد کہ بجایش گذشت۔ بمعنی حقیقی است (اردو) دیکھو آسودہ حال بودن۔

باآزارمکش مقولہ۔ صاحب مؤید بحوالۂ قنیہ فرماید اے خرافات گوی و لاف زن دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ طالب سند باشیم زیرا کہ خلاف قیاس است (اردو) گپ مت مار۔ فضول مت بک۔ شیخی مت بگھار۔

باآستانۂ رکاب محمد غنان درآر مقولہ۔ بقول مؤید یعنے متابع محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم باش و فرماید کہ در اصطلاح الشعرا در فصل زاے معجمہ آوردہ است دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ مشتاق سند استعمال من باشم

(اردو) تابع سنت رہ۔

باآستین نم ازجبین گرفتن مصدر اصطلاحی۔ بقول بحر مرادف آستین برچشم کشیدن کہ بجایش گذشت صاحب انند بحوالۂ بہار ذکر این کند و فرماید کہ بمعنی ولا ساوساتمالت دادن باشد مرادف (آستین برجبین کشیدن) کہ بجایش گذشت **مؤلف** گوید کہ بہار این را (باآستین نم ازجبین گرفتن) آوردہ چنانکہ بجائے خود می آید و از شیخ اثر سند آوردہ کہ ہمدر آنجا مذکور خواہد شد (اردو) دیکھو آستین برجبین کشیدن۔

باماج دادن مصدر اصطلاحی بمعنی نشانہ قرار دادن باشد چنانکہ ظہوری فرماید (۱۹۷۹)
(ے) ہر جا خدنگ ناز کمان ابروان جہد ہ صندوق ہائے سینہ باماج می دہند ہ
(اردو) نشانہ بنانا۔ بقول آصفیہ۔ نشانہ کرنا۔ مشق گاہ بنانا۔ مقام زد باشت قرار دینا۔ (آتش ے) ہشیاری رنج دیتی ہے قید فرنگ کا ہ دیوانگی نشانہ بناتی ہے سنگ کا

باواز خندہ کردن استعمال۔ بمعنی قہقہہ زدن باشد چنانکہ صائب فرماید (ے) (۱۹۸۰)
خندہ چون گبک باواز نمی باید کرد ہ خویش را طعمۂ شہباز نمی باید کرد ہ (اردو) کھل کھلا کر ہنسنا۔ بقول آصفیہ زور سے آواز کے ساتھ ہنسنا۔ قہقہہ مار کر ہنسنا۔ قہقہہ مارنا بھی لکھا ہے۔

باوازہ بودن چیزی استعمال۔ بمعنی علانیہ بودن و بشہرت بودن چیزے چنانکہ صائب فرماید (ے) (۱۹۸۱)
بخل بہتر ز سخائی کہ باوازہ بود ہ تیرگی بہ ز چراغیست کہ فرماید کند ہ (اردو) کسی چیز کا مشہور ہونا۔

باہن فشردہ اصطلاح۔ بقول شمس کنایہ از (۱) بے ہنری و (۲) بے دردی و سنگدلی و (۳) مردہ دلی و فرماید کہ معنی ترکیبی باہن منجمد کہ زخم در و اثر نکند و نرمی ندارد و دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ سند استعمالی باید و بدون آن اعتبار را نشاید (**اردو**) (۱) بے ہنری کہہ سکتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے بے ہنر کا ذکر کیا ہے فارسی۔ وہ شخص جس کے ہاتھہ مین کوئی کام نہو۔ پھوہڑ۔ (۲) بے دردی۔ بقول آصفیہ فارسی۔ اسم مؤنث۔ بے رحمی۔ سنگدلی۔ (۳) مردہ دلی۔ کہہ سکتے ہین۔ صاحب آصفیہ نے مردہ دل کا ذکر کیا ہے۔ افسردہ دل۔ اداس۔ آزردہ۔ رنجیدہ۔ مغموم۔ دل شکستہ۔

باہن کشیدن مصدر اصطلاحی۔ صاحب شمس ذکر ماضی این کردہ فرماید کہ (۱) یعنی در سلک کشید و (۲) بقول ہفت بمعنی در زنجیر و سلاسل بست **مؤلف** گوید کہ معنی بیان کردہ صاحب ہفت موافق قیاس است و معنی شمس خلاف قیاس غیر ازین نباشد کہ کاتبش سلاسل را سلک نوشت غیر از سند استعمال اعتبار را نشاید۔ محققین فارسی ذکر این نکردہ اند (**اردو**) (۱) پرونا (۲) مقید کرنا۔

باہو سوار بودن مصدر اصطلاحی۔ بقول بحر بسیار دویدن و جلد رفتن و راستہ فرماید کہ کنایہ از شتاب و جلد رفتن باشد **مؤلف** گوید کہ تیز رفتاری آہو مشہور است و ازہمین است این کنایہ (طاہر وحید ۵) زدست آن نگہ چون جان توان برد ؛ باہو آن شکار افگن سوار است ؛ صاحب انند ہمزبان و راستہ (**اردو**) دوڑنا۔ جلد جانا۔ ہوا پر سوار ہونا۔ بقول آصفیہ۔ جلد جانے پر آمادہ ہونا۔

باہو سوار شدن مصدر اصطلاحی بقول خان آرزو (در چراغ) کنایہ از کمال دویدن (سلیم ؎) چو نمست من سوار بعزم شکار شد ؛ شیر از پے گریز باہو سوار شد ؛ صاحب بحر فرماید کہ مرادف (باہو سوار بودن) باشد کہ گذشت و مؤلف را با او اتفاق است (اردو) دیکھو بہ آہو سوار بودن ۔

بائے موحّدہ با الف مقصورہ

با بقول برہان (۱) مضاف بآسامی آشہا مانند (ماست با) و (زیرہ با) و (کدو با) و امثال آن ۔ صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی آش باشد مانند سکبا و زیرباو شوربا صاحب رشیدی گوید کہ مخفف آبا یعنے آش مرادف و آچنانکہ گویند (زیرہ با) و (ماست با) و مانند آن صاحب مؤیّد آوردہ کہ نانخورشی کہ در آن شوربا بود چنانچہ (زیرہ با) و (دوغ با) و امثال آن صاحب شمس از حکیم سنائی سند آوردہ (؎) کے شود سفرائے تو ساکن زخون ما کہ ہست ؛ مطبخ ما را بجائے (زیرہ با) تقصیہ با ؛ خان آرزو در سراج فرماید کہ مخفف آبا بمعنی آش است و آ مبدل آن چنانکہ (زیرہ با) و (غورہ با) ۔ صاحب جامع گوید کہ بمعنی آش باشد در حال ترکیب مؤلف گوید کہ ما بر (ابا) اشارہ این کردہ ایم کہ آن اصل است و این مخففش (اردو دیکھو ابا) کے دوسرے معنے ۔

(۲) با ۔ بقول برہان مخفف باد و باشد ہم ہست ۔ صاحب رشیدی فرماید کہ مخفف باد است و از مولوی معنوی سند آرد (؎) مہمان شاہم ہر شبی بر خوان اخوان الصفا

باہمان صاحب دولتی کش دولتش پائندہ باباخان آرزو در سراج گوید کہ مخفف باد کہ برائے دعا است۔ صاحبان ناصری وشمس وجامع وہفت ہم ذکر این کردہ اند **مؤلف** گوید کہ حقیقت باد بجایش مذکور شود بر معنی چہار دہمش (اردو) دیکھو باد کے چودھویں معنے (۳) با۔ بقول صاحب ضمیمۂ برہان بمعنی مرد بسیار شہوت۔ صاحب انند فرماید کہ در عربی مرد کثیر الجماع باشد۔ صاحب غیاث ہمزبان انند۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ جز این نیست کہ صاحب ضمیمۂ برہان ہمان لغت عرب را گرفتہ است کہ ذکرش صاحب انند کرد و بدین معنی لغت فارسی نیست (اردو) وہ شخص جو زیادہ شہوت پرست ہو۔

(۴) با۔ بقول غیاث در فارسی مخفف باز کہ طائر شکاری باشد۔ صاحب انند ہمزبان غیاث۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ موافق قیاس است مشتاق سند استعمال باشیم (اردو) دیکھو ادلہ کے پہلے معنے۔

(۵) با۔ بقول برہان بمعنی مع است کہ بجہت مصاحبت باشد۔ صاحبان مؤید وناصری وسراج وہفت وجامع ہم ذکر این کردہ اند صاحب غیاث گوید کہ لفظ با کہ حرفیست مرکب از بائے مستی والف مستی در فارسی برائے چند معنی آید اول بمعنی مع۔ چنانکہ گوئی (پسے بازین مکلل خریدم) صاحب تحقیق القوانین گوید کہ لفظ با بیشتر برائے افادہ مصاحبت بمعنی مع آید چنانکہ درین قول وحید (ے) دمے باحق نبودی چون زنی لاف شناسائی ہا تمامی عمر باخود بودی ونشناختی خود را؟ (اردو) مع۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ تابع فعل

ساتھہ ۔ہمراہ ۔سنگ ۔

(۶) با ۔بقول برہان وجامع بمعنی بہ کہ بفتح بائے ابجد باشد ۔ صاحب رشیدی وسراج فرماید کہ بطریق مذرت بمعنی (ب) نیز آید چنانکہ (بایاد آمد) یعنی بیاد آمد ۔ صاحب مؤید گوید کہ بمعنی بہ بفتح موحدۂ تحتانی باشد ۔ مؤلف عرض کند کہ معاصرین عجم استعمال این بدین معنی ترک کردہ اند وغیر فصیح دانند و در مثال مذکورۂ بالا جز این نیست کہ بمعنی در باشد یا بدون ہیچ معنی بطور زائد (اردو) اردو مین اس کا ترجمہ نہین ہوسکتا

(۷) با ۔بقول صاحب غیاث حرفیست مرکب از بائے مسمّی و الف مسمّی و بمعنی باوجود چنانکہ (باآنکہ او را بسیار فہمانیدم مگر نہ فہمید) (اردو) باوجود ۔جیسے "باوجود میری ممانعت کے وہ اُس کام کو کر رہے ہین"

(۸) با ۔بقول غیاث برائے عطف آید بہار ہم ذکر این کردہ و از علی قلی بیگ علی خراسانی سند آوردہ (ے) می دود چون باد بر شیب و فراز این جہان ؛ پیش عاشق در طریقت کوہ با صحرا یکیست ؛ مؤلف گوید این را متعلق بہ معنی پنجم ہم توانیم کرد (اردو) اور ۔بقول امیر ۔(سنسکرت مین اپر ہے اپر سے اَوَر ۔اَوَر سے اَور ہوگیا حرف عطف (قلق ے) وہ تناسب اور وہ انداز اور وہ موزونی کہان ؛ راستی سے سرو اوس قد کے برابر ہوگیا ؛

(۹) با ۔بقول غیاث و اند بمعنی طرف و جانب (استادی ے) بر دازوے پیام چند با او ؛ زلیخا را دہد پیوند با او ؛ (اردو) طرف ۔بقول آصفیہ عربی ۔جانب سمت جہت

(۱۰) با۔ بقول غیاث و انند بمعنی را صاحب تحقیق القوانین ہم ذکر این کردہ (علی حزین ؎) جان را سپند ساز و بر آتش نثار شو ؎ با دل قرار عشق دہ و بیقرار شو ؎ (اردو) کو۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ علامت مفعول۔ را تئیں۔ جیسے "اوسکو مارا۔ گھر کو گیا۔ شام کو جائیگا۔ مین تو اپنے کو حقیر سمجھتا ہون"

(۱۱) با۔ بقول غیاث و انند برائے تقابل۔ صاحب تحقیق القوانین فرماید کہ گاہے متضمن بمعنی مقابل نیز باشد چنانکہ درین قول صائب (؎) با اختیار حق نبود اختیار ما ؎ با نور آفتاب چہ باشد شرار ما ؎ (اردو) مقابل بقول آصفیہ۔ عربی صفت روبرو

(۱۲) با۔ بقول غیاث و انند برائے معاوضہ باشد چنانکہ (ع) فرہاد کوہ غم را با جان نمی فروشد ؎ صاحب انند ہمزبان غیاث (اردو) عوض۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ کسی چیز کا بدل۔ بدلہ۔ معاوضہ۔

(۱۳) با۔ بقول غیاث و انند برائے استعانت باشد (عرفی ؎) با صیقل ضمیر تو چون عکس آینہ ؎ مرئی شود ز ظل بدن صورت حواس ؎ (حکیم سنائی ؎) یکے با ہشیم دل بنگر درین زندان خاموشان ؎ کہ اینجا صد ہزاران کس ندیمان ندم بینی ؎ (اردو) دیکھو استعانت۔

(۱۴) با۔ بقول انند بمعنی (فی) چنانکہ (خواجہ جمال الدین سلمان ؎) جان بیمارم باستقبال آمد تا بلب ؎ قوتی از تو مگر با جان بیمار آمدہ است ؎ صاحب مؤید فرماید کہ در قنیہ مذکور است کہ در اصطلاحات بمعنی در کہ ترجمہ فی است بسیار آمدہ است

مؤلف گوید کہ در سند پیش شدہ معنی دہم ہم توان گرفت (اردو) دیکھو اندر کے پہلے معنے
(۱۵) با۔ بقول انند بمعنی رمن صلہ باشد (محمد قلی سلیم ؎) حسن با مہر و وفا بیگانہ است ؎
ہر کہ عاشق می شود دیوانہ است ؎ صاحب مؤید فرماید کہ بمعنی الصاق نیز آمدہ چنانچہ سعدی
گوید (؎) رایت از رنج راہ و گرد رکاب ؎ گفت با پردہ از طریق عتاب ؎ مؤلف
گوید کہ از سند مؤید ہم تائید بیان صاحب انند می شود (اردو) سے بقول آصفیہ
ساتھ۔ دیکھو از تیر مومن معنے۔
(۱۶) با۔ بقول انند بمعنی رمن تفضیلیہ باشد چنانکہ باقر کاشی گوید (؎) پیچان تر است
زلف تو با گفتہائے من ؎ شیرین تر است لعل تو با قند عسکری ؎ دیگر کسے ذکر این نکرد
مؤلف گوید کہ درین شعر با بمعنی از باشد چنانکہ ذکرش بر معنی پانزدہمش گذشت
پس عیبی ندارد کہ این را بمعنی من تفضیلیہ گوئیم وجا دارد کہ متعلق کنیم بمعنی یا زدہمش
کہ بائے مقابلہ باشد (اردو) سے۔ اردو مین بھی تفضیل کے معنی مین مستعمل ہے۔
جیسے "اس وقت فلان شخص سے بہتر کوئی عالم نہین"
(۱۷) با۔ بقول صاحب تحقیق القوانین گاہے با سمے مرکب گشتہ فائدہ معنی اسم فاعل
دہد چنانکہ بلفظ باخبر و باہوش (اردو) با۔ انھین معنون مین اردو مین بھی مستعمل
ہے جیسے باایمان باتمیز۔ باحیا وغیرہ مین۔ صاحب آصفیہ نے لفظ با پر اس کا ذکر ترک
فرمایا ہے۔ اور مفرد (ب) پر اس کا ذکر کیا ہے چنانچہ فرماتے ہین کہ یہ حرف اردو مین فارسی
اور عربی کے الفاظ کے ساتھ۔ کبھی صاحب و والا کے معنون مین بالفتح آتا ہے لیکن جہان

والا کے معنی دیتا ہے وہاں الف کے ساتھ لکھتے ہیں۔

باآب و رنگ استعمال۔ بقول مؤید بحوالۂ قنیہ۔ فربہی و سرخروئی و بحوالۂ ادات بمعنی بشاشت و سرخروئی باشد دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ باء درین استعمال بمعنی ہمدم است کہ بجایش گذشت و آب و رنگ بمعنی خودست کہ در محمدہ مذکور شد (اردو) آب و رنگ رکھنے والا۔ سرخرو۔ تر و تازہ۔

باآدم ہوا برود استعمال۔ بقول صاحب رہنما کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ بمعنی آدمی را گرفتہ بر ہوا میرود) مؤلف گوید کہ کلمۂ بر محذوف است قبل ہوا و باء در اینجا بمعنی پنجم است کہ گذشت حاصل اینست کہ بمعنی حقیقی است (اردو) آدمی کو لیکر ہوا پر جاتا ہے۔

باآستین نم ازجبین گرفتن مصدر اصطلاحی بقول وارستہ مرادف آستین برجبین کشیدن باشد کہ بجایش گذشت (شفیع اثر ؎) باآستین گرفت نم اشکم ازجبین ہا باآب دیدہ شست زرخسارہ ام غبار ہا بہاروانند ہمزبان وارستہ مؤلف گوید کہ ہمان است کہ (باآستین نم ازجبین گرفتن) گذشت (اردو) دیکھو آستین برجبین کشیدن۔

باآفتاب ازیک گریبان سرزدن مصدر اصطلاحی بمعنی نورانی بودن مانند آفتاب باشد مخفی مباد کہ با در اینجا بمعنی پنجم است کہ گذشت و (ازیک گریبان سرزدن) مرادف (ازیک گریبان سر برآوردن) کہ بجایش گذشت حاصل معنی این مثل آفتاب روشن و با آب و تاب بودن است چنانکہ صائب فرماید (؎) در دل شب ہر کہ جامی ازمی احمر زند ہا صبحدم باآفتاب ازیک

(۱۸۲)

گریبان سرزند ؛ (اردو) مثل آفتاب کے چمکنا۔ نورانی ہونا۔ روشن ہونا۔

با آہن فسردہ اصطلاح۔ بقول مؤید کہ بحوالۂ قنیہ آوردہ اے آہن بے ہنری وبید ردی وسنگدلی وفرماید کہ معنی ترکیبی آن با آہن منجمد شدہ کہ در وزخم اثر نکند ونرمی ندارد۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ مقصود جز این نباشد کہ بمعنی کسے کہ ہمچون آہن سرد است۔ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد تا تصفیۂ معنی می کردیم بظاہر معنی این صفت آہن سرد وارندہ یعنی ناقابل کار وبا در اینجا غیر از معنی ہمدم نباشد (اردو) بے ہنر ناقابل کار۔

با اجرائے خودش اصطلاح۔ بقول صاحب رہنما کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین قاچار آوردہ بمعنی با ہمراہیان خود یا با تحسین خود مؤلف گوید کہ با در اینجا بمعنی ہمدم است کہ گذشت (اردو) اپنے ہمراہیون یا اپنے ماتحتون کے ساتھہ

با ادب باش تا بزرگ شوے مقولہ۔ صاحبان خزینۃ الامثال وامثال فارسی واحسن ذکر این کردہ اند واز بیان معنی ومحل استعمال ساکت مؤلف عرض کند کہ فارسیان بطور پند وموعظت این مقولہ را استعمال کنند یعنی اگر کسے ادب نگہدارد بمرتبۂ اعلیٰ رسد۔ مخفی مباد کہ با در اینجا بمعنی ہمدم است کہ گذشت (اردو) دکن مین کہتے ہین "با ادب با نصیب بے ادب بے نصیب" یہہ قریب قریب اسی فارسی مقولہ کا ترجمہ ہے۔

با ادب باش گر تو زادۂ ناس مقولہ۔ صاحب خزینۃ الامثال ذکر این کردہ وصاحب امثال فارسی این را

(با ادب باش گر تو ئی زادۂ ناس) آوردہ
ولیکن ہر دو از بیان معنی و محل استعمال سکوت
ورزیدہ اند **مؤلف** عرض کند کہ فارسیان
این مقولہ را بطور پند و نصیحت استعمال کنند
یعنی اگر تو انسان ہستی با ادب باش ۔ ما این
مقولہ را از زبان معاصرین عجم نشنیدہ ایم ۔
بخیال ما مرادف (با ادب باش تا بزرگ شوی)
باشد کہ گذشت باختلاف خفیف در لفظ و معنی
و با در اینجا بمعنی ہفدہم اوست کہ بجائش گذشت
(اردو) دکن مین کہتے ہین "انسان کو ادب
بڑی نعمت ہے"

با ادب بانصیب
بے ادب بے نصیب

مقولہ ۔ صاحب
احسن ذکر این
کردہ ولیکن از بیان معنی و محل استعمال ساکت
مؤلف گوید کہ مرادف (با ادب باش تا
بزرگ شوی) و فارسیان این مقولہ را بطور
پند و موعظت استعمال می کنند یعنی ہر کہ ادب
کند بخت ور شود و ہر کہ ادب نکند بدبختی او را رام
است مخفی مباد کہ با در ین مقولہ بمعنی ہفدہم است
کہ گذشت (اردو) دیکھو (با ادب باش تا بزرگ شوی)

با اسب با ب زد

استعمال ۔ صاحب
روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاچار
گوید کہ یعنی (مع اسب در آب انداخت) است
مؤلف عرض کند کہ با ب زدن بمعنی فرو آمدن
با ب و با اسپ بمعنی مع اسپ و با در اینجا
بمعنی بہم خود است کہ بجائش گذشت مقصود
آنست کہ بجائی کہ بر اسپ سوار بود خود را
با ب انداخت (اردو) گھوڑے سمیت
پانی مین کودا ۔ گھوڑے پر سوار پانی مین کود پڑا

با انبر با قرار آوردن

مصدر اصطلاحی
بقول بحر کسے را بزور و شکنجہ با قرار آوردن
باشد (محسن تاثیر) روی او گلرا ز
بے قدری بباز ار آورد ؛ خوی او با انبر
آتش را با قرار آورد ؛ و فرماید کہ انبر

بفتح اول وضم ثالث آلہ باشد از آہن کہ زرگران
ومس گران۔ طلا ومس گفتہ را بدان گیرند
خان آرزو در چراغ گوید کہ این کنایہ است
از حالتی کہ کسے را بزور شکنجہ باقرار آوردن
بہار ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ اقرار
گرفتن بزور شکنجہ بظاہر جبر وظلم معلوم می شود
وہمین خیال لطف معنی را بر طرف سازد
ولیکن حقیقت نہ چنین است مفتشین عجم
استعمال انبر برائے مجرمین محض از برائے
انکشاف حقیقت می کنند وبدین وجہ کہ
اہل عجم بسیار سخت جان اند بدون این قسم
عمل اعتراف جرم نمی کنند وبوسیلۂ انبر حقیقت
واقعات را باشہادت مادی ناچار
ظاہر می کنند مقصود شاعر آنست کہ اگرچہ آتش
بہ سخت جانی خود اقرار آتش مزاجی یار نمی کند
ولیکن چون او را بہ انبر گیرند اصل حقیقت
را بیان می کند وعادت است کہ زرگران
برائے حفاظت دست خود آتش واشیائے آہنین
را با انبر گیرند۔ پس معنی این مصدر اصطلاحی۔
(از سخت جانی انکشاف حقیقت حال بسختی
کشانیدن) قتال۔ (اردو) کسی سخت جان
سے بسختی حقیقت حال کا انکشاف کرانا۔

با انگشت گرفتن مصدر اصطلاحی۔ بقول ہفت
کنایہ از شمردن وحساب کردن باشد دیگر کسے
از محققین مصادر ذکر این نکرد مؤلف عرض
کند کہ مشتاق سند باشیم اگرچہ خلاف قیاس
نیست (اردو) گننا۔ بقول آصفیہ۔ ہندی
۔شمار کرنا۔حساب کرنا۔گنتی کرنا۔حساب
لگانا۔ (ظفر ۵) آج جو وعدۂ دیدار کیا
ہے تو نے ہے بیٹھے گھڑیاں ترے مشتاق لقا
گنتے ہین ؎

الف با او چہ داری	مقولہ۔ صاحبان
ب با او دارد	بجر وچراغ بذیل

(با من دارد) فرمایند کہ بمعنی آنکہ روی سخنش

با من است و کنایہ با من می کند و کیسہ از
من دارد و فرمایند کہ (با او دارد) نیز بدین
معنی آمدہ (میرزا عزت ناصح ؎) زلف تو
کہ فتنہ در سر اوست ۔ جز با دل زار
ما ندارد ۔ (ظہوری ؎) چرا پرویز را
آوردہ در شور ۔ اگر با کوہ کن شیرین ندارد
۔ مؤلف عرض کند کہ فارسیان گویند با
فلان چہ داری یعنی با او چہ خصوصت داری
چنانکہ طغرا گوید (؎) می داریش چو دشمن
در چاہ سخت ہاون ۔ اے دوستدار گلشن
با زعفران چہ داری ۔ پس ازین ہر سہ
اسناد می کشاید کہ (با کسے داشتن) مصدری
است اصطلاحی کہ مفعولش محذوف باشد کہ
آنرا بمقتضاے موقع و قرینہ پیدا کنند چنانکہ
در کلام میرزا عزت ناصح و ظہوری لفظ (تعلق)
محذوف است و در کلام طغرا لفظ (عداوت)
را محذوف گیریم و بخیال ما الف و ب را
بصورت مقولہ قائم کردن ۔ عام را خاص کردن
است و بس (اردو) الف تجمہ کو اس کے
ساتھ کیا ہو گیا ہے ۔ (ب) اس کے ساتھ تعلق
رکھتا ہے ۔

باپوش اصطلاح ۔ بقول برہان با ہمزہ
بواو رسیدہ بروزن پاپوش (۱) خیار بزرگ
باشد کہ بجہت تخم نگاہ دارند ۔ صاحب سروری
بحوالۂ شرفنامہ فرماید کہ بضم ہمزہ بروزن
جاموش خیار بزرگ باشد کہ بجہت تخم نگہ دارند
۔ صاحبان ناصری و جامع و جہانگیری و مؤید
و سراج و انند و شمس ہم ذکر این کردہ اند
مؤلف گوید کہ این مرکب است از
با کہ بمعنی ہند ہم بجایش مذکور شد و اوش
مبدل افش است کہ و او بفا بدل شد ہمچو
فرخج و ورخج و افش مزید علیہ فش باشد
بزیادت الف و صلی و فش بمعنی پریشان
چنانکہ ذکرش بر افشان کردہ ایم پس معنی تفظل

باآوش لائق افشان ۔ فارسیان خیارے را باآوش نام کردند کہ تخمش درخور کار و کشت باشد (اردو) وہ بڑا کھیرا یا ککڑی جس کو بیج لینے کے لئے محفوظ رکھتے ہین ۔

(۲) باآوش ۔ بقول برہان و جامع و مؤید خوشۂ کوچک انگور را نیز گویند ۔ صاحب سروری بحوالۂ شرفنامہ گوید کہ مطلق خوشۂ انگور باشد ۔ صاحبان جہانگیری و سراج و شمس ہمزبان برہان و صاحب ناصری ہمزبان سروری ۔ صاحب انند بذکر ہر دو معنی فرمایند کہ باآوش ہم ہست مؤلف عرض کند کہ بعض معاصرین عجم گویند کہ خوشۂ را باآوش نام است کہ دانہ ہاے بسیار کوچک و باریک دارد ۔ عجب است از محققین بالا کہ خوشۂ کوچک را گفتند و بعض معاصرین عجم بر انند کہ تحقیق اول الذکر درست است یعنی خوشۂ کوچکی کہ دو چار دانہ درو باشد ہر یک دانۂ آن زبر دست و پختہ می شود و انتخاب چنین خوشہ برائے کاشت انگور می کنند پس اندرین صورت وجہ تسمیۂ این ہم ہمان باشد کہ بر معنی اول مذکور شد (اردو) انگور کا چھوٹا خوشہ یا باریک دانون کا خوشہ ۔ مذکر ۔

(۳) باآوش ۔ بقول شمس بواو فارسی نام شہر دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ بر این قسم اجمال ترک این معنی تفوق داشت عجبے نیست کہ ہمان شہر باشد کہ ذکرش بر (آوش) گذشت یا شہرے دیگر و رائے آن ۔ از تحقیق مزید قاصریم ۔ (اردو) فارسی مین باآوش ایک شہر کا نام ہے مذکر

باہلبیت استعمال ۔ بقول بول چال بمعنی مع اہل و عیال باشد مؤلف گوید کہ کاتب بول چال (اہل بیت) را بہ تحتانی شد (اہلبیت) نوشتہ است متصرفش بیش نیست صاحب رہنما بسند این نقل فقرہ کردہ از

سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار (با اہل بیت بودند) یعنی با اہل وعیال واہلخانہ بودند۔ پس درین استعمال (با) بمعنی بنجیم خود است کہ بجایش مذکور شد (اردو) بال بچون سمیت۔ اہل وعیال سمیت۔

با اینکہ استعمال۔ بقول صاحب روزنامہ کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ بمعنی اگرچہ باشد **مؤلف** عرض کند کہ معنی لغوی این باوجود اینکہ باشد وحاصل اینست ہمان اگرچہ کہ صاحب روزنامہ ذکرش کردہ پس با درینجا بمعنی مفہم اوست کہ بجایش گذشت (اردو) اگرچہ۔ بقول امیر فارسی۔ کلمۂ شرط باوجودیکہ۔ ہرچند (بحر ۵) خدا نے چاہا تو اس بت کو اب نہ چاہیں گے ۔ اگرچہ سالہا گزرے گے جان پر گزرے ۔ (ہوس ۵) اگرچہ آج ہے بالیں سنگ و بستر خاک ۔ کبھی تو سر مرا بالین یار میں ہوگا

باب بقول برہان وجامع بسکون بائے ابجد (ا) بمعنی شایستہ و درخور باشد چنانکہ گویند "فلانی باب فلانی است" یعنی شایستۂ فلانی صاحب غیاث گوید کہ در ترکی و فارسی بمعنی شایستہ و درخور باشد۔ خان آرزو در چراغ ہدایت آوردہ کہ بمعنی لائق و درخور باشد چنانکہ گویند "فلانی باب این کار است" وہم او در سراج ہم ذکر ہمین معنی کردہ فرماید کہ اغلب آنست کہ بدین معنی عربی است چنانکہ در قاموس گفتہ و ہذا بابتہ لہ یصلح **مؤلف** عرض کند کہ آنچہ صاحب غیاث این را ترکی قرار دادہ است حیف است کہ محققین ترکی زبان ازین معنی ساکت اند و با خان آرزو اتفاق داریم بدین صراحت فرمودہ کہ فارسیان بابتہ را کہ بدین معنی لغت عربست بحذف فوقانی آخرہ باب کردند پس جا دارد کہ این را مفترس دانیم۔ (طالب آملی ۵) دل پر آبلہ دارد مگر ملک

مژگان تاز ہ کہ این متاع تو باب گہر فروشان است ہ (صائب ۵) بباد صرف کنی اشک
وآہ را بے وقت ہ کہ این متاع گران مایہ باب صبحدم است ہ (اردو) لائق بقول
آصفیہ۔عربی۔سزاوار۔قابل۔شایان۔زیبا۔مناسب۔موزون۔
(۲) باب۔بقول برہان وجامع بمعنی بارہ وحق نیز ہست چنانکہ گویند "در باب فلانی
" یعنی در حق فلانی و در بارۂ فلانی۔خان آرزو در سراج فرماید کہ بمعنی بارہ وحق چنانکہ
گویند "در باب فلانی چنین گفتند" صاحبان مؤید و انند وہفت وغیاث ہم ذکر این
کردہ اند مؤلف عرض کند کہ شک نیست کہ فارسیان این لفظ را بدین معنی از زبان
عرب گرفتہ اند (اردو) حق۔بقول آصفیہ۔شان۔نسبت۔بابت۔لئے۔واسطے
جیسے "تمہارے حق مین۔ہمارے حق مین۔وغیرہ"
(۳) باب۔بقول برہان بمعنی پدر ہم آمدہ است کہ بعربی والد گویند وفرماید کہ باین
معنی بلغت ژند و پاژند بابائے فارسی باشد۔صاحب رشیدی فرماید کہ بمعنی پدر و
نیز فرماید کہ در فرہنگ بائے ثانی را بائے عجمی گفتہ وسہو کردہ زیرا کہ بائے فارسی
ہندی است۔صاحب ناصری ہم ذکر این کردہ۔صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ
کہ بائے ثانی فارسی بمعنی پدر است وآن لفظ مشترک است در فارسی وہندی ونیز
در فارسی بائے تازی آمدہ و بہار ہمزبانش۔خان آرزو در سراج گوید کہ بائے تازی
پدر را گویند و جہانگیری بائے دوم را فارسی گوید سہو است بلکہ این ہندی است
وفرماید کہ تحقیق آنست کہ بائے فارسی از لغات ژند نقل کردہ شدہ چنانکہ در برہان

است و با این ہمہ توافق لغات ہندی و فارسی غیر محصور است (انتہی) صاحب سخندان نوشتہ کہ در فارسی باب پدر را گویند و در ان الف ترحم زیادہ کردہ بابا گویند و در سنسکرت وژند باپ گویند صاحبان سروری و انند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند مؤلف عرض کند کہ صاحب سفرنگ دساتیر صراحت کردہ است کہ باب بہائے ایجد و با الف کشیدہ و بائے ابجد ساکن بمعنی پدر است و در ہندی ببائے فارسی (انتہی) پس آنانکہ باب را بائے فارسی لغت ژند و پاژند بیان کردہ اند از تحقیق کار نگرفتہ اند جا دارد کہ فارسیان قدیم لغت سنسکرت را کہ بہائے فارسی بود بہ تبدیل آن با بائے عربی استعمال کردہ باشند چنانکہ تپ راتب کردند یا بالعکس این پس بصورت اول مفرس باشد و بصورت ثانی اسم جامد و اینقدر متحقق است کہ در فارسی قدیم بموحدہ عربی آمدہ (خاقانی ؎) مرا گریز زخانہ بخانقاہ بود ۔ چو کودکی کہ بما در گریزد از بر باب ۔ خواجہ جمال الدین سلمان در مرثیۂ امام حسین علیہ الرضوان گوید (؎) در حق باب شما آمد علیؑ بابہا ۔ ہر کجا فصلے درین باب است در باب شما ۔ (ولہ ؎) باب بزرگوارت اجداد نامدارت ۔ دانستہ اند بر خود انفاس من ہمایون ۔ اوحد الدین انوری فرماید (؎) در شان داد آیت حق بود میرداد ۔ کو اوباب تست زندگی نام باب خواہ ۔ (افضل الدین خاقانی ؎) عطسۂ او آدم است عطسۂ آدم مسیح ۔ اینت خلف کز شرف عطسۂ او بود باب ۔ (اردو) باپ ۔ بقول آصفیہ ۔ ہندی ۔ اسم مذکر ۔ پتا ۔ پدر ۔ والد ۔ باوا ۔ ابا ۔

(۴) باب ۔ بقول صاحب چراغ بمعنی رائج ضد کساد باشد بہار گوید کہ این معنی راجع است بسوے معنی درخور و لائق کہ گذشت صاحب انند ہمزبان بہار مؤلف عرض کند کہ چرا نمی گوید کہ مجاز معنی اول است و بس ۔ (صائب ؎) در مملکت وسیع رحمت ہر جنس کہ می برند باب است ؛ (حکیم زلالی ؎) بباز اری کہ دلال است دلدار متاع نالہ ہم بالبت بسیار ؛ (اردو) رائج ۔ بقول آصفیہ ۔ عربی ۔ صفت ۔ جاری ۔ مروج ۔ روان ۔ چلتا ۔

(۵) باب ۔ بقول سراج در دفاتر بادشاہ ہندوستان بمعنی جنس مستعمل شدہ چنانکہ گویند ؎ باب گجرات و باب برہان پور ؎ و فرماید کہ معلوم نیست کہ بدین معنی فارسی است یا نیست و می تواند کہ باف مبدل آن باشد درین صورت معنی آن ظاہر است دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این معنی نکرد مؤلف عرض کند کہ نمیدانیم مقصود خان آرزو چیست و چہ باشد سند پیش کردہ اش اینقدر مبہم است کہ مقصودش را نمی کشاید و بظاہر متعلق بہ معنی دوم است و جا دارد کہ مشتاق سند دیگر باشیم و (باب قصاب) کہ در ملحقات این می آید من وجہ متعلق باین معنی یافتہ می شود (اردو) باب بقول آصفیہ ۔ عربی ۔ اسم مذکر ۔ نوع ۔ قسم ۔

(۶) باب ۔ بقول انند بلغت ژند و پاژند کنایہ از آتش است کہ آتش پرستان از روے تعظیم آتش را مکرم ترین ہمہ اشیا پندارند و لہذا بنام پدر موسوم سازند و برائے این معنی از حکیم سنائی سند آوردہ (؎) ہر دو را در جنان عشق طلب ؛ پارسی باب دان و تازی اب ؛ مؤلف عرض کند کہ سند پیش کردہ صاحب انند

متعلق بمعنی سوم است اگر سند این بمعنی آتش پیش شود توانیم قیاس کرد کہ مجاز معنی سوم باشد بر سبیل استعارہ۔ ما اینمعنی را در فرہنگ دساتیر و سفرنگ نیافتیم (اردو) دیکھو آتش کے پہلے معنے (۷) باب۔ صاحب شمس بدیل بابا فرماید کہ متاخرین عجم بابا بمعنی بزرگ و سرآمدہ در کارہائے را نیز گویند و باب بحذف الف نیز درین لغت است دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکردہ **مؤلف** عرض کند کہ مقصودش غیر از معنی سوم بابا نباشد مشتاق سند باشیم (اردو) دیکھو بابا کے تیرے معنے۔

(۸) باب۔ بقول صاحب محیط المحیط در زبان عربی بمعنی حصہ کلام کہ بر مسائل دلالت کند کہ آن مسائل از جنس واحد باشد **مؤلف** گوید کہ فارسیان بہمین معنی استعمال این کنند چنانکہ ظہوری فرماید و برائے این لفظے خاص در فارسی زبان از نظر نگذشت (۵) از عشق بپرس صد کتاب است ؛ ہر فصلے از ان ہزار باب است ؛ (اردو) باب بقول آصفیہ عربی۔ کتاب کا حصہ۔ فصل۔ عنوان۔ (مذکر) (۱۹۸۳)

بابا بقول برہان و ناصری و آنند و رشیدی و سراج با ثالث بالف کشیدہ (۱) پدر را گویند (شیخ اوحدی ۵) پسرے با پدر بزاری گفت ؛ کہ مرا یار شوبہ ہمسر و جفت ؛ گفت بابا زنا کن و زن نہ ؛ پند گیر از خلائق از من نہ ؛ صاحب سواء السبیل گوید کہ لغت لاطینی است بمعنی پدر و بقول صاحب کنز لغت ترکی است **مؤلف** عرض کند کہ بہ انگلیسی زبان پاپا بہ ہر دو بائے فارسی مرادف بابا بمعنی پدر است (اردو) بابا بقول آصفیہ۔ فارسی و ہندی۔ اسم مذکر۔ باپ۔ پتا۔ پدر۔ والد۔

(۲) بابا۔ بقول برہان و جامع جد را گویند کہ پدر پدر و پدر مادر باشد۔ صاحب سراج بحوالۂ برہان ذکر این کردہ فرماید کہ ظاہرا مجاز معنی اول باشد۔ صاحب مؤید ہمزبان برہان۔ **مؤلف** عرض کند کہ بعضے از معاصرین عجم گویند کہ برائے پدر در فارسی قدیم (باب) مخصوص بود و (بابا) برائے جد مخصوص بزیادت الف و آنچہ پدر مادر را (بابا) گویند بمجاز است و آنچہ پدر را ہم بابا گویند نیز مجاز باشد چنانکہ بر معنی اول گذشت اندریصورت بابا بمعنی جد اصل باشد و معنی اول مجاز آن۔ (اردو) دادا بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ باپ کا باپ۔ پدر پدر۔ جد۔ نانا۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ ماں کا باپ۔ نیا۔ پدر مادر۔ فقرۂ آصفیہ "کھائینگے نانا کی روٹی کھلائینگے دادا کے پوتے"۔ صاحب آصفیہ نے لفظ بابا پر بھی دادا کا ذکر فرمایا ہے۔ یعنے بابا اردو مین دادا کے معنون مین مستعمل ہے۔

(۳) بابا۔ بقول برہان و جامع سرگروہ و ریش سفید۔ طائفۂ قلندران۔ صاحب رشیدی فرماید کہ متاخرین عجم بابا بمعنی بزرگ و سرآمد در کارے را نیز گویند۔ صاحب سراج بحوالۂ برہان ذکر این کردہ فرماید کہ ظاہرا این ہم مجاز معنی اول باشد۔ صاحب ناصری فرماید کہ این لفظ را بر پیران کامل اطلاق کنند کہ بمنزلۂ پدر باشند چنانکہ (بابا افضل کاشی) (بابا طاہر ہمدانی) و امثال ایشان چنانکہ اتراک آتا گویند مانند (زنگی آتا) و (ادون آتا) کہ نام دو نفر از مشائخ خوارزم بودہ و قبر ایشان زیارتگاہ است و مردم اولاد خود را بنام ایشان نذر کنند و مبارک دانند و آتا نیز خوانند و در بلاد روم پیران و مرشدان خود را

دادہ گویند و ہر کس را کہ در کارے بزرگ باشد تعظیماً بابا خوانند (انتہی) صاحب موید فرماید کہ سر گروہ و ریش سفید قلندران را (ریش بابا) گویند صاحبان شمس و انند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند **مؤلف** عرض کند کہ ہمبرین طریق در انگلیسی زبان ہم فادر کہ بمعنی پدر است برائے پیشوایان مذہب مستعمل و بخیال ما لفظ بابا بدین معنی ترجمۂ جد باشد تعظیماً (**اردو**) بابا۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ درویش۔ فقیر۔ قلندر۔ مہنت۔ مہنتوں کا سردار۔ **مؤلف** عرض کرتا ہے کہ دکن مین (بابا شرف الدین قدس سرہٗ) گزرے ہین جن کے نام کے ساتھ لفظ بابا انھین معنون مین ہے۔ اور ہماری اس تحقیق کے لحاظ سے جو معنی دوم پر گزری بابا اس موقع پر داد اکے معنون مین ہے تعظیماً

(۴) بابا بہ تحقیق ما بمعنی اے پسر مستعمل کہ پدر بہ محبت خطاب بہ پسر کند و اندرین صورت باب مجازاً بمعنی پسر باشد و الف ندا در آخرش۔ چنانکہ پدر بہ پسر گوید "بابا این کار مکن کہ خوب نیست" معاصرین عجم تصدیق این استعمال کنند و بخیال ما بابا در کلام شیخ اوحدی کہ بر معنی اول گذشت بہ ہمین معنی باشد یعنے اے بابا و آنانکہ دران شعر بابا را فاعل گرفتہ اند بمعنی اول آوردہ اند بخیال ما از ذوق محاورہ کار نگرفتہ اند و این انتہاے محبت پدر است کہ پسر خود را پدر می خواند و ہمچنین است در ہندی۔ (**اردو**) بیٹا۔ جیسے "بیٹا یہہ کام خوفناک ہے اس سے بچو" صاحب آصفیہ نے اس کا ذکر کیا ہے بمعنی لڑکا۔ پسر۔ پوت۔ پتر۔ دکن مین ایسے مواقع پر باپ یا مان اپنے بیٹے سے کہتے ہین "باوا یہہ کام مت کرو" یہان لفظ باوا بیٹے کے معنے مین مستعمل ہے۔ صاحب آصفیہ نے فرمایا ہے کہ

(۱۹۴۱)

بابا انگریزی مین شیرخوار بچے کو کہتے ہین ۔

باباباش مقولہ ۔ بقول شمس یعنے استاد باش دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ خلاف قیاس نیست (۱) معنی لفظی این (جان پدر باش اینجا) یعنے از اینجا مرو (۲) ومعنی دیگر (جان پدر بشنو) حیف است کہ صاحب شمس ذکر معنی دوم نکرد ومحاورۂ فارسی زیادہ تر مؤید معنی دوم است نہ اوّل ۔ (اردو) (۱) کھڑا رہ ۔ (۲) سن بیٹا ۔ باوا سنو ۔ یہہ مقولہ ہے مان باپ کا اپنے بیٹے کے لئے کمال محبّت کی حالت مین

باباخمس اصطلاح ۔ بقول غیاث وانند بخاے معجمہ نام مسخرہ است وہیچ تصریح جلیہ نکرد **مؤلف** گوید کہ شک نیست کہ وجہ تسمیہ متعلق بحکایتی باشد کہ چرا این را بدین لقب ملقّب کردند ۔ مخفی مباد کہ ہمین مسخرہ روز پنجم آب می خورد و بدین لقب ملقّب شد ۔ خمس بالفتح بعربی زبان دشتی است کہ آبش چنان دور بود کہ آب یافتن ستوران روز چہارم باشد سواے روزے کہ دران آب نوشیدہ اند وہم او بر لفظ خمس فرماید کہ نام مردے بود دریمن وجا دارد کہ ہم او را بابا خمس می گفتند بامّی حال حقیقت تسمیۂ این معلوم نشد ۔ مرکّب اضافی است ۔ بہ فکّ اضافت ۔ وبابا در اینجا بمعنی اول یا سوّمش (اردو) فارسی مین باباخمس ایک مسخرہ کا نام ہے ۔

باباخندان اصطلاح ۔ بقول بحر نام کوہی است در حوالی یزد صاحب چراغ فرماید کہ نام کوہی است در حوالی ہوز کہ آن نیز در حوالی یزد است ۔ بہار گوید کہ بخاے معجمہ نام کوہے در یزد در حوالی کوہ تنور ۔ صاحب انند ہمزبان بہار **مؤلف** گوید کہ گل و لالہ بریں کوہ بسیار باشد و ہر کہ بالاے کوہ رسد ۔ کمال خوشدل شود پس نظر بر فضاے او و نتیجۂ

سیرش باباخندان نامش نهاده باشند و باباد بنجا
بلحاظ بزرگی کوه متعلق یعنی ستونش باشد که بجایش
گذشت - محسن تاثیر در تعریف یزد فرماید (ع)
از لاله و گل چو طفل بے غم ؛ باباخندان همیشه
خرم ؛ (اردو) باباخندان فارسی مین ایک
پہاڑ کا نام جو یزد کے اطراف مین واقع ہے -

بابادم اصطلاح - بقول هفت بفتح اول
و الف کشیده و موحدهٔ تحتانی بالف کشیده
و دال مهمله زده و فتح دال ابجد و میم زده یعنی
باغرور و متکبر دیگر کسے از محققین فارسی ذکر
این نکرد صاحبان مؤید و انند و او عطف
درمیان باد و دم آورده اند و معنی باصاحب
هفت متفق مؤلف گوید که بادرینجا یعنی
هفدهم خود است که بجایش مذکور شد و معنی
لفظی این باد و دم دارنده و کنایه از مغرور
و متکبر (اردو) مغرور - متکبر -

بابادشاه دست زدن مصدر

اصطلاحی - بقول جهانگیری که در خاتمهٔ کتاب
بذیل اصطلاحات و استعارات و کنایات
آورده (۱) کنایه از برابری کردن با پادشاه باشد
و فرماید که آن را (دست بابادشه زدن)
نیز خوانند - صاحب شمس (بابادشه دست زد)
نوشته فرماید یعنی برابری بابادشه کرد صاحب
برهان این را با (پادشاه دست زدن)
بپاے فارسی آورده فرماید که کنایه از برابری
بپادشاه کردن باشد در همه چیز مؤلف
عرض کند که (دست زدن باکسے) بمعنی برابری
کردن باوے - بجایش می آید و این مصدر
خاص متعلق بدوست و تخصیص بادشاه درینجا
هیچ است و در غلط انداز - صاحب مؤید
بذکر ماضی این (بابادشه دست زد) گوید که
(۲) بعدل و داد و در عمارت ملک کوشید -
حیف است که سندے پیش نکرد و صاحب
شمس درینجا فرقے نازک در معنی اول و دوم

پیدا کردہ فرماید کہ بمد الف معنی دوم پیدا شود و بغیر مد معنی اول مقصود شد جز این نباشد کہ برائے معنی اول (بپادشاہ دست زدن) خوانیم و برائے معنی دوم (بپادشاہ دست زدن) بہ تحقیق مادر ہر دو فرقے نیست و حقیقت ہمین قدر است کہ معنی اول حقیقی است و معنی دوم مجاز آن (اردو) (۱) پادشاہ کے ساتھہ برابری کرنا (۲) عدل و داد اور آبادی ملک مین کوشش کرنا

بابا دودم اصطلاح - بقول مؤید بروزن باجام وجم یعنی باغرور و تکبر و فرماید کہ - بادودم یعنے تکبر و عجب و خودستائی و خود نمائی باشد صاحب انند ہمزبان مؤید صاحب ہفت این را بدون واو عطف بابادم آوردہ کہ گذشت - عیبے ندارد و حیف است کہ سند استعمال پیش نشد و بیان حقیقت ہمدر آنجا مذکور (اردو) دیکھو بابادم -

بابارى بقول برہان بارائے قرشت بروزن ناہاری بلغت یونانی فلفل سیاہ را گویند کہ در آش و طعام کنند و اگر زن بعد از مجامعت بخود بر گیرد ہرگز آبستن نگردد و صاحبان انند و ہفت ہمزبان برہان - صاحب محیط بر بابارى فرماید کہ اسم یونانی است و بفارسی فلفل سیاہ - و ہم او بر فلفل فرماید کہ بکسر دو فا و سکون دو لام و بضم ہر دو فا نیز آمدہ معرب پلپل فارسی است و بیونانی بابارى و بسریانی پلپلے و بیونانی خاماری و فاقورقی و ارمنیس نیز و بترکی استراود و در انگریزی بلاک پیپر و بہندی گول مرچ یعنے فلفل گرد نامند بالجملہ فلفل ثمر ہندی است کہ در بعض بلاد ہند و بنگالہ و جزائر ملک دکن بہم میرسد و گویند فلفل - بزری و بستانی می باشد بزری آن قوی تر

ازبستانی و بہترین آن تندطعم و تیز بوے و حدت پوست آن کمتر از مغز آنست نوع سیاہ آن گرم وخشک در سوم وشیخ الرئیس گفتہ گرم وخشک در سوم تا چہارم یعنے در آخر سوم - بالجملہ بقول شیخ در ان جذب و تحلیل و جلا است و آن متاصل بلغم لزج واز ادویہ مسکنہ اوجاع بارد و مسخن عصب و عضلات و آن موافق صحیح مزاجانست ومنافع بے شمار دارد (اردو) کالی مرچ - بقول آصفیہ - ہندی - اسم مؤنث - گول مرچ - سیاہ مرچ - فلفل گرد -

باباسخی اصطلاح - بقول ہفت بہر دو موحدہ تحتانی بہر دو الف کشیدہ و فتح سین بعقص وکسر خاے منقوطہ بثناۃ تحتانی رسیدہ (۱) نوعے از جزیرۂ است و با فتح سین مہملہ (۲) نام جزیرہ بدیدن آمدہ کہ در انجا کان زر ونقرہ می باشد دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ معنی اول متعلق است بلغت (باباشیخی) کہ شین معجمہ وتحتانی ساکن می آید و تسامح اہل لغت است کہ این معنی را متعلق بہ (باباسخی) کردند اگر سند استعمال معنی دوم بدست آید تو انیم عرض کرد کہ فارسیان این جزیرہ را نظر بمعاون او بدین نام موسوم کردند کہ این جزیرہ بزر ونقرہ سخاوت می کند (اردو) (۱) دیکھو باباشیخی (۲) ایک جزیرہ کا نام جہاں سونے اور چاندی کی کان ہے

باباشیخی اصطلاح - بقول سروری نام یکے از اقسام خربزہ باشد و فرماید کہ مشابش در الف مع الباء برائے لغت آبدالی مرقوم شد - صاحب انند بحوالہ فرہنگ فرنگ فرماید کہ بفتح شین معجمہ وسکون تحتانی وکسر خاے معجمہ لغت عربی است بمعنی نوعے از تربز **مؤلف** عرض کند کہ آنچہ صاحب انند

این را لغت عربی گفتہ غیر از غلطی نساخ نباشد
کہ بجاے (ف) (ع) نوشتہ بخیال ما وجہ تسمیۂ
این جزیرین نباشد کہ فارسیان نظر بر بزرگی
این میوہ با باشیخی نامش نہادند از قبیل
(بابا خندان) کہ نام کوہے گذشت و بقول
منتہی الارب شیخ در عربی زبان نام درختے
ہم آمدہ و جا دارد کہ در وجہ تسمیۂ این آنرا
ہم دخلی باشد و تحتانی آخرہ برائے نسبت
و نزد معاصرین عجم این بطیخ ہندی است کہ
تربز نام دارد چنانکہ صاحب انند نوشتہ صاحب
سروری این را قسمے از خربزہ گفتہ درست
است کہ فارسیان تربز را ہم قسمے از خربزہ
میدانند چنانکہ صاحب محیط صراحت کردہ
باری حال تربز را با باشیخی نام کردن قطع نظر
از بزرگی و کلانی این میوہ نظر بر خطوط سپیدش
ہم درست است کہ بالاے پوست می باشد
صاحب محیط بر ہندوانہ فرماید کہ بکسر ہا و سکون

نون و ضم دال مہملہ و فتح واو و الف و نون
و ہا اسم فارسی معروف و بیاے تحتانی عوض
واو (ہندیانہ) نیز گویند و بترکی قاربوزہ و
بعربی بطیخ ہندی و بطیخ رقی و شامی و بطیخ
اخضر و بطیخ نبطی و بطیخ مشرقی و اہل مکہ معظمہ
جنجب و لاع و ابوق و ابوقہ نیز نامند و بہ
فارسی خربزہ ہندی و خیارکدو و تربز و
بہندی تربوز و کلنیدہ خوانند و آن از فواکہ
معروفہ در اکثر بلاد می شود و انواع می باشد
و بہترین آن رسیدۂ شیرین و شاداب و
بے ریشۂ آنست و تخم آن سیاہ یا سرخ یا
ابلق۔ سرد تر در دوم و گویند سرد در اول
دوم و تر در آخر آن و مسکن حدت
صفرا و خون و تشنگی و مدر بول۔ قوی التریب
و منافع بسیار دارد (اردو) تربوز یقول
آصفیہ۔ اردو۔ اسم مذکر۔ ایک قسم کا
پھل جس کے اندر سے میٹھا اور سرخ گودا

نکلتا ہے۔ مزاجاً پہلے دوسرے اور آخر درجہ مین سرد ہے۔

بابا کپور بقول انند بحوالۂ غیاث بفتح کاف تازی وضمّ بائے پارسی لغت فارسی است وآن نام شخصے است کہ فقیر بنگ نوش بود صاحب غیاث ہم ذکر این کردہ مؤلف عرض کند کہ وجہ تسمیۂ این ہیچ معلوم نشد (اردو) بابا کپور ایک فقیر کا نام ہے جو بنگ پیتا تھا۔

باب السّما اصطلاح۔ بقول بحر کہکشان را گویند صاحب غیاث ہم بحوالۂ لطائف ذکر این کردہ مؤلف عرض کند کہ کہکشان بقول برہان بروزن مہوشان مخفف کاہ کشان است وآن سفیدی باشد کہ شبہا بطریق راہ در آسمان نماید وآن از بسیاری ستارہائے کوچک نزدیک بہم است وعربان مجرّہ می گویند (انتہیٰ) پس کہکشان را باب السما ازان گویند کہ شکل راہے دارد ومجازاً آن را دروازۂ آسمان قرار دادہ اند وبقول صاحب اند ہمین نام در عربی زبان است وبخیال ما فارسیان استعمالش کردہ اند وبقاعدۂ خود الف ولام را حذف نکردند (اردو) کہکشان (اسم مؤنث) دیکھو اژدہائے فلک۔

بابال وپر آمدنِ مرغ مصدر اصطلاحی بمعنی بال وپر پیدا کردن وپریدن وپرواز کردن مرغ باشد چنانکہ عرفی در تعریف کشمیر گوید (ے) ہر سوختہ جانے کہ بکشمیر در آید ۔ گر مرغ کباب است کہ بابال وپر آید یعنی ہر محزون ودلگیر کہ بملک کشمیر آید اگر مرغ بریان ہم باشد بسبب تاثیر خوش آب وہوائے کشمیر بال وپر پیدا کند وبہ پرواز در آید۔ انتہائے مبالغۂ شاعر ایست دیگر ہیچ (اردو) پرندے کا بال وپر پیدا کرنا۔ اُڑنا۔ پرواز کرنا۔

بابالون بہوا رفتن مصدر اصطلاحی

(۱۹۵)

بواسطۂ سفینۂ ہوائی پرواز کردن۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر این کردہ فرماید کہ (بابالون زیاد بہوا رفتہ است) یعنے در بالون نشستہ بسیار بلند بہوا پرواز کردہ است **مؤلف** گوید کہ معاصرین عجم بالون آلۂ را نام نہادہ اند کہ از اختراعات زمانۂ حال است کہ در آن نشستہ بہوا پرواز کنند پس باد در اینجا بمعنی سیر دہم اوست کہ بجایش گذشت و تحقیقش بجائے خودش می آید بہ تحقیق ما بالون مفرس است کہ معاصرین عجم از لغت جرمنی (بیلون) بہ تبدیل تحتانی با الف گرفتہ اند (اردو) غبارے مین بیٹھکر اُڑنا۔ پرواز کرنا۔

بابائے شیخی اصطلاح۔ بقول مؤید نام جزیرۂ باشد و بدیدن آمدہ کہ در آنجا کان زر و جواہر است **مؤلف** عرض کند کہ ماحقیقت این بر (باباشیخی) عرض کردہ ایم جزاین نیست کہ در اینجا تحتانی اول بعد لفظ با باست و زائد باشد و (باباشیخی) بحذف مخفف این۔ نسبت معنی بیان کردۂ صاحب مؤید عرض می شود کہ تسامح اوست کہ معنی (باباسیخی) را کہ بسین مہملہ بجایش گذشت در اینجا ذکر کرد (اردو) دیکھو باباشیخی۔

بابائے کوہی اصطلاح۔ بقول مؤید نام مردے است کہ بسیار صالح و نکوکار بود۔ صاحبان ہفت و شمس ہمزبان او **مؤلف** عرض کند کہ ہیچ نگشود کہ بابا کوہی کجا بود و در کدام زمان بچیال ماترک این بر اجمال بیان تفوق داشت وجہ تسمیۂ این جز این نباشد کہ در کوہے بسر می برد۔ تحتانی دوم برائے نسبت باشد۔ تحتانی اول خلاف محاورۂ عجم می نماید (اردو) بابائے کوہی ایک شخص کا نام ہے جو نہایت صالح اور نیک بخت تھا

بابائی بقول خان آرزو در چراغ ہر دو

بار موحدہ دعوی کمال و خودنمائی را گویند بہار ہم ذکر این کردہ و صاحب انند گوید کہ مکسر ہمزہ لغت فارسی است بمعنی دعوی خودنمائی و کمال نمودن (محسن تاثیر ؎) بسکہ موزونی ببابائی مسلّم داردت ؛ از مضامین خوش بابا فغانی خوشتری ؛ (محمد سعید اشرف ؎)

مباش ایمن ز انداز حریف پرفن شیطان ؛ کہ آدم روی دستش خورد با آن قدر دبابائی ؛ **مؤلّف** عرض کند کہ از ہر دو سند بالا و معنی لفظی این می کشاید کہ بمعنی برتری و بزرگی باشد و بس (اردو) بزرگی ۔ مؤنّث ۔

بابت بقول بہار و انند و غیاث (۱) بمعنی لائق و سزاوار (میر خسرو ؎) ناخن از انگشت چو برتر شود ؛ بابت انداختن سر شود ؛ (و جمال الدین عبد الرزاق گوید ؎) تخت نبازد ہمی و بابت اینست ؛ تاج نبخند ہمی و لائق آنست ؛ (اوحد الدین انوری ؎) فرزانگی بابت گاہ است و بالش است ؛ آزادہ کہ در خور صدر است و مسند است ؛ صاحب تحقیق الاصطلاحات فرماید کہ بمعنی در خور و لائق باشد و بحوالۂ قاموس گوید کہ ہذا بابتہ ای یصلح لہ ۔ صاحب محیط المحیط ہم ذکر این کردہ "و لیس ہذا من بابتی ای لا یصلح لی" فارسیان استعمال این کردہ اند (اردو) دیکھو باب کے پہلے معنے (۲) بابت ۔ بقول بہار و انند باصطلاح اہل دفاتر افادۂ معنی منسوب کند چنانکہ "فلان اسپ یا فلان خواجہ سرا بابت فلانی است" **مؤلّف** عرض کند کہ سند بہار مال اوست و بخیال ما درست استعمال نکرد فارسیان گویند "این رقم متعلق بفلان بابت است" یعنے تعلق دارد بفلان حساب و مد و امثال آن (اردو) بابت

۔بقول آصفیہ۔عربی۔اسم مؤنث۔حساب۔مد۔

(۳) بابت۔بقول غیاث بجوالۂ بہار عجم بمعنی لائق وسزاواری و فرماید کہ این مصدر جعلی است صاحب انند ہمزبان او۔دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ مادر بہار عجم این معنی را نیافتیم ونمیدانیم کہ صاحب غیاث از کجا این معنی پیدا کرد ومصدر جعلی نام نہاد مجرد بیانش کہ خلاف قیاس ہم باشد اعتبار را نشاید (اردو) قابلیت موزونیت

بابتی بقول رہنما کہ بجوالۂ سفر نامۂ ناصر الدین شاہ قاچار آوردہ وزیر علوم را گویند بہار بذیل بابت فرماید کہ بمعنی حسابی است چنانکہ گویند "این ہم بابتی است" یعنے این ہم حسابی است **مؤلف** گوید کہ معاصرین عجم با بہار اختلاف دارند (اردو) وزیر علوم جسکو حیدرآباد مین معین المہام تعلیمات کہتے ہین

با بد اندیش ہم نکوئی کن دہن سگ بلقمہ دوختہ بہ مقولہ صاحب گلدستہ

ذکر این کردہ واز بیان معنی ومحل استعمال ساکت **مؤلف** عرض کند کہ این شعر مال سعدی است ومعنیش ظاہر غار سیان این را بطور موعظت وپند استعمال کنند مصرع ثانی حکم مثل دارد وبجایش می آید ودر ینجا بطور تمثیل مصرع اول است (اردو) "دشمن سے بھی بھلائی کرو" احسان دشمن کو دوست بناتا ہے" دشمنِ جان بندۂ احسان" یہہ تینون جملے دکن مین مستعمل ہین۔

بابر بقول غیاث بضم بائے موحدۂ دوم نام پادشاہے کہ جد اکبر بود وبچہار واسطہ نبیرۂ شاہ تیمور۔صاحب قران باشد۔صاحب انند ہم بحوالۂ غیاث ذکر این کردہ نسبت اعراب فرماید کہ بفتح موحدہ وسکون رائے مہملہ باشد۔**مؤلف** عرض کند

مفترس می نماید و وجہ تسمیۂ این معلوم نشد و جا دارد کہ ببر را فارسیان بابر کردہ باشند بزیادت الف ہمچون مہار را ماہار و ببر در عربی قسمیست از شیر و ببور جمع آن (کما فی المنتخب) پس جا دارد کہ نظر بر معنی حقیقی آن جد اکبر را بابر نام باشند و معاصرین ترک گویند کہ اسم ترکی زبان است و از وجہ تسمیہ ساکت۔ (اردو) بابر۔ بقول آصفیہ بضم بائے ثانی خاندان مغلیہ کے ایک بادشاہ کا نام جو شاہ جلال الدین محمد اکبر کا دادا تھا

بابرگِ گندنا بستن مصدر اصطلاحی بقول بہار کہ بحوالۂ ملحقات آورد کنایہ از بستن۔ صاحب انند ہمرہ باش مؤلف عرض کند کہ گندنا معروف است کہ ذکرش بر آخر ربط گذشت و ظاہر است کہ اگر کسے چیزے را برگ گندنا بندد البتہ محکم نمی ماند لہذا فارسیان از بست بستن کنایہ کنند۔ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد معاصرین عجم بر زبان ندارند و با در ینجا بمعنی پانزدہم اوست کہ بجایش گذشت (اردو) ڈھیلا باندھنا۔ کس کرنہ باندھنا۔

با بر و فراخی اصطلاح۔ بقول شمس یعنے باخوشی و تازہ روئی صاحب ہفت فرماید اے بخوشی باطن و تازہ روئی مؤلف عرض کند کہ مؤحدہ در ینجا بمعنی اول است کہ بجایش گذشت و (بر و فراخی بجایش مذکور شد فارسیان گویند کہ) "او این کار را با بر و فراخی میکند" (اردو) خوشی سے۔ کشادہ پیشانی سے

بابزن اصطلاح بقول برہان و رشیدی و مؤید و ناصری و جامع و بحر و سراج و بہار بروزن باد زن سیخ کباب را گویند مطلقاً خواہ آہنی باشد خواہ چوبی صاحب جہانگیری فرماید کہ آن را بتازی سفود خوانند۔ صاحب سروری گوید کہ آن را چلوچوب و جلوچوب اول بجیم فارسی و تازی نیز گویند۔ (حکیم سنائی ؎) شاد باش اے عندلیب کز پے وصفت ہمی پا مرغ بریان

طوطی گویا شود بر بابزن ۵ (حکیم خاقانی ۵) چو در بیشۂ روزگار آتش افتد ۵ چو من مرغی از باب زن در نماند ۵ (استاد معزّی ۵) معلق است و گرفتار و عاجز و گردان ۵ دل غدوست زلبس کاندرو فریب وفن است ۵ گہے چو مرغ ہوا و گہے چو مرغ بدام ۵ گہے چو مرغ قفس گہ چو مرغ بابزن است ۵ (حکیم زلالی خوانساری ۵) مرغ کباب خواند اگر آفتاب را ۵ دستان زنان بشاخچۂ باب زن رسد ۵ (میرزا صائب ۵) چون پر و بال واکند چنگل شاہباز تو ۵ از سر شاخ باب زن مرغ کباب می پرد ۵ **مؤلف** گوید کہ مخفف (باب زن) است اسم مفعول ترکیبی باے موحدہ بمعنی بست و کمیش کہ بجاے خودش گذشت۔ معنی این در آب زده فارسیان سیخ کباب را بار بار در آب زنند و غوطہ دہند تا گرمی سیخ آہنین دست را زیان نکند و سیخ چوبین نسوزد۔ و جا دارد کہ (کباب زن) اصل این باشد (**اردو**) کباب کی سیخ خواہ وہ لوہے کی ہو یا لکڑی کی۔ صاحب آصفیہ نے سیخ کا ذکر فرمایا ہے۔ فارسی۔ اسم مؤنث۔ سلاخ۔ لوہے کی وہ گول اور لمبی سینک جس پر کباب لگاتے ہین۔ کباب زن۔

باب سعادت اصطلاح۔ بقول آنند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بمعنی درِ دولت یعنے بارگاہ سلاطین باشد دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ مرکب اضافی است بہر دو لغت عربی و باب در اینجا بمعنی در باشد معنی حقیقی این درِ سعادت و کنایہ از بارگاہ سلاطین (**اردو**) بادشاہون کی بارگاہ۔

باب سنجاب (اصطلاح) بقول ضمیمۂ برہان گیا ہے است آفتاب پرست و آنرا بالعربی

خبّازی و شکاعی خوانند۔ صاحب شمس گوید
کہ بتازی خبّاز و بہندی بہل نام است۔ صاحب
محیط بر آفتاب پرست ذکر این نکردہ و بر
خبّازی فرماید کہ بضمّ اول و فتح بائے مشدّد
و الف و کسر زائے معجمہ و یائے تحتانی بفارسی
نان کلاغ و قولہ و پنیرک و خوبر گویند و بہ
ہندی چگیر و پاپڑا و بترکی ایم کمّاجی و در
ماژندران گیاہ آنرا انجیلک و بشیرازی
خطمی کوچک نامند و بقول شیخ نوعے از
ملوخیاست کہ آنرا ملوکیا نیز نام است
سرد و تر در اول و گویند در دوم معتدل و ملیّن طبع و منضج و مفتح سدد جگر و مدر بول
و زیادہ کنندۂ شیر و منافع بسیار دارد مؤلف
عرض کند کہ (باب سنجاب) ہم لغت فارسی
زبانست و جا دارد کہ اصل این (آب سنجاب)
بہ ممدودہ باشد و سنجاب نام ولایتی است
و جا دارد کہ این گیاہ ہمدرانجا می روید

وبدین نام موسوم شدہ باشد (اردو) صاحب
آصفیہ اور جامع الادویہ نے چگیر اور پاپڑا
کو ترک فرمایا ہے لیکن جامع الادویہ نے
خبّازی کا ذکر کیا ہے۔ نان کلاغ۔ ایک گھاس
ہے خطمی کے مشابہ۔ سرد تر۔ طبیعت کو نرم
کرتی ہے۔ سدہ جگر کو کھولتی ہے۔

باب شدن استعمال۔ بمعنی حصّۂ کلام
قرار یافتن از جنس واحد و این متعلق بمعنی
ہشتم باب باشد کہ گذشت چنانکہ ظہوری
گوید (ع) فریب مشتری از باب اضطراب
خرد؛ کجاست جنس کساد و فاکہ باب شدہ؟
(اردو) باب قرار پانا۔ یعنے کسی کتاب
کی فصل کا ذیلی باب ہونا۔

بابِ عالی اصطلاح بقول رہنما کہ بحوالۂ
سفرنامہ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ در
وزیر اعظم سلطنت عثمانیہ را گویند صاحب
بول چال ہم ذکر این کردہ مؤلف گوید کہ

(۱۵۸)

مرکب توصیفی است بہر دو لغت عربی۔ و باب
در اینجا بمعنی در و آستان بلند و استعارہ باشد
از دولت عالیۂ عثمانیہ و استعمال این مرکب
بہمین معنی در محاورۂ حال عرب ہم یافتہ
می شود عجب است از صاحب رہنما کہ در باب
وزیر اعظم سلطنت عثمانیہ نوشت (اردو)
سلطنت عثمانیہ ۔ مؤنث ۔

باب عسکریہ اصطلاح ۔ بقول رہنما و
بول چال کے بحوالۂ سفرنامۂ ناصر الدین شاہ قاجار
آوردہ دربار و وزیر جنگ سلطنت عثمانیہ
را گویند **مؤلف** گوید کہ مرکب توصیفی ۔
صیغۂ جنگ دولت عثمانیہ را نام است
و باب در اینجا بمعنی ہشتمش کہ گذشت ۔
طرز بیان معنی محققین بالا درست نباشد
(اردو) سلطنت عثمانیہ کا صیغۂ جنگ یا دفتر

باب قصّاب اصطلاح ۔ بقول بحر ۔
فنی است از کشتی و آن یکبارگی بزور کلہ
و گردن حریف را کج کردہ بر زمین زدن است
صاحب غیاث گوید او ایست از کشتی و آن
یکبارگی بزور کلہ و گردن حریف را کج کردہ
بر زمین زدن باشد چنانکہ قصاب چہار پا
را بر زمین می زند صاحب انند ہمزبان غیاث
مؤلف گوید کہ مرکب اضافی است
و باب در اینجا بمعنی پنجم اوست یا چارم
سند این بر (باب قصاب شکن) می آید
(اردو) باب قصاب فارسی مین کشتی
کے ایک داؤ کا نام ہے جس مین حریف کے
کلہ اور گردن کو زور سے مروڑ کر زمین
پر دے مارتے ہین ۔

باب قصّاب شکن اصطلاح ۔ بقول
بحر مرادف باب قصاب کہ گذشت خان آرزو
در چراغ فرماید کہ فنی است از کشتی و از
میر نجات سند آرد (ے) تدعی گرچہ کہ آزار
مراقی دارد ہا باب قصاب شکن گردن چاقی

و فرماید که می تواند که (قصاب شکن) نام فن بود و لفظ باب بمعنی درخور و لائق باشد و این بهتر می نماید و الله اعلم (انتهی کلامه) **مؤلف** عرض کند که شاعر گوید که مدعی با وجودیکه از آزار مراقی بیمار است ولیکن گردن جانی دارد که (باب قصاب) را می شکند یعنی باب قصاب برگردن چاقش کارگر نمی شود پس (باب قصاب شکن) اسم فاعل ترکیبی است نه مرادف (باب قصاب) حیف است از محققین بالاکه بر معنی شعر غور نفرمودند (اردو) دیکھو باب قصاب

بابک بقول برهان وجامع بروزن ناوک (۱) بمعنی امین و استوار باشد. صاحب سراج فرماید که بعض بمعنی آئین و استوار نیز گفته اند. صاحبان انند وغیاث بحوالهٔ برهان ذکر این کرده **مؤلف** عرض کند که آنانکه این را بمعنی آئین آورده اند غیر از تصحیف نیست زیرا که آئین را با استوار هیچ مناسبت نیست و بقول صاحب منتخب آمین بمعنی امانت دار و قوی و بی ترس شده و این است. بالجمله این مرکب است از اسم جامد باب و کاف تعظیم بمعنی پدر بزرگ و بجاز امین را گفته اند. که درجهٔ امین بسیار بلند است (اردو) دیکھو امین.

(۲) بابک. بقول برهان پادشاه عظیم الشانی که اردشیر دختر زادهٔ او بود و او را بدان سبب اردشیر بابکان گفتندے. صاحب رشیدی فرماید که جد مادری اردشیر بن ساسان که اردشیر را بدو نسبت داده بابکان گویند و الف و نون برای نسبت است و بعض گویند معبرے بوده که ساسان را بشارت باردشیر داده بنا بر خوابی که ساسان یافته بود و در کتب تواریخ بتفصیل مذکور است و او پسر را بنا بر التماس معبر بدو نسبت

داده و بعضی گویند نام پدر اردشیر است و قول اول اصح باشد بهر تقدیر اردشیر بابکان درست و اردشیر بن بابکان غلط چه پدرش را نیز بابک نام گفته اند نه بابکان (انتهی) خان آرزو در سراج هم ذکر این کرده صاحب ناصری فرماید که بفتح بای ثانی جد مادری اردشیر بن ساسان است و باین جهت اردشیر را با و نسبت دهند و او پیش از سلطنت اردشیر حکمرانی داشته و شهر بابک از بناهای اوست و هنوز در حوالی کرمان معمور است و فرماید که در زمان خلفای بنی عباس نیز مردی از عجم خروج کرده بابک نامش بود و او را بابک خرم دین گفتندی - صاحب مؤید بحوالهٔ شرفنامه فرماید که نام بادشاه پارس و بیشتر دخترش را نیز بابک خواندندی - صاحب سروری هم بحوالهٔ شرفنامه ذکر این کرده فرماید که بادشاه عظیم را گویند و اردشیر را ازان بابکان گویند و بقول صاحب شمس نام بادشاه پارس که او را اردشیر بابک گفتندی

مؤلف عرض کند که وجه تسمیهٔ این همان است که بر معنی اول این ذکر کرده ایم

(اردو) بابک - ایک عظیم الشان بادشاه کا نام ہے جو اردشیر بابکان کا نانا تھا انتہی

(۳) بابک - بقول برهان و جامع و ناصری و مؤید بمعنی پرورنده و پدر نیز باشد و تصغیر باب هم هست چنانکه مامک تصغیر مام است و فرماید که این تصغیر بجهت تعظیم است - صاحب سروری از شیخ شیراز سند آرد (ع) پسر گفتش اے بابک نامجوے ؛ یکے مشکلت می بپرسم بگوے ؛ صاحب سراج فرماید که بفتح بای موحده تصغیر باب بمعنی پدر چنانکه مامک تصغیر مام و بعضے گویند این تصغیر از جهت تعظیم است و تحقیق آنست که برای

ترحم باشد۔ **مؤلف** عرض کند کہ ہمین است معنی حقیقی بابک یعنے پدر معظم کہ اشارۂ این بر معنی اوّل کردہ ایم و کاف آخر نہ برائے تصغیر است و نہ ترحم بلکہ کاف تعظیم است متقنین فارسی ذکر این کردہ اند و صاحب غیاث ہم برہمین لغت ذکر کاف تعظیم و تفخیم کردہ (اردو) پدر معظم۔ عظمت و بزرگی رکھنے والا باپ۔ (مذکر)

(۴) بابک۔ بقول برہان و ہفت و جامع نوعی از فیروزہ ہم ہست کہ آن را شہر بابکی می گویند **مؤلف** گوید کہ تسامح محققین بالاست کہ بابک را بمعنی نوعے از فیروزہ آوردہ اند و در حقیقت بابکی بیاے نسبت بمعنی فیروزہ ایست کہ معادن آن در شہر بابک یافتہ می شود صاحب مؤید صراحت کافی کردہ (اردو) ایک مشہور فیروزے کو فارسیون نے بابکی کہا ہے جو معادن شہر بابک مین پیدا ہوتا ہے۔

(۵) بابک۔ بقول جامع نام شہریست صاحب ناصری بدیل معنی دوم ذکر این کردہ کہ شہر بابک از بناہاے جدّ مادری اردشیر بن سلسان است کہ او را بابک میگفتند (اردو) بابک ایک شہر کا نام ہے جو شاہ بابک کا آباد کیا ہوا ہے۔

(۶) بابک۔ بقول ناصری در زمان خلفاے بنی عباس مردی از عجم خروج کردہ بابک نامش بود و او را بابک خرّم دین گفتندے از جانب خلیفہ افشتین بحرب او مامور شد و او را مغلوب کرد و لقبش خرّم دین بودہ کہ این دین را اختراع کردہ۔ صاحب انند نقل بر دارش۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد (اردو) بابک ایک شخص کا نام ہے جو خلفاے بنی عباس کے زمانہ مین نیا ایک نئے مذہب کا بانی تھا

اور اوسکو بابک خرم دین کہتے تھے۔ (مذکر)

(۷) بابک۔ بقول شمس کہ بحوالۂ حل اللغات آوردہ بمعنی شکنجہ کردن باشد دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ بیان بے سر و پایش در اہل لغت اظہر من الشمس اعتبار را نشاید تا آنکہ سند استعمال فارسیان بنظر نیاید۔ (اردو) شکنجہ کرنا بقول آصفیہ۔ دکھ دینا۔ تکلیف دینا۔ تنگ کرنا۔

(۸) بابک۔ بقول ہفت بمعنی آئین و دستور ہم آمدہ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد و سند استعمال پیش نہ شد معاصرین عجم بر زبان ندارند مؤلف گوید کہ اغلب آنست کہ تحریف امین و استوار باشد چنانکہ بر معنی اوّل گذشت کہ امین صورت آئین گرفتہ است و استوار صورت دستور دیگر ہیچ۔ آنانکہ از تحقیق و ماخذ کار نمی گیرند بدست کاتبین چابکدست در اینچنین مغالطہ مبتلا می شوند (اردو) دیکھو بابک کے پہلے معنے

بابکان بقول غیاث کہ بحوالۂ رشیدی آوردہ بفتح بائے موحدہ دوم و کاف عربی منسوب بہ بابک کہ نام جدّ مادری اردشیر بن ساسان است چون اردشیر از بابک پرورش یافتہ بود باو منسوب شد الف و نون برائے نسبت است و بعض گویند کہ بابک نام معبّری کہ ساسان را بشارت تولّد اردشیر دادہ بود لہذا باو نسبت کردند۔ صاحب انند ہمزبان غیاث مؤلف گوید کہ صاحب رشیدی و سروری و سراج وغیرہم بدیل بابک ذکر این کردہ اند چنانکہ تحقیقش بدیل معنی دوم بابک گذشت (اردو) بابکان۔ بمعنی منسوب بہ بابک۔ اردشیر بن ساسان کا لقب۔

بابکانہ بقول غیاث کہ بحوالۂ شرح خاقانی

آوردہ بکاف عربی بمعنی دریچہ باشد و فرماید کہ کاف برائے تصغیر و (انہ) کہ حرف نسبت است زائد و نیز فرماید کہ در برہان نوشتہ کہ پالگانہ بہائے فارسی و لام و کاف فارسی بمعنی بام بلند و دریچہ خانہ باشد (انتہیٰ) دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد و **مؤلف** گوید کہ حیف است کہ نسبت حرف سوم صراحت نکرد کہ موحدہ باشد یا لام و ردیف لغت ہم تصفیہ این نمی کند اگر سند استعمال بدست آید تواں قیاس کرد کہ اصل این (بابک خانہ) بود۔ کثرت استعمال خائے معجمہ را بہ کاف عربی بدل کرد و از دو کاف یکی را حذف و معنی لفظی این کوچک دریچہ خانہ و صراحت ماخذ پالگانہ بجایش مذکور شود (اردو) دیکھو اغرہ کے تیسرے معنے۔

بابک برابتق زند منقولہ بقول انند کہ بحوالہ کشف اللغات آوردہ یعنی زمانہ زجر کند و محو سازد **مؤلف** عرض کند کہ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد و سند استعمال پیش نشد و محققین اہل زبان ساکت و معاصرین عجم ہر زبان ندارند و موافق قیاس ہم نیست اعتبار را نشاید (اردو) زمانہ زجر و ملامت کرتا ہے اور مٹاتا ہے۔

بابکی ذکر این بر معنی چہارم بابک گذشت (اردو) دیکھو بابک کے چوتھے معنے۔

بابل بقول برہان بکسر ثالث بروزن قابل (ا) بلغت یونانی نام ستارۂ مشتری باشد صاحب سروری بحوالۂ عجائب البلدان فرماید کہ یونانیان مشتری را بابل گویند صاحب **مؤید** و شمس ہمزبان سروری۔ صاحب سراج ہم بدیل (باول) بحوالۂ عجائب البلدان ذکر این کردہ **مؤلف** عرض کند کہ مشتری بقول صاحب منتہی الارب نام ستارۂ کہ سعد اکبر است

بر فلک ششم اہل تنجیم آنرا سعد اکبر دانند و آن را قاضی فلک نیز گویند بفارسی برجیس و بہندی برسپت نامند خانہ او قوس و حوت و شرف او در سرطان است فارسیان قدیم استعمال ہمین لغت یونانی کردہ باشند از اینجاست کہ محققین فارسی این را در لغات فارسی جاداده اند حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو ارفر کے تیسرے معنے ۔

(۲) بابل ۔ بقول برہان و ہفت بعضے مشرق را نیز گویند دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد مؤلف عرض کند کہ محققین زبان دان این را بدین معنی ترک کردہ اند و معاصرین عجم بر زبان ندارند و سند استعمال پیش نشد ۔ مشرق را در فارسی زبان باختر گویند و خاور مغرب را و متقدمین برعکس این استعمال کردہ اند صراحت کامل بر باختر کنیم ان شاء اللہ

(اردو) مشرق ۔ بقول آصفیہ ۔ عربی ۔ اسم مؤنث ۔ جاے شرق یعنے روشنی نکلنے کی جگہ ۔ طلوع ہونیکا مقام ۔ سورج نکلنے کی جگہ ۔ پورب ۔ سورج کے اودے ہونے کی جگہ ۔ مغرب کا نقیض ۔ حضرت ناسخ لکھنوی نے اسکو مذکر بھی باندھا ہے (ع) مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا ۔ طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا ۔

(۳) بابل ۔ بقول برہان بکسر ثالث بروزن قابل نام شہرے است مشہور در وسط عراق و عراق وسط عالم است پس باین اعتبار بابل مرکز دائرۂ عالم باشد و از مدائن سبعۂ عراق عرب است و در کنار فرات بر جانب شرقی واقع شدہ و از اقلیم سوم باشد و آن را قیفان بن انوش بن شیث علیہ السلام بنا نمودہ بود و طہمورث دیو بند پیشدادی تجدید عمارتش کردہ و بعد از آن نمرود و ضحاک علوانی آن را دار الملک خود ساخت

وضحاک در آنجا قلعهٔ ساخته بود و آن را گنگ دژ و بهشت گنگ نام نهاده و بعد از ضحاک ملوک کنعان آن را دارالملک خود کردند و بعد از آن خراب شد. سکندر ذوالقرنین تجدید عمارتش کرد و اکنون باز خراب است و از توابع شهر حلّه است و بر سر تلّی که قلعهٔ آن شهر بوده چاهی است عمیق گویند هاروت و ماروت در آن چاه محبوس اند و بضمّ ثالث هم آمده است. صاحب مؤیّد فرماید که بکسر سوم و قیل بضمّ سوم نام موضعی است درمیان عراق و عراق وسط عالم است پس باین اعتبار بابل مرکز دائرهٔ عالم باشد و شراب را بدان نسبت کنند و در بابل چاهیست که هاروت و ماروت در آن معذّب اند گویند که اگر کسی بر هاروت رود و مزاحم می شود هاروت از آن چاه جادو و سحر می آموزاند. صاحب ناصری فرماید که بروزن قابل شهری بوده بر کنار فرات و آن را قینان بن انوش بن شیث بن آدم بنا نهاده بود و تهمورث دیوبند آباد و معمور داشته چندی نیز دارالملک ضحّاک شده و نیز در آنجا عمارت کرده کهن دژ و بهشت گنگ نام نهاد و سالها پس از و دارالملک نمارده و کلدانیون بوده باز خراب شده و آن را بابل نیز گفته اند و در آنجا وقتی جامه های ابریشمینه خوب می بافتند منوچهری گوید (ع) برآمد آفتاب از کوه بابل و باول نیز بهمین معنی است چنانکه زابل و زاول. صاحب سروری بحوالهٔ عجائب البلدان فرماید که بکسر با و بضمّ نیز خوانده اند میان عراق است و عراق وسط عالم است پس بابل بمنزلهٔ مرکز باشد دائرهٔ عالم را و بحوالهٔ نزهة القلوب آرد که بابل از اقلیم سوم است

واز مدائن سبعۂ عراق و از توابع شہر حلہ باشد صاحب رشیدی با (باول) ذکر
این کند و فرماید کہ شہرے قدیم در سواد عراق عرب نزدیک کوفہ کہ پائے تخت نمرود
و سائر جبابرہ بود و الحال خراب است و چون در کلام عرب فاعل بضم عین نیامدہ
مکسور می خوانند چنانکہ در کلام مجید واقع است و صاحب فرہنگ جہانگیری باول
غیر بابل پنداشتہ و خطا کردہ و بحوالۂ سامانی گوید کہ باول لغتی است در بابل یا
معربش بابل است و صحیح ہمین باشد چہ لفظ بابل در کلام مجید واقع است و لفظ عجمی
بے تعریب در کلام فصحا خاصۃً قرآن واقع نشود. خان آرزو در سراج بذیل باول
فرماید کہ نام موضعی است کہ جامۂ ابریشمی در آنجا بغایت خوب بافند و بذکر قول رشیدی
کہ مذکور شد فرماید کہ درین بچند وجہ بحث است اول آنکہ در اصطلاح شعرا نسیج باولی
مطلقاً نیست من ادعی فعلیہ السند بلکہ اگر نام بابل بمیان می آید سحر و جادو گفتہ می شود دوم
آنکہ در کلام مجید عجمہ بدون تعریب نیز آمدہ چنانکہ لفظ آزر و نیز بتعریب وقتی حاجت افتد
کہ حرفے کہ در زبان عرب نبود در آن لفظ بودہ باشد درین صورت ضرورت است
والا ضرورت نیست پس گاہے تعریب کنند و گاہے نکنند چنانکہ لفظ آزر و بحوالۂ لطائف اللغات
آرد کہ بضم سوم چاہے است و نام موضعی است میان عراق عجم و عرب و بعضے گویند
نام ولایتے است کہ آن چاہ در آن واقع است و قیل بکسر صحیح است امّا ہرد و آمدہ
کہ ہم قافیۂ مقابل است و ہم قافیۂ ملیل (انتہی الکلامہ) و ارستہ گوید کہ بکسر سوم شہریست
از عراق و در آنجا چاہے است کہ ہاروت و ماروت در آن معذب اند. قال عزوجل

بیابل ہاروت و ماروت و بضم سوم نیز اہل لغت نوشتہ اند و شعرا ہم آوردہ (ظہوری ؎)
در وکن کین چشم پیدا می شود ۔ باج خواہ ساحران بابل است ۔ (سلیم ؎) در رہ عشق
اے دل از سحر و فسون ایمن مباش ۔ خانۂ ہر مور ازین صحراست چاہ بابلی ۔ و فرماید کہ بنائے قافیہ
ہر دو غزل برضمہ است (مولانا مظہر ؎) چو خورشید تابندہ بر کوہ بابل ۔ فرو رفت در قعر
دریائے بابل ۔ (شیخ شیراز ؎) بدین کمال ندارند حسن در کشمیر ۔ چنین بلیغ ندارند سحر
در بابل ۔ بہار گوید کہ در بعض اشعار کہ با گل و مل و مانند آن قافیہ کردہ اند از عیوب غیر ملتفت
قافیہ است و تواند بود کہ بضم ہم لغتی باشد چنانچہ درین بیت ملا شیدائے ہندی (؎)
من بحیرت حرف آن خال و زلف ان چون کنم ۔ ساحرے چون وصف ہاروت و چہ بابل
کند ۔ و بذکر ابیات ظہوری و سلیم کہ بالا مذکور شد فرماید و گوید کہ بنائے قافیۂ این غزلہا
برضمہ است و ہمچنین در غزل علی قلی بیگ علی خراسانی کہ بنائے قافیہ بر گل و بلبل گذاشتہ
(؎) خوبان چو ساحر اند ز چشمان پر فسون ۔ صد خط ز دل بجادو بابل کشیدہ اند ۔ صاحب
جامع ہم ذکر این کردہ **مؤلف** عرض کند کہ لغت عربست و بقول منتہی الارب موضعی است
در عراق از مضافات شہر حلہ ۔ سحر و خمر را آبان نسبت دہند و بر سر تلے کہ قلعۂ آن شہر
بودہ چاہے است عمیق گویند ہاروت و ماروت در آن محبوس اند (**اردو**) بابل
۔ بقول آصفیہ ۔ عربی ۔ اسم مذکر ۔ ایک پرانے مشہور شہر کا نام جو کوفہ کے قریب فرات
کے کنارے پر نمرود بن کوش بن حام بن نوح کا آباد کیا ہوا ہے ۔ اصل بین نمرود کا نام
بال یا بیل یا بلیس تھا ۔ یہہ شہر ہاروت و ماروت دو فرشتوں کے قید ۔ جادو ۔ سکندر

رومی کے مرنے اور دیگر تاریخی واقعات کے سبب زبانزد خلائق ہے۔

(۴) بابل۔ بقول شمس در بعضے اشعار بمعنی اعراف کہ میان بہشت و دوزخ است خان آرزو ہم در سراج بدیل باول ذکر این کردہ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد حیف است کہ سند استعمال پیش نشد (اردو) اعراف۔ بقول امیر۔ عربی۔ اسم مذکر۔ دوزخ اور بہشت کے بیچ مین ایک مقام ہے جہان کے رہنے والے دوزخیون اور جنتیون کو بھی آنا نہیں سینگے۔

باب لاینصرف خواندن مصدر اصطلاحی ۔بقول انند بحوالۂ بہار کنایہ از امساک و بخل نمودن است و از شیخ شیراز سند آوردہ (ے) ندانستہ از دفتر دین الف ؛ نخواندہ بجز باب لاینصرف ؛ مؤلف گوید کہ در بہار عجم این را نیافتیم ولیکن خیال ما اینست کہ محقق فاضل انصراف را بمعنی خرچ کردن گرفتہ است و از اینجاست کہ از (لاینصرف) معنی امساک و بخل پیدا کردہ و در حقیقت نہ چنین باشد بلکہ انصراف ہم بقول لغت عرب است بمعنی بازگشتن و مراجعت و دیگر محققین لغت عرب ہم ہمین معنی نوشتہ اند و قرینۂ حکایتی کہ شیخ شیراز این شعر را در آن آوردہ متقاضی معنی بازگشتن و مراجعت نکردن است نہ بخل نمودن پس (باب لاینصرف خواندن) کنایہ باشد از ابرام و استادگی و قصد مراجعت نکردن فتامل (اردو) اڑنا۔ بقول امیر۔ جمنا۔ جگھہ سے نہ سرکنا۔ (اسیر ے) لگا کے سر پہ عبث تیشہ مر گیا فرہاد ؛ یہہ منڈھ چرا در شیرین پہ اڑ گیا ہوتا

بابل خانہ اصطلاح۔ بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ لغت فارسی است (۱) بمعنی لولی خانہ و (۲) خرابات را نیز گویند دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد

مؤلف عرض کند کہ اگر سند استعمال پیش شود کنایہ گیریم۔ صاحب کنز اللغات کہ محقق زبان ترکی است ذکر این کردہ فرمایدکہ لغت فارسی است (اردو) (۱) کسبیون کا گھر۔ مذکر۔ صاحب آصفیہ نے کسبی کا ذکر فرمایا ہے۔ اردو۔ اسم مؤنث۔ فاحشہ۔ بازاری عورت۔ رنڈی۔ پیشہ کمانیوالی۔ پاتر۔ تپیر یا بیسوا قحبہ مالزادی۔ روپی۔ لولی (۲) شرابخانہ (مذکر)

بابلی بقول بہار بابلی و باولی و بولی و ہمچنین باولی دادن و بولی دادن (۱) بمعنی سیر کردن جانور شکاری بر جانور دیگر (سیفی ۵) زبہر بابلی چرغ خویش شاہ این راہ نگاہدار چو مرغ دلم شود شنقار؛ صاحب انند بحوالۂ بہار و وارستہ ذکر این کردہ مؤلف عرض کند کہ ما این را در مصطلحات الشعرائے وارستہ نیافتیم و درین شعر بابلی بمعنی شکار است وبس۔ صاحب لغات ترکی بر باولی نوشتہ کہ در ترکی زبان طیاری جانور راگویند و صاحب غیاث بر طیار فرماید کہ در اصطلاح قوشچیان یعنے میر شکاران چون جانور شکاری از کریز بر آمدہ مستعد و آمادۂ پرواز و شکار اندازی می شود گویند کہ این جانور طیار شد (الخ) پس یائے مصدر لیست در طیاری۔ وہم در بابلی۔ پس خبر این نباشد کہ لغت ترکی (باولی) راکہ می آید فارسیان بہ تبدیل واو با موحدہ بابلی کردند چنانکہ آو و آب و اور بخن و ابر بخن۔ و بولی مخفف باولی باشد دیگر ہیچ (اردو) طیور کے شکاری جانور کا شکار۔ مذکر۔

(۲) بابلی۔ منسوب بہ بابل یعنے کسے کہ بشہر بابل نسبت دارد چون ہاروت بابلی و ماروت بابلی وغیرہ حافظ گوید (۵) و رہا یدم شدن سحر ہاروت بابلی؛ صد گونہ ساحری بکنم

(۱۹۸۷)

آبیارمت ؛ (اردو) بابلی۔ یعنی منسوب ببابل۔ اردو میں کہہ سکتے ہیں۔ صاحب آصفیہ نے اسکو ترک فرمایا ہے۔

بابلیان یعنی اہل بابل است و این جمع بابلی است۔ بزیادت الف ونون جمع و استعارہ از چشمان یار (ظہوری ؎) بود است رواج عملی بابلیان را ؛ جادوے ترا تا سر نیرنگ نبود است ؛ (ولہ ؎)

زسحر بابلیان ماندہ نسخہائے سقیم ؛ زنرگس تو صحیح مصحح کتاب نیرنگ است (ولہ ؎) سحر از بابلیان تو ظہوری آموخت ؛ شوق فتراک عنان کش شد و نخچیر شدیم ؛ (اردو) بابل کے رہنے والے معشوق کی آنکھیں۔

باتندن بقول صاحب ضمیمۂ برہان بروزن آگندن یعنی بخشیدن باشد۔ صاحب بحر بذکر این فرماید کہ سالم التصریف کہ غیر ماضی و مستقبل و اسم مفعول نیاید مؤلف عرض کند کہ حیف است کہ صاحب بحر عجم صراحت حرف سوم نکرد و سلسلۂ ردّ و نقش اگرچہ مستحکم است ولیکن غلطی کتابت را ظاہر می کند بخیال ما این ہمان باتندن است کہ بہمین معنی بہ فوقانی سوم می آید و این تصحیف آنست کہ کاتب بحر عجم بعوض فوقانی سوم موحدہ نقل کرد و اگر محقق محترم خود ہم در مسودۂ کتاب بہ موحدۂ سوم نوشتہ باشد سہو اوست کہ صاحبان نوادر و مؤید و موارد صراحت فوقانی سوم کردہ اند و ما بوسیلۂ تحقیق ماخذ این می گوئیم کہ بفوقانی سوم صحیح است نہ بہ موحدۂ سوم کہ در فارسی قدیم باتندن مرادف بخشیدن ست و بخشیدن مبدل آن۔ بائے موحدہ در ہر دو موجود و الف بدل شد بجائے معجمہ چنانکہ آستہ و خستہ و تائے فوقانی بہ شین معجمہ چنانکہ

رخت و رخش و نون بہ تحتانی ہمچون اونج و اوبج و دال مہملہ و نون آخر علامت مصدر است کہ در ہر دو بحال خود است پس چنانکہ در بخشیدن۔ بخش بمعنی حصہ و بہرہ اسم مصدر و تحتانی زائد قبل علامت مصدر است ہمچنان در باتندن باتن اسم مصدر و نون زائد قبل علامت مصدر است۔ فارسیان قدیم در بعض الفاظ نون زائد می آوردند چنانکہ گذارش مخفف گذارشن۔ بنون آخر آمدہ و اہل تحقیق گذارشن را مزید علیہ گذارش گفتہ اند و بعضے از زردشتان معاصر گویند کہ نون باتن اصلی است و باتن در فارسی قدیم بمعنی بخش و بخشش باشد و برخی از آنہا مجرد باتن را مرادف بخش می دانند و نون آخر را زائد گیرند۔ بہر دو صورت تبدیل باتندن با بخشیدن موافق قیاس و مطابق قاعدۂ تبدیل است حالا تحقیق این امر باقی است کہ باتن یا باتن در فارسی قدیم بمعنی بخش و بخشش آمدہ یا نہ۔ نسبت این عرض می شود کہ نقص کتب لغات قدیم از تصفیۂ این قاصر کہ ازین ہر دو لغت وجود یکے ہم یافتہ نمی شود و لیکن وجود این مصدر تائید قول زردشتان معاصر می کند و نقص کتب لغات فارسی قدیم مسلّم (اردو) عطا کرنا۔ بقول آصفیہ۔ دینا بخشنا۔ مرحمت کرنا۔

بابو بقول شمس لغت فارسی است بمعنی بزرگ قلندران و زبدہ و پیشوائے ایشان صاحب مؤید فرماید کہ پدر بزرگ قلندران و رند و پیشوا را گویند و بحوالہ کشف الاسرار فرماید کہ از شاہ عادل نبیرۂ شاہ نعمت اللہ ولی مسموع دارم کہ محمد قلندر و بابو قلندر این ہر دو خلیفۂ شاہ نعمت اللہ ولی اند۔ صاحب انند ہمزبان مؤید مؤلف گوید کہ جز این نیست کہ

واو نسبت بر لفظ باب زیادہ کردہ اند کہ بمعنی ہفتم گذشت چنانکہ ہندو یا الف دوم بابا بدل شد بہ واو چنانکہ تاغ و توغ اندریصورت مرادف معنی سوم بابا باشد (اردو) بابو۔ بقول آصفیہ ہندی۔ اسم مذکر۔ تعظیمی خطاب جو بنگالیون سے زیادہ مخصوص ہے۔ حضرت۔ جناب۔ میان۔ صاحب ساطع نے فرمایا ہے کہ ہندی مین شاہ اور آقا کو بھی بابو کہتے ہین۔ **مؤلف** کی راے مین اس کا ترجمہ اردو مین بلحاظ معنی فارسی بابا ہے دیکھو بابا کے تیسرے معنے۔

بابوتہ بقول برہان و ناصری و جامع و ہفت باتاے قرشت بروزن پالودہ کوزۂ پرآب را گویند و فرماید کہ باین معنی بجاے حرف ثالث تاے قرشت ہم آمدہ است صاحب انند فرماید کہ بابوجہ نیز بہمین معنی آمدہ خان آرزو در سراج گوید کہ بباے موحدہ بواو رسیدہ و فوقانی مفتوح و بعضے ہر دو فوقانی گفتہ اند بمعنی کوزۂ آب کہ زنبر و تالا خوانند و قول دوم صحیح است (انتہی) **مؤلف** عرض کند کہ بعض محققین فارسی بر باتوتہ (بہر دو فوقانی) گویند کہ بالاور مرادف این است بہ واو پنجم و بقول بعض (بالاوزیر) خیال ما این است کہ آنچہ خان آرزو در سراج بصحت (باتوتہ) بہر دو فوقانی قائل است دلیلے ندارد و بقولش (زنبر و تالا) ہم تصحیف ہمان (بالاوزیر) باشد کہ بالا مذکور شد کہ بعض آن را (زیر و بالا) ہم نوشتہ اند و کاتبان نقل نگار (زیر و بالا) را (زنبر و تالا) کردند و جا دارد کہ بعض از ینہا (بالاوزیر) را (بالاور) دانستند حالا نسبت ماخذ این عرض می شود کہ بخیال ما بابوتہ بہ موحدۂ سوم و باتوتہ بہ فوقانی ثالث ہم تصحیف است

کہ اصلش (بالاوتہ) بود مرادف (بالاوزیر) و (کوزہ) بزبان ترکی ظرف گردن دراز را گویند و از اینکہ کوزہ قد و گردن دراز دارد و مقعدے ہم فارسیان قدیم (بالاوزیر) نامش کردند و (بالاوتہ) ہم ہمین معنی دارد پس (بالاوزیر) بہ تصحیف کتابت (وزنبر و تالا) و (بالاور) شد و (بالاوتہ) بہ حذف الف چارم و بہ تبدیل فتحہ بہ ضمہ (بالوتہ) قرار یافت و بعضے از نقل نگاران بے عقل آن را بیک نقطۂ زیرین باتوتہ کردند و بعضے از آنہا بہ دو نقطۂ بالا (باتوتہ) نوشتند الحاصل لام مرکب بصورت موحدہ و فوقانی پیدا کرد و اگر (بالاور) را تصحیف (بالاوزیر) خیال نکنیم توانیم گفت کہ معنی لفظی این صاحب بالا و بالا قد و قامت را گویند پس کوزہ را صاحب قد و قامت۔ نام کردن غیر از کنایہ نباشد و (باتوجہ) بہ جیم عربی مبدل (باتوتہ) یا (بابوتہ) کہ فوقانی پنجم بدل شد بہ جیم عربی چنانکہ تت و لج و بعضے از معاصرین باتوتہ بہر دو فوقانی را اسم جامد گیرند چنانکہ خان آرزو گفتہ اند بنصوت جا دارد کہ باتوجہ را مبدلش گیریم چنانکہ بالا گذشت و بابوتہ را ہم ولیکن تبدیل موحدہ بفوقانی یا بالعکس آن خلاف قاعدۂ فارسیان است واللہ اعلم بحقیقۃ الحال۔ و مادر معنی باتخصیص پر از آب ہم اتفاق نداریم و متعلق با خان آرزو باشیم کہ مطلق کوزۂ آب است و بس۔ معاصرین عجم صراحی آب را (کوزۂ آب) گویند (اردو) پانی بھری ہوئی صراحی یا پانی کی صراحی۔ صاحب آصفیہ نے صراحی پر لکھا ہے کہ (عربی) ہم مؤنث۔ شراب یا پانی رکھنے کا لمبی گردن کا چھوٹا برتن۔ کوزہ۔

بابوش صاحب مؤید فرماید کہ مرادف بالوس کہ بجائے خود می آید و بر بالوس گوید

(۱) کافور مغشوش و بالفتح (۲) آمیختہ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد و صاحب محیط بر (کافور موتی) فرماید کہ نوعی از کافور کدر کمد غیر شفاف مغشوش است و بر کافور فرماید کہ لغت عرب است مشتق از کفر و کفر بمعنی پوشیدن و چون کافور در پوشیدہ کردن روائح سائر عطریات بدرجۂ غایت است لہذا باین اسم مسمی گشتہ و آن را بعربی آکل نفسہ و بہ انگریزی کیفر و بہندی کپور نیز گویند صمغ درختے است کہ چوب آن سفید رنگ و سست و نرم و سبک و آنکہ از ان درخت ہنگام قطع آن می چکد مسمی بہ مادر الکافور و دہن الکافور باشد۔ سرد و خشک در آخر سوم و اہل ہند بالعکس در آخر سوم و چہارم۔ گرم و خشک دانستہ اند۔ دافع تشنگی و التہاب جگر و گردہ و حرقۃ البول است شربا و طلاء و سعوطا و نافع او رام حارہ و صداع حار و منافع بے شمار دارد (الخ) صاحب برہان بر بالوس بہ لام۔ عوض موحدہ و سین مہملہ بجائے شین معجمہ بمعنی کافور مغشوش نوشتہ و بالوش بہ شین و لام ہم بہمین معنی آوردہ کہ بجایش می آید۔ بخیال ما (بابوش) اصل است کہ اسم جامد فارسی زبان باشد و فارسیان این را از لغت عرب (کافور) بقاعدۂ تبدیل درست کردہ اند کہ کاف عربی موحدہ بدل شود ہمچون کوشاسپ و بوشاسب و فا بجائے موحدہ چنانکہ زفان و زبان و رائے مہملہ بہ شین معجمہ چنانکہ در امبار دن و امباشتن و آغاردن و آغاشتن و آنچہ بابوس بہ سین مہملہ ہم آمدہ تبدیل تبدیل باشد کہ شین معجمہ بہ سین مہملہ بدل می شود چنانکہ کشتی و کستی و آنانکہ این را بہ لام عوض سین مہملہ کالوس آوردہ اند غیر از تصحیف نباشد کہ کاتبین نقطۂ موحدہ حذف کردند و موحدہ صورت لام پیدا کرد

بالجملہ معنی کافور حقیقی است و آنچہ فارسیان این را برائے کافور منقوش استعمال کردہ اند مجاز باشد و معنی دوم مجاز مجاز (اردو) (۱) وہ کافور جس مین آمیزش ہو (مذکر) (۲) ہر چیز جس مین آمیزش ہو (مؤنث)

بابونہ بقول برہان با نون بروزن واژونہ گیاہے است معروف کہ آن را اقحوان گویند و بابونج معرب آنست بوئیدن آن خواب آورد اگر آب آن را بگیرند و ببرد و خصیہ و ذکر بمالند قوت تمامی در مجامعت دہد و اگر در خانہ بگسترند جمیع گزندگان بگریزند و آن را بعربی تفاح الارض خوانند۔ صاحب جامع فرماید کہ گیاہ معروف کہ عرب اقحوان و بابونج گویند۔ صاحب ناصری گوید گیاہے است معروف و بابونج معرب آنست و آنرا بعربی اقحوان خوانند۔ صاحب مؤید فرماید کہ سبزہ ایست کہ بتازیش اقحوان نام است و نیز شگوفہ کہ بتازیش بابونج و ہندی ایرم سار و سوپھل و کوبیل نامند۔ صاحب محیط فرماید کہ اسم فارسی است و معرب آن بابونج و در مغرب بابونق و بعربی زہر الملک و حبق البقر و خبز الغراب و بیونانی انتامیس و با فرقیہ رجل الدجاج و بفارسی کرہانک و بہندی سوبہل و سوناموتی و مرہی و گل آزاد و انگریزی کیموميل فلوور گویند و آن نزد عرب اقحوان است و نزد اطبا اقحوان نوعے دیگر آنست **مؤلف** عرض کند کہ خواص و مزاجش بر اسامیس مذکور شد (اردو) دیکھو اسامیس۔

بابونہ گاو اصطلاح۔ بقول برہان با کاف فارسی با لف کشیدہ بواو زدہ گلے است بیرونش سفید و اندرونش زرد می باشد و آن را بعربی حبق البقر و احداق المرغی گویند

صاحبان بحر و سراج و ہفت ہمزبان برہان صاحبان جامع و ناصری و انند ہم بذیل بابونہ گاو و بابونہ گاوچشم ذکر این کردہ اند۔ صاحب محیط فرماید کہ بابونہ گاو و بابونہ گاوچشم۔ اسم اقحوان است **مؤلف** گوید کہ ذکر اقحوان بجایش گذشت (اردو) دیکھو اقحوان۔

بابونہ گاوچشم اصطلاح۔ بقول محیط کہ بذیل بابونہ گاو آوردہ مرادف بابونہ گاو کہ گذشت (اردو) دیکھو اقحوان۔ و اسامیس۔

بابہ بقول سراج بحوالۂ قاموس باے دوم نیز موحدہ مفتوح بلدہ ایست از بخارا۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ این لغت عربی است چنانکہ از حوالۂ قاموس ہویدا است و صحیح بتاے قرشت باشد کہ بحالت وقف بہا مبدل گردد چنانکہ قاعدۂ عربی است۔ صاحب منتہی الارب گوید کہ (بابتہ) دہی است بہ بخارا و ازان دہ است ابراہیم بن محمد بن اسحٰق (اردو) بابہ فارس مین ایک قریہ کا نام ہے جو بخارا کے مضافات مین واقع ہے۔

بابیزان بقول برہان و مؤید و جامع و ناصری بروزن آویزان (۱) کفیل و ضامن و (۲) میانجی و میانجگی بقول بہار بمعنی مصلح میان دو کس و بقول صاحب سراج واسطہ کار و پیغمبر و بقول غیاث قاصد و (۳) بمعنی بادزن کہ مخفف بادبیزن باشد۔ خان آرزو در سراج بذیل بابیزن بذکر معنی اول و سوم فرماید کہ در برہان بابیزان بروزن آویزان بہر دو معنی گفتہ و آن خطاست زیرا چہ در بادبیزن الف نیست و در ہیچ کتابی یافتہ نشد و حالانکہ بابیزن نیز بدون الف بہر دو معنی مذکور آوردہ و این از عجائب است

و بمعنی دوم ظاہرا بائیدان است چنانکہ بیاید (انتہی) کلامہ مؤلف عرض کند کہ بمعنی اول اگر بائیدان را بقول خان آرزو اصل گیریم بابیزان را مبدلش توان گرفت کہ دال مہملہ بزائے ہوز بدل شود چنانکہ سرخ مرد و سرخ مرز ولیکن تبدیل تحتانی با بائے موحدہ خلاف قیاس است اذ ہذا یصورت جا دارد کہ بابیزان را ہم مثل بائیدان اسم جامد گیریم و چون محققین زبانداں بالاتفاق تصدیق ایمعنی کنند ہندیان را نمیرسد کہ در اسم جامد شبہی کنند و معنی دوم مجاز معنی اول باشد کہ میانجی و قاصد ہم من وجہ کفیل و ضامن است۔ نسبت معنی سوم عرض می شود کہ بیز امر است از مصدر بیختن پس (بادبیز) اسم فاعل ترکیبی است و (بادبیزان) مزید علیہ آن و (بابیزان) بحذف دال مہملہ مخففش۔ پس تعجب است کہ خان آرزو بچہ دلیل این را از عجائبات خیال می کند۔ اگر معنی سوم را حقیقی گیریم و دیگر معانی را مجاز آن علیحدہ نیست کہ باد زن ہم کفیل ہوا است و قاصدی ہم می کند کہ ہوائے یکجا را بجائے دیگر میرساند و نقل ہوا خصوصیت (بادبیزان) است کہ امرائے سلف استعمالش می کردند یعنے صندوقے سرہند و مدور از چوب می ساختند و منفذ متعددہ حوالی آن می بود و یک سوئے آن منفذ وسیعی۔ با انبوبۂ کوچکی پس این صندوق مدور را خارج از مکان و متصل بادریچہ می گذاشتند و داخل این صندوق چرخی قائم می بود بر محورے کہ متصل آن بیرون صندوق دستۂ آہنی۔ پس خدام آن دستہ را بدست خود می گردانیدند کہ بوسیلۂ آن چرخ حرکت می کرد و دور می زد پس ہوائے گرم از منافذ مذکورہ داخل صندوق می شد و بوسیلۂ انبوبہ اش کہ بالا مذکور شد توئے حجرہ

می رفت و رفتہ رفتہ در ہمہ مکان ساری می شد اندرین زمان باد بیزے کہ بقوت برقی یا بگر می چراغی حرکت می کند کہ ما این را صنعت جدید خیال می کنیم در حقیقت نمونہ ہمان باد بیزن قدیم است کہ ذکرش بالا گذشت (انتہی) پس معنی اول و دوم را مجاز معنی سوم گرفتن علمی ندارد (اردو) (۱) کفیل بقول آصفیہ عربی۔ اسم مذکر۔ ضامن۔ ذمہ دار۔ مؤاخذہ دار (۲) دیکھو اسک کے دوسرے معنی (۳) پنکھا بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ باد کش۔ باد زن

بابیزبان ساز (مقولہ) بقول شمس یعنی از بیفائدہ خاموش کن۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ ہمان (مقولہ) ایست کہ بعد ازین می آید کاتب شمس تحتانی را بعد نون حذف کردہ است و محقق بے تحقیق در معنی ہم تصرفے کردہ۔ خدایش بیامرزد (اردو) دیکھو بابیزبانی بساز

بابیزبانی بساز مقولہ۔ بقول مؤید بحوالہ مؤید الفوائد یعنے سکوت کن و خاموش باش و فرماید کہ اقول معناہ گنگ باش خواہ یعنی باشد یا مالا یعنی۔ صاحب ہفت ہم ذکر این کردہ **مؤلف** گوید کہ این مقولہ ماخوذ است از مصدر (بابیزبانی ساختن) کہ می آید فارسیان استعمال این مقولہ بیشتر کنند از اینجاست کہ محققین مصدر را نیز گذاشتہ اند و بر مشتق آن اکتفا کردہ (اردو) خاموش رہ۔ چپ رہ سکوت اختیار کر۔ بے زبان بنجا۔

بابیزبانی ساختن مصدر اصطلاحی۔ بقول صاحب ضمیمہ برہان کنایہ از سکوت و رزیدن و حرف نزدن باشد۔ صاحب بحر ہمزبان ضمیمہ برہان۔ بہار گوید۔ یعنے خاموشی گزیدن۔ صاحب انند ہم بحوالہ فرہنگ فرنگ ذکر این کردہ **مؤلف** گوید کہ مقولہ گذشتہ مشتق است از ہمین مصدر یعنے امر حاضر این

(اردو) خاموشی اختیار کرنا۔ بیزبان بنجانا۔

بابیزن بقول برہان و رشیدی و سروری بروزن تابیدن بمعنی بابیزان است که (۱) ضامن و کفیل و (۲) بادزن باشد و بقولی صاحبان رشیدی و سروری و جہانگیری و سراج مخفف (بادبیزن) یعنے بادزن و بمعنی کفیل و ضامن نیز۔ صاحبان ناصری و جامع وانند و ہفت گویند که مرادف بابیزان است بہرسہ معنیش **مؤلف** عرض کند که حقیقت ماخذ این بر (بابیزان) بیان کردہ ایم و معنی دوم (بابیزان) یعنے میانجی و قاصد که در اینجا مذکور نشد جز این نباشد که محققین بالا استعمالش با این لغت نیافتند (اردو) دیکھو بابیزان کے پہلے اور تیسرے معنے۔

باپ بقول جہانگیری بابائے ثانی عجمی پدر را گویند و از حکیم سنائی سند آرد (ے) ہر دو را در جہان عشق طلب ہا پارسی باپ دان و تازی اب ہا **مؤلف** گوید که حیف است که صاحبان ناصری و بہار وغیرہ ہمین سند را برائے (اب که بموحدۂ عربی در آخر گذشت) نقل کردہ اند بخیال ما این لغت سنسکرت است که صاحب ساطع ذکرش کردہ عجبی نیست که فارسیان این را از سنسکرت گرفتند و رفتہ رفتہ بائے فارسی را بعربی بدل کردند ہمچون تب و تپ (اردو) دیکھو باب کے تیسرے معنے۔

باپادشاہ دست زدن مصدر اصطلاحی۔ بقول برہان کنایہ از برابری کردن باپادشاہ باشد در ہمہ چیز۔ صاحب بحر ہمزبان برہان۔ صاحب شمس (باپادشاہ دست زد) را که ماضی این باشد ذکر کند و فرماید که بعد الف و با دال موقوف یعنے بعدل و داد

وعمارت ممالک کوشید و بغیر مدینے برابری باپادشاہ کرد **مؤلف** گوید کہ ماصراحت کامل این مصدر اصطلاحی بر (باپادشاہ دست زدن) کردہ ایم کہ باموحدۂ سوم گذشت۔ (اردو) دیکھو باپادشاہ دست زدن۔

باپاروی اسپ آمدن مصدر اصطلاحی۔ بمعنی جست کردہ برپشت اسپ سوار شدن باشد۔ صاحب روزنامہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر ماضی استمراری این کردہ یعنی (باپاروی اسپ می آمد) و در بیان معنی فرماید کہ بمعنی بالائے اسپ فرود می آمد۔ مقصودش جز این نباشد کہ بدون اعانت رکاب براسپ سواری شد (اردو) اچک کر گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہونا۔ یعنے رکاب سے کام نہ لیکر سوار ہونا۔

باپاروی اسپ پائین آمدن مصدر اصطلاحی۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر ماضی این کردہ یعنے (باپاروے اسپ پائین آمد) و بمعنی این فرماید کہ برجست و بالائے اسپ استوار نشست۔ **مؤلف** گوید کہ مرادف مصدر گذشتہ (اردو) اُچک کر گھوڑے پر جم جانا۔ اُچک کر گھوڑے کی پیٹھ پر سوار ہونا۔

باپیلی اصطلاح۔ بقول صاحب روزنامہ کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ بہ معنی باہیلچہ۔ **مؤلف** عرض کند کہ باد رایخ بمعنی پنجم اوست کہ گذشت و بیلچہ بہ بائے عربی و تحتانی و لام و جیم فارسی با ہائے ہوز بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ کلند خورد باشد و کلند بقول برہان دست افزار نقب زنان و گلکاران و سنگ تراشان کہ بدان زمین بکاوند و بیل بقول برہان باموحدہ آلتے است آہنی باغبانان را کہ بوسیلۂ آن زمین صاف کنند

پس جز این نیست کہ معاصرین عجم مصغر این بزیادت تحتانی در آخرش و تبدیل موحدہ بباے فارسی استعمال کردند چنانکہ تب و تپ و یاے تصغیر خلاف متقدمین و متقنین فارسی است۔ (اردو) بیلچہ کے ساتھہ۔ صاحب آصفیہ نے بیلچہ کا ذکر فرمایا ہے۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ ایک اوزار کا نام ہے جس سے باغبان روشین اور کیاریان بناتے ہین اس کی ڈنڈی بڑی ہوتی ہے اور پھل پھاوڑے کا سا ہوتا ہے۔

بات بقول ہفت بفتح اول بہ الف کشیدہ وثناہ فوقانی زدہ (۱) بمعنی با تو بدیدن آمدہ وفرماید کہ ثناۃ فوقانی کہ در اینجا ساکن است در اصل مضموم بود۔ واو را حذف کردند ثناۃ فوقانی مضموم ماند در آخر کلمہ و آخر کلمہ فارسی ساکن می باشد۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد مؤلف عرض کند کہ امیر خسرو استعمال این بدین معنی کردہ است (ے) داریم آرزو کہ حکایت کنیم بات ؎ لالہ غلام روے تو صد برگ زیر پات ؎ ہر برہمن کہ دید رخ خوبت اے صنم ؎ زنار راشکست و لکد زد بروے لات ؎ مخفی مباد کہ با در اینجا بمعنی پنجم اوست کہ گذشت (اردو) تیرے ساتھہ۔ تجھہ سے۔

(۲) بات۔ بقول شمس لغت فارسی است بمعنی در دل گرفتن۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد۔ محقق بے تحقیق خدایش بیامرزد ہرچہ در دلش می آید می نویسد نہ از سند کار گیرد و نہ از قیاس و مصدر باتندن کہ بجایش می آید ہیچ تعلق ازین ندارد تا اسم مصدر ہم نتوان گرفت (اردو) دل مین رکھنا۔

باتر بقول برہان و سراج و ہفت بکسر تاے قرشت بروزن شاطر (ا) کلنگ را گویند

وآن پرندہ ایست معروف و بفتح تائے قرشت ہم گفتہ اند و از عبارت صاحب مؤید و شمس چنان مفہوم می شود کہ باین معنی بفتح تا باشد۔ صاحبان ناصری و جہانگیری و جامع فرمایند کہ بکسر تا است۔ **مؤلف** عرض کند کہ اسم جامد فارسی زبان است صاحب محیط ذکر باتر نکرد و برکلنگ فرماید کہ بضم کاف و فتح لام و سکون نون و کاف فارسی اسم فارسی نوعے از خروس بزرگ است و نیز بفارسی طائرے را گویند کہ بعربی کرکی و بترکی درنا و بہندی کونج نامند و آن از جملہ طیور بری است۔ بلند پرواز و در کنار آبہا نیز می باشد و آن را طاقت گرمی نیست و دو نوع است سفید و خاکستری رنگ و سفید نادر الوجود۔ گوشت آن گرم و خشک در دوم و خشکی آن قوی تر است و گویند سرد و خشک۔ جالی۔ مفتح سدد و مقوی بدن و محلل قولنج و دیر ہضم و مولد خلط غلیظ و آن ردی برائے گرم مزاجان است و منافع بسیار دارد (الخ) (**اردو**) کلنگ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ ایک مٹیالے رنگ کے آبی پرند کا نام جسکی گردن لمبی اور لک لک سے بڑا ہوتا ہے۔ قاز۔ کونج۔

(۲) باتر۔ بقول برہان و سراج و ہفت بکسر تائے قرشت نام مردے بودہ مجہول و فرمایند کہ بفتح تائے قرشت ہم۔ صاحبان جامع و جہانگیری و ناصری ہم ذکر این بکسر فوقانی کردہ اند **مؤلف** عرض کند کہ ترک این بر بیانش تفوق داشت۔ (**اردو**) فارسی مین باتر ایک شخص مجہول الاحوال کا نام تھا۔

(۳) باتر۔ بقول مؤید بکسر تا خون سرخ خالص را گویند۔ صاحب شمس ہمزبان مؤید

دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ بتر بقول منتخب لغت عرب است بالفتح بمعنی بریدن و باتر بقولش بمعنی شمشیر بُرّندہ۔ نمیدانیم کہ صاحب مؤید این معنی از کجا پیدا کرد۔ محققین لغات فارسی و ترکی و سنسکرت ازین معنی ساکت اگر سند استعمال پیش شود توانیم عرض کرد کہ اسم جامد فارسی است۔ (اردو) سرخ اور خالص خون۔ مذکر۔ (۴) باتر۔ بقول مؤید بکسر تا احمق را گویند۔ صاحب شمس ہمزبان مؤید۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ اگر سند استعمال پیش شود توانیم عرض کرد کہ اسم جامد فارسی قدیم باشد (اردو) احمق۔ بقول امیر۔ عربی۔ بیوقوف۔ نادان۔ بے عقل۔ (کیف ۵) ایکدم آپ مین آئین تو بڑے احمق ہین ہکس پرستان مین رہا کرتے ہین دیوانۂ عشق

باترہ بقول برہان وجامع بفتح تا و رائے قرشت دف و دائرہ را گویند صاحب رشیدی از حکیم ناصرخسرو سند آرد (۵) خوابت ہمی ببرد من آتش ازان زدم دف پیش تو برگذارم خوش بانگ باترہ ۔ صاحبان ناصری و سراج و شمس و انند ہم ذکر این کردہ اند **مؤلف** گوید کہ اسم جامد فارسی قدیم باشد و معاصرین عجم دف و دائرہ برزبان دارند (اردو) دف۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ ڈف۔ ڈفلی۔ بڑی ڈہپڑی۔ دائرہ۔ ایک چوبی حلقہ جس کا مُنہ ایک طرف کھال سے منڈا ہو۔ ڈفلا۔

باتش بقول برہان بضم ثالث و سکون سین بے نقطہ بلغت اہل شبانکارہ ترنج باشد و آن میوہ ایست معروف کہ پوست آنرا مُربا کنند و فرماید کہ باشین نقطہ دار ہم آمدہ صاحب سراج فرماید کہ بضم فوقانی و سین مہملہ ترنج را گویند۔ صاحبان جامع

وجہانگیری و ناصری و انندہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب محیط ذکر باتش نکرد و بر ترنج فرماید کہ بضم تائے فوقانی و فتح رائے مہملہ و سکون نون و جیم بعربی اترج و متکہ و ریحان الماء و بلغت مصر ریحان النفع و بیونانی قفطر وما و بسریانی اطروغا و بہندی بجورا گویند و ترنج اسم فارسی است و بعض گویند کہ بفارسی نوع کوچک آنرا ترنج و قسم بزرگ آن را بالنگ نامند و گویند ترنج معرب لغت اہواز است و آن ثمر شجر بستانی است بقول شیخ پوست آن گرم در اول و خشک در آخر دوم و ہمچنین برگ و گل آن و تخم آن کہ در زیر پوست آن است بقول شیخ گرم و تر در اول و گویند در دوم و تخم آن آنچہ مغز آن شیرین است سرد و تر در دوم و لیکن برودت آن زیادہ است از رطوبت آن۔ و آنچہ ترش است سرد و خشک در سوم مطفی حرارت جگر و مقوی معدہ و مشہی طعام و قامع حدت صفرا مسکن تشنگی و قاطع اسہال کہنہ و قی کہنہ است و منافع بیشمار دارد (الخ) **مولف** عرض کند کہ ہزاین نیست کہ اسم جامد فارسی زبان است۔ (**اردو**) ترنج۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ چکوترا۔ کدر پھل۔ بجورا۔ ایک قسم کا بڑا نیبو جسکو کھٹے اور رنگترے مین پیوند لگا کر پیدا کیا ہے۔

باتش بقول شمس باتاے فوقانی مضموم ترنج را گویند۔ صاحبان جامع و رشیدی و ہفت ہم ذکر این کردہ اند صاحبان برہان و سراج بذیل باتس کہ بسین مہملہ آخر گذشت این را آوردہ **مؤلف** عرض کند کہ مبدل باتش کہ سین مہملہ بہ معجمہ بدل شود چنانکہ گستی و گشتی و جا دارد کہ بالعکس این گیریم چنانکہ شارک و سارک و ماذکر خواص و مزاج این بر باتس

کردہ ایم (اردو) دیکھو باتس

باتشریفات اصطلاح۔ بقول رہنما کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ بمعنی مع جلوس باشد صاحب بول چال ہم ذکر این کردہ **مؤلف** عرض کند کہ مقصود صاحب رہنما (با خدم وحشم وشان وشوکت) باشد و با در اینجا بمعنی پیش۔ مخفی مباد کہ تشریفات بلغت عرب جمع تشریف است و تشریف بقول منتخب بمعنی بزرگ گردانیدن و بزرگ داشتن پس معنی اول الذکر بمجاز باشد (اردو) جلوس کے ساتھ۔ صاحب آصفیہ نے جلوس کا ذکر فرمایا ہے۔ چلو۔ شاہانہ حشم۔ بھیڑ بھڑکا۔ کروفر۔ تجمل۔ شان و شوکت۔ تزک۔ امیروں اور بادشاہوں کی سواری۔

باتفنگ در روے ہوا زدن استعمال۔ یعنی سر کردن بندوق باشد در ہوا۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار ذکر ماضی این کردہ یعنے (باتفنگ در روے ہوا زدم) و با در اینجا بمعنی نیز و ہمش باشد (اردو) بندوق چھوڑنا۔ بندوق سر کرنا۔

باتلاق بقول رہنما کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ بمعنی گل ولاے باشد۔ صاحب بول چال ہم ذکر این کردہ **مؤلف** عرض کند کہ باتلاق بہر دو قاف بقول صاحب لغات ترکی بمعنی دلدل است و باتماق بہ میم چارم بقول صاحب کنز زبان ترکی گل ولاے را گویند پس جا دارد کہ معاصرین عجم میم را برخلاف قیاس بہ لام بدل کردہ باشند پس این را مفرس توان گفت (اردو) کیچڑ۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مؤنث۔ گارا۔ گل چہلا۔ دلدل۔ لاے۔ خلاب۔ وحل۔ گیلی مٹی۔ غلیظ مٹی۔ سڑی مٹی۔ (اختر ع) یہہ تیرا میکدہ خمخانۂ عالم بنا ساقی ہے ارے خمایر کیچڑ

بھی یہاں تلمچھٹ کی بھرتی ہے ۱۲

باتمن بقول شمس لغت فارسی است بمعنی سنگ بوزن **مؤلف** عرض کند کہ باتمان بزیادت الف بعد میم لغت ترکی است و بقول صاحب لغات ترکی بمعنی کیل مقرری پس صاحب شمس غلط کردہ کہ بحذف الف دوم این را لغت فارسی گفتہ۔ دیگر کسے از محققین فارسی با او نیست و سند استعمال ہم پیش نکرد مجرد بیانش اعتبار را نشاید (اردو) پیمانہ۔ مذکر۔ دیکھو لفظ اندازہ۔

باتندن بقول نوادر کہ بحوالۂ ملحقات آوردہ بفتح فوقانی و سکون نون بمعنی نجشیدن باشد۔ صاحب مؤید بحوالۂ ادات این را آوردہ فرماید کہ بروزن پاکدن بمعنی نجشیدن باشد۔ صاحب موارد ہمزبان شان **مؤلف** گوید کہ این مرکب است از اسم مصدر باتن و علامت مصدر دن و حقیقت باتن بر باتندن ذکر کردہ ایم کہ بہ موحدہ سوم گذشت (اردو) دیکھو باتندن۔

باتنگان بقول جہانگیری و شمس و جامع بروزن و معنی بادنجان باشد۔ و ہیچ متصریح نکردند کہ کاف فارسی است یا تازی۔ صاحبان برہان و سراج صراحت کردہ اند کہ باکاف فارسی است و بحث کامل ہمدر انجامی آید (اردو) دیکھو باتنگان۔

باتنگ ظرفان نشستن عمر ضائع کردن است مقولہ میان خزینۃ الامثال و امثال فارسی و احسن ذکر این کردہ اند و از بیان معنی و محل استعمال ساکت **مؤلف** گوید کہ مصرعی است و ندانیم کہ مال کیست۔ فارسیان استعمال این بطور موعظت و پند

کنند و (تنگ ظرف) بہ ضم فوقانی و فتح نون بقول بہار بمعنی تنگ حوصلہ باشد و مطلق تنگ بمعنی کم واندک مقصود آن است کہ صحبت کم ظرفان عمر را ضائع می کند (اردو) کم ظرفون سے بچو، دکن مین مستعمل ہے۔

باتنگل بقول ہفت۔ اول بالف کشیدہ و فتح مثناۃ فوقانی و سکون نون و فتح کاف و لام زدہ نام کتاب معتبر کفرۂ ہند است۔ و ہیچ تصریح نکرد کہ کاف فارسی است یا عربی و از طرز تحریر صاحب جامع کاف عربی مستفاد می شود زیرا کہ زیر آن سہ نقطہ کہ علامت کاف فارسی است نہ نگاشتہ صاحب برہان تصریح کردہ کہ بکاف فارسی است بحث کامل بجایش می آید (اردو) دیکھو باتنگل۔

باتنگان بقول برہان باکاف فارسی بروزن و معنی بادنجان است۔ صاحب سراج فرماید کہ بفوقانی و کاف فارسی و بادنگان بادال بروزن و معنی بادنجان است و فرماید کہ ظاہرا بادنجان معرب است و لہذا در عربی آمدہ و مشہور ہمین معرب است صاحب ناصری فرماید کہ باکاف فارسی بروزن و معنی بادنگان است و بادنجان معرب آوست۔ صاحبان تمویدو انند و ہفت ہم تصریح نمودہ اند کہ بکاف فارسی است۔ صاحبان رشیدی و سروری ہم بدون تصریح مذکور ذکر این کردہ (حکیم سوزنی ؎) جیب کاسنی اے کاسۂ سرت نبگان ٭ کہ عاشق کلہ گون شدی چو باتنگان ٭ صاحب محیط بذیل بادنجان ذکر این کردہ فرماید کہ اسم فارسی بادنجان است **مؤلف** عرض کند کہ اسم جامد است وبس۔ ذکر افعال و خواصش بذیل آنب گذشت (اردو) دیکھو انب کے پہلے معنے۔

باتنگل بقول برہان بفتح ثالث وکاف فارسی وسکون نون ولام نام کتاب معتبر کفرۂ ہند است صاحب سراج بحوالۂ برہان ذکر این کردہ فرماید کہ تحقیق آنست کہ این لفظ ہندی است وغالب کہ صاحب برہان سہو کردہ وتصحیف خواندہ وآن باتچل بیای فارسی است وجیم تازی کہ علمی است مقرر ہنود ودران علم بیان جوگ است وآن نوعی است از ریاضت اہل ہندو نام کتاب نیست چنانکہ اوگمان بردہ (انتہی) صاحب انند ہم بحوالۂ برہان ذکر این کردہ وہیچ تصریح نکردہ کہ کاف فارسی است یا عربی۔ **مؤلف** عرض کند کہ اندرین حالت باید کہ باتنگل را مبدل باتچل ومفرس خیال کنیم ولیکن تبدیل بای فارسی بافوقانی خلاف قیاس است وتبدیل جیم بکاف فارسی موافق قیاس چنانکہ آخشیج و آخشیگ سہ ذا استعمال این بافوقانی پیش نشد عجبی نیست کہ تصحیف کتابت بای فارسی را بہ فوقانی بدل کرد وعیبی ندارد اگر فارسیان کتابے را باتنگل گفتہ باشند کہ در وعلم خاص است در بیان جوگ (اردو) باتنگل فارسیون نے اُس کتاب کو کہا ہے جسمین علم جوگ کا بیان ہے جوگ بقول آصفیہ ستارون کا ملاپ قران۔ سنجوگ۔ لگن۔ سمبند۔

باتو بقول برہان وجامع وناصری ورشیدی وجہانگیری وانند وہفت باتالث بواو رسیدہ (ا) یعنی باتس باشد کہ ترنج راگویند خان آرزو در سراج فرماید کہ بفوقانی بواو رسیدہ ترنج کہ میوہ ایست وفرماید کہ ظاہرا باتس کہ بدین معنی گذشتہ باتوس بواو بودہ باشد کہ باتو وباتس مخفف آنست **مؤلف** عرض کند کہ درست گوید ضمنہ

فوقانی باتس دلیل قیاس اوست (اردو) دیکھو باتس۔

(۲) باتو۔ بقول برہان حب السلاطین را نیز گویند۔ صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی حب السلاطین کہ او را دند نیز نامند۔ صاحبان جامع وجہانگیری و رشیدی و سراج و انند ہم ذکر این کردہ اند۔ صاحب محیط گوید کہ بفتح باے موحدہ و الف و ضم تاے فوقانی و سکون واو اسم فارسی حب السلاطین و بر حب السلاطین فرماید کہ آن را دند و بیونانی فیثیموس و بفارسی تخم بید انجیر خطائی و بشیرازی باتو و در انگریزی۔ کروٹن سید و بہندی جمال گوٹہ و جیپال گوٹہ و اجیپال نیز گویند و غلط کردہ کسے کہ آن را ماہودانہ گفتہ بلکہ نزد محققین حب الملوک ماہودانہ را گویند و آن غیر حب السلاطین است و حب السلاطین ثمری است مشہور و اکثر در یک غلاف سہ عدد می باشد بقدر پستہ کوچک و در طول از آن کمتر و بلندی درخت آن تا بہ ذرع و گویند در بنگالہ تا بدو قامت انسان و برگ آن شبیہ بہ برگ بادنجان و از ان باریکتر و گل آن زرد مائل بسفیدی و منبت آن خطا و چین و ہند و سنجرستان۔ مغز آن گرم و خشک در اول چہارم و در نہایت حدت و پردۂ آن در آخر چہارم و باسمیت و آن مقطع و جالی۔ و مسہل بلغم و سودا و اخلاط غلیظہ و سوختہ و جاذب رطوبات خام و رقیق از دماغ و لاسیما از مفاصل بافراط و نافع استرخاے عصب و حافظ دندان و نافع قروح خبیثۂ دہان و منافع لبیار دارد (اردو) جمال گوٹا۔ بقول آصفیہ ہندی۔ اسم مذکر۔ ایک نہایت درست آور پھل کا نام ہے۔ گرم و خشک درجۂ چہارم مین۔

(۳) باتو۔ بقول برہان وجامع نام یکے از پادشاہان چنگیزیہ ہم ہست۔ صاحب ناصری فرماید کہ نام یکے از خوانین مغل کہ اورا باتوخان گفتندے وشہر سرائے راکہ یکے از بلاد ترکستان است سرائے باتو خوانند صاحب سراج گوید نام یکے از سلاطین چنگیزیہ صاحبان رشیدی وجہانگیری وانند ہم ذکر این کردہ اند (اردو) سلاطین چنگیزیہ مین سے ایک پادشاہ کا نام باتوخان تھا۔

باتوتہ بقول برہان ورشیدی وسروری وجہانگیری وشمس بافوقانی بروزن ماسوچہ کوزۂ پرآب راگویند **مؤلف** عرض کند کہ ماصراحت ماخذ این بر باتوتہ کردہ ایم کہ بموحدۂ سوم گذشت (اردو) دیکھو باتو

باتیر کمانچہ کش استعمال بقول رہنما کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ با بامے معیت است وتیر در اینجا بمعنی گرزے کہ بوسیلہ آن مزمارے می نوازند کہ در ہندی سارنگی نام دارد ومعاصرین عجم (کمانچہ کش) ہمین سارنگی را مانند (اردو) سارنگی کے گز یا کمان کے ساتھ

باتیغ بی محلی استعمال۔ بقول مؤید بحوالۂ علمی۔ باچشم بیروئی وبے التفاتی۔ دیگرے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** عرض کند کہ مشتاق سند استعمال باشیم معاصرین عجم برزبان ندارند (اردو) بے التفاتی اور کم توجہی کے ساتھ۔

باتیغ وکفن آمدن مصدر اصطلاحی بقول بحر معذرتی است کہ پیش سلاطین کبار کنند وآن عبارت از اظہار کمال عجز باشد واین گونہ معذرت در زمان سابق رواج داشت۔ خان آرزو در سراج فرماید کہ کنایہ از آمدن باکمال عجز وزاری معذرت خواہی

و این در اصل عذرخواهی است که پیش سلاطین می کردند مؤلف گوید که بزمانهٔ سلف معتوب سلطان با تیغے و کفنے پیش او می رفت و مقصودش این بود که شاه اختیار دارد که به تیغ قتل و بکفن دفن کند تا شاه را بر حالش رحم می آمد و قصورش عفو می کرد و همین طرز عمل این مصدر اصطلاحی پیدا کرد (اردو) نهایت عجز و انکسار سے عذرخواهی کرنا۔

با تیغ و کفن بزیر علم رفتن مصدر اصطلاحی۔ بقول بهار کنایه از تن بمرگ دادن (میر خسرو ؒ) جان دید چو خونریزی سلطان خیالش ؛ بستد کفن و تیغ و بزیر علمش رفت ؛ مؤلف عرض کند که ضرورت ندارد که (بزیر علم) را درین مصدر داخل کنیم۔ سند میر خسرو متعلق است به مصدر گذشته و معنی این هم همان است که بجایش گذشت (اردو) دیکھو با تیغ و کفن آمدن۔

با تیغ و کفن پیش کسی رفتن۔ مصدر اصطلاحی بقول بحر مرادف با تیغ و کفن آمدن بهار و انند هم ذکر این کرد (خواجه جمال الدین سلمان ؒ) غلام خواجه بودم گریزان گشته از خواجه ؛ در آخر پیش او شرمنده با تیغ و کفن رفتم ؛ مؤلف عرض کند که بحث کامل بر (با تیغ و کفن آمدن) کرده ایم (اردو) دیکھو۔ با تیغ و کفن آمدن۔

با تیغ و کفن چیزی کردن مصدر اصطلاحی۔ بقول بهار مرادف با تیغ و کفن آمدن و با تیغ و کفن پیش کسے رفتن۔ و سندے پیش نکرد دیگر کسے از محققین مصادر ذکر این نکرد مؤلف گوید که ایجاد بنده باشد اگرچه گنده (اردو) دیکھو با تیغ و کفن آمدن۔

با تیغ و کفن در عذرخواهی آمدن مصدر

اصطلاحی۔ بقول بہار مرادف باتیغ وکفن آمدن کہ گذشت (محمد سعید اشرف ؎) این زمان کز حد شد است آسیب دست انداز وے ہا برف نبود آنچہ می بینی بہ تیغ کوہسار و کوہ باتیغ وکفن در عذرخواہی آمدہ ہا بر درِ شاہ خراسان حجت پروردگار ہا صاحب اند ہمزبان بہار

مؤلف گوید کہ ضرورت نداشت کہ مصدرے دیگر قائم کنیم الفاظ (در عذرخواہی) را درین

مصدر داخل کردن عبث است بیچارہ بہار از اصول لغات کار نمی گیرد۔ (**اردو**) دیکھو باتیغ وکفن آمدن۔

باتیغ وکفن عرض کردن مصدر اصطلاحی بقول بحر و بہار مرادف باتیغ وکفن آمدن باشد کہ بجائش گذشت (میرزا صائب ؎) آرزوئی کہ گرہ در دل گستاخ من است ہا بہتر اینست کہ باتیغ وکفن عرض کنم ہا صاحب اند ہمزبان شان (**اردو**) دیکھو باتیغ وکفن آمدن

باثبات رساندن استعمال۔ بقول بہار بمعنی ثابت گردانیدن و از سراج المحققین سند آرد ؎) رسانده شمع باثبات گرم خونی خویش ہا بدستش از پر پروانه محضر داغ است ہا

(**اردو**) ثابت کرنا۔

باثر پرداختن دعا مصدر اصطلاحی۔ بمعنی مؤثر شدن دعا باشد چنانکہ ظہوری فرماید (؎) خیرہ چشمی است حیا گر بنظر پرداز ہا مدعائیست دعا چون باثر پردازد ہا

(**اردو**) دعا کا مؤثر ہونا۔ دعا کا اثر پذیر ہونا۔

(۱۹۸۹)

باج بقول برہان بروزن عاج (ا) مال و اسبابی باشد کہ پادشاہان بزرگ از پادشاہان زیردست گیرند۔ صاحب جامع فرماید کہ مال و دینار و زرے کہ پادشاہ قوی دست از پادشاہ زیردست گیرد۔ صاحب رشیدی بر لغت (باز) با (باژ) ذکر این ہم کردہ

فرماید کہ بمعنی مالی کہ پادشاہان قوی از پادشاہان زیر دست گیرند و بتحقیق این بحوالۂ سامانی آرد کہ باج لغتی نیست علیحدہ و در باژ بجمیع معانی بلکہ باج مغیر باژ است و باژ اصل اینست و باج مولد چہ جیم تازی در اصل فرس نیامدہ خان آرزو در سراج گوید کہ باج بجیم مبدل باژ است بزاے تازی بمعنی زرے کہ سلاطین از سلاطین کم از خود ستانند و بحوالۂ قوسی آرد کہ بمعنی خراج باشد و بقول جہانگیری مال و اسپان و اشیاء و زر امانی کہ پادشاہ قوی از پادشاہ زیر دست بگیرد (حکیم فردوسی ؎) سلیح و پیلان و اسپان و باج ہ بایران فرستاد و باتخت عاج ہ صاحب ناصری فرماید کہ در ہمۂ معانی باباژ کہ بزاے فارسی است موافق است بہار بذکر این فرماید کہ بالفظ خوردن و ستاندن و ستدن و گرفتن مستعمل صاحبان سروری و شمس و انند و ہفت ہم ذکر این کردہ اند (خواجۂ شیراز ؎) سزد کہ از ہمۂ دلبران ستانی باج ہ از انکہ بر سر خوبان عالمی چون تاج ہ مؤلف عرض کند کہ بقول صاحب کنز باژ بزاے فارسی لغت ترکی است و ہم او بباج فرماید کہ باج مرادف شعنت فارسی است ولیکن خیال ما اینست کہ زاے فارسی دلالت کند بر اسم جامد فارسی زبان بودن باژ و باج مبدل آنست و بس ہمچون کژک و کجک و ہمین است در عربی خراج (اردو) خراج۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ باج۔ آپ ہی نے لفظ باج پر بھی خراج کا ذکر کیا ہے۔ مذکر۔

(۲) باج۔ بقول برہان مال و اسبابے کہ سلاطین از رعایا ستانند و زرے کہ راہداران از سوداگران بگیرند۔ صاحب رشیدی فرماید کہ زرے کہ راہداران و گذربانان از مردم

رہگذر و متردد ین گیرند۔ صاحب سروری گوید کہ آن را باژ و ساؤ نیز گویند و بقول مؤید آنچہ زبردستی از ابناے سبیل زیر دست بستانند و آنچہ از تجار بر سر کالا بستانند خان آرزو در سراج بحوالۂ قوسی آرد کہ اکثر استعمال این بمعنی زر یست کہ راہداران از بازرگانان بسبب بار گذرانیدن از راہ گیرند صاحبان ناصری و جامع و جہانگیری و انند و بہار و ہفت ہم ذکر این کردہ اند۔ (شیخ شیراز ؎) چو دشمن خرد و ستائی برد ۔ ملک باج دہ یک چرامی خورد ۔ (حکیم خاقانی ؎) غم زلب باج نفس می گیرد ۔ لب بفریاد نفس ران چکنم ۔ مؤلف عرض کند کہ مجاز معنی اول است کہ گذشت (اردو) باج۔ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ خراج۔ زمین کا محصول جو بادشاہ کو دیا جاتا ہے۔ زر مالگزاری۔ لگان۔ مؤلف عرض کرتا ہے کہ جو روپیہ راہداروں اور سوداگروں سے اون کے قیمت مال پر بحساب فیصد لیا جاتا ہے اوسکو محصول کہتے ہیں۔ مذکر۔ اور جو سڑک پر لیا جاتا ہے اوسکو ٹول ٹکس۔

(۳) باج۔ بقول برہان خاموشی باشد کہ مغان و آتش پرستان در وقت بدن شستن و چیزی خوردن و پرستش و عبادتی کہ معمول ایشان است بجا آورند۔ صاحب رشیدی فرماید کہ خاموشی و سکوت کہ مغان وقت بدن شستن و طعام خوردن و ژند خواندن بعد از زمزمہ می گزینند صاحب جہانگیری گوید کہ خاموشی را گویند کہ مغان وقت بدن شستن و خوردن بعد از زمزمہ بکنند و فرماید کہ شرح این اجمال در ذیل لغت برسم بتفصیل مرقوم خواہد شد۔ صاحبان جامع و ناصری و

نوشیروری و مؤید و سراج و شمس و بہار و انند ہم ذکر این کردہ اند (شیخ نظامی)
بدان وقتی کہ خسرو دستگہ داشت ۔ رسوم باج و برسم را نگہ داشت ۔ چو آمد وقت خواندن
عالم ۔ ز موبد خواست رسم باج و برسم ۔ رسوم باج و برسم آنچنان شد ۔ کہ او بر چاشنی
گیری نشان شد ۔ مؤلف گوید کہ بدین معنی ہم مبدل باژ است کہ می آید و باژ اسم
جامد فارسی زبان باشد (اردو) آتش پرستوں کی ایک خاص عبادت کا نام باج
ہے جو بدن وغیرہ دھونے کے وقت کچھ دعائیں پڑھکر خاموش ہو جاتے ہیں اور اسی
خاموشی کو باج کہتے ہیں ۔

(۴) باج ۔ بقول صاحب سراج کہ بحوالۂ مجد الدین علی قوسی آوردہ بمعنی جزیہ نیز باشد
بہار ہمزبان سراج ۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد ولیکن صاحب برہان بر
لفظ باژ کہ بزاے فارسی عوض جیم عربی است ذکر این معنی ہم کردہ ۔ ہرگاہ باج را
مبدلش گیریم وجہے نیست کہ تصدیق این معنی ہم نکنیم بالجملہ جزیہ بقول صاحب منتخب بعربی زبان
آنچہ برکفار ذمی در سالی مقرر دارند معرب گزیۂ فارسی و گزیہ ۔ بخیال ما اینہم مجاز معنی اول است
(اردو) جزیہ ۔ بقول آصفیہ عربی ۔ اسم مذکر ۔ وہ ٹکس جو غیر مذہب والوں پر لگایا جاتا ہے
(۵) باج ۔ بقول خان آرزو در سراج کہ بحوالۂ مجد الدین علی قوسی آوردہ بمعنی تمغا باشد
۔ بہار ہمزبان سراج دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد و این معنی بر باژ کہ اصل
این لغت است مذکور نیست و خیال ما اینست کہ ہرگاہ محصولے و زرے را باج نام
کردہ اند کہ از راہداران و سوداگران بگیرند چنانکہ ذکرش بر معنی دوم این گذشت

پس جا دارد کہ برسبیل مجاز مُہرے را کہ بعد وصول باج بر اسباب یا جگرفتہ شدہ یا بر رسید زر باج زنند بدین نام موسوم کردند۔ بائی حالِ طالب سند استعمال باشیم۔ باید دانست کہ تمغا بالفتح وغین معجمہ بقول غیاث در ترکی بمعنی نشان ومُہر و داغیست کہ بر ران اسپ وغیرہ نہند۔ (اردو) تمغا۔ بقول آصفیہ۔ ترکی۔ اسم مذکر۔ وہ مُہر جو سوداگری مال پر سرکار کی طرف سے لگائی جاتی ہے۔

(۲) باج۔ بقول سراج نام دیہے است از مضافات طوس کہ مولد فردوسی است۔ صاحب رشیدی ہمین معنی را بر لفظ باژ آوردہ وبحوالۂ سامانی آوردہ کہ باج لغتی نیست علیحدہ در باژ بجمیع معانی بلکہ باج مغیر باژ است چنانکہ بدیل معنی اول گذشت۔ صاحب ناصری فرماید کہ باباژ در ہمہ معانی موافق است چنانکہ قولش ہم بدیل معنی اول گذشت پس بخیال ما بدین معنی ہم مبدل باژ باشد کہ بہ زاے فارسی می آید و وجہ تسمیہ متعلق بہ یکے از معانی گذشتہ کہ قصہ باشد و ما از آن خبرے نیافتیم مثلاً جا دارد کہ این دہ را در باج مملکتی گرفتہ باشند و بدین نام موسوم کردند واللہ اعلم۔ (اردو) ایک قریہ کا نام فارسی مین باج ہے جو طوس کے مضافات مین سے اور فردوسی کا مولد ہے۔

باج آوردن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز بیان معنی ومحل استعمال ساکت واز سند پیش کردہ اش معلوم می شود کہ بمعنی پیش کردن خراج است (قاسمی شہدی) ۵) گذشت آنکہ گیری ز شاہان خراج ۔ بکنون سوی ما باید آورد باج ۔ (اردو) خراج پیش کرنا۔

باجبان بقول بہار کہ بحوالۂ مدار الافاضل

آوردہ یعنی باج گیرندہ کہ عبارت از صاحب باج باشد۔ صاحب انند ہمزبان بہار موئف عرض کند کہ از قبیل مہربان کہ کلمہ بان بقول برہان بمعنی صاحب و خداوند و بزرگ مستعمل (اردو) خراج وصول کرنے والا

باج پذیرفتن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی سکوت ورزیدہ و از سند پیش کردہ اش مفہوم می شود کہ بمعنی قبول نمودن خراج باشد (اسدی طوسی ؎) بہ بیچارگی ساو باج گران ہا پذیرفت باہدیۂ بیکران ہا (اردو) خراج قبول کرنا۔

باج جستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی ساکت و از سند پیش کشیدہ اش معلوم می شود کہ بمعنی طلب کردن و خواستن خراج باشد (ظہوری ترشیزی ؎) چنان بود جنس شہی بے رواج ہا کہ دستار از تاج می جست باج ہا (اردو) خراج طلب کرنا۔ خراج چاہنا۔

(الف) باج خواستن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر الف **(ب) باج خواہ** کردہ از بیان معنی ساکت و از سند پیش کردہ اش می کشاید کہ بمعنی طلب نمودن و خواستن خراج است (ظہوری ؎) ازچہ برگردن نہی بار خراج زندگی ہا باوجودت باج خواہد از عدم برخویش زن ہا سند پیش کردہ صاحب آصفی متعلق بہ (ب) باشد کہ اسم فاعل ترکیبی است بمعنی باج خواہندہ۔ بہار گوید کہ (باج خواہ) آنکہ باج را از بازرگانان گرفتہ بسرکار رساند (نظامی ؎) اگر ترسی از رہزن و باج خواہ ہا کہ غارت کند آنچہ بیند براہ صاحب بحر این را بمعنی خراج گیر آوردہ (اردو) (الف) خراج چاہنا (ب) محصولدار محصول وصول کرنے والا۔

باج خوردن استعمال۔ صاحب آصفی

ذکر این کرده و از بیان معنی سکوت ورزیده
و از سند پیش کرده اش می کشاید که بمعنی
حاصل کردن خراج مرادف باج گرفتن که
می آید (طالب آملی ؎) صف ذر دهر
ستاره صفدارت ؛ باج شاهان خورد
طرفدارت ؛ (اردو) خراج حاصل
کرنا۔ خراج لینا۔

باج دادن استعمال۔ صاحب آصفی
ذکر این کرده ولیکن از بیان معنی ساکت
و از سند پیش کرده اش معلوم می شود که
بمعنی ادا کردن خراج باشد و کنایه باشد
از مطیع و منقاد شدن (اشرف مازندرانی
؎) شب از مهتاب باش باج میداد
؛ بهر منزل اقامت می فرستاد ؛ (ظهوری
؎) شاهان بسالکان رهت باج میدهند
؛ نعلین اگر کنند طلب تاج میدهند ؛
(ولہ ؎) بزم شوق چه شیرین شد است
گریه تلخ ؛ بزهر خنده دهد باج نوشخند آنجا ؛

مؤلف گوید که از همین مصدر است **باجی**
اسم فاعل ترکیبی بمعنی باجگذار چنانکه ظهوری
گوید (؎) اکلیل من بافسر من گشته باجی
؛ داغ دلم بتارک من تاج نه شده است
؛ (اردو) خراج ادا کرنا۔ خراج گزار ہونا
مطیع ہونا۔ فرمان بردار ہونا۔

باجدار استعمال۔ بقول انند بحوالهٔ فرهنگ
فرنگ بدال مهمله لغت فارسی است بمعنی
جمع کنندهٔ باج مرادف باجبان و باج خواه
که بجایش گذشت دیگر کسے از محققین فارسی
ذکر این نکرد **مؤلف** گوید که از مصدر
باج داشتن۔ اسم فاعل ترکیبی است و
بخیال ما از قبیل تاجدار حیف است که
سند استعمال پیش نشد (اردو) دیکھو باجبان

باجدان استعمال۔ بقول بحر و بهار ظرفے که
دران زر باج گذارند و آن را در هندوستان

غولک گویند صاحب انند ہمزبان شان۔
(اردو) غلّک یا غولک۔ بقول آصفیہ۔
فارسی۔ اسم مؤنث۔ وہ ظرف جس مین
بکری۔ محصول یا سائر نذر وغیرہ کی
آمدنی ڈالتے رہتے ہین غلّہ۔ کلّہ۔ نقدی
رکھنے کا چمڑے سے منڈھا ہوا ظرف جس
کا سوراخ چھوٹا ہوتا ہے۔

باج دنبالہ اصطلاح۔ بقول خان آرزو
در چراغ بجیم تازی و دال مہملہ مضموم نوعے
از باجہاے ایران و از بعضے بتحقیق رسیدہ
کہ بمعنی خراج زیادت باشد پس مجازاً بمعنی
کمال زیادت آمدہ و از محسن تاثیر سند آرد
(ے) باج دنبالہ مہ از روز قیامت گیرد
سرمہ دیدہ کند گر شب کوتاہ مرا
بہار گوید باضافت نوعی از باجہاے مرسوم ایران
و از بعضے بتحقیق رسیدہ کہ بمعنی خراج زیادت
پس بمجاز بمعنی کمال زیادت آمدہ۔ صاحبان
بحر و انند ہم ذکر این کردہ اند مؤلف عرض
کند کہ باج دنبالہ زر مالگذاری را گویند
کہ بوقت درو دنبالہ وصول کنند و ہمین را
درو دنبالہ ہم نامند یعنے ہرگاہ کشت تیار
شود و نوبت بہ درو رسد محصولداران
مال بعد از درو باج گیرند و معنی لفظی این
محصول درو باشد یعنے آنچہ بعد درو از آثار
کشت باقی ماند ہمان است (دنبالہ)
و بدین وجہ کہ حساب مالگذاری بر ہمین
آثار کنند این محصول را باج دنبالہ گویند
(اردو) زر مالگزاری۔ لگان۔ مذکر۔

باجِ دہ یک استعمال۔ بقول بہار نوعی
از باج کہ آن را باج عشر گویند (شیخ شیراز
ے) چو دشمن ضرر روستائی برد
ملک باج دہ یک چرامی خورد
صاحب انند نقل بردار بہار مؤلف عرض کند کہ (باج دہ یک)
باجے باشد کہ بر سر دہ۔ یک گیرند یعنے سر دہ

(اردو) فیصدی دس کا خراج یعنے سو روپیہ کے قیمتی مال پر دس روپیہ محصول لیا جاے۔

باج رساندن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ واز بیان معنی ساکت (قاسمی مشہدی ے) گران کردہ گردن زبار خراج ؛ رساندند باج و گرفتند تاج ؛ **مؤلف** گوید کہ بخیال ما ادا کردن باج باشد (اردو) خراج ادا کرنا۔ خراج دینا

باج رعنائی گرفتن از کسی مصدر اصطلاحی۔ بقول بہار در رعنائی غالب آمدن بروے (دانش ے) سایہ رنگین جابجا افتد زحسن جلوہ اش ؛ باج رعنائی زسرو آن قامت رعنا گرفت ؛ و فرمایدکہ این تخصیص بیجاست بلکہ مطلق باج گرفتن از لوازم غلبۂ خود است۔ صاحب انند ہمزبان بہار **مؤلف** گوید کہ بیچارہ بہار خود معترف قصور خود است ونمی دانیم کہ چرا این مصدر را اصطلاحی را قائم کرد (اردو) رعنائی مین غالب آنا۔

(الف) **باج ستان** استعمال۔ (الف) بقول (ب) **باج ستاندن** بحر بمعنی خراج گیر باشد مرادف باج خواہ و باجبان کہ بجایش گذشت دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ اسم فاعل ترکیبی است از مصدر (ب) یعنے ستاننده باج و خراج از مصدر ستاندن صاحب آصفی ذکر ب کردہ واز بیان معنی ساکت واز سند پیش کردہ اش مفہوم می شود کہ بمعنی خراج حاصل کردن و خراج گرفتن باشد وکنایہ از غالب آمدن (ظہوری ے) شعاعش ستاند زخورشید باج حباب رساند بہ جمشید تاج ؛ (ولہ ے) زرو باج ستاند شب شراب کشان ؛ چو صبح باش بخورشیدی نوالہ شود ؛ (اردو) (الف) خراج

لینے والا (ب) خراج لینا۔

باج طلبیدن استعمال۔ صاحب آصفی ذکر این کردہ و از بیان معنی ساکت و از سند پیش کردہ اش معلوم می شود کہ بمعنی طلب کردن خراج باشد (فغانی شیرازی ؎) بتان شہر کہ ترکانہ باج می طلبند ؛ مراد دل بود از ہر کہ تاج می طلبند ؛ (اردو) خراج مانگنا۔ خراج طلب کرنا۔

(الف) **باج گذار** استعمال (الف) بقول
(ب) **باج گذاشتن** انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بضم کاف عجمی و ذال معجمہ با الف کشیدہ و رائے مہملہ لغت فارسی است بمعنی باج دہندہ۔ صاحب بحر فرماید آنکہ بحاکم خراج دہد مؤلف عرض کند کہ اسم فاعل ترکیبی است و مصدر آن (ب) (اردو) (الف) باجگزار بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مذکر۔ خراج ادا کرنے والا۔ (ب) خراج ادا کرنا۔

(الف) **باج گرفتن** استعمال۔ صاحب
(ب) **باج گیر** آصفی ذکر (الف) کردہ و از بیان معنی ساکت و از سند پیش کردہ اش معلوم می شود کہ بمعنی خراج گرفتن و کنایہ باشد از غالب آمدن چنانکہ بہار بندیل (باج رعنائی گرفتن از کسے) تصریح نمودہ است مرادف باج ستاندن کہ گذشت (حسن مشہدی ؎) روی تو باج حسن ز گلشن گرفتہ است ؛ از گل خراج پاکی دامن گرفتہ است ؛ (ظہوری ؎) زہرت چرا ظہوری باج از شکر نگیرد ؛ رشک ہمائے گردد از عشق زاغ مردم ؛ (عرفی ؎) ز عشوہ باج گرفتی ز بوستان امروز ؛ اگرچہ چشم تو بودی کرشمہ دان نرگس ؛ (ب) بقول صاحب انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ مرادف باجدار مؤلف عرض کند کہ اسم فاعل ترکیبی است از مصدر گرفتن (اردو) (الف) دیکھو باج ستاندن

(ب) دیکھو باجدار۔

باجلوہ استعمال۔ بقول صاحب رہنما کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ بمعنی صاحب رونق و رونق دار باشد مؤلف عرض کند کہ باد دراینجا بمعنی ہمدم باشد کہ بجائے خودش گذشت۔ تسامح صاحب رہنما است کہ بمعنی رونق ہم نوشت (اردو) رونق دار۔ بقول آصفیہ۔ چمکیلا۔ خوبصورت پرلطف۔ پربہار۔ مزیّن۔ آراستہ۔ آبدار۔

باجنامہ استعمال۔ بقول مؤید بحوالۂ قنیہ باجیم موقوف (۱) کاغذیکہ در و باج و خراج نویسند و نیز (۲) لقب۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد نمیدانیم کہ مقصود صاحب مؤید از مجرد لقب چہ باشد مشتاق سند استعمال باشیم برائے معنی دوم (اردو) (۱) وہ کاغذ یا دفتر جس میں خراج یا محصول کا حساب لکھا جاتا ہو (۲) لقب۔ مذکر۔

باجنگ بقول برہان بروزن آہنگ روزنہ و دریچۂ کوچک را گویند و فرماید کہ ظاہرا این لغت باجھک است کہ مصغر باجہ باشد و باجہ مخفف بادجہ و بادجہ بمعنی بادگیر و بادگیر جائے و روزنے بزرگ را گویند کہ باد از ان آمد و شد نماید صاحب انند بحوالۂ برہان ذکر این کند و فرماید کہ بفتح جیم و سکون نون و کاف فارسی است۔ صاحب ہفت گوید کہ اول با الف کشیدہ و فتح جیم و نون و کاف ساکن است و در بیان معنی ہمزبان برہان مؤلف عرض کند کہ تسامح محققینے کہ کاف را فارسی گرفتہ اند زیرا کہ کاف تصغیر عربی است نہ فارسی۔ پس اگر باجنگ را مخفف و مبدل باجھک گیریم باید کہ نون را مبدل ہائے ہوز قرار دہیم و این خلاف قیاس است کہ اینچنین تبدیل در فارسی زبان نیامدہ بخیال ما باجنگ مخفف

بادجنبک باشد کہ بحذف دال مہملہ و موحدۂ دوم بادجنگ شد و این موافق قیاس است مخفی مباد کہ جنبک امر حاضر باشد از مصدر جنبیدن و (بادجنبک) اسم فاعل ترکیبی و کاف آخر برائے تصغیر و این دریچۂ مختصری است کہ برائے مرور ہوا قریب سقف سازند کہ خانہ را از ہوائے گرم صاف کند و روشن ہم (اردو) روشندان۔ بقول آصفیہ۔ فارسی اسم مذکر۔ تابدان۔ دہوان نکلنے یا ہوا آنے کا موکھا۔

باج نہادن استعمال۔ (۱) بمعنی خراج قائم کردن است چنانکہ ظہوری گوید (ے)

روے تو از ماہ ستاند خراج ☆ موے تو بر مشک نہاد ست باج ☆ و (۲) بمعنی مغلوب ساختن و گمراہ ساختن چنانکہ حکیم سوزنی فرماید (ے)

تا بدرقۂ دوستی آل علی نیست ☆ بر قافلۂ دین ہدی دیو نہد باج ☆ (اردو) (۱) خراج قائم کرنا (۲) مغلوب کرنا۔ بقول آصفیہ۔ زیر کرنا مطیع کرنا۔ تابع کرنا۔ بس میں کرنا۔ فتح کرنا۔

باجور بقول شمس لغت فارسی است (۱) سختی گرما در تابستان و بخاریست کہ از زمین خیزد و فرماید کہ این معنی آخر متحقق است از خدمت امیر شہاب الدین حکیم کرمانی۔ صاحب سوار السبیل فرماید کہ آن را واپور نیز گویند و بر واپور فرماید کہ بایطالیہ واپورہ آلۂ بخاریہ را گویند۔ صاحب برہان وغیرہ ذکر این بجائے مہملہ کردہ اند پس اغلب آنست کہ باجور تصحیف کاتب شمس باشد (اردو) دیکھو باخور۔

باجوزا بقول شمس لغت فارسی است یعنے پانزدہ روز کہ در تمام سال سخت گرم باشد دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد و محققین فارسی زبان ہمین معنی را

بر باحور اکہ بجائے حطی و رائے مہملہ می آید ذکر کردہ اند پس اغلب آنست کہ از تصرف کاتبین چا بکدست باحورا صورت باجوزا گرفتہ است (اردو) دیکھو باحورا۔

باجہ بقول برہان بفتح جیم بروزن راجہ دریچہ و روزنۂ بزرگ را گویند۔ صاحب جامع فرماید کہ بروزن خواجہ دریچہ و روزنہ بزرگ و فرماید کہ گویا ترکی است صاحب انند ہمزبان برہان مؤلف عرض کند کہ شک نیست کہ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است ذکر این کردہ و بمعنی مدخنہ و شرافۃ المدخنہ نوشتہ لیکن بہ تحقیق ما اصل این (باجہ) باشد اسم فاعل ترکیبی کہ باد مرکب شد باجہ وجہہ امر حاضر است از مصدر جہیدن۔ جادارد کہ ترکیان این را از لغت فارسی گرفتہ باشند (اردو) دیکھو اغزہ کے تیسرے معنے۔

باجی بقول وارستہ (۱) باجگذار را گویند و از محمد سعید اشرف سند آرد (ع) بر تو زیبد کہ خراج از ہمہ خوبان گیری ؎ شاہِ حسنی و ترا لیلی و شیرین باجی ؎ و فرماید کہ ایہام بمعنی ثانی است کہ می آید و سند دیگر از کلام خود می آرد و فرماید کہ بطریق ایہام در ہجو گفتہ ام (ع) نواب کہ باشد بجہان تا راجی ؎ چسپان شدہ اختلاط او با باجی ؎ زرہا گیرد زوجہ فرج لولی ؎ ہستند این قوم از برایش باجی ؎ صاحب بہار و انند ہمزبان وارستہ مؤلف گوید کہ جز این نیست کہ یاے نسبت در آخر باج زیادہ کردہ اند (اردو) دیکھو باجگذار (۲) باجی۔ بقول وارستہ کنایہ از خواہر نیز و فرماید کہ از ثقات الزمان مسموع شد کہ این لفظ مخصوص بخطاب خواہر است والا

مرادف آن نیست ۔ بہار و انند ہمزبانش صاحب غیاث گوید کہ بمعنی خواہر و ہمشیرہ لغت ترکی است **مؤلف** عرض کند کہ صاحب کنز کہ محقق ترکی زبان است ذکر این بمعنی اخت کردہ و صاحب لغات ترکی ہم این را بمعنی خواہر آوردہ غلط کردہ اند محققینی کہ این را لغت فارسی دانستہ اند و آنچہ وارستہ این را کنایہ گیرد تعجب است (اردو) باجی ۔ بقول آصفیہ ۔ ترکی ۔ اسم مؤنث ۔ بہن ۔ بڑی بہن ۔

باجیان بقول شمس لغت فارسی است بمعنی صاحب باج و ستاننده آن ۔ دیگرکسے از محققین فارسی ذکر این نکرد اغلب آنست کہ تصحیف باجبان باشد کہ بجایش گذشت کاتب چابکدست نقطۂ زیادہ کرد و بس ۔ (اردو) دیکھو باجبان ۔

باچشم بستہ خوابیدن مصدر اصطلاحی بقول صاحب بول چال بمعنی در ارکشیدن باچشم بستہ باشد ۔ صاحب رہنما بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار (باچشم بستہ می خوابید) را ذکر کردہ است کہ مشتق ازین مصدر است و در بیان معنی ہمزبانِ بول چال **مؤلف** عرض کند کہ مقصود ازین خواب حقیقی نیست (اردو) آنکھیں بند کرکے لیٹنا

باچشم خوردن مصدر اصطلاحی بقول بہار (۱) چشم زخم رسانیدن و (۲) تند و تیز نگریستن (محسن تاثیر ۵) چون جواہر سرمہ در ہر کس کمال جوہری است ۔ ۔ ۔ ازحد باچشم اہل روزگار ۔ دیگر کسے از محققین مصادر ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ مبالغہ ایست از تندی نظر ۔ کہ گویا می خورد از چشم و گزند می رساند از چشم ۔ بخیال ما استعمال محسن تاثیر بہر دو بمعنی صادق می آید (اردو) (۱) نظر لگانا ۔ جیسے "کیوں نظر لگاتے ہو ماشاء اللہ کہو" صاحب آصفیہ

نے (نظر لگانا) پر فرمایا ہے۔ بری نظر سے دیکھنا۔ چشم زخم پہنچانا۔ (۲) گھورنا بقول آصفیہ تیز نگاہ سے دیکھنا

باچو بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بضم جیم فارسی وسکون واو لغت فارسی است و آن لقبی است مر شاہان تاتار را دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد **مؤلف** گوید کہ جا دارد کہ این را اسم جامد گیریم و باشد کہ مرکب باشد از لفظ باج و واو نسبت بمعنی منسوب بہ باج از قبیل ہندو و کنایہ از کسے کہ باج گیرد تبدیل جیم عربی با فارسی موافق قیاس است ہمچون کاج و کاچ۔ یکے از معاصرین ما کہ از اہل چین است گوید کہ این لغت کاشغری است کہ مخلوط بزبان ترکی است و عجبی نیست کہ زبان تاتاری باشد (**اردو**) باچو فارسی مین تاتاری بادشاہون کا لقب ہے۔

باچیزے خوش بودن کسے را مصدر اصطلاحی بقول انند بحوالۂ غوامض سخن پسند کردن آنچیز را (خواجہ شیراز ۵) مرغ شب خوان را بشارت باد کاندر راہ عشق ما دوست را با نالۂ شبہاے بیداران خوش است و دیگر کسے از محققین مصادر ذکر این نکرد۔ **مؤلف** گوید کہ از سند پیش کردہ اش این مصدر پیدا نیست و ہمین قدر تحقق است کہ در مصرع دوم کلمۂ را آزائد باشد یا لفظ خوش را بمعنی خوشی گیریم۔ (**اردو**) کسی شخص کا کسی چیز کو پسند کرنا۔ کسی شخص کو کوئی چیز بھلی معلوم ہونا۔

باچیزے خوش داشتن مصدر اصطلاحی۔ صاحب انند بذیل باکسے خوش داشتن از باقر کاشی سند آوردہ کہ در آن استعمال این مصدر است و فرماید کہ در امثال این مواقع لفظ خوش بحذف موصوف لفظ حال

است (باقر کاشی ؎) در سینہ عجب دلی
شوخش دارم ؎ وین طرفہ کہ با صحبت او
خوش دارم ؎ سرتا پایم بسوخت زاشک
گرمم ؎ آبی عجبی برنگ آتش دارم ؎ دیگر
کسے از محققین مصادر ذکر این نکرد مؤلف
گوید کہ از سند باقر کاشی (خوش داشتن
باچیزے) پیداست کہ درین ہم خوش بمعنی
مسرت مستعمل وجادارد کہ لفظ حال را محذوف
گیریم وبحث کامل این بر لفظ خوش می آید۔
(اردو) کسی چیز سے خوش رہنا۔ کسی
چیز سے راضی رہنا۔

باحال کسے افتادن مصدر اصطلاحی
بقول بحر وبہار واند بحال وے متوجہ شدن
(خواجہ جمال الدین سلمان ؎) خدایگانہ
یکبارگی بیفتادم ؎ زضعف حال وتو با
حال من نیفتادی ؎ (ولہ ؎) کے چشم
تو باحال من افتد کہ شب و روز ؎ او خفتہ
ومست است۔ و مرا کار خراب است مؤلف
گوید کہ (افتادن بحال کسے) بہمین معنی بنظر
گذشت (اردو) دیکھو افتادن بحال کسے

باحتساب درآمدن استعمال آمدن برائے
احتساب باید دانست کہ احتساب بقول منتخب
بمعنی نہی کردن از چیزہائی کہ در شرع ممنوع
وبشمار آوردن باشد (ظہوری ؎) زراہ
آید وگرد تو گردد و بہ نشیند ؎ بمجلس تو ورع
گر باحتساب درآید ؎ (اردو) احتساب
کے لئے آنا۔ آمادۂ احتساب ہونا۔

باحفصان اصطلاح۔ بقول صاحب
ضمیمۂ برہان ومؤید وبحر وبہار وشمس معلم
طفلان را گویند چہ اُم حفص مادۂ مرغ باشد
کہ بچگان خود را در زیر بال آورد و دانہ
بخوراند مؤلف عرض کند کہ اُم حفصہ
بقول منتہی الارب بزبان عرب مادۂ مرغ
را گویند وحفص بقول منتخب بمعنی جمع کردن

است وزنبیل چرمی را نیز گویند بخیال مادین
لغت مرکب کلمۂ با بمعنی معیّت ومصاحبت
والف ونون در آخر زائد باشد حیف
است کہ سند استعمال پیش نشد وجزاین
نیست کہ این کنایہ ایست (اردو)
دیکھو استاد کے پہلے معنے ۔

باحفصانہ بقول صاحب ضمیمۂ برہان
کنایہ از سخن کردن مبتدیانہ وطفلانہ باشد
۔صاحب مؤیّد فرماید کہ سخن مبتدیان وبچگان
کہ معلّمان ۔صبیان وبچگان را گویند ۔بہار
بحوالۂ ملحقات آرد کہ کنایہ از سخن طفلانہ
ومبتدیانہ کردن صاحب شمس گوید کہ
بمعنی سخنی بچگان باشد ۔صاحب انند نقل بردار
بہار ۔ **مؤلّف** عرض کند کہ چیزے نیست
جزاین کہ برلغت مرکب (باحفصان) کہ گذشت
ہائے نسبت زیادہ کردہ کنایۃً سخنانی را
نام کردہ باشند کہ معلّمان بابچگان کنند بزبانی

کہ قریب الفہم شان باشد حیف است کہ
سند استعمال پیش نشد (اردو) استاد کی
کی وہ باتین جو بچّون کے ساتھ اون کی
قریب الفہم زبان مین کی جائین ۔

باحمائل استعمال ۔ بقول صاحب بقول حال
بمعنی مع عقد باشد **مؤلّف** عرض کند کہ
این لفظ مرکب است از (با) کہ بمعنی سابق
گذشت بمعنی حمائل دارندہ وحمائل لغت
عرب است بقول منتخب دوال شمشیر وآنچہ
در برانداز ند ۔صاحب غیاث گوید کہ حمائل
بمعنی ہار نیز آید وبحوالۂ صاحب صراح
آرد کہ حمائل جمع حمالہ است کہ بکسر اول
باشد بمعنی دوال شمشیر وفرماید کہ در فارسی
بمعنی واحد مستعمل می شود (اردو) حمائل
ڈالا ہوا ۔ حمائل پوش ۔ صاحب آصفیہ نے
حمائل پر لکھا ہے کہ ۔عربی ۔ اسم مؤنث
گلے مین ترچھا پرتلا ڈالنا ۔ دوال شمشیر پرتلا

باحمائل زدہ استعمال۔ بقول صاحب روزنامہ کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ بمعنی چیز در گردن انداختہ مؤلف گوید کہ معاصرین عجم بدون اضافت حمائل استعمال کنند ولیکن بقاعدۂ فارسی باضافت است و درین جا فک اضافت توان گرفت یعنے کسے کہ حمائل بہ گردن او ست (اردو) گلے مین حمائل ڈالا ہوا۔

باحور بقول برہان باحاے حطی بروزن کافور بخارے را گویند کہ در ہواے گرم از زمین برخیزد و فرماید کہ در عربی بمعنی بسیاری و سختی گرما باشد۔ صاحب رشیدی و ناصری فرماید کہ بمعنی سختی گرما و آن بست روز است از تموز و این عربی است بزیادت الف در آخر یعنے باحور را فارسیان حذف الف نمودہ استعمال کنند چون عاشور و عاشورا۔ صاحب سروری گوید کہ بجاے مہملہ بروزن ساطور در نسخۂ میرزا بخارے است کہ بہنگام گرما از زمین خیزد و باحورا نیز گویند و بحوالۂ ادات الفضلا فرماید کہ بمعنی سختی گرما باشد۔ صاحب مؤید بر (باخور) بخاے معجمہ نوشتہ کہ آن پانزدہ روز کہ در سال سخت گرم است و نیز فرماید کہ ہرچند این منقول از زرفانگو یاست لیکن نزد صاحب تاج وغیرہ باخور باخا خطاست صحیح باحور است بجاے حطی۔ صاحب انند بحوالۂ صاحب غیاث آرد کہ بضم حاے مہملہ و واو معروف و راے مہملہ لغت عربی است بمعنی سختی گرما در ماہ تموز و ایام مقرری و آن ہشت روز است از نوزدہم تموز تا بست و ششم ماہ مذکور و این ہشت روز اگر بغایت گرمی بگذرند علامت ارزانی است و اگر بسردی بگذرند علامت قحط باشد

و نزد بعض این لفظ ماخوذ از بجران است که بمعنی حکم باشد یعنی هشت روز مذکور حاکم است
بر احوال هشت ماه از اول مرداد تا آخر اسفندارمذ و گوید که اکثر اهل لغت و بعض شارحین
قصائد عرفی را در تحقیق این لفظ خطا واقع شده - صاحب جهانگیری در ضمیمهٔ خود ذکر این
کرده فرماید که باجائے مهملهٔ مضموم و واو معروف بخارے باشد که در هوائے گرم از زمین
برخیزد و آن را باخورا هم خوانند و ایام آن هفت روز است و بعضے گفته اند که هشت
روز باشد و ابتدا از نوزدهم ماهِ تموز می شود و در آن ایام آغاز شکستن گرما بود و
بعضے گویند که معنی این لفظ شدت و زیادتی گرما باشد و بعضے گویند که این لفظ ماخوذ
است از بجران که بمعنی حکم است و درین روزها حکم کنند بر احوال ماه های خزان
و زمستان و روز اول آن دلیل تشرین الاول و روز دوم آن دلیل تشرین الآخر و
هرچه در آن روزها واقع شود از گرما و سرما و باران و میغ دران ماه ها نیز چنان بود
و جمعے گویند روز اول آن دلیل ماهے است که آفتاب در برج اسد باشد و روز دوم
در سنبله و همچنین تا هجوت که هشتم است خان آرزو در سراج بذکر قول رشیدی که
بالا مذکور شد فرماید که عاشور و عاشورا هر دو عربی است چنانکه در قاموس آورده و
نیز صاحب برهان باخورا را لفظ یونانی گفته بهرکیف فارسیان بمعنی بخارے که از هوائے
گرم از زمین خیزد استعمال کنند و عربیان بمعنی شدت گرما و لهذا قوسی نیز بهمین معنی
بخار نوشته (حکیم انوری ؎) باغ دولت را که آب آن لعاب کلک تست ؛ باتماے
عهد نیسان حاصل باخور باد ؛ صاحبان جامع و شمس و هفت هم ذکر این کرده اند

صاحب منتخب فرماید که باحور - بمعنی شدت گرمائے تموز باشد - صاحب منتهی الارب ذکر باحور و باحورا هر دو کرده گوید که هر دو لغت مولّد است **مؤلف** عرض کند که فارسیان همین لغت عرب را به تغییر خفیف در معنی استعمال کرده اند دیگر هیچ (اردو) وه بخارات جو موسم گرما مین زمین سے اوٹھتے ہین -

باحورا بقول برهان باز یادتی الف لفظی است یونانی بمعنی روزگار آزموده و ایام آن هفت روز است و بعضے گویند هشت روز ابتدائے آن از نوزدهم تموز باشد و در آن ایام آغاز شکستن گرما بود و بعضے گویند که معنی این لفظ شدت و زیادتی گرما باشد و بعضے گویند این لفظ ماخوذ است از بحران بمعنی حکم یعنے از این روز ها حکم کنند بر احوال ماه هائے خزان و زمستان و روز اول آن دلیل تشرین الاول و روز دوم آن دلیل تشرین الآخر تا بآخر هر چه در آن روز ها واقع شود از گرما و سرما و باران و میغ دران ماه ها نیز چنان بود و جمعی گویند روز اول آن دلیل ماهے است که آفتاب در برج اسد باشد و روز دوم در سنبله و همچنین تا نجوت که هشتم است بر حکم مذکور از باد و باران و امثال آن - صاحب هفت همزبان برهان **مؤلف** عرض کند که بحث کامل بر لغت باحور گذشت و این هم لغت عربی است (اردو) دیکهو باحور -

باخ بقول برهان و جامع و سراج و هفت باخاے نقطه دار بر وزن شاخ بمعنی راه باشد که عربان طریق گویند و ازان است باخ زن بمعنی راهزن و سندش هم بذیل باخزن می آید **مؤلف** گوید که اسم جامد فارسی باشد و بس (اردو) راسته - بقول آصفیه

اردو۔ اسم مذکر۔ سبیل۔ راہ۔ طریق۔ سڑک۔ گزر۔ بات۔

(۱۹۹۲) **باخاک برابر کردن** استعمال۔ بمعنی پایمال کردن باشد (انوری ؎) چون کنی خاکش همی بوس انوری ہاگرچہ باخاکش برابر می کند (اردو) پامال کرنا۔ بقول آصفیہ۔ روندنا۔ تباہ و برباد کرنا۔ خاک مین ملانا۔

باخانہ اصطلاح۔ بقول صاحب شمس بحوالۂ تبحری لغت فارسی است نام مقام بادرس و بادگذار و فرماید کہ آنرا بادخان نیز گویند **مؤلف** عرض کند کہ مخفف بادخانہ باشد و بادخان ہم مخفف آن بحذف ہاے ہوز۔ بمعنی مقام باد و کنایہ از بادگیر و گذرگاہ باد کہ در دیوار خانہ کنند (اردو) روشن دان۔ دریچہ۔ مذکر۔ جس کے ذریعہ سے ہوا مکان مین داخل ہوتی ہے۔

باخبر بقول انند بحوالۂ فرہنگ فرنگ بفتح خاء و باے موحدہ و سکون راے مہملہ لغت فارسی است بمعنی ہوشیار و دانا و از سعدی سند آرد (نثر) "دوران باخبر در حضور و نزدیکان بے بصر دور" **مؤلف** عرض کند کہ باء در اینجا بمعنی ہمدمش باشد (اردو) باخبر۔ بقول آصفیہ معلومات رکھنے والا۔ واقف۔ بھیدیا۔ ماہر۔ آگاہ

(۱۹۹۳) **باخبر بودن** استعمال۔ بمعنی واقف و آگاہ و خبردار بودن باشد (صائب ؎) باخبر باش دلی از خم زلفت نبرد دزد کوش تو یتیمی ست کہ در عالم نیست کہ (اردو) باخبر رہنا۔ خبردار رہنا۔

(الف) **باخبر ساختن** استعمال۔ (ب)

(ب) **باخبر ساختن برق** بقول بہار سردان تفنگ و فرماید کہ این را اسلام تفنگ نیز

گویند (سلیم ؎) برق آہ از حال ما سازد
بتان را باخبر ؎ نامۂ آشفتگان ہم چون
نگہبان آتش است ؎ صاحب انند نقل
بردار بہار مؤلف عرض کند کہ این مصدر
و این معنی ایجاد بہار است و فی الحقیقت

غیر از الف چیزے نیست کہ بمعنی خبردار
کردن باشد و سندش سند او عاے ماست
(اردو) (الف) باخبر کرنا خبردار کرنا۔ آگاہ
کرنا۔ (ب) بندوق چلانا۔ بقول آصفیہ۔
بندوق سر کرنا۔ بندوق چھوڑنا۔

باخت بقول شمس لغت فارسی است بمعنی میان سرائے دیگر کسے از محققین فارسی
ذکر این نکرد معاصرین عجم بر زبان ندارند و حصۂ میان سرائے را (نعمت خانہ) نام
است۔ نمی گشاید کہ صاحب شمس از کجا این لغت را پیدا کرد و حیف است کہ سند استعمال پیش نشد
(اردو) مکان کا درمیانی حصہ۔ ہال۔

باختر بقول برہان باتاے قرشت بروزن کاشغر (۱) مغرب را گویند و (۲) بمعنی مشرق
ہم آمدہ است۔ صاحب رشیدی فرماید کہ مشرق را گویند و خاور مغرب را چنانکہ از اکثر
اشعار متقدمین معلوم می شود چنانکہ فردوسی گوید (؎) چو مہر آورد سوے خاور گریغ
؎ ہم از باختر بر زند باز تیغ ؎ و گاہے عکس این نیز استعمال کنند چنانکہ انوری فرماید (؎)
دی ز خاک خاوران چون ذرہ مجہول آمدہ ؎ گشتہ امروز اندر و چون آفتاب خاوری
؎ و تحقیق آنست کہ باختر مخفف باآختر است و آختر ماہ و آفتاب ہر دو را گویند پس
باختر مشرق و مغرب را تواں گفت و ہمچنین خاور مخفف خاور است و خاور ماہ
و آفتاب باشد پس خاور نیز مشرق و مغرب را تواں گفت و ازین جہت قدما

در ہر دو معنی ہر دو لفظ را استعمال کردہ اند لیکن خاور مرادف خور بیشتر آمدہ ازین جہت خاور بیشتر بمعنی مشرق استعمال کنند (انتہی کلامہ) صاحب مؤید بحوالۂ ادات آرد کہ باختر موقوف بمعنی مغرب است و بمعنی مشرق نیز آید و فرماید کہ اما صحیح معنی اول است صاحب سروری بحوالۂ تحفہ فرماید کہ بمعنی مشرق باشد و از استاد لامعی سند آرد (ے) خورشید را چون پست شد در جانب خاور علم ؛ پیدا شد اندر باختر در آستین شب علم ؛ و فرماید کہ لفظ خاور و باختر را متاخرین برعکس تصور کردہ اند و خاور را مشرق می دانند و باختر را مغرب و حال آنکہ متقدمین باختر مشرق را می دانند و خاور مغرب را و بنقل قول تحفہ فرماید کہ اما آنچہ بصحت پیوستہ آنست کہ باختر بمعنی مشرق و مغرب ہر دو آمدہ و ہمچنین خاور نیز ہر دو معنی و فرماید کہ امیر معزی باختر را بمعنی مشرق و خاور را بمعنی مغرب استعمال کردہ (ے) تا زمین از نور گیرد روشنی از باختر ؛ ہمچو اندر شب فلک تاریکی از خاور گرفت ؛ و شیخ نظامی نیز مؤید این معنی فرماید (ے) سپیدہ چو بر زد سر از باختر ؛ سیاہی بخاور فرو برد سر ؛ صاحب جامع فرماید کہ بروزن آستر مغرب را گویند و بمعنی مشرق نیز آمدہ ۔ صاحب ناصری فرماید کہ بمعنی مغرب و خاور بمعنی مشرق و بخلاف نیز گفتہ اند و خاور بیشتر بمعنی مشرق استعمال می شود و بنا برین آفتاب را عروس خاوری گفتہ اند چنانکہ خاقانی گوید (ے) در وہ از ان چکیدہ خون ز آبلۂ تن وزان ؛ کابلۂ رخ فلک بردہ عروس خاوری ؛ و بحوالۂ فرہنگ دساتیر آرد کہ معنی باختر بمشرق کردن خطاے بزرگ و غلط محض است و فرماید کہ ہمین اصح است ۔ خان آرزو در سراج گوید کہ بمعنی مشرق است و مقابل آن خاور

است بمعنی مغرب لیکن قوسی گفته که لفظ باختر و خاور بمعنی مشرق و مغرب مشترک اند
و خاور بمعنی مغرب در کلام قدما بیشتر آمده و در کلام متاخرین بیشتر بمعنی مشرق. صاحب
قاطع بذکر قول برهان فرماید که باختر را از اضداد شمردن و بمعنی مشرق نیز گمان بردن علت
غائی وضع لفظ را که حصول علم و یقین است از میان برد و فرماید که نے نے خاور
بمعنی مشرق است و باختر بمعنی مغرب مؤلف عرض کند که صاحب سفرنگ در ساتیر
در (نامهٔ شت حی افرام) گفته که خاور بخای معجمه با الف و فتحه واو و سکون رای
مهمله مشرق را گویند و باختر بجای ابجد بالف کشیده و سکون خای معجمه و فتحهٔ تای فوقانی
و سکون را مغرب است و بس. پس بخیال ما آنانکه استعمال این هر دو لفظ برعکس
هم کرده اند خلاف حقیقت رفته اند و بر استناد استعمال شان این هر دو لفظ از لغات
اضداد قرار یافت و حقیقت همین است که خاور مشرق است و باختر مغرب و معاصرین
عجم هم همین معنی بر زبان دارند و قیاس ما اینست که خور در فارسی زبان بمعنی روشنی
بسیار است و مجازاً آفتاب را هم گویند پس (خورور) بمعنی صاحب آفتاب و
آفتاب دارنده کنایه باشد از مشرق و او اول بدل شد بالف چنانکه وَرج و ارج
وریب و اریب. توغ و تاغ و رای مهملهٔ اول از کثرت استعمال حذف شده
خاور باقی ماند و همچنین اختر نام یکے از منازل قمر است که تحقیقش بجای خود
گذشت و بر سبیل مجاز قمر را هم توان گفت پس باختر بمعنی صاحب ماه و دارندهٔ
قمر که کلمهٔ باد در اینجا بمعنی هفدهم است که گذشت دو الف جمع شد و یکے از آن

حذف کردند باختر شد و مغرب را بدین وجہ باختر گفتند کہ من وجہ ظہور ماہ از مغرب می شود یعنے صورت ہلال در مغرب بنظر می آید پس چنانکہ مشرق صاحب شمس است ہمچنان مغرب صاحب قمر است ازینجاست کہ محققین اہل زبان استعمال این را برعکس تحقیق بالاغلط دانستہ اند و صاحب سفرنگ دساتیر ہم بر بیان معنی حقیقی قناعت کردہ و از استعمال متضاد اہل زبان کاری نگرفتہ و اعتنائی بران نکردہ پس معاصرین عجم را باید کہ در کلام خود استعمال لفظ صحیح کنند و بر استناد متقدمین و متاخرین صحت لفظ را از دست ندہند (اردو) (۱) مغرب۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مؤنث۔ سورج کے چھپنے کی جگہ۔ پچھم۔ غرب۔ (۲) مشرق۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مؤنث جانب شرق یعنے روشنی نکلنے کی جگہ۔ طلوع ہونے کا مقام۔ پورب۔ مغرب کا نقیض۔ آپ ہی فرماتے ہین کہ حضرت ناسخ نے اسکو مذکر بھی باندھا ہے (ع) مرا سینہ ہے مشرق آفتاب داغ ہجران کا ؛ طلوع صبح محشر چاک ہے میرے گریبان کا ؛

(۳) باختر۔ بقول غیاث بمعنی ملک خراسان و نواحی قندہار را گویند۔ صاحب آنندہم بحوالۂ غیاث ذکر این کردہ۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد و مؤلف عرض کند کہ جا دارد کہ بلحاظ جغرافیاے سلف فارسیان ملک خراسان را از ممالک مغربی خود می دانستند ہمین وجہ باشد کہ آنرا موسوم بہ باختر کردند (اردو) فارسی مین باختر ملک خراسان اور مضافات قندہار کو کہتے ہین۔

باختن بقول نوادر (۱) بمعنی اشتغال کردن ببازی نرد و شطرنج و گوے و شکار

و مانند آن و بقول بحر و مؤید و ضمیمہ برہان بمعنی بازی کردن (زلالی خوانساری ؎)

بہ پیشا پیش رخش فتنہ می تاخت ؛ برمح موی لعب عشوہ می باخت ؛ (اردو) کھیلنا

۔بقول آصفیہ۔ بازی کرنا۔ دل بہلانا۔ بازیدن کا ترجمہ۔ شطرنج یا گنجفہ یا چوسر وغیرہ کا شغل کرنا

(۲) باختن۔ بقول بحر بمعنی خرچ کردن و بقول صاحب ضمیمہ برہان بمعنی خرج دادن صاحب

مؤید بحوالۂ قنیہ و صاحب شمس ہم ذکر این کردہ حیف است کہ سند استعمال پیش نشد۔

(اردو) خرچ کرنا۔ بقول آصفیہ۔ صرف کرنا۔

(۳) باختن۔ بقول صاحب بحر و مؤید بمعنی دادن و بخشیدن باشد۔ صاحبان ضمیمہ

برہان و شمس ہم ذکر این کردہ اند حیف است کہ سند استعمال پیش نشد۔ (اردو)

دینا۔ بقول آصفیہ۔ دادن کا ترجمہ بخشنا۔ عطا کرنا۔ مرحمت کرنا۔

(۴) باختن۔ بقول بحر نقد خود را در قمار بحریف دادہ عاجز ماندن کہ بہندی ہار ناگو

صاحب موارد ہم ذکر این کردہ (ظہوری ؎) بروایدل تو حریف دگر اندوزکہ من

؛ باختم ہرچہ بجز یار قمار آخر شد ؛ (حضرت خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ فرمایدع)

باحریف غم او ہر دو جہان باخت معین ؛ (اردو) ہارنا۔ بقول آصفیہ۔ در باختن کا

ترجمہ۔ بازی مین دینا۔ داؤن مین یا شرط مین دینا۔ قمار مین نقصان اوٹھانا جیتنے کا نقیض

(۵) باختن۔ بقول موارد برباد و ضائع کردن چنانکہ صائب گوید (؎) رنگ خواہش

لذت عمر ابدرا می برد ؛ آبرو نتوان برائے آب حیوان باختن ؛ دیگر کسے از محققین

مصادر ذکر این نکرد۔ صاحب نوادر ہمین معنی را بہ ذیل (در باختن) ذکر کردہ است

(اردو) ضائع کرنا۔ بقول آصفیہ۔ کھونا۔ برباد کرنا۔ تلف کرنا۔

(۶) باختن۔ بقول موارد بمعنی گذاشتن و ترک کردن (صائب ؎) سبزکن چون مور در ملک قناعت گوشۂ ؎ تا شود آسان ترا ملک سلیمان باختن ؎ دیگر کسے از محققین مصادر ذکر این نکرد (اردو) چھوڑنا۔ بقول آصفیہ۔ ترک کرنا۔ تیاگنا۔ رد کرنا۔

(۷) باختن۔ بقول موارد بمعنی پریدن و دور شدن۔ خان آرزو در چراغ فرماید کہ باختن گاہے لازمی نیز می آید چنانکہ باختن رنگ بمعنی رفتن رنگ مؤلف عرض کند کہ صراحت باختن رنگ بجاے خودش می آید (اردو) اُڑنا۔ بقول امیر۔ فق ہونا۔ پھیکا پڑنا۔ جانا رہنا (رنگ کے ساتھ) (وزیر ؎) یاد قاتل مین فقط آنکھین لہو روتین نہین ؎ جب اُڑا چہرے سے اپنے رنگ سیل خون ہوا ؎

(۸) باختن۔ بقول موارد بمعنی نظر کردن بمحبت باشد چون نظر باختن (خواجہ جمال الدین سلمان ؎) مردم چشم من ار با تو نظر باخت چہ شد ؎ عشق بازی صفت مردم صاحب نظر است ؎ دیگر کسے از محققین مصادر ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ باختن درین شعر بمعنی چہارم اوست کہ گذشت و از مجرد باختن بمعنی نظر کردن بمحبت ہرگز پیدا نمی شود و مصدر اصطلاحی (باختن نظر) بجاے خودش می آید (اردو) نظر کو ہار دینا۔ باعتبار نظر مغلوب ہونا۔

(۹) باختن۔ بقول موارد بحوالۂ ملحقات بمعنی چرخ دادن صاحب ضمیمۂ برہان ہم ذکر این کرد و مقصود صاحب موارد از ہمین باشد کہ صاحب ملحقات ذکرش کرد و حند استعمالش پیش نشد و دیگر کسے از محققین مصادر ذکر این نکرد مؤلف گوید کہ تا آنکہ سند استعمال بدست نیاید اعتبار را

نشاید (اردو) گھمانا۔ بقول آصفیہ۔ پھرانا۔ چکر دینا۔

باختن آبرو مصدر اصطلاحی یعنی بربا وضائع کردن آبرو وعزت وبے آبرو شدن باشد واین متعلق باشد بمعنی پنجم باختن کہ گذشت وسند این ہمدر انجا مذکور و (آبرو باختن) ہم درمحمد وده مذکور شد (اردو) عزت برباد کرنا۔ بے آبرو ہونا۔ دیکھو آبرو باختن

باختن جان مصدر اصطلاحی۔ بمعنی گذاشتن جان وترک کردن آن باشد واین متعلق باشد بمعنی ششم باختن کہ گذشت (صائب ؒ) چیست جان تا زیر تیغ یار نتوان باختن ؟ سہل باشد پیش آب زندگی جان باختن ؟ (اردو) جان دینا۔ بقول آصفیہ۔ جان تسلیم کرنا۔ مرنا (غالب ؒ) جان دی۔ دی ہوئی اوسی کی تھی ؟ حق تو یہ ہے کہ حق ادا نہوا ؟

باختن جہان مصدر اصطلاحی۔ درباختن جہان باشد واین متعلق است بمعنی چہارم باختن کہ گذشت وسند این از (خواجہ معین الدین چشتی علیہ الرحمہ ع) باحریف غم او ہر دو جہان باخت معین ؟ (اردو) دنیا کو ہار دینا ؟

باختن چشم مصدر اصطلاحی۔ بقول نوادر کہ بذیل باختن آوردہ بمعنی نابینا شدن۔ صاحب موارد ہم برحاشیۂ کتاب بحوالۂ مصطلحات ذکر این کردہ (صائب ؒ) نیست کار ہر کسے دل را مصفا ساختن ہمچو باخت چشم آنکس کہ این آئینہ را پرداز کرد ؟ **مؤلف** گوید کہ معنی لفظی این متعلق بہ معنی پنجم باختن باشد کہ بجایش گذشت وکنایہ از نابینا شدن توان کرد۔ (اردو) اندھا ہونا۔ بقول امیر۔ اندھا کرنا کا لازم (داغ ؒ) ہائے کہنا وہ کسی بت کا دم نظارہ ؟ آنکھ بھر کر

همین دیکھے تو بس اندھا ہو جاے ؛

باختن رنگ مصدر اصطلاحی۔ بقول نوادر کہ بدیل باختن آوردہ یعنی شکستن رنگ و شکستہ شدن آن۔ خان آرزو در چراغ بدیل باختن فرماید کہ یعنی رفتن رنگ باشد و بقول صاحب موارد دور شدن و پریدن رنگ (اشرف ؎) بسکہ رنگ خون زبیت باخت در اندام من ؛ کارپستان می نماید شیشۂ حجام من ؛ (حزین ؎) شود زرباختن رنگم آتشین لعلت ؛ چہ تازگیست عتاب بہانہ جوے ترا ؛ **مؤلف** عرض کند کہ باختن در ینجا بمعنی ہفتم اوست کہ گذشت (اردو) رنگ اڑنا۔ رنگ اڑجانا۔ بقول آصفیہ رنگ جاتا رہنا۔ رنگ متغیر ہو جانا۔

باختن سر مصدر اصطلاحی۔ یعنی گذاشتن و ترک کردن سر و کنایہ از فدا کردن سر باشد و این متعلق است بمعنی ششم باختن کہ گذشت و بخیال مانخصیص باسر ندارد چنانکہ از محققات ظاہر۔ (صائب ؎) قطرۂ گوہر گہر از بحر عمان کردن است ؛ سر چو شبنم در رہ خورشید تابان باختن ؛ (اردو) سر کھونا۔

باختن عمر مصدر اصطلاحی یعنی برباد و ضائع کردن عمر باشد و این متعلق باشد بمعنی پنجم باختن کہ گذشت (حزین ؎) عمر گرباختہ ام نیست حزین افسوسم ؛ دردیاے کہ منم سود و زیان ہر دو یکیست ؛ (اردو) عمر برباد کرنا۔ عمر ضائع کرنا۔

باختن لعب مصدر اصطلاحی۔ یعنی مشغول شدن بہ لعب و این متعلق باشد بمعنی اول باختن کہ گذشت و سند این ہمہ مذکور (اردو) کھیلنا دیکھو باختن کے پہلے معنے

باختن ملک مصدر اصطلاحی۔ یعنی گذاشتن و ترک کردن ملک باشد و این متعلق است بمعنی ششم باختن کہ گذشت

وسند این ہمہ را بمجاز مذکور (اردو) ملک چھوڑنا۔ ملک کو ترک کرنا۔

باختن نظر مصدر اصطلاحی۔ بخیال ما آنکہ مصدر متعلق است بہ معنی چہارم باختن کہ بجایش گذشت و دریں جا کنایہ باشد از مغلوب و عاجز شدن نظر (صائب ؎) چون زحال دل صاحب نظراں غافل ؛ تو کہ در آئینہ با خویش نظر باختۂ ؛ و سند دیگر ہمانجا مذکور شد (اردو) نظر کو ہارنا۔ لفظی ترجمہ ہے۔ نظر مغلوب ہونا۔ مرادی معنے۔

باختو بقول شمس لغت فارسی است معرب باختر بمعنی نشستگاہ و از استادے سند آرد (؎) چرخ را نشرۂ نون والقلم است از مہ نو ؛ کان ہمہ سرخی در باختو آمیختہ اند ؛ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر ایں نکرد مولف عرض کند کہ نہ باختو معرب است و نہ باختر در فارسی زبان بمعنی نشستگاہ آمدہ و سندے کہ از استاد گم نام پیش کردہ است در مصرع ثانی آں جا دارد کہ باختر را کہ بمعنی مغرب است باختو نقل کردہ واللہ اعلم بحقیقۃ الحال ہیچ بفہم ما نمی آید و نمیدانیم کہ در تحریف کتابت چہ کارسازی ہاست (اردو) نشستگاہ بقول آصفیہ۔ فارسی۔ اسم مؤنث۔ بیٹھنے کی جگہ۔ بیٹھک۔ دیوانخانہ۔

باختہ بقول مؤید بحوالۂ شرفنامہ باخاے موقوف (ا) راہے کہ غیور بر برائے آمدن بخانہ بود و فرماید کہ بعضے با بائے فارسی آوردہ اند و بحوالۂ لسان الشعرا گوید کہ بروزن تاختہ و نیز فرماید کہ در ادات معنی آں مطلق راہ نوشتہ۔ صاحب برہان و رشیدی وغیرہما ہمیں معنی بلفظ باخسہ ذکر نمودہ اند کہ می آید طالب سند استعمال باشیم اگر تصدیق فوقانی چہارم شود توانیم عرض کرد کہ مبدل باخسہ کہ بسین مہملہ عوض فوقانی می آید سین مہملہ بہ فوقانی بدل

شود چنانکہ سیر و تیز (اردو) دیکھو باخسہ کے پہلے معنے۔

(۲) باختہ۔ بقول مؤید بحوالۂ شرفنامہ گذارۂ چہار پہلو را نیز گویند۔ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد مؤلف عرض کند کہ اگر سند استعمال پیش شود توانیم عرض کرد کہ اسم جامد فارسی زبان است بمعنی راہ چہار گوشہ کہ از یک مقام بچار سو جاری باشد و بدین معنی ہم اسم جامد گیریم (اردو) چوراہہ۔ بقول آصفیہ۔ ہندی۔ اسم مذکر۔ وہ جگہہ جہاں سے ہر چار طرف کو ایک راستہ جاتا ہو (بحر ۵) گراہے کوئی پتلا اوس بت کافر کے صدقے کا ہ کہ چوراہے کو اکثر پوجتے ہندو نکلتے ہین ؛

(۳) باختہ۔ بقول مؤید بحوالۂ ادات بمعنی حجرہ و کمرہ نیز آمدہ دیگر کسے از محققین فارسی ذکر این نکرد اگر سند استعمال پیش شود توانیم قیاس کرد کہ اسم جامد فارسی زبان باشد (اردو) حجرہ۔ بقول آصفیہ۔ عربی۔ اسم مذکر۔ کوٹھڑی۔

(۴) باختہ۔ بقول مؤید بحوالۂ شرفنامہ بمعنی پروارہ و پروارہ بقول برہان بمعنی خانۂ تابستانی۔ اگر سند استعمال پیش شود توانیم عرض کرد کہ اسم جامد فارسی زبان باشد (اردو) سردابہ۔ بقول آصفیہ۔ فارسی اسم مذکر۔ تہ خانہ۔

(۵) باختہ۔ بقول رہنما کہ بحوالۂ سفرنامۂ ناصرالدین شاہ قاچار آوردہ بمعنی درباختہ و نقد خود را در قمار بحریف دادہ عاجز ماندہ باشد مؤلف گوید کہ از (مصدر باختن بمعنی چارمش) اسم مفعولش (اردو) ہارا ہوا۔

باخدا کار است ما را ناخدا در کار نیست	مثل۔ صاحبان خزینۂ الامثال و امثال فارسی

تقریظ از خامهٔ خاکسار میرزا غلام حسن جواهر رقم تمیز تخلص عجمی الاصل

بندهٔ بیچمدان شکسته قلم میرزا غلام حسن المخاطب به جواهر رقم از رهگذر یکه در کتابت این نسخهٔ بی‌نظیر دلپذیر که در فن لغت مجموعه ایست موصوف بجمیع صفات وموسوم به آصف اللغات حصهٔ وافی برداشتم خواستم تا به تقریظ چند سطری این نسخه بی‌بها پردازم مگر همانا در چنین میدان بیکران مرکب خامه را جولان دادن از تحت الثری بکنگرهٔ عرش معلی کمند انداختن است - تاهم چونکه مؤلف عالیجناب ومحقق مستطاب در تالیف این نسخهٔ نایاب زحمتها کشید وتحمل بار مصارفها که گردید مرا نمی گذارد که قطعاً ازان قطع نظر کنم - اگر بنظر غور وتعمق نگریسته شود میتوان دریافت که اگرچه اکثر تالیفات وتصنیفات که از مؤلف ممدوح الشان ومصنف وحید الزمان مثلاً در فنون جدل وفلاحت وسیاق وتاریخ وغیره وغیره اشاهم که در دست مردمان هستند هریکی بجای خود چشمه ایست فیاض که ازان لب تشنگان علوم معقول وطالبان فنون منقول بحسب خواهش وظرف خویش سیراب می شوند برای باقیات الصالحات سرمایه بود بس کافی وبجهته بقای نام نامی ایشان مایه بود بس وافی ولیکن طبع غرای دقت پسند وخاطر همت بلند مؤلف رفیع مکان براین اکتفا نموده رجوع به تالیف لغت فارسی زبان آورد که پس از آن طلبا وعلما را احتیاج رجوع بهیچ لغتی باقی نماند - بنابراین مؤلف ممدوح الشان بنا کردند تالیف بسیط

موسوم به آصف اللغات که کاری بود بس سترگ - اگرچه حین کتابت مبیضهٔ چاپ هر قدر محسنات و نکات که در رو مملو بستند از منظرم گذشت - امکان ندارم که یکان یکان هر یکے را جداگانه درین چند سطور برشمارم - همانا در تحقیق السنهٔ لغات و بدست آوری اسناد مستند و دریافت لغات اصلی و وضعی و تصحیح تصحیف صاحبان آن هر قدر سعی موفوره و جهد بلیغ که بکار برد بس شایان مؤلف ممدوح الشان است و بس بالخصوص در برآوردن ماخذهاے لغات هر زبان چه تمثیلی و چه اصطلاحی و چه استعمالی از زبانهاے عربی و فارسی و ترکی و یونانی و سنسکرت و غیرهم زحمت ها که کشید از قوهٔ ادراکیه بیش از طاقت بشری که منجر بعلالت سخت گردید چون خواست خداے توانا مقتضی آن شد که این کار سنگین و سترگ که فوائد عجیبهٔ کثیره برائے طالبان تحقیق پسند در رو مستتر است بدست خاص مؤلف عالیقدر انجام پذیرد - پس از آنکه حکماے انگلیسی و امریکانی وغیره وغیره که بصارت کامل در فن طبابت و حکمت داشتند از معالجه عاجز آمده جواب دادند - او حکیم علی الاطلاق شفاے مرض لادواے شان را داد بدست طبیب نابینا و از قدرت کامله و حکمت بالغهٔ خویش عطا فرمود که هفتمین جلدش بدست مؤلف ممدوح الشان زیور اختتام پوشیده شایع گردید و مؤلف عالی قدر بلالحاظ منافع و مصارف کثیرهٔ خویش چیزے را که باین مشقت و جانفشانی ها سالها صورت تدوین پذیرفته مع حق تالیف برائے مطابع و کتب خانه هاے عمومی وقف فرمود قابل قدر و تحسین است و بس - و حقیر خاتمهٔ این تقریظ را بهمین دعاے حضور قلبی

ختم می کنم که او قادر توانا عمر طبیعی با صحت کامله از عنایت خویش بمؤلف والاقدر عطا فرماید که جمله مجلدات ضخیم این کتاب نایاب که به بست و هشت جلد اندازه می کنند بدست مؤلف ممدوح الشان و بخطاطی این هیچمدان انجام پذیرد که این دعا بحق او دعائی است بحق خود ما هم - آمین ثم آمین -

خاکسار غلام حسن جواهر رقم

قطعه تاریخ

شکر خدا زین فن بسیط
سال اشاعت گفت تمیز

مرحلهٔ هفتم شد طے
بستم ذی حج پنجم دے
۱۳۳۲ ہجری

فہرست تالیفات خان بہادر۔ شمس العلماء۔ نواب عزیز جنگ بہادر مولانا

۱ تاریخ النوائط۔ یہ فن تاریخ کی کتاب ہی ۲۹۲ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت پانچ روپیہ خرچ پتہ ۸ر

۲ عطیات سلطانی۔ یہ شاہان سلف کی عطایا کی تقدی وارضی کی تاریخ ہی ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت تین روپیہ خرچ پتہ ۶ر

۳ محبوب السیر۔ یہ فرمانروایان دکن کی تاریخ ہی تالیف غفران مکان میر محبوب علیخان بہادر نور اللہ مرقدہ مع ضمیمہ نگارستان آصفی ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان فارسی قیمت تین روپیہ خرچ پتہ ۵ر

۴ سیاق دکن۔ یہ عربون کے سیاق قدیم کی تاریخ ہی جسمین حیدرآباد کے دفتری سیاق کا بھی بیان ہی ۱۸۰ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عصا خرچ پتہ ۴ر

۵ فلاحۃ النخل۔ یہ فن فلاحتین کاشت کھجور سے متعلق اور ۲۸۸ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عصا خرچ پتہ ۵ر

۶ کاشت انگور۔ یہ فن فلاحتین انگور سے مخصوص ہی اور ۴۶ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت ۱ے روپیہ خرچ پتہ ۶ر

۷ کاشت ترکاری۔ یہ فن فلاحتین ترکاریونکی کاشت سے متعلق اور ۵۷ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عصا خرچ پتہ ۴ر

۸ غرائب الجمل۔ یہ فن تاریخ گوئی سے متعلق ہے اور ۴۰ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت ۱ے خرچ پتہ ۸ر

۹ حیوۃ الحمام۔ یہ فن طیور سے متعلق کبوتر سے مخصوص اور ۴۳ صفحہ پر شامل زبان اردو قیمت عصا خرچ پتہ ۶ر

۱۰ کلیات نظم۔ یہ فن شعر ہی جسمین قصائد وغزلیات اور رباعیات وقطعات تاریخ کا مجموعہ ہی جسکو دیباچہ مین مؤلف نے مختصر سوانح عمری ہی ۲۰۰ صفحہ پر شامل زبان فارسی قیمت عصا خرچ پتہ ۵ر

۱۱ تحفۃ اللغات۔ یہ فن لغت مین ایک مبسوط کتاب جو ۲۸ جلد پر شامل ہی جسمین صرف سات جلدین چھپی اور باقی جلدین چھپ رہی ہین۔ فارسی اردو زبان کا لغت مطبوعہ ساتون جلد ۴۰۰ صفحہ پر شامل زبان فارسی مع ترجمہ اردو سات جلدونکی قیمت للوعہ خرچ پتہ ۷ر

مندرجہ بالا کتب پبلک لائبریریز کے لئے صرف خرچ پتہ پر وقف ہین۔

لائبریری

جامعہ عثمانیہ